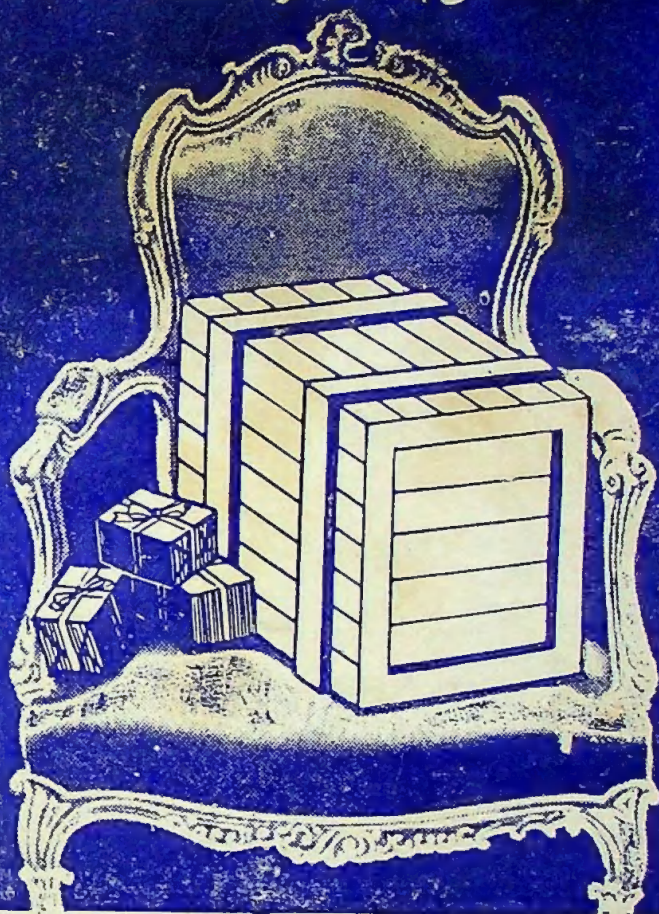


JANUARY-1978
SHANTI ANK



PRICE
Rs. 14/-

کاش اس کرسی کے پیسے لگے ہوتے
لیکن ہماری فلیٹ رواں دواں ہے



ہماری فلیٹ کا شمار دیش
کی عظیم ترین فلیٹوں میں ہوتا
ہے۔ اور ہم ہر وقت آپ کا مال
بحفاظت تمام کہیں بھی پہنچا
سکتے ہیں۔



آپ کے مال کی بہتر دیکھ بھال کے لئے ہماری بہترین خدمات حاضر ہیں۔

جے پور گولڈن

ٹرانسپورٹ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ

رجسٹرڈ آفس - روشن آرا روڈ - دہلی - 110007 - فون 517001 (4 لائنیں) 522322, 522107, 522427
ٹیلیکس نمبر: دہلی - 4111 - 031 جے پور: 324 - 036 احمد آباد: 468 - 012 اندور: 327 - 073
مبئی: 5275 - 011
دہلی پارسل سروسز اورژنا
دہلی - جے پور - جودھپور - اجمیر - اودھے پور - کوٹہ - بیکانیر - سری گنگا نگر -
مبئی - اندور - احمد آباد - سورت - بڑودہ - راجکوٹ - جام نگر - بھاونگر

رسالہ اوم دلی کا سالنامہ اوشانی ایک

جنوری ۱۹۷۵ء

چند سالانہ ۲۸/- روپے
دی پی منگوانے پر ۴/- روپے زائد
بمعدہ سالانہ شانتی ایک قیمت ۱۴/- روپے
غیر مالک سے سالانہ چندہ
بذریعہ بھجی ڈاک ۱۰۰/- روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰۰/- روپے

رستم بذریعہ فارن پوسٹل مٹی آرڈر بھیجئے کی کریا کریں۔ چیک یا پوسٹل آرڈر ارسال نہ کریں

نوٹ: سالانہ شانتی ایک جنوری ۱۹۷۵ء دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ ماہوار پرچہ شائع نہ ہوگا

حیف ایڈیٹر: گورکھ ناتھ چندہ
ایڈیٹر: برہما چندہ

شری برہما چندہ ایڈیٹر: پرنٹر پبلشر: مالک نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس گل سوداگراں بازار ملی ماراں
دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم مکان نمبر ۴۰۶۲ بازار اجیری گیٹ دہلی سے شائع کیا۔

ہر کو نام سدا سکھدائی

جاں کو سمر اجا بل اُدھے۔ گنگا ہوں گت پانی
پنچالی کو راج سمجھائیں۔ رام نام صدھ آئی
تا کو دکھ ہریو کر دوائے۔ اپنی بیج بڑھائی
جو تر جس کر پاندھ گائیو۔ تاں کو بھیو سہائی
کہو نانک میں ایہی بھروسے۔ گہی آن سرنائی

۱۔ گنگا ایک ویشیاتی ۲۔ پنچالی۔ درویدی

تریتے تیں مانیو رام رگھو بس کہایو
اگر سین کو راج ایہے بھگتاں جن دیو
سری گورو راج اجل اٹل آد پرکھ سرنائیو

ست نچک تیں مانیو چلیو بل باون بھایو
دوا پر کرشن مرار کنس کرتا رتھ کیٹو
کل جنگ پرمان نانک گورو انگد امر کہایو

اغراض و مقاصد

- ۱۔ زمانہ حال کی زبان میں برہم گیسان کی تعلیم دینا
- ۲۔ بھگتوں، دیوگیوں، گیانیوں اور دوسرے ہمارے دشمنوں کی انہارنے والی زندگیوں کے حالات پیش کرنا۔
- ۳۔ عالمگیر اور ابدی سچائیوں کی اشاعت کے ذریعے تعصب اور تنگدلی کو دور کرنا۔
- ۴۔ ماضی و حال کے بلند ترین خیالات اور نہایت گہرے روحانی تجربات کو پیش کرنا۔
- ۵۔ تمام قوموں اور نسلوں کے درمیان انسانی وحدت دکھا کر مافی رواداری قدر شناسی اور اتحاد کی پہل کو بڑھانا۔

قواعد و ضوابط

- ۱۔ یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ اہل حضرات کے مضامین بھی رسالہ ہذا میں درج ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اس کے ادبی و روحانی معیار پر پورے اتریں۔
- ۳۔ اگر کسی صاحب کو پرچہ وقت پر نہ ملے تو وہ اپنے ہاتھ لکھ کر پرچہ طلب کر سکتے ہیں اس کے بعد تقبیل نہ ہوگی۔
- ۴۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیے مگر آدرس ارسال کرتے وقت اپنا نام اور پتہ غرضاً حذف کر دینا چاہیے تاکہ رقم درست طور پر اصحاب متعلقہ کے حساب میں جمع ہو سکے۔
- ۵۔ تبدیلی پتہ کی اطلاع ۲۰ تاریخ سے پہلے دینی نہایت ضروری ہے

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون نگار	نام مضمون	نمبر شمار
۲	گوربانی	ہر کا نام سدا سکھائی	۱
۲	مینجر	اغراض و مقاصد رسالہ اوم	۲
۳		فہرست مضامین	۳
۶	ایڈیٹر	سکھ اور شانتی	۴
۹	مترجم پنڈت شری وٹوانا تھ جی شاستری پر بھاگر	وشنوسہر نام (مبع ترجمہ)	۵
۳۳	مترجم منشی سورج نارائن مہر	پانچویں لوگ شاستر	۶
۴۷	منشی جے چند پریم جرنلٹ	عشق الہی	۷
۴۸	شری کاننشی رام جی چاولہ	شانتی نہیں تو کچھ بھی نہیں	۸
۴۸	"	شانتی جیو کا پیدا نشی حق ہے۔	۹
۵۱	"	شانتی پر اپنی کے آپاٹے۔	۱۰
۵۲	"	بھگوان اور انسان سے شدھ پریم	۱۱
۵۶	"	ہر دے کی نرمالتا یا پاکیزہ دلی	۱۲
۶۰	"	ساتھ صداقت راستی	۱۳
۶۳	"	پنچابی میں شانتی پر اپنی کے سادھن	۱۴
۷۱	"	ایکانت اور شانتی	۱۵
۷۲	"	پر بھو وٹوانا اس	۱۶
۷۷	"	شانت اوستان کے شترو	۱۷
۸۱	سوامی رام تیرتھ جی	انسانی زندگی کا مقصد	۱۸
۹۰	شری نریندر ناتھ شرما	ہاتھوں سے تہ چھوٹے تیرا دامن میرے والی	۱۹
۹۱	شری انند کپور	شانتی کی کھان	۲۰
۹۲	شری ٹیک سنگھ جی بانسل ایم اے	شانت مئی جیون	۲۱
۹۶	سنت نارائن سنگھ جی	شری گورو تیغ بہادر جی	۲۲
۱۰۰	شری لکشمی چند گروور	انجمن درویشاں	۲۳
۱۰۱	ایڈیٹر	مہانتا بڈھ	۲۴

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۲۵	نہیں کچھ اور ہے اس بن	شری سوامی گوہند آنند جی مہاراج	۱۰۶
۲۶	سراے خانی	حضرت تراب صاحب	۱۰۷
۲۷	سوہنگ باب	ایڈیٹر	۱۰۸
۲۸	جگت کرم سنگھ	ایڈیٹر	۱۰۹
۲۹	تیری رحمت	سنت بڑ سنگھ جی تیرہ	۱۱۱
۳۰	شانی مارگ	پنڈت نریندر ناتھ جی شرما	۱۱۳
۳۱	شانی کی اصلیت	شری لکشی چند گروور	۱۱۷
۳۲	منزل مقصود (غزل)	شری ہر پرشاد جی	۱۲۰
۳۳	امرت سوئے	گورو گوہند سنگھ جی مہاراج	۱۲۰
۳۴	اہم برہم اسمی	ایڈیٹر	۱۲۱
۳۵	کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے	عرشی امرتسری	۱۲۷
۳۶	میں کون ہوں	ایڈیٹر	۱۲۸
۳۷	شری کرشن چندر جی مہاراج	شری بلجیت سنگھ گریوال	۱۳۲
۳۸	ہر اک شے میں عیاں تو ہے	شری ایم بی فدا خلیق	۱۳۲
۳۹	ادویت واد اور اخلاق	شری سوامی دوپیکانند جی	۱۳۳
۴۰	داستان غم و فیض ساقی	پنڈت رام لال جی ساک	۱۳۶
۴۱	چند پیغامات	شری ہرنانداس جی آنند ایم اے بی ٹی	۱۳۷
۴۲	زندگی	نارائن سنگھ جی	۱۳۹
۴۳	شانی یا آنند	حکیم ریلداس جی مضطر	۱۴۷
۴۴	رمز تصوف	پنڈت نریندر ناتھ جی شرما	۱۵۱
۴۵	ہر آن ہم کو اشاروں سے وہ بتاتے ہیں	منشی جے چند پریم	۱۵۲
۴۶	روحانی خواہش	منشی جے چند پریم	۱۵۲
۴۷	عشق حقیقی	پنڈت نریندر ناتھ جی شرما	۱۵۳
۴۸	وہدانت	شری شانی سرورپ جی شان	۱۵۳
۴۹	انسان اور شانی	شری شانی سرورپ جی شان	۱۵۴

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۵۰	رام بھگتی	شری شانتی سرورپ جی شان	۱۵۳
۵۱	جیون کی آزمودہ سچائیاں	ماسٹر ہری کرشنن جی شرم شادانی	۱۵۸
۵۲	انسانی زندگی کا بلند ترین آدرش	شری پیار سے لال بی۔ اے	۱۵۹
۵۳	ابو معین الدین ناخبرین خسرو	"	۱۶۱
۵۴	یوگ	پنڈت ست پال جی بھاردواج بی۔ اے	۱۶۲
۵۵	آتم سرپن۔ آتم چپن	پنڈت چانن رام جی وفا	۱۶۲
۵۶	شانتی پائے کا مہانتر	شری سائل شاہ تاراکرٹھی	۱۶۳
۵۷	مکتی کا تالاب مکشر	شری الفت امین آبادی	۱۶۸
۵۸	بھگوان	"	۱۸۱
۵۹	شانتی پرب	ہما بھارت سے	۱۸۲
۶۰	بھگوان کرشن کی استی	گوربانی (محلہ ۵)	۲۳۲
۶۱	استھا وکر گیتا (منظوم اردو)	کوی ہرکشن لال جی	۲۳۴
۶۲	امیر خسرو	ایڈیٹر	۲۴۷
۶۳	پر ماتما کی ہستی	شری تاراسنگھ سیدوی	۲۴۹
۶۴	سچا مذہب	شری آنند کپور	۲۵۲
۶۵	پروفیسر میکس مولر	شری خواتی رام جی پوری بی۔ ایس۔ سی	۲۵۳
۶۶	منزل مقصود	شری ہرپشاد جی شوہرے	۲۶۴
۶۷	وشنو بہسرنام	پنڈت وشواناتھ جی شاستری	۲۶۵
۶۸	ہمارا بی کنتی	"	۲۹۷
۶۹	تلاش	شری ہرگوبند رائے جی	۳۰۰

سکہ اور شانتی

جے سکھ کو چاہیں سدا شرن رام کی لے (گوبانی)

چینوٹی سے لیسکر برہما تک تمام جیو جنتوں میں سکھ اور شانتی کی پراپتی کے لئے دودھ پ نظر آتی ہے یہاں تک کہ سورج چاند اور دیگر نیک شتروں میں بسنے والے دشو دیوتا بھی مزید سکھ کے خواہشمند ہیں۔ چونکہ ان کا سودرگ بھی اپنے ہی اعمالوں سے تعمیر شدہ ہے۔ اور کرموں کا پھل بھوگنے کے لئے ہی ان کو دوقیہ شریہ پراپت ہیں۔ اسلئے ان کو بھی ڈر اور خوف رہتا ہے۔ کہ شہ کرموں کا پھل بھوگنے کے بعد وہ بھی سودرگ سے گرائے جائیں گے۔ اور پرتھوی پر گر کر وہ پھر شہ یا اشہ کرموں میں پروردت ہوں گے۔ شہ کرموں سے سودرگ اور اشہ کرموں سے ترک بھی بھوگنا پڑے گا۔

منش شریہ ہی سب یونیوں سے افضل ہے۔ کیونکہ یہی کرم بھوی ہے۔ جس میں انسان شہ کرم کر کے شہ گتی حاصل کر سکتا ہے اور برے اعمالوں سے ترک میں دھیکلا جاتا ہے۔ اس لئے دیوتا بھی اس منش شریہ کو حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں منش شریہ حاصل کر کے ہی جیو، برہم گیان کو پراپت کرتا ہے۔ اور کرم چکر سے رہائی پا کر مکت ہوتا ہے۔ اس لئے بھی منش شریہ کی بہت ہمتا ہے۔ اور اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ پراپت ہے۔ دانائی اسی میں ہے کہ ہم منش جنم کو پھیل کرنے کے لئے برہم گیان کو حاصل کریں۔ بھئی پراپت مانگہ دیہریا۔ گوبند ملن کی امیہ تیری بریا،

اور کاج تیرے رکتے نہ کام۔ بل سادھ سنگت بھی کیوں نام (گوبانی عہدہ)

پرہم سکھ اور پرہم شانتی کا دوسرا نام ہی ملتی ہے۔ اور وید یعنی بھگتی شرتی کا یہ فرمان ہے کہ ”رتے گیاناں نہ ممکتی“ یعنی بغیر برہم گیان یا اتم گیان یا ایشوری گیان کے ممکتی کی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ اسلئے دانائی اسی میں ہے کہ ہم اپنی ابدیوں اور من کا دمن کریں۔ من کو انتر تمکھ کر کے آتم چیتن میں لگائیں۔ ہم ذرا غور کریں۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ سنسار میں کل دودھ پدارتھ ہیں۔ ایک درشٹا (دیکھنے والا) آتا ہے۔ اور دوسری چیز درشیہ ہے۔ شاستر اور جاتاؤں کے کتھن اوسار درشٹا کا سروپ ست چیت اور آئندہ ہے اور درشیہ است۔ جڑ اور پچھن ناشوان ہے۔ آتما سدا ایک رس۔ اکرتا اور ابھوگتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس درشیہ (مالیا) تبدیل پذیر ہے۔ درشٹا کو ہی آتما۔ پرہم۔ برہم وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور یہی پرہم سکھ اور پرہم شانتی کا سروپ ہے۔

جب درشتا آتا اپنے سروپ کو بھول کر اور درشتیہ کو ست سمجھ کر مایاوی پدارتھوں کی کامتا کرتا ہے۔ تبھی یہ دکھوں اور مصیبتوں اور کرم چکر میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن جب آتم گیان دوبارہ پھر اپنے سروپ میں لین ہوتا ہے۔ تو پریم سکھ اور پریم شانتی کا لہو بھوکرتا ہے۔ جیسے سوپن میں ایک راہب اپنے آپ کو کنگال دیکھتا ہے۔ اور دکھ اٹھاتا ہے۔ اس طرح یہ جیو آتما بھی اپنے سکھ سروپ کو بھول کر مایا کی بھول بھلیوں میں بڑھ کر دکھ اٹھاتا ہے۔

پرما آتما (برہم یا آتما) کے اندر جب یہ اچھا پرگٹ ہوتی کہ میں ایک ہوں ایک ہو جاؤں۔ ”ایکو ہم بہوشیا ما“ تب جتنو (نرن گرہ) ہوا۔ اس سے شوک شمع بھوت۔ شدید۔ پیرش روپ رس گندھ ہوئے۔ ان سے استھول بھوت۔ آکاش۔ والو۔ انجی جل پرستھی بنے۔ اور ان سے آگے استھول سرشتی کا زمان ہوا۔

اگیان اور ادھیاس سے جیسے سوپن (خواب) سے شریر کو سنکلیپ سے رنج کر اصلی اپنا سروپ بھول جاتا ہے۔ اور اس کو سچا مان کر اس میں میں اور میرا بھرم سے دیکھا جاتا ہے۔ تو اس کو سکھ دکھ اپنے سروپ میں دکھائی دیتا ہے۔ ایسے ہی جاگرت میں بھی جب اصلی سروپ کو بھول کر شریر کو ست مانتے ہوئے اس میں میں اور میرا پکا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے دھرم اپنے سروپ میں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے پھولوں کے رنگ کا عکس جب شیشے میں پڑتا ہے۔ تب انجان بچہ اس کو شیشے میں دیکھتا ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ یہ رنگ شیشے میں نہیں ہیں۔ دوسری جگہ پھولوں میں ہیں۔ ایسے ہی اگیان سے دریش کے دھرم درشتا میں سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی شریر کے دھرم آتما میں مان لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ آتما نروکھ اور نروکار اور شانت روپ ہے دکھ سکھ ہر کھ شوک سب سے مبرا ہے۔

اودیا یعنی اگیان کی دو شکستیاں ہیں۔ ایک آدرن۔ دوسری دکشیپ آدرن کا کام ہے۔ اصلی دستو کو ڈھانپ دینا اور دکشیپ کا کام ہے اس کی جگہ اور دکھا کر اس میں کئی قسم کی کریاؤں کا وہم کرنا۔ اسلئے جب تک آدرن شکتی دور نہیں ہوتی تب تک دکشیپ کی نور ترقی ہونی بھی مشکل ہے۔ اور آدرن کی نور ترقی کے واسطے اصل دستو یعنی برہم آتما کے گیان کی ہی ضرورت ہے۔ جب آپ کو سنا لکھیات سا کشی آتما اور بھوکرتے ہوئے سرب آتما برہم سجدہ اند پون کی بھادنا کا پرواہ جاری رکھا جاتا ہے۔ اس وقت آدرن شکتی دور ہو جاتی ہے۔ اور سنا لکھی دکشیپ کی بھی نور ترقی ہو جاتی ہے۔ اندریوں کا دشیانند جس پر تمام جیو لٹے ہوئے ہیں۔ وہ صرف جیت ہتی کے ٹھہرے ایک گھر کے آتما کے پرتی بپ (عکس جھلک) پڑنے سے ہی آند معلوم ہوتا ہے۔ جو کہ نقلی آند ہے۔ اصلی نہیں۔ اور وہ بھی عارضی ہے۔ یہ متقل نہیں۔ اسلئے دانالوگ اصل کو چھوڑ کر نقل کی طرف نہیں جاتے۔

آتما نند نہ کو کہیں سے لانا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سروپ کا ہی آلو بھو ہے۔ یہ نہ جاتا ہے اور نہ ہی کم و بیش ہوتا ہے اور نہ ہی عکس کی طرح نقلی ہے۔ اسلئے اس کو پرمانند کہا جاتا ہے۔ اور بیش شانت ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ آتما نند منوناش اور واسنا کے کھے ہونے پر پرگٹ ہوتا ہے۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ منوناش اور واسناؤں کا کھ کیسے ہو؟ اس کا اپاٹے یہ ہے کہ:-

تمام منار (نام روپ) استھول اور سوکھ شمع کو متبیا لٹے کر کے اس میں راگ دولیش کو دور کیا جاوے اور نام روپ

دیکھنے کی بجائے۔ سب آتم بھاد سے پورن آتما کا ہی انویجو کر کے اس ابھاس کا پردہ جاری رکھا تا دے۔ اس ابھاس سے منو ناس اور واسنا کے ہو کر کیول آتم برہم کا سبھا دک ہر وقت ہی جو برہم آند سر دپ ہے۔ انویجو ہوگا۔ ادھر سے جتنا من اور داستنا کی فورتی ہوتی جاتیگی۔ اتنی ہی برہم درشتی (آند روپ انویجو) بڑھتی جاتیگی۔ جس قدر ابھاس سے آتم درشتی بڑھتی جاتی ہے۔ اسی قدر منو ناس اور واسنا کے ہوتے جاتے ہیں۔ گو انکا اکٹھا ابھاس ہوتا ہے۔ جیسے کشتی طارح کہ یہ جاتی ہے اور طارح کشتی کو۔ جیسے ڈرائیور گاڑی کو اور گاڑی ڈرائیور کو لے جاتی ہے۔ ایسے ہی سر دپ ابھاس سے منو ناس اور واسنا کے آتم درشتی ہوتے ہوئے برہم آند اوستھا کو پراپت ہوتا ہوتا ہے۔

آتم گیان کے ادھیکاری کے واسطے لازم ہے کہ وہ اپنے من کو برے کاموں اور بُری دانساؤں کی طرف نہ جانے دے۔ شانتی اور نیکوئی کی حالت ہم پہنچا ہے۔ اندریں یعنی حواسوں اور من کو رکے قلب (انتہ کون) صاف ہو گیا تو اس میں شینے کی طرح خود بخود آتما کا کشف ہوگا۔ مکھی کی زبردست خواہش اور من کی شدھی یہ دونوں باتیں آتم گیان حاصل کرے کیلئے ضروری ہیں۔

آتم گیان کو برہم گیان پراپت ہو جاتا ہے۔ ان کو سرور روحانی میسر ہوتا ہے۔ ان کی نظر دنیا کی کل راحیں۔ اندریوں کے درشتے سب پہنچ ہو جاتے ہیں۔ ان کی تمام دنیاوی خواہش نابود ہو جاتی ہے۔ دنیاوی مزے ایسے پھکے پڑ جاتے ہیں کہ پھر ان کی طرف رغبت ہی نہیں ہوتی۔ ایسی سرور اور سستی کی حالت کو پراپت ہوا پرش ہر ایک جاندار میں اور ہر ایک دشت میں اپنے محبوب پریم (اپنا آتما۔ اپنا آپ) ہی دیکھتا ہے۔ اس کے ہر وہ میں آند کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ دکھ اور مصیبت کی دنیا میں راحت ہو جاتی ہے۔ شری کی انگٹا اٹھنا اڑ جاتی ہے۔ گیان کا اندھیرا مٹ جاتا ہے۔ من اور بدھی آتم سر دپ میں محو ہو جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی تیو دیر ناجینا سکھ دکھ۔ نفع نقصان سردی گرمی بھوک پیاس وغیرہ سے مکمل آزادی مل جاتی ہے۔ اس کی اپنا سا کا ڈھنگ بھی کچھ نہ الا ہو جاتا ہے جس بھگوان کو وہ پہلے کہیں آسمانوں میں بیٹھا ہوا تصور کرتا تھا اور اس سے خوف کھاتا تھا۔ اس کو وہ اپنے ہر وہ میں براہمان اور سرور پری پورن درشتے درشتے میں دیا یک دیکھتا ہے۔

میچ پر بھجھو حکیتی (برہم گیان) کو پا کر اپن ان دنیا بھر کے جانداروں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اپنے ایک گھر ایک دیش۔ ایک قوم۔ ایک مذہب کی محدویت کا نیاگ کر کے تمام دنیا کو اپنا گھر اور تمام مخلوق کو اپنا کنبہ قبیلہ تصور کرتا ہے۔ اور اس انمول دھکتی اور گیان روپی رتن کو حاصل کر کے اطمینان دل اور سکون قلب کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بے خود ہو کر فرط مسرت میں یہ گانا نظر آتا ہے۔

من تو شدم تو من شدمی من جاں شدم تو تن شدی
تا کنس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

تبیائے اس اوستھا کو پراپت کر کے کہاں مذہبی جھگڑے رہیں گے۔ کہاں فرقہ دارانہ کش مکش۔ ہٹ دھرمی۔ کٹر پن تنگ خیالی اور تنگ نظری۔ بے رحمانہ سلوک اور حقارت کہاں رہ سکتے ہیں۔ جب یہ تمام دوش دور ہو گئے۔ تب ہر طرف سے شانتی ہی شانتی کا دانا درن دکھائی دیگا۔ ایسی شانتی کو حاصل کرنے کیلئے سالانہ شانتی انگ میں ہینیار سادھن موجود ہیں۔ ان انویجو مہاتماؤں کے لیکھ بار بار پڑھیے۔ اور ان پر عمل کر کے منش جیون کو سچل بنائیے۔ یہی سب آتم اور فردی کام ہے۔ اودم شانتی

شری وشنو سہسرام

مترجم پنڈت شری وشنو ناتھ جی شاستری پربھاکر آپجاریہ کھنہ (لہیا)
داردو ترجمہ از ڈاکٹر پیارے لال جی شرما کھنہ علی لہیا

دیباچہ

شری وشنو سہسرام شری گیتا جی کی طرح لا انتہا جواہرات سے بھرپور سمندر جہا بھارت کا ایک انمول پریم روشن مہارتن ہے۔ اس کی تعریف میں کچھ کہنا سورتج کو چراغ دکھانے جیسی گستاخی کرنے کے مترادف ہے۔ یہ ہماں منگل سرودپ بھگوان نام سے ہے۔ بھگوان ہی کے سمان از خود روشن بھی ہے۔ اپنی ہما کو خود ہی روشن کر رہا ہے۔ ہاں اسی بہانے کچھ بھگوت چرچا کا شہو موقعہ حاصل ہو سکے گا۔ اس مقصد سے کچھ لکھنے کی ہمت کرنا امید ہے نا مناسب بھی نہ ہوگا۔

سنا میں سکھ کی خواہش ٹھیک مرگ ترشنا ہی ہے۔ انسان ایک درجہ یا حالت اپنے لئے قائم کرتا ہے سمجھتا ہے۔ "وہاں پہنچ کر میں سکھی ہو جاؤں گا" بہت ہمت و استقلال سے۔ انتہائی تکالیف کو جیسے تیسے پار کر کے وہ دیرینہ خواہش پوری کر لیتا ہے۔ لیکن تعجب! اب وہاں سکھ نہیں ہے۔ سکھ اسے کسی اور فرضی حالت میں سو جھنے لگا۔ اس طرف دوڑ شروع ہو گئی۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی سکھ کچھ اور آگے بھسک گیا۔ سارے کا سارا جیون اسی دوڑ دھوپ میں گزر جاتا ہے۔ واسے رے قمت! سکھ حاصل کرنے کی محض امید ہی بنی رہتی ہے۔ پانی کی خواہش سے سراب کی طرف دوڑنے والا ہرن اپنی پیاس بجھانے کی خوش نفسی حاصل کر سکتا ہے کیا؟ محض وہم بھرائی کے سبب دور سے بچھے ہی صاف مزیدار سرود پانی کے سمندر کا نظارہ دیکھ کر کچھ عرصہ فضول امیدوں میں الجھا رہے ہاں اگر ایشور کرپا سے کبھی اس سراب کی طرف سے منہ مڑ جائے اور پیچھے نزدیک ہی موجود سچے امرت کی طرف ہو جائے تو ہمیشہ کی دوڑ دھوپ سمپت ہو جاوے۔ سکھ کیا پھر تو چاروں طرف آئند ہی آئند ہے۔ اور سدا کے لئے پیاس کی شانتی۔ یہاں پہنچے بغیر شانتی کی پراپتی بالکل ناممکن ہے۔

ہمارا جہ پانڈو کے پیر دیہتشر ارجن۔ ہمیں مکمل سہیلو۔ پانچوں پانڈو بچپن سے ہی بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا رہے۔ پتا سورتگ سدھار گئے۔ راجہ دوسروں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ پرورش کا بھی کوئی انتظام نہ رہا۔ بیچاری ماما کشتی نہ جانے

کیسے دن کاٹتی رہی۔ کچھ بڑے ہوئے سکھ کے دن نزدیک دکھلائی دینے لگے۔ لیکن غیر منصف دریودھن کے بیچے میں پھنس گئے۔ جوڑے میں سب کچھ ہار بیٹھے۔ بھری سبھامیں پر یہ پتہ پڑی تو قابل برداشت بے عزتی آنکھوں سے دیکھنی پڑی۔ بارہ برس جنگوں کی راکھ چھانی۔ اکیات واس (چھپے رہنا) کا ایک سال راجہ وراٹ کے ہاں پوشیدہ طور سے ملازمت میں گزارا۔ اب تو سکھ سے وقت گزرے۔ لیکن

“सूच्यग्रं नैव दास्यामि विना युद्धेन केशव।”

دُشٹ دریودھن سوئی کی نوک جتنی زمین بھی دینے کو تیار نہیں۔ چنانچہ یدھ کے سوائے اب کوئی دوسرا چارہ نہ تھا۔ مہابھارت یدھ ہوا۔ جیت بھی مل گئی۔ اب تو دیرینہ منورثہ کی تکمیل ہو گئی۔ ساری سلطنت قیضہ میں آگئی۔ سکھ کے سامان میں کوئی بھی تو کمی نہیں رہی۔ لیکن رشتہ داروں کے غم اور دکھ دلچسپا پاپ نے اگھرا۔ ایک لمحہ بھی شانتی نہیں سارا سامراجیہ (سلطنت) نہر ہلاہل دکھائی پڑتا ہے۔ نہ دن کو چلن ہے نہ رات کو آرام۔

بڑے بڑے رشی۔ ہرشی لگے سمجھانے۔ لیکن مہاراج یدھشٹر کے پریشان من کا کچھ بھی تو حل نہ ہوا۔ دھنیہ میسر من موہن؛ بھلا آپ کی نرالی چال کو کون جانے؛ سنار بھر کے پیچیدہ سے پیچیدہ سٹوں کو لمحہ بھر میں سلجھا دینے والے اور گیتا جیسے جملہ شنکاؤں کا سادھان کر دینے والے گوتمہ کے مصنف ہوتے ہوئے بھی یدھشٹر کے معمر کا حل خود نہ کر کے اس بھاری کام کا سہرا اپنے انبیہ بھگت ستیہ ورت مہاتما بھیشم جی کے سر باندھنا چاہتے ہیں۔ ہسکرا کر بولے۔ راجن یدھشٹر! اس بارے میں سب سے زیادہ تجربہ رکھنے والے کو رو بزرگ شری بھیشم پتاما ہیں۔ وہ ہی آپ کا ڈرن سادھان کر سکیں گے۔ چلو ہم سب ان ہی کی سیوا میں چلیں۔ کون جانے بھگت و نسل بھگوان اس پہانے اپنے سچے بھگت پتاما کو ان کے آخری وقت میں کراتھ کر کے جارہے ہیں۔ اور ساتھ ہی پریم بھگت پانڈو ورتراج مہاراج یدھشٹر کے پیچیدہ مسئلہ کو حل کر داکر ان کے عرصہ دراز سے دیکتے ہوئے دل کو شانتی نصیب کرانا چاہتے ہیں۔ مہاتما بھیشم تیروں کی سیج پر پڑے ہیں۔ بھگوان کے دھیان میں محو ہیں۔ آج اکیا دن دن گزر گئے ہیں۔ جملہ راجپنیشی منی اور محترم سجنوں کے ساتھ بھگوان شری کرشن اور مہاراج یدھشٹر مہاتما بھیشم کے پاس تشریف لائے۔ رسمی آداب و القاب کے بعد شری کرشن درشن سے کراتھ ہو بھیشم پتاما سمجھ گئے۔ کہ یہ پریم کوٹکی شری ہری کی لیسلا ہے۔ بولے۔ دھرم راج یدھشٹر! فیال کیوں ہو؟ دھرم آچرن کر کے دلچسپا پاپ کیا؟ ایشور اچھیت حاصل ہوئے ایشوریہ کو بھو گئے ہیں دکھ کیوں؟ شری ہری لیسلا کو جان کر بھی موہ کیونکر؟ اس پر مہاراج یدھشٹر نے دھرم کے بارے میں مفصل طور پر سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تب بھیشم جی نے سب طرح سے سب دھرم اور دھرم کے راز تفصیل سے یدھشٹر کو سنائے۔

یدھشٹر کو سچے تو تھے نہیں۔ نیچے سے اوپر تک کے سب مراحل؛ چونی سے برہما تک کے حالات ان کے دھیان میں تھے۔ برہم لوک تک کے سکھ میں ان کو مکمل شانتی دکھلائی نہیں دیتی تھی۔ وہ تو شانتوت (لامتناہی) شانتی کی کھوج میں تھے۔ ایک آخری لکشیہ یعنی مقصد کے حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ اسی ایک مقصد یا آخری منزل کے حاصل کرنے کے

طریقہ کو جاننے کی ترپ تھی۔ چنانچہ سب دھرم اور دھرم کے دازول کو سن لینے پر بھی اُن کا دلی سمدھان نہ ہوا۔
انتہ کرن کی اندرونی پیاس نہیں بجھی۔ تو وہ بھیشم جی سے اس کے متعلق سوال کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہیں سے
ویشنو سہسرنام کا دیباچہ شروع ہوتا ہے۔

श्रुत्वा चर्मानज्ञेयेण पावनानि च सर्वशः ।
युधिष्ठिरः शान्तमनः पुनरेवावभाषत ॥ १ ॥

شمر تو دھرمان شے نشین پاوانی پر سروسٹ:

یدھشترہ شانت نوم۔ پڑو یا بجے بھاشت (۱)

ارتھتات: نسب دھرم و پوتر کرنے والے اور پاپ ناسھ کرنے والے ورت نیم وغیرہ مکمل طور پر سن چکے پر
دھرم پتر مہاراج یدھشتر نے شانتو پتر مہاتما بھیشم سے یہ پرسن کیا۔ (شلوک ۱)

پرائن اور پریم دھرم

اس زمرہ میں یدھشتر مہاراج کے چھ سوال ہیں اور بھیشم جی کی طرف سے اُن کے جواب ہیں۔ لیکن اُن میں دو
سوال ہی سب کا پوچھ ہیں (۱) پرائن پرسن اور (۲) پریم دھرم پرسن
پرائن سے مراد ہے اعلیٰ مقصد۔ آخری منزل۔ جس کو حاصل کر لینے پر پھر کچھ اور حاصل کرنا باقی نہیں رہ جاتا

नानवाप्तमवाप्तव्यम

ناواپت مواتپتویم

باقی چار پرسن اسی کے انگ ہیں۔ (۱) ایک دیو کون ہے (۲) استوتی۔ گن نیکرین کس کا کرنا چاہیے۔

۳۔ کس دیو کی پوجا کرنی چاہیے؟ (۴) نتیہ ترنتر جاپ کس کا کریں؟

جو بھی ایک لکشیہ (منزل مقصود) سہد ہوگا۔ اسی کے لئے یہ سب باتیں لاگو ہوں گی۔ یہ بات بالکل صاف ہے
جو بھی ہمارا ایک اسٹ دیو ہوتا ہے کسی بھی روپ میں جو اسی کی استوتی پوچھا اور جاپ ہوا کرتا ہے۔ ایک شخص کا
مقصد اگر دھن حاصل کرنا ہے تو اُس کا دیوتا تو وہی ہے۔ نتیہ ترنتر اُس کی ہی پوجا کرے گا۔

دوسرا بڑا سوال ہے۔ پریم دھرم۔ ارتھتات اُس آخری منزل یا پریم پرشوار تھ کے حاصل کرنے کے لئے ہیں کرنا
کیا ہے؟ جس کے کر لینے پر پھر کچھ کو تو یہ فرض باقی نہیں رہ جائے گا۔

कर्तव्यं न वशिष्यते

کرتویم نارشیشے

اس کا جواب یدھشتر جی محض سنی سنائی باتوں کے سہارے ہی نہیں چاہتے بلکہ بھیشم جی کے عرصہ دراز اور تپوئے
جیون کی شہادت اور اُن کے دلی احساسات پر مبنی پریم داستوک سچائی کے روپ میں اتر پانا چاہتے ہیں۔ تب ہی
توانہوں نے ان شبدوں کا استعمال کیا۔

भवतः परमो मतः प्रमोमते

پرائن (منزل اعلیٰ) سوال کے جواب میں بھیشم جی نے ست چیت آئندہ۔ پر برہم پر ماتما کو پرائن یعنی سب سے

بڑا لکشیہ بتلایا۔ اور اُسی کے تاوک (اصل) سُروپ کو واضح کرتے ہوئے کہا۔ "جو پرانا ہمارے پران۔ پریم پراپتوتیہ (حاصل کرنے یوگیہ)۔ پریم دھیمیہ (پوچھا کے یوگیہ) نہیں وہ انادی (ابتداریت)۔ انت (لامحدود) سردوک ہیشور (سب لوگوں کے سوامی)۔ پریم تیج سرورپ۔ سبھی پوتروں میں پریم پوتر۔ منگوں میں پریم منگل سرورپ دیو ادھی دیو۔ سردگیہ (سب لکھی جانے والے) سروشکیتان پریم تیا اور خاتی ہیں۔ یہ سارا جہان مشرئی کے مشرورع میں اُن سے ہی پیدا ہوتا ہے اور پرے کال میں اُن ہی میں لے جوتا ہے۔"

ساتھ ہی اس سوال کے باقی چار اُنگوں کا بھی واضح جواب دے دیا کہ وہ سارے جہان کے مالک پرنام دیو ہی کیوں ایک دیوتا ہیں اور سدا رہنے والی شانتی کی پراپتی کے لئے اور سب دکھوں سے آزاد ہونے کے لئے اُن کی ہی دُوبہ (الوک) جس کا مثال نہ ملے ناموں سے استوتی۔ پوچھا اور جاپ کرنا مناسب ہے۔ آگے پریم دھرم سوال کا جواب مشرئی بھیشم جی نے سب شانتروں کی اتفاق رائے کے ساتھ ہی اپنے نئی تجربہ (خود کے تجربہ) کو بھی عیاں کرتے ہوئے بہت ہی محققانہ الفاظ میں دیا۔

एष मे सर्वधर्माणां धर्मोऽधिकतमो मतः॥

यद् भक्त्या पुण्डरीकाक्षं स्तवैरर्चयन्नरः सदा ॥

ایش مے سرو دھرم نام ادھک تمومتہ:

یڈ بھکٹیہ پٹڈری کا کشم سبت ویزر پے ثرہ: سدا

ارتقات۔ مجھے سارے دھرموں میں یہی دھرم سب سے افضل۔ سب سے اعلیٰ معلوم ہوا کہ انسان انٹیہ پریم سے۔ سرو انتریا می بھگوان کاگوں۔ سنکیرن آتمک استوتیوں۔ نام ستوتروں سے پوجن کیا کرے۔ " دونو اُتروں کو ایک ساتھ لیا جاوے تو بھادو صاف ہو جاتا ہے۔ کہ سدا رہنے والی شانتی کے خزانہ صرف بھگوان ہی ہیں۔ اُن کو حاصل کرنے کا صرف ایک ہی سادھن ہے 'نام' وہ کیرتن کے روپ میں ہو یا جاپ وغیرہ کے روپ میں کہ دلا لکشیہ۔ مدعا (دھیمیہ) مشرئی بھگوان (۲) سادھن ایک ماتر بھگوان نام۔

مشرئی بھگوان اور بھگوان نام

اب دیکھنا ہے۔ مشرئی بھیشم جی نے دوسرے بیشتر طریقوں۔ سادھنوں کو چھوڑ کر نام سادھنا کو ہی یہاں اتنی اہمیت کیوں دی۔ ذرا اصل بھگوان نام کی مہا اپار ہے اور خاص طور پر اس بھیا تک کلجک میں تو سوا اس کے کوئی دوسرا سہارا ہے ہی نہیں۔

हरेर्नामैव नामैव नामैव मम जीवनम्॥

कलौ नास्त्येव नास्त्येव गतिरन्यथा ॥

ہرے رنام ایو نام ایو نام ایو مم جیونم

کلئو ناست ایو ناستیہ ایو گتی رینہ بیت

پنج سے پنج منشیہ سے لے کر اپنی سے اپنی کوئی کے آدرش جہاں تک سب کے لئے نام سادھنا کی

طور پر حاصل ہے۔ اس پر سب کا یکساں حق ہے۔ پانی سے پانی پرش بھی اپنے پاپ دھونے کے لئے اس کا سہارا لیتا ہے۔ لیکن پیچھے ہٹے مہاتما کا تو یہ سوچا وہی بن جاتا ہے۔ اُس سے تو اس کے بنا رہا ہی نہیں جاتا۔ بھگوان نام کارس جرج منوں میں اُسے آگیا ہوتا ہے۔ وہ اُسے بقیہ ترنتر اپنے میں جذب کئے رہتا ہے۔ جیسے جیسے پاپ کی مائرا کم ہوتی جاتی ہے۔ اس کا رس آنے لگتا ہے۔ نام کے رس میں جو شامل ہے۔ وہ عرف پاپ ہی ہے۔ لیکن پاپ کو بھی جڑ منوں سے نشٹ کر دینے والا بھگوان نام کے علاوہ دوسرا کوئی سا دھن نہیں ہے۔ شاستروں میں صاف طور پر کہا ہے۔

यन्नाम कीर्तनं मत्तया विलापनमनुत्तमम् ।

मैत्रेया शेषपापानां धातूनामिव पावकः ॥

सहस्रमृतोऽपि गोविन्दो नृणां जन्मशतैः कृतम् ।

पापराशिं वहत्याशु तूल राशिं मिथानलः ॥

یہ نام بکیر تنم بھکتیا والا بنا منو تنم۔ مئی ترے یا شیش پاپا نام دھاتو نام پادو کہ
سکرت سمر تو پانی کو بندو۔ نیز نام جنم شستی، اکرم۔ پاپ راشم دھتیا آ شستو مل راشم دانلہ
ارتھات :- جیسے اگنی سونے جیسی دھاتوں کے مل کو جلدی ہی مکمل طور پر دور کر دیتا ہے۔ ویسے ہی بھگتی پریم پرودک
بکیر تن کیا بھگوان نام سب پاپوں کو جڑ سے نشٹ کر ڈالتا ہے۔ اور جیسے بڑے بھاری روٹی کے ڈھیر کو آگ کی بھوٹی سے
چھوٹی ٹپکھاری مکمل طور پر تباہ کر دیتی ہے ٹھیک اُسی طرح ایک بار بھی اچارن کیا بھگوان نام جنم جانتروں کے سب پاپوں
کو منوں سے نشٹ کر دیتا ہے۔

یاد رہے۔ شری بھگوان لاکھود اور مہان طاقت والے ہیں اور ہمیشہ سب کچھ کرنے نہ کرنے یا وپریت
رائٹ کرنے میں سرمد ہیں۔ ان کا نام بھی ویسا ہی انت شکتی (لاحدود طاقت والا) اور اکنت شکتی (مہان طاقت
کا حال) ہے۔ یہ جو بھی اس کا جہتم کہا گیا ہے۔ اس کے اصلی جہتم کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ پاپوں کے
اندکار میں بھگوان نام کی لامتناہ طاقت کا روشن سب کو نہیں ہو رہا۔ جس پر ذرا سی بھی بھگوت کرپا ہو جاتی ہے۔ وہ
جلدی ہی اس کی اہمیت سے واقف ہو جاتا ہے اور پھر کبھی اس کا سہارا نہیں چھوڑتا۔ بھگت ور پر بلا دے اس کی
اہمیت کو سمجھا۔ اس کے الکل (بے مثال) رس کا مزا چکھا۔ لاکھوں جتن کئے کئے لیکن اُس نے پیار سے بھگوان نام
کو نہیں چھوڑا۔

ذرا سی شر دھا چاہیے۔ تھوڑا سا دشواش ہونا چاہیے۔ کچھ ہی سے میں الکل چمکار اس میں دکھائی دینے لگتے
ہیں۔ بھاوک بھگت بھگوان نام اچارن کرتے یا سنتے ہی اچھلنے لگتا ہے۔ آند میں پھولا نہیں سماتا۔ اُسے اس اند کے
جوش میں اپنے پران پیارے من موہن۔ بانکے بھاری کی بانکی جھانکی دکھلائی دینے لگتی ہے۔ وہ کرتا رہتا ہو جاتا ہے
پاپ تاپ پھر کہاں۔ وہ تو پریم آندے ایشور راجیہ میں پہنچ جاتا ہے۔

کارن یہ ہے۔ کہ نام اور نامی کا شاستروں نے ابھید کہا ہے۔ نام لیتے ہی نامی کا سار سروب روشن ہو جاتا ہے۔
نامی شری بھگوان لاکھود مہان صفات کے سمندر ہیں۔ پریم پادوں (پوتر کرنے والے) ہیں۔ بھو اسروب (سب سے بڑے) ہیں

بھگوان نام اپنے پیارے سادھک کو دشمن سے بھرپور مہالین چھاتی چھٹکت سے اٹھا کر اُس بھدما کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ جو وہ سے کل میں لے جاتا ہے۔ کیسے یہاں کوئی پاپ تپ پھر نہ سکتا ہے؟ جو وہ میں ہی دکھ ہے۔ کل میں ہی پریم آند ہے۔ یہ آئندوں کا سرحیات ہے

دوسرے منشوں کے ائمہ کرن راگ۔ دولیش۔ بچے۔ ماتریہ۔ ایرشا۔ ابھیان۔ دمیہ وغیرہ بدصفات سے بھرے ہیں۔ اس کارن منش ہیشہ دکھوں سے گھیرا رہتا ہے۔ یہ بد اوصاف ہی تو پاؤں کے مول کارن ہیں۔ پاپ ہی دکھوں کے مول ہیں۔ پانی منش کیا کبھی سکھ سکتا ہے۔ البتہ بھگوان نام منش کے ہر دے کی سکرنیتا (کینیتن۔ اوچھاپن) کو جڑ سے نشٹ کر دیتا ہے۔ راگ دولیش وغیرہ سب شیطانی بد اوصاف ایک ایک کر کے صفایا کر ڈالتا ہے۔ کیونکہ بھگوان کا ہر ایک نام کسی نہ کسی دویہ (برے بھاری) وصف صفت کا حامل ہے۔ خصلتاً وہ منش کے اندر بھی اُسی دویہ گن کا سچا کر لگا تو پھر آئری و رگن (شیطانی بد اوصاف) اُس ائمہ کرن میں کیسے ٹک سکتے ہیں؟۔ راگ دولیش کی عدم موجودگی میں پاپ بھلا کس کے سہارے ٹکے گا؟ باقی پتہ ہی رہے گا۔ جس کا پھل سکھ ہی سکھ ہوگا۔ ہاں سدا یہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ بھگوان نام سادھنا کرتے سے ہم میں ابھیان تو نہیں آ رہا۔ ابھیان سب درگنوں کی مال ہے۔ بھگوان کے ایسے ناموں کی خاص طور پر سادھنا کر دجن میں ایسے درگنوں کے ناش کرنے کی خاص شکستہ موجود ہے۔ جیسے درپہا۔ دہیہا۔

امانی ، امانی ، مان وہ : مان دھ : وغیرہ وغیرہ

اسی گن سبندھ کو لے کر یانی نامانی گوانی گوانی نامانی گوانی نامانی یانی نامانی یہ زردش کا گیا ہے۔ یعنی وہ نام جو اُس مہان آتما پر آتما کے گنوں کے سبندھ سے پرستہ (مشہور) ہیں۔ ان کا بار بار ارتھ اور بھاو سمجھ کر اچارن کرنا چاہیے۔

نام گنن آرنبھ نام - गणनारम्भ

شری بھیشم جی نے نام کے مہاتم کو پوری طرح سے سمجھ رکھا تھا۔ اپنے وشال جیون میں یہی سار نکالا تھا۔ تب ہی تو اتنے پُر زور الفاظ ہیں اس دشتے کو واضح کیا ہے اور بھگوان کے دویہ ناموں کی اپورو۔ واکشن (عجیب) ایک ہزار ہی مالا پرور کر شری پریشتر کے ذریعہ سارے سنسار کے کلیان کے لیے بھگت کے آتما شری ہری کی خدمت میں پیش کی۔ یہی مالا 'وشنو سہسرا نام' ہے۔ اس میں بھگوان ناموں کی ترتیب خاص داخ سے دی گئی ہے۔ مشہد اور ارتھوں کے پلانے کا پورا دھیان رکھا گیا ہے اُن ناموں کی خاص خاص شکتیوں کے بالترتیب وکاس کا بھی دیا اس میں پوری طرح ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ یہ باتیں ہماری سمجھ میں ابھی تک نہ آئی ہوں۔ شری بھیشم پیتامہ کوئی معمولی انسان نہیں تھے۔ وہ تاحیات اگست برہمچاری۔ مستقل مزاج۔ وعدہ کے پکے۔ مکمل تپسوی۔ بے مثال بہادر۔ سب تہوں کے جاننے والے اور بھگوان کے انیہ بھگت تھے۔ اُن کے بھگوت بھاو سے ہر دے کی مہانتا کا بیان کرنا ایک منش کی طاقت سے باہر ہے۔

نام گنتا میں سب سے پہلا نام وہ رکھتے ہیں 'وشوم' विश्वम् جس کا ارتھ ہوتا ہے 'وشوروپ' - وراٹ
سوروپ بھگوان۔ دیکھتے چلتے ہی نام میں سادھک کی بدھی کو جوڑو سے اٹھا کر کل (بھوا) کی طرف بھا دیا۔ جب کہ سارا وشو
بھگوان کا ہی سرورپ ہے تو راگ دولیش وغیرہ شکیرن بھادوں کے بننے کیا کوئی حجب کہہ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک
ایک نام پر بھیجیدگی سے وجہ کرتے چلتے۔ بڑے بڑے بے مثال جینکار ملیں گے۔ آپ اپنے کو جہاں دکھ ساگو سے نکال کر
ایک واحد و آئندہ سے استخوان میں پہنچا ہوا پائیں گے۔ اس کے علاوہ جو جو بھی دویہ شکتیاں ہمارے اندر سے کم ہو گئی ہیں۔
اُن سب کا تکمیل ان سب ناموں سے سندھ ہوتی ہے۔ ایسے ایک ہی قسم کے ناموں کی تشکیل ایک ایک جگہ پر ہی کی گئی ہے
جیسے کوئی ہونی پرست (نوشی) کی تکمیل کے لئے '۱' شوپر سادہ '۲' پرسن آتما '۳' پر سادہ : सुप्रसादः प्रसन्नात्मा
یعنی '۱' جن کا پرستہ سندھ ہے (۲) نرمل سوروپ

دھرم بھاؤ کی جاگرتی کے لئے دھرم گپ، دھرم کرد، دھرمی دھرم گوب، دھرمی دھرم کھد
 یعنی دھرم کی رکھنا کرنے والے۔ وید یاجو اسا دھرم کو چلانے والے اور دھرم کو دھارن کرنے والے۔
واستوک لکشمی کی پراپتی کے لئے شتری شتر لوا اسہ شتر بندھی شتر وچاوتہ شتر دھرم شتر شتر
ش्रीदः श्रीशः श्रीनिवासः श्रीनिधिः श्रीविभावनः । श्रीधरः श्रीकरः

یعنی بھگتوں کو لکشمی دینے والے۔ لکشمی کے سوامی۔ لکشمی جن میں سدا اوس کرتی ہے۔ سبھی شوبھائیں جن میں سدا رہتی ہیں۔ سب کو دھن ایشوئید دینے والے۔ لکشمی کو دھارن کرنے والے۔ وغیرہ وغیرہ
پران کی کمی کو پورا کرنے کے لیے پران دہ۔ پرانہ۔ پران نلیہ۔ پران بھرت۔ پران جیونہ۔ وغیرہ وغیرہ

प्राणदः प्राणः प्राणनित्यः प्राणभूत प्राणजीवनः

اور تخت - پران دانا - جیون دانا - پرانوں کے ادھار - پرانوں کا پالن کرنے والے - پرانیوں کا جیون چلانے والے وغیرہ
اس طرح سب درگنوں کو دُور بھگا کر سارے شہر گنوں کو جائزت کر دیتے والے ناموں کو ایک جگہ پر پڑوایا گیا
ہے۔ اور سب مقبوتوں کو ناش کر دینے والے - سب پیمتوں کی برائیت کر دینے والے ناموں کا بھی جگہ جگہ پر بالترتیب
اندراج ہے۔ تھوڑے بچار سے اس دویہ سہرنام کا پانچواں کیا جائے تو بھگوان کے لا اتمہا دویہ گنوں کا درشن ہوگا اور
وچتر شہجہ احساسات (بھوا) ہر دے میں آئے لگیں گے۔

ہنگوان کرپا کریں ہم اس میں دن بدن زیادہ محو ہو کر لگیں۔ اننت جنموں میں بھی حبس کی پراپتی ناممکن ہے وہ مہکوت
پریم لچھ سے میں ہی نہیں پراپت ہو سکتے گا۔ جس سے سدا کے لئے کرتار تھ ہو جائیں گے۔

گزشتہ کا ایپ سنگھار

بھیشم جی نے ایک ہزار ناموں کی گنتی کو سمپت کرتے ہوئے ان میں بیان کردہ احسانات پر بہت ہی سندر پر کاش ڈالا ہے۔

य इदं शृणुयाद् नित्यं यश्चापि परिकीर्तयेत् ।
नाड्युभं प्राप्नुयात् किञ्चित् सोऽमुत्रेह च मानवः ॥

یہ اہم شریوادیاد بنیمیشجی پی پری کیسرتی ایت
ناستبھم پرائن یات کچھت سو آستریہرچ مانوہ :

انگھات ۱۔ جو پرخش اس جہان مہر نام کا شردن یا کیرتن دوار اسیون کرتا ہے۔ وہ اس لوک اور پرلوک میں
کسی پرکار کے آستبھ کو پراپت نہیں ہوتا۔ آگے کے شلوکوں میں اس وشے کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔
برہمن اس کے سیون سے برہم گیان پاتا ہے۔ کشتری وجے حاصل کرتا ہے۔ ویش دھن۔ جائداد اور شودر اس
کے سیون سے سکول لکھ کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اپنے حق (ادھیکار) اور منوبھادنا (احاسات) کے مطابق سبھی پھل
اس سے پراپت ہوتے ہیں۔

اس کے آگے کے شلوکوں میں یہ بھاد مزید صاف ہو جاتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے یہ صاف بدھ ہوتا ہے کہ لوک اور
پرلوک کا کوئی بھی تو ایسا پدارتھ نہیں جو بھگون نام کا سہارا لینے سے پراپت نہ ہو سکے۔
آخری مقصد کی طرف دھیان دلاتے ہوئے آگے کیا ہی سندھ رکھا کہ ایک واسدیو کے سہاکے رہنے والا (واسدیو پرائن)
منیشہ سبھی پالوں سے آزاد شدہ انتہ کرنا والا ہو کر سنا تن برہم کو پراپت کرتا ہے۔

वासुदेवाश्रयो मर्त्यो वासुदेव परायणः ।
सर्वे पाप विशुद्धात्मा याति ब्रह्म सनातनम् ॥

واسدیو آشریو مرتیو واسدیو پرائینہ سرو پاپ وشدھ آتما یاتی برہم سنا تم
جیسے شری گیتا جی میں بھی یہ دچن ہے۔ نہ سے بھکتہ پرنشیتی
(میرے بھکت کا دانش و انگل نہیں ہوتا) اس بھاد کو شری بھیشم جی نے کیسے سندھ شردوں میں کہا ہے
بھکت نام شبھم ودیتے کو چیت

न वासुदेव भक्तानामशुभं निघतेकचित्

یعنے پر ماتما کے بھکت کو کبھی کہیں بھی دکھ نہیں ہوتا۔ کبھی بھی جنم۔ مرتیو۔ بڑھاپا۔ بیماری کا بھٹے اُسے پراپت نہیں ہوتا۔
شردھا بھگتی کے ساتھ اس استوترا کا پاٹھ کرنے والا پرخش آتم شکہ کشما۔ لکشمی۔ دھیرج۔ سمرتی۔ کیرتی وغیرہ
سب دیوی سمپتی کے گنوں (دیوی اوصاف) کو بلا مشقت حاصل کر لیتا ہے۔ اس سے آگے کا شلوک بڑا ہی دھیان
دینے والا ہے۔

نہ کرو دھو نہ پچ مانسریم نہ لو بھونا شبھامتی بھونتی کرت پنینہ نام بھکتا نام پر شومتے

न क्रोधो न च मात्सर्यं न लोभो नाशुभा मतिः ।

भवन्ति कृतपुरायानां भक्तानां पुरुषोत्तमे ॥

ارتھات: بنیہ آتما پرش ہی بھگوان کی بھگتی کا سو بھاگیہ پر اپت کرتے ہیں۔ ان میں یہ آسری سمپتی کے درگن (بد اوصاف شیطانی وصف) نہیں رہتے۔ جیسے کروڑھ۔ منسہر۔ لوبھ۔ اشتہ۔ بدھی وغیرہ وغیرہ۔

ان شکوک کی وضاحت سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے۔ کہ اگر سادھک سادھن کا مقدم مقصد یہ رکھتا ہے کہ بھگوت کرپا سے میرے سب درگن نشٹ ہو کر دیوی سمپتی کے شہجہ گنوں کی میرے اتمہ کرن میں روشنی آجائے تو وہ سادھک ضرور ہی بھگوان کا ایک پیارا بھگت ہے اور ایک دن آئے گا کہ وہ سدا رہنے والی شانتی کو پر اپت کر لیا اور نہ راکھشنی بد اوصاف کو اتمہ کرن میں رکھتے ہوئے اگر کوئی سادھن کیا جا رہا ہے تو ایسے شہجہ آسری (موقعہ) اور بھلدی شہجہ بھیل کی پر اپتی ممکن نہیں۔

آگے بھیشم جی پھر منزل مقصود کے اصلی سرورپ کو اور بھی واضح کر دینے کے مقصد سے کہتے ہیں:-

"دیو لوک۔ چندر۔ سورج۔ تارے۔ آکاش۔ دیشائیں۔ سارے لوک اور سب سمندر۔ ان کے علاوہ دیوتا۔ راکھش۔ کیش۔ ناگ۔ منشیہ۔ پشو پکشی۔ کیٹ۔ تنگ (کیڑے مکوڑے) وغیرہ سارا چر۔ اچر۔ جگت بھو ما روپ (واحد) داسو دیو بھگوان مشری کرشن کی طاقت سے قائم ہے۔ ان کے بس میں ہی ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ہی چل رہا ہے۔ مت سمجھ بیٹھنا کہ یہ سنسار کسی جیو من۔ بدھی۔ تیج۔ ویل کے سہارے چل رہا ہے۔ یہ سب بھی تو بھگوان داسو دیو کے اپنے سرورپ سے باہر نہیں۔"

इन्द्रियाणि मनो बुद्धिः सत्त्वं तेजो बलं धृतिः ।

वासुदेवात्मकान्याहुः क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ एव च ॥

اندریائی۔ منو۔ بدھی۔ ستوم۔ تیجو۔ بلم۔ دھرتی: داسو دیو آتمہ کانہ آموہ: کشیترم۔ کشیتر گیہ الیچ ارتھات۔ اندریاں۔ من۔ بدھی۔ ستو یعنی پر بھاو تیج بل اور دھیرہ اور شریر و آتما یہ سبھی ایشور روپ ہیں۔ دیکھئے کیسے سمندر طریقہ سے سارے پر پنچ جہاں کو ادبھل کر کے سادھک کو غمی طور پر اس ایک واحد مقصود پر دم دھتہ۔ بھوما میں پہنچا یا ہے گیٹا کے داسو دیو سرورپی (بھگوان ہی سب کچھ ہیں) سداہت کو کیا عمدہ ملی روپ دیا آدھرم و ادبھی کسی ایشور کو بھی ایک طرف رکھ دیتا ہے۔ جیسے کرم پر دھان میاں کوں کے ہاں دھرم۔ کرم کو پر دھانتا دیتے ہوئے ایشور کی طرف سے بے تعلقی ظاہر کی گئی ہے۔ لیکن ہاتما بھیشم دھرم کے ساتھ بھگوان کا کیسا اچھا مہر کے کامل جوڑ تعلق دکھاتے ہیں کہتے ہیں۔

सर्वागमानामाचारः प्रथमं परीकरूपते ।

आचार प्रभवो धर्मो धर्मस्य प्रभुरच्युतः ॥

سرواگمانا ماچارہ: پرہتم پری کلنتے آچار پر بھو دھرمو دھرم مہیہ پر بھو جیہیہ:

ارتھات:- سب شاستر آچار یعنی اخلاقی کو ہی سب سے مقدم مقام دیتے ہیں اور آچار کے آدھار پر ہی دھرم کی سرشٹی ہوتی ہے۔ لیکن دھرم کے مالک ایک مائو بھگوان ہی ہیں۔ دھرم بذات خود جرٹ ہے۔ وہ کسی جتن طاقت سے ہی حرکت میں آکر چل دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اس سے یہ سب باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

سب شاستروں کا لب و لہب آچار ہے۔ آچار ہی جیون ہے۔ آچار مہیم نہ پنتی ویداہ:

آچار ہینم نہ پینتی ویدہ : آچار ہینم نہ پینتی ویدہ :

‘आचारहीनं न पुनन्ति वेदाः’

ارتھات :- (بھول نہ جانا۔ دیوی سمپتی ہی آچار ہے۔ آسری سمپتی ہی آچار ہے)
 آچار ہی دھرم کو چلاتا ہے۔ منشیہ کو دھرم اتا بناتا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں بھگوت کی پامٹھ میں۔ وہ ہی دھرم کے
 ایک ماز سچا ملک اور سوامی ہیں۔ خود ہی پریم دھرم سروپ ہیں۔ سب دھرم تو ان ہی کی پراپتی کے ساکشات پریم پر اسے چلے
 آ رہے سادھن مارتہ ہی ہیں۔ اسی لئے تو بھگوان شری کرشن نے گیتا کے انت میں اپنے سینہ کا راز۔ اصلی آپیش ارجن کو دیا کہ۔
 “सर्व धर्मान परित्यज्य मामेकं शरणं ब्रज ।”

سرو دھرم ان پری۔ پیجیہ مانے کم شرم ورج

ارتھات :- سب دھرموں کو ایک طرف کر کے تو صرف ایک میسری شرن میں آ جا
 مطلب یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ باقی دھرم تو پھر کچھ بھی معنی نہیں رکھتے۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ بلاشبہ بھگوت شرن
 ہی محض ایک سہارا ہے۔ آتم سرین ہی آخری فرض ہے۔ کہ توبہ ہے۔ لیکن اس کے لئے مناسب انتہ کر ن کی بھی فروت
 ہے۔ بس انتہ کر ن کے دوستوں کو دور کر کے اُسے مکمل طور پر شرن دھرم بنا کر بھگوت شرن۔ آتم سرین کے قابل بنانا یہ سب
 ہر مں کا ہی کارہ ہے۔

نیکیرن۔ شکچت (تنگ دل) انتہ کر ن اتنی فراخ دلی کر ہی کب سکتا ہے۔ اپنا سرو سو۔ سب کچھ (سمپتی) ہی نہیں اپنا
 آپ بھی ان کے چروں میں سرین کر دے۔ کوڑی کوڑی پر مرٹھنے والے من سے یہ آشاک کی جاسکتی ہے۔ مکمل شدہ نزل
 ساف و شفاف) دثال اور فراخ انتہ کر ن ہی آتم سرین اور بھگوت شرن گرہن کرنے کی ہمت کر سکے گا۔
 اس طرح بھگوان کی پریم پوتہا کا درن کر تے ہوئے بھیشم جی نے اس گرنھ رتن کی سہا پتی کی :-

“विश्वेश्वरमजं देवं जगतः प्रभवाययम्

भजन्ति ये पुष्कराक्षं न ते यान्ति प्रामवम् ॥”

وشتویشور مج دیوم جگتہ پر بھ واپیہ ییم بھجنتی یے پشکر اکشم نہ تے یانتی پرا بھوم
 ارتھات :- سارے جہان کے مالک۔ سارے جگت کو بنانے والے اور سنگھار (پالنے) کرنے والے۔ اہنا
 جنم رہت (ناش رہت) دیووں کے دیو سرو انتر یامی بھگوان کو بھجنے والے پرانی کبھی کسی پر کار کے دکھ و
 دھا (دکاٹ) کو نہیں پاتے بلکہ سدا رہنے والی شانتی پریم آند کو پراپت کر کے کراتھ ہو جاتے ہیں۔

سہسرام میں بہت سے نام دو دو تین تین مرتبہ آئے ہیں۔ لیکن کوئی قابل اعراض بات نہیں ہے۔ شبد دل
 ترتیب اور ان کے ارتھ کی ترتیب کے لحاظ سے ان کا دوبارہ۔ سہ بارہ آنا غیر ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بہت ہی موزوں ہے
 دوسرے ایک جگہ پر جو نام جس معنی میں آیا ہے۔ دوسری جگہ وہ دوسرے ہی معنی میں رکھا گیا ہے۔ ایسی عجیب
 ایک ہزاری مالا کے پرونے والے شری بھیشم جی کیا کبھی بھول کر سکتے ہیں؟ ان کے اکھنڈ برہمچریہ اور پو بھکتی مے جیون
 جو مکمل آتم سہسرام میں ظاہر ہے وہ اس کے سیون کر کے والوں کو ہمیشہ امداد۔ سہارا اور آتم بل عطا کرتا رہے گا۔

ایک ہی نام کی رٹ لگانے میں مبتدی سادھک اکثر اگتا سکتا ہے۔ اس لئے شروع میں سادھاک کے لئے بھگوان کے بہت سے ناموں کا سہارا لینا بہت ضروری ہے۔ اس میں ہر ایک نام سے ایک نیا بھگوت بھاد پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جس سے سادھک کو ہر روز نیا بل اور اُتارہ پراپت ہوتا ہے۔ بھگوان کی طرف بڑھنے میں بھاری امداد ملنے لگتی ہے۔ سہسرنام کا آشریہ لینے میں سادھک کو ایک خاص سہولیت یہ بھی ہے کہ بغیر کسی قسم کی مالا رکھے دس مالا ارتھا ایک ہزار نام جاپ کی گنتی اس کے ایک مطالعو سے خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔ سندھو نلو کوں میں جڑے ہونے سے کچھ ہی عرصہ میں زبانی یاد ہو جاتا ہے۔ پھر تو بغیر کسی خاص کوشش کے کئی کئی پاٹھ بھی کئے جاسکتے ہیں۔ ارتھ گیان نہ رہتے بھی پاٹھ کرنے میں بڑا آئندہ آتا ہے۔ پتہ لایہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ارتھ گیان کے ساتھ پاٹھ کرنے میں تو جن دودھ بھادناؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ جو پریم آئندہ پراپت ہوتا ہے اُسے زبان بیان نہیں کر سکتی۔

”यो उच्यते इत सकलं भद्रमनुते“

”یو ارتھ گیہ ات سکلم بھدر مشنتے“ یعنی ارتھ جاننے والا ہی پورن پھل پراپت کر سکتا ہے۔ سادھارن مہدی اڑھی آتک جتنا بھی پورا پورا لایہ اٹھا سکے اس مقصد سے یہ سرل ہندی ترجمہ لکھا گیا ہے۔ سنکرت میں اس پر سب سے پرمانک ترجمہ شری شنکر آچاریہ بھاشیہ ہے۔ تفصیل سے یہ ترجمہ اسی کے آدھار پر ہوا ہے۔ بھگوت پریرنا سے جیسا بھی ہو سکا پاٹھک مہانو بھادواؤں کی سیوا میں پیش ہے۔ بھکت و تس بھگوان کر پیا کریں ہم سب اس سے پورا پورا لایہ اٹھا سکیں۔

اس نمر نویدن کے بعد میں اپنے پیارے بنواری سے اپنی گستاخی کے لئے کشما لگتا ہوں۔ بھگوت پاد شری شنکر آچاریہ مہاراج کے شبدوں میں یہ ونیت (عاجزۃ) پر ارتھنا کرتا ہوں:-

अविनयमपनय विष्णो ।

दमय मनः शमय विषय मृगतृष्णाम् ।

भूतदयां विस्तारय तारय संसार सागरतः ॥

اونیہ پنیہ وشنو !
دمیہ منہ شمیہ وشنو !
بھوت دیام وشنو !
تاریہ سنسار ساگر تہ !

ارتھات :- دیا مئے پر بھو ! میرے اتہ کرن میں موجود ڈھٹائی گستاخی کو دور کیجئے۔ بھگوان ! ایسی کر پامو کہ میرا یہ چنچل (روکا نہ جانے والا) من سدا کے لئے اپنی چنچلتا کا پری تیاگ کر دے۔ یہ نہت ہر وقت بھگوان کے والی وشنو مرگ ترشنا سدا کے لئے شانت ہو جائے اور میرے اس کھٹور (پتھر سخت) اتہ کرن میں سنسار کے سب پرائیوں کیلئے دیا ہمدردی کا چشمہ بہنے لگے۔ پر بھو ! انت کال سے جم جتا تر سے اس اپار بھو ساگر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ دیا کیجئے۔ اب تو اوشیہ پار لگائیے۔“

اوم نرہ شری گیش آئیے

اتھ بھیشتم بھاشتی تم شری وشنو سہسرنام ستوترم

مہا بھارت انشاسن پر دینی ۱۲۹ تو ادھیکا

مंगलम्

“यस्य स्मरणमात्रेण जन्मसंसारबन्धनात् ।
विमुच्यते नमस्तस्मै विष्णवे प्रथम विष्णवे ॥”

منگل
یہ سمن ماترین جنم سنار بندھناں اوچھیتے منسٹمنی وشنوے پر بھ وشنوے
منگل :- جس کے سمن کرنے ماتر سے پرش جنم مرن روپ سنار بندھن سے چھوٹ جاتا ہے۔ اُس سر وشنیکمان
سر ویاپک پر م پتا پر مات کو منسکار ہے۔

مہا بھارت یدھ ختم ہونے کے بعد دھرم پتر مہاراج یدھ شتر اپنے رشتہ داروں اور کچھ دوسرے مہان سچوں
کے ساتھ بانوں کی سچ پر لیٹے ہوئے اکھنڈ برہمچاری، ستیہ ورت مہاتا بھیشتم پیتا مہ جی کی سیوا میں اُن کے جیون میں گل
میں لائے ہوئے تجربات - دھرم - نیستی اور سماج کے بارے میں ضروری اپدیش حاصل کرنے کے لئے گئے یدھ شتر
کے سوال کے مطابق مہاتا بھیشتم جی نے مختلف موضوعات پر تالوک اپدیش دیئے۔ اُس وقت کا یہ ذکر ہے۔

वैशम्पायन उवाच -

श्रुत्वा धर्मानशेषेण पावनानि च सर्वशः ।
युधिष्ठिरः शान्तनवं पुनरेवाभ्यमाषात ॥ १ ॥

युधिष्ठिर उवाच -

किमेकं दैवतं लोके किं वाच्येकं परायणम् ।
स्तुवन्तः कं कर्म चन्तः प्राप्नुयुर्मानवाः शुभम् ॥ २ ॥

دیشم پائن او وایچ :- شتر لہا دھرم انیشین پاونانی ج شروشہ
یڈھشٹرہ : شانت لوم پینرے وایچے بھاشت - ۱۔

یڈھشٹر او وایچ :-
کے کم دیو تم لو کے کم واپیے کم پرایے کم ستوونٹہ کم کر چنتہ پراپنویر مالواہ : ششم - ۲۔
دیشم پائن سے راجہ جن میچے سے بولے :-

سب دھرموں اور پوتر کرنے والے واپ ناش کر دینے والے ورت نیم وغیرہ کو پوری طرح سے سن لینے پر
دھرم پتر دھاراجہ یڈھشٹر لے شانتویر مہاتما بھیشم جی سے یہ سوال کیا۔ (شلوک ۱)

یڈھشٹر جی بولے :- (۱) سارے سنار میں ایک دیو کون ہے جس کے حکم سے سب دیو اچھل چل رہا ہے۔

(۲) ایک پرائن۔ پرم این :- یعنی حاصل کرنے کے قابل کون ہے جس کے حاصل کر لینے پر پھر کچھ بھی

حاصل کر لینا باقی نہیں رہ جاتا۔ سب شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ اور برے کی اکیان کی گانٹھ کھل

جاتی ہے۔

(۳) کس دیو کی استوتی اور پوجن کرنے سے منش کلیان پراپت کر سکتا ہے یعنی کس دیو کی استوتی کئی چاہیے

(۴) کس دیو کا پوجن کرنا چاہیے۔ (شلوک ۲)

کو धर्मः सर्व धर्माणां भवतः परमो मतः ।

कि जपन् मुच्यते जन्तुर्जन्म संसार बन्धनात् ॥ ३ ॥

जगत्प्रभुं देव देव मनन्तं पुरुषोत्तमम् ।

स्तुवन्नाम सहस्रेण पुरुषः सततोत्थितः ॥ ४ ॥

کو دھرمہ سارو دھرم نام بھوتہ : پرمومتہ :

کم جپن پوجیتے جشٹر جنم سنار بندھناٹ - ۳۔

بھیشم او وایچ :-
جگت پرم بھم دیو دیو منشتم پرشوتم

ستون نام سہسرن پرشہ : ست تو تمہتہ : - ۴۔

۵۔ جنم بھر اکھنڈ برہمچریہ اور ستیہ کے پر بھاد سے سب دھرموں میں سے آپ نے کس دھرم کو

سب سے اوتم (افضل) پایا۔ اور

۶۔ کس کا جاپ کرنے سے منش جنم مرن روپ سنار بندھن سے آزاد ہو سکتا ہے۔ ۳۔

اتر میں بھیشم جی بولے :-
جڑ چپن روپ جگت کے سوامی دیووں کے دیو۔ انت (جس کا انت نہیں) اور پرشوتم (سب سے اتم پرش)

مایا سے اور جیو بھاؤں سے پرے موجود پر ماتما کی ہمیشہ لگن سے استوتی کرتا ہوا یعنی پوتر ناموں کے ذریعہ
بھگوت کا بھجن (جاپ) کرتا ہوا منشی سب دکھوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ ۴۔
(یہ چھٹے سوال کا جواب ہے)

तमेव चार्चयन्नित्यं भक्त्या पुरुषमव्ययम् ।
ध्यायंस्तुवन्नमस्यंश्च यजमानस्तमेव च ॥ ५ ॥
अनादिनिधनं विष्णुं सर्वलोक महेश्वरम् ।
लोकांश्चक्षुंस्तुवन्नित्यं सर्व दुःखातिगो भवेत् ॥ ६ ॥

تینو چار عین یتیم بھکتیا پرش مویرم
دھیایم ستون شمش یجماست میوج ۔ ۵۔

انادی بندھنم و شمش سرو لوک مہیشورم
لوک ادھیہ اکشم ستون یتیم سرو دکھا تگ بھوت ۔ ۶۔

اور اسی اویہ پرش یعنی یتیم شمش آند روپ پر ماتما کا بھگتی کے ساتھ بیرونی اور اندرونی پوجن
دھیان - استوتی اور منسکار کرتا ہوا بھگت سب دکھوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔
(دھیان - منسکار - استوتی - شبد سے تینوں پرکار کا یعنی مانسک شادریک اور دانی سے پوجن کہا ہے)
یہ چوتھے سوال کا جواب ہے ۔ ۵۔

آغاز و انجام سے مترا (آدی انت رہت) سب جگہ موجود (سرو ویاک) سارے جہاں کے مالک - سب
لوگوں کے پردھان - قدرتی گیان کے ذریعہ سب کو جاننے والے - اپنی بے پناہ طاقت (اوپر و شکتی) کے ذریعہ سب
کی کیرتی - لیش کو بڑھانے والے۔ لوک ناتھ (سب لوگوں کے سوامی)

ब्रह्मण्यं सर्वधर्मज्ञं लोकानां कीर्तिवर्धनम् ।
लोकनाथं महद्भूतं सर्वभूतभवोद्वहम् ॥ ७ ॥
एष मे सर्वधर्माणां धर्मोऽधिकतमो मतः ।

यद् भक्त्या पुण्डरीकाक्षं स्तवैरर्चयन्नरः सदा ॥ ८ ॥

برہم یتیم سرو دھرم اگیم لوکانام کیرتی وردھنم
ایش نے سرو دھرمانام دھرموا دھک تومہ :
لوک ناتھ مہد بھوتم سرو بھوت بھود بھوم ۔ ۷۔
یہ بھکتیا پندری کا کشم ستویر چیتڑہ ۔ ۸۔
سب سے اونچے - پر مارتہ ستیہ اور سب پرانیوں کے پیدا کرنے والے بھگوان کا ہمیشہ استوتی کرنے سے
منش سبھی دکھوں سے آزاد ہو جاتا ہے ۔ (یہ تیسرے سوال کا جواب ہے) شلوک ۷، ۸

جنم بھر کے تجربہ کے آدھار پر مجھے سب دھرموں میں ہی دھرم سب اعلیٰ معلوم ہوا ہے۔ کہ ان ان بھگتی کے ساتھ ہمیشہ چندری کاکش یعنی ہر دے روپی کنول میں رہنے والے سرو انتری یا می بھگوان کا پر م تنکار کے ساتھ نام ستوتروں سے پوچھن گن گیتن کرتا رہے۔ (یہ پانچویں پرشن کا اتر ہے) شلوک ۵

परमं यो महत्तेजः परमं यो महत्तपः ।

परमं यो महद्ब्रह्म परमं यः परायणम् ॥ ६ ॥

पवित्राणां पवित्रं यो मंगलानां च मङ्गलम् ।

दैवतं देवतामां च भूतानां योऽव्ययः पिता ॥ १० ॥

پر م یو بہت تیجہ پر م یو بہت تپہ پر م یو عہد برہم پر م یو پر اے م۔ ۹۔
پو تر نام پو تر م یو منگل نام چ منگل دیو تر نام پو تر نام یو اویہ تپا۔ ۱۰۔
جو بھگوان پر م تیج سروپ ہیں سب کو پر کاکش کرتے ہیں۔ سورج۔ چاند اور تارے سب ان ہی کے تیج سے روشن ہیں۔ اور جو پر م تپ سروپ سے سب کو مرعوب کرتے ہیں۔ ان ہی کے بجھ سے سورج تپتا ہے۔ والو چلتا ہے اور جو پر م انشوریہ شالی برہم ہیں۔ اور پر این ہیں یعنی جہاں تیج جاتے پر پھر جنم مرن وغیرہ بندھنوں میں پھنسنے کی شکاک نہیں رہتی وہی منزل مقصود اور۔ پراپت کرنے یو گیہ ہیں۔
(یہ دوسرے سوال کا جواب ہے) شلوک ۵

سنا رکھی بھلائی کے لئے اگیان کے پردے کو دور کر کے اپنے گیان کے ذریعہ اتم پو تر نام دینے کے کارن جو سب پوتروں یعنی سب پو تر تیرتوں وغیرہ میں پر م پو تر ہیں اور سب منگل ان کی کرپا پر ہی منحصر ہے۔ اسلئے جو منگلوں میں پر م منگل سروپ ہیں۔ اور جو دیووں کے بھی دیو ہیں۔ اور اواناشی (ناش) رہت انہیں اور سرشتی کے آغاز سے سب کچھ پیدا کرنے والے ہیں۔

यतः सर्वाणि भूतानि भवन्त्यादि युगागमे ।

यस्मिन्मध्य प्रलयं यान्ति पुनरेव युगक्षये ॥ ११ ॥

तस्य लोक प्रधानस्य जगन्नाथस्य भूपते ।

विष्णोर्नाम सहस्रं मे शृणु पापभयापहम् ॥ १२ ॥

یہ سروانی بھوتانی بھوت یا دی ایک آگے میں منش چ پرلیم یا نئی پن ریلوگ اکتے۔ ۱۱۔

تسہ لوک پردھان اسیر جگن ناتھ سیہ بھوپتے وشنور نام سہسرمے شرتو پاپ بھیاپ ہم۔ ۱۲۔

پھر پرے کاسے جن میں سما جاتا ہے۔ وہی ایک دیو ہیں۔

(یہ پہلے سوال کا جواب ہے) شلوک ۵

یہ ہشتر کے چھ سوال

بیشتم جی کے جواب

- ۱۔ ایک دیو کون ہے؟
 - ۲۔ پر این۔ پر اپت کرتے یوگمہ کون ہے؟
 - ۳۔ استوتیہ (استوتی کس کی جیسا) کون ہے؟
 - ۴۔ پوجنیہ (پوجنیہ) کون ہے؟
 - ۵۔ پر م دھرم کیا ہے؟
 - ۶۔ چپ کس کا کرنا چاہیئے؟
- دیو ادھی دیو پر ماتا۔
 پر یہ جسم پد۔
 انا دی انت جگت کرتا پر ماتا۔
 ادھیہ۔ اناشی۔ سر دیا پک پر ماتا۔
 بھگتی پوروک نام ستوتروں سے بھگت کی استوتی کرتا۔
 پوتر ناموں سے جگت پر بھو۔ دیو۔ دیو بھگوان اکا۔
 ہے راجن! (یہ ہشتر)۔ لوک پر دھان جگت کے سوامی۔ سر دیا پک اس پورن آئندہ سر دپ پر ماتا کے
 سہسرنام، کہ تو مجھ سے سن۔ جو سب پا لوں اور مجھے کو دور بھگا دینے والا ہے (پر ماتا کے نام انکو چپہ لافراد
 ہیں۔ یہاں سہسرنام۔ صرف ایک ہزار نام ارگ دکھلانے کے طور پر ہی دیئے گئے ہیں۔ شلوک ۱۱

यानि नामानि गोणानि विख्यातानि महात्मनः ।

ऋषिभिः परिगीतानि तानि वक्ष्यामि भूतये ॥ १३ ॥

विनियोगः

‘ऋषिर्नामां सहस्रस्य वेदव्यासो महामुनिः ।

छन्दोऽनुष्टुप् तथा देवो भगवान् देवकी सुतः ॥’

یانی نامانی گونانی وکھیا تانی مہاتمنہ۔ ارشی بھی: پُرگیتانی تانی وکش یامی بھوت یے ۱۳۔

وہی یوگہ
 ارشی بھرنام نام سہسریہ دیدویا سو مہا امنی: ۵۔ چھندو انشپ تھا دیو بھگوان دیو کی ستہ:

اُس مہان آتما پر پاتما کے جو نام گنوں کے سمبندھ سے پرستہ ہیں اور منتر و شاستریوں نے جن ناموں کا کیرتن کیا ہے
 وہی نام میں (بیشتم) آجے چاروں پرست رتھ۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش کی سدھی کے لئے کہتا ہوں۔ ۱۳۔
 وہی یوگ۔ ”وشتو سہسرنام“ ستوتر کے رشی دیدویا س ہیں۔ چھندو انشپ ہے۔ دیو کی پتر کرشن روپ میں
 اوتار دھان کرنے والے وشتو بھگوان دیوتا ہیں (سر د پرست رتھ سدھی میں دئے یوگ ہے)

अङ्गन्यासादि

विनियोगः

ॐ अस्य श्री दिव्य विष्णु सहस्रनाम स्तोत्रमन्त्रस्य

भगवान् वेदव्यास ऋषिः, श्री कृष्णः परमात्मा देवता,

अनुष्टुप् छन्दः, अमृतांशू द्वो भानुरिति बीजम्, देवकी - नन्दनः
स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्खः भृगुन्दकी
चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य
इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थं
श्री विष्णु - सहस्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः ।

अथ करन्यासाः

ओं विश्वं विष्णुर्वषट्कार इत्यङ्गुष्ठाभ्यां नमः ।

ओं अमृतांशू द्वो भानुरिति तर्जनीभ्यां नमः ।

ओं ब्रह्मण्यो ब्रह्मकृद् ब्रह्मेति मध्यमाभ्यां नमः ।

ओं सुवर्णबिन्दुर क्षोभ्य इत्यनामिकाभ्यां नमः ।

ओं निमिषो डनिमिषः रत्रन्वीति कनिष्ठिकाभ्यां नमः ।

ओं रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य इति करतल कर पृष्ठाभ्यां नमः । एवं हृदयादिन्यासाः

इस पाठ को ध्यानम सशङ्खचक्रम् - इत्यादि शठके के पहले समझना चाहिये ।

अंग न्यासादी

द्वितीय

अमृतांशू द्वो भानुरिति बीजम्, देवकी - नन्दनः
स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्खः भृगुन्दकी
चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य
इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थं
श्री विष्णु - सहस्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः ।

अंग न्यासादी

अमृतांशू द्वो भानुरिति बीजम्, देवकी - नन्दनः
स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्खः भृगुन्दकी
चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य
इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थं
श्री विष्णु - सहस्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः ।

अमृतांशू द्वो भानुरिति बीजम्, देवकी - नन्दनः
स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्खः भृगुन्दकी
चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य
इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थं
श्री विष्णु - सहस्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः ।

अमृतांशू द्वो भानुरिति बीजम्, देवकी - नन्दनः
स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्खः भृगुन्दकी
चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य
इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थं
श्री विष्णु - सहस्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः ।

अमृतांशू द्वो भानुरिति बीजम्, देवकी - नन्दनः
स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्खः भृगुन्दकी
चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य
इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थं
श्री विष्णु - सहस्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः ।

اوم نمشو انیشہ سرگوتی کنشکا بھیام نم
اوم رتھانگ پانی رکتو بھیہ اتی کوتل کر پرستھا بھیام نم
ایوم ہر دیادی نیا سہ

ध्यानम्

सहाउ चक्रं सकिरीट कुण्डलं सपीति वस्त्रं सरसीरुहेक्षणम् ।
सहार वक्षस्थल कौस्तुभश्चियं नमामि विष्णुं शिरसा चतुर्भुजम् ॥

अथवा

शान्ताकारं भुजगशयनं पदम नामं सुरेशम् ।
विश्वाधारं गगन सदृशं मेघ वर्णं शुभाङ्गम् ॥
लक्ष्मी कान्तं कमल नयनं योगिभिर्ध्यातव्यम् ।
बन्दे विष्णु भवभयहरं सर्व लोकैक नाथम् ॥

دھیانم

شنکھ چکر سرگوت کنڈلم سپیت و سترم سری رومیکشتم
سہار و کش سقل کئو ستریم شریم نمائی و شنوم بشر چتر بھجم

اتھوا

شانتا کارم بھجگ شینم پدم نا بھم سریشتم
لکشی کانتم کل نینم یوگی بھر دھیان گم ایم
وشوا دھارم لگن سدر شتم میگھ ورنم شجاگم
وندے وشتو بھو بھے ہرم سر لوکیک نا تم

چتر بھج وشنو بھگوان کا

دھیان :-

”چاروں ہاتھوں میں شنکھ - چکر - گدا - پدم دھارن کئے ہوئے ہیں۔ سر پر مکت اور کانوں میں کنڈل پہنے ہوئے ہیں۔ گل کے سان ندر نیر ہیں۔ پیلے ستر دھارن کئے ہوئے ہیں چھاتی پر پھولوں کی لمبی مالا اور کوشیہ منی شوبھادے رہی ہے۔ اسی زالی چھپی والے شام ندر سرو ایشور تری شالی بھگوان وشنو کے پرتی عسکار ہے۔“

شیش شانی (شیش ناگ کی سیج پر) بھگوان کا دھیان

اتھوا

”آکار شانت ہے شیش ناگ کی سیج پر سوئے ہوئے ہیں۔ ناف میں کنڈل ہے۔ دایہ بائیں کے سواہی میں سارے سنار کے آدھار ہیں آکاش کی طرح ویلاپ ہیں۔ پادلوں کی طرح کالا رنگ ہے۔ کانٹا لکشی سیوا کر رہی ہیں گل کے سان نیر ہیں۔ یوگی مانی جگدھیان کے ذریعہ پاتے ہیں۔ ان سنار بچے کو نانش کرنے والے سارے سنار کے ایک سواہی (مالک) بھگوان وشنو کے پرتی میرا عسکار ہے۔“

نام گنا شروع

ॐ विश्वं विष्णुवर्षट्कारो भूत मव्यभवत्प्रभुः ।

भूतकृद् भूतमृद् भावो भूतात्मा भूतभावनः ॥ १४ ॥

اوم ویشوم ویشتر ویشٹ کارو بھوت بھویہ بھوت پر بھوہ:

بھوت کبرو بھوت بھرد بھاوو بھوتا مٹا بھوت بھاو نہ: ۱۴-

(۱) ویشوم :- اونکار سوروپ - ویشوروپ (وراٹ روپ) بھگوان (سرو ویشومیشم جگت) اٹھوا پر لے کال میں جن میں

سب جگت سا جاتا ہے (۲) ویشٹو :- سب ویش (جگہ) اور سب کال میں ایک آکار سے دیابت سرو دیاپک

(۳) ویشٹ کار :- سب لگیہ جن کے لئے کئے جاتے ہیں - (۴) بھوت بھویہ بھوت پر بھوہ :- مامنی مستقبل اور حال تینوں زمانوں

کے مالک (۵) بھوت کبرت :- رجگن کا آشر لے کر برہا روپ سے سب پرانیوں کو پیدا کرنے والے

(۶) بھوت بھرت :- ستو گن کے سہارے سے ویشٹو روپ میں سب کی پرورش کرنے والے بھگوان -

(۷) بھاوہ :- ستہ روپ بھگوان (۸) بھوت آتما :- سب پرانیوں کے انتر یامی

(۹) بھوت بھاوہ :- سب کو پیدا کرنے والے اور پالنے کرنے والے (شلوک ۱۵)

भूतात्मा परमात्मा च मुक्तानां परमा गतिः ।

अव्ययः पुरुषः साक्षी क्षेत्रज्ञोऽक्षर एव च ॥ १५ ॥

پوت آتما پرما تپاچ مکت نام پرما گتی:

اویہ: پُرشہ: ساکشی کشتیر گیہو اکشر ایوج - ۱۵

(۱۰) پوت آتما :- نزل شدہ سوروپ - تینوں گن اور جنم کرم کے دوش جن میں نہیں ہیں -

(۱۱) پرما تپا :- پرما ۴ آتما :- ہتہ شدہ بدھ بکت سو بھاو (۱۲) مکتا نام پرما گتی :- مکت پُرشوں کی منزل مقصود

ارتھات جہاں پہنچ کر پھر آنا نہیں ہوتا - (مکتی لکشیہ (۱۳) اویہ :- جن میں تبدیلی اور ناش نہیں ہوتے -

ارتھات اجر :- امر، پرما تپا - (۱۴) پُرشہ :- شری میں نواس کرنے والے (کشتیر گیہو) اٹھوا پورن

سروپ بھگوان (۱۵) ساکشی :- ساکشات - سرودرشنا - سب کچھ دیکھنے والا

(۱۶) کشتیر گیہو :- شری کو جاننے والے جیتن سوروپ

(۱۷) اکشرہ :- اونا مشی - ایک روپ میں قائم

(شلوک ۱۵)

لے کشتیر گیہو چا پی مام ودی سورو کشتیر لیشو بھارت ارتھات :- ہے ارجن ! تو سب کشتیروں میں کشتیر گیہو یعنی

(گیٹا ادھیائے ۱۳ شلوک ۲)

جیو آتما بھی میرے کو ہی جان

योगو योग विदां नेता प्रधानपुरुषेश्वरः ।

नार सिंह वपुः श्रीमान् केशवः पुरुषोत्तमः ॥ १६ ॥

یوگو یوگ ویدان پُرویشیشورہ:

نار سینگہ وپوہ: شری مان کیشوہ: پُرویشوتمہ: ۱۶-

(۱۸) یوگہ :- یوگ ابھياس سے پراپت ہوتے ہیں (۱۹) یوگ ودام نیتا :- یوگیوں کے نایک - یوگ کشیم کرنیوالے
محال محافظ (۲۰) پردھان پُرویشیشورہ :- پردھان یعنی مایا پرش یعنی جیو آتما - دلو کے سوامی
(۲۱) نار سینگہ وپوہ :- نر سینگہ روپ بھگوان (۲۲) شری مان :- لکشمی کاجل میں سدا اس ہے -
(۲۳) کیشوہ :- سندھ کرشن دالے اتھواک - برہما اے وشنو - ایشیشو - تینوں جن کے دوش میں ہیں
کیشی ہتاوا (کیشی کو مارنے والے) -

(۲۴) پُرویشوتمہ :- پُرویشوں میں اودم ارتھات کشر (شریر) - اکثر (جیو آتما) بھاووں سے پرے (شلوک ۱۶)

لے - ییمات کشریتنوا ہم اکثر اپنی پوتہ اتوا سنی لوکے دید پچ پرتھتہ پُرویش اوتہ

گیتا ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۵

ارتھات :- کیونکہ میں ناشوان جودرگ سے تودر دھاپرے ہوں اور مایا میں تھت اوداشی جیو آتما سے بھی اتم ہوں -
اس لئے لوک میں اور دید میں پُرویشوتم نام سے پُرویش میں
(ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۸)

सर्वः शर्वः शिवः स्थाणु भूतादि निर्धिरव्ययः ।

सम्भवो भावनो भर्ता प्रभवः प्रभुरीश्वरः ॥ १७ ॥

سُروہ: شروہ: شروہ: ستھانُر بھوت آدر بندھروہ:

سمبھوو بھاو نو بھرتا پربھوہ: پربھویشورہ: ۱۷-

(۲۵) سُروہ :- ست است سب کے پیدا کرنے والے - اور ناش کر کے دالے -

(۲۶) شروہ :- سب کاسنگھار (ناش) کرنے والے (۲۷) شروہ :- بزرگ شروہ شروپ بھگوان

(۲۸) استھانو :- سدا ایک بھاو میں قائم رہنے والے (۲۹) بھوت آدرہ :- سب پرانیوں کے آغاز کے کارن -

(۳۰) بندھی: اویہ :- پرے کال میں سارا سناو جن میں چھپ جاتا ہے - اویہ - وناش رہت بندھی -

(۳۱) سمبھوہ :- اپنی اچھا سے پیدا ہونے والے (۳۲) بھاو نہ :- سب پرانیوں کو کرم اوسار پھیل دینے والے -

(۳۳) بھرتا :- سب کا پالن کرنیوالے (۳۴) پربھوہ :- پنج مہابھوت جن سے پیدا ہوتے ہیں - اتھوا جن کا جنم سب

اودم جنے (۳۵) پربھوہ :- کرپا کرنے میں سرتھ (۳۶) ایشورہ :- اودم ایشوریہ شال دوی ایشور میں (شلوک ۱۷)

स्वयम्भूः शम्भुरादित्यः पुष्कराक्षो महास्वनः ।
अनादि निधनो धाता विधाता धातुरुत्तमः ॥ ३८ ॥

سویم بھو : شمشورہ اوتیہ : پشک راکشہ ہاسونہ :
انادی ندھنو دھاتا دھانا دھاتو رتتمہ : ۱۸ -

(۳۷) سویم بھو :- اپنے آپ پر گت ہونے والے - اتھوا سویم سوئتر (۳۸) شمشورہ بھگتوں کو شکہ دینے والے
(۳۹) اوتیہ :- سورج رُپ :- سورج منڈل میں ہر ارجان ہر نیہ نے پش بھگان اتھوا جیسے سورج ایک ہوتا ہوا بہت سے جل کے
اس کا عکس بہت روپوں میں دکھائی دیتا ہے۔ ویسے ہی جو ایک ہوتے ہوئے انکس شریوں میں منعکس ہو
رہتے ہیں - (۴۰) پشک راکشہ :- کنول کے سان جن کے نیر ہیں - (۴۱) ہاسونہ :- جکا وید روپی شبد ہان ہے
(۴۲) انادی ندھنہ :- جن کا آغاز و اختتام نہیں ہے - ادا نت رہت (۴۳) دھانا :- ساکے سنار کو پالنے والے
(۴۴) دھاتا :- کرم اور ان کے بھلوں کا دھان (قانون اصول) کرنے والے
(۴۵) دھاتو رتتمہ :- اوتھوا دھاتو :- پرتھوی وغیرہ سب دھاتوں سے اوتھ - چتین روپ دھاتو :- اتھوا سارے پر پنچ کو دھارن
کرنے سے دھاتو - سب سے اوتھ ہونے کے کارن اوتھ - (شلوک ۱۸)

अप्रमेयो हृषीकेशः पद्मनाभोऽमर प्रभुः ।
विश्वकर्मा मनुस्त्वष्टा स्थविष्ठः स्थविरो ध्रुवः ॥ ३९ ॥

اپرے یو ہرشی کیشہ : پدم نا بھو : امر پر بھو :
وشو کرما متس تو شٹا ستھو شٹہ : ستھو رو دھروہ : ۱۹ -

(۴۶) اپرے یہ :- جن کا گیان پرتیکش آدی پرمانوں سے نہیں ہو سکتا - ارتھات - جو سویم پر کاش ہیں -
(۴۷) ہرشی کیشہ :- رشتیرنگیہ روپ سے اندریوں کے سوامی - اتھوا سب اندریاں جن کے وش میں ہیں -
(۴۸) پدم نا بھو :- جگت کارن روپ کل جن کی نا بھی ہے - (۴۹) امر پر بھو :- دیوتاؤں کے سوامی -
(۵۰) وشو کرما :- سارا سنار جن کا کرم ہے - ارتھات جگت کرتا بھگوان - (۵۱) متھ :- منن کرنیوالے منن سروپ
(۵۲) تو شٹا :- پر لے کال میں سنار کو لطیف بنا کر اپنے میں پالنے والے (۵۳) ستھو شٹہ :- سب ستھووں میں ستھو (کشیف
(۵۴) ستھو رو دھروہ :- سدا اچل رہنے والے - سب سے پرانے (شلوک ۱۹)

پرا رتھنا : بے ہری کیشہ ہے دیائے پر بھو ! آپ ہرشی کیش ہیں - میری اندریوں کے وشوں کو دور کرنے
کی کرپا کریں :-

अग्राह्य शाश्वतः कृष्णो लोहिताक्षः प्रतर्दनः ।
प्रभूतस्त्रिक कुक्षाम पवित्रं मंगलं परम् ॥ २० ॥

اگر اہیہ: شاشوتہ: کرشنو لوہیتا کشہ: پرتردنہ:

پر بھوت سترک کبڈھام پوترم منگلم پر م - ۲۰ -

(۵۵) اگر اہیہ :- اندریوں کا جن کا گرہن نہیں ہو سکتا - ۵۶ - شاشوتہ :- بتیہ یعنی تینوں کال رہنے والے۔

(۵۶) کرشنہ :- کرشنی - ستہ :- نہ - سکھ - ارتھات ست سروپ اور سکھ سروپ - اقوا جن کا رنگ کالا ہے بشیام ورن -
اقوا جن کی ستہ طاقت اسے سارا سنسار قائم ہے۔

(۵۷) لوہتا کشہ: جن کی آنکھوں میں لال ڈورے ہیں - (۵۹) پرتردنہ :- سنگھار کال میں سب پرانی درگ کو ناسٹ کر دیا۔

(۶۰) پرتھوتہ :- سب گیان اور ایشوریہ سے پری پورن بھگوان - (۶۱) تریک کبڈھام :- اوپر نیچے اور درمیان میں جٹکا

دھام یعنی استھان ہے ارتھات سرودیاپک بھگوان - (۶۲) پوترم :- سب کو پوتر کرنے والے ..

(۶۳) منگلم پر م :- پر م منگل سروپ (شلوک ۲۱)

ईशानः प्राणदः प्राणो ज्येष्ठः श्रेष्ठः अजापतिः ।

हिरण्यगर्भो भूगर्भो माधवो मधुसूदनः ॥ २१ ॥

ایشانہ: پراں دہ: پراںو جے ایشٹھ: شریٹھ: پرجا پتی:

ہرنیہ گرہو بھو گرہو مادھو مدھو سودنہ: - ۲۱ -

(۶۴) ایشانہ :- پرانی ماتر کے پریک (۶۵) پراں دہ :- پراں داتا - جیون دینے والے

(۶۶) پراں :- پراں یعنی جیون سروپ (کشیتریگیہ روپ میں شواس لینے والے -

(۶۷) جے ایشٹھ :- سب سے بڑے (۶۸) شریٹھ :- سب سے اتم - قابل تعریف

(۶۹) پرجا پتی :- ساری پرجا کے مالک

(۷۰) ہرنیہ گرہو :- سورن آند کے اندر رہنے والے برہما روپ بھگوان -

(۷۱) بھو گرہو :- ساری پرتھوی جن کے اندر ہے -

(۷۲) مادھو :- مایا کے پتی - اقوا چاندوگیہ آپنشد میں کہی ہوئی مدھو دیا سے جانے پرگیہ -

(۷۳) مدھو سودنہ :- مدھو نام والے دیتیہ کو مارنے والے - (شلوک ۲۱)

پراں دھنا :- (مادھو :-) ہے مادھو! آپ سب کے پراں سرورپ ہیں - کسی کو بھی پراں کشت نہ ہو -

ईद्वरो विक्रमी चन्वी मेधावी विक्रमः क्रमः ।

अनुत्तमो दुराधर्षः कृतज्ञः कृतिरात्मवान् ॥ २२ ॥

ایشورو وکرمی وشنوی مہدھادی وکرمہ : وکرمہ :
 اننتو دُرادھرشنہ : کِرتگیہ : کِرتہ اتم وان ۲۲۔

- (۷۴) ایشورہ : سرو شکتی مان ۔ سب پر حکومت کرنیوالے (۷۵) وکرمی :- سب سے بڑے شور ویر
 (۷۶) دھنوی :- رام سروپ میں تیرکان دھارن کرنے والے بھگوان (۷۷) مہدھادی :- اُتم بدھی والے
 (۷۸) وکرمہ :- سارے سنسار میں جن کی گتی ہے ۔ اتھوا وی یعنی گرڈ کے ذریعہ جن کی گتی ہے
 (۷۹) کرمہ :- جو سب میں سویم چلتے ہیں (گتی روپ ہیں) (۸۰) اننتہ :- جن سے اُتم کوئی نہیں ہے ۔
 (۸۱) دُرادھرشنہ :- جن کا کوئی نادرنہ کر سکے ۔ ترسکرت نہ کر سکے (تہاک نہ کر سکے)
 (۸۲) کِرتگیہ :- پرائیوں کے اچھے بڑے کرموں کو جاننے والے اتھوا بھگتوں کی تھوڑی سی بھگتی کو بھی پوری طرح جاننے والے
 (۸۳) کِرتہ :- تین سروپ اتھوا کرپا سروپ (۸۴) اتم وان :- خدا اپنی مہا میں ستھر (شلوک ۲۲)

پرارتھنا :- کِرتہ :- ہے میرے پیارے ! آپ تین سروپ (پرشارتھ روپ ہیں) میرا پرشارتھ بھی آپ اپنے پرشارتھ میں
 بلا لیں

सुरेशः शरणं शर्म विश्वरेताः प्रजामवः ।

अहः संवत्सरो व्यालः प्रत्ययः सर्वदर्शनः ॥ २३ ॥

سُرشیشہ : شرم شرم وشنو ریشہ : پر جابھوہ :

اتہ : شبت سرو ویالہ : پرتیہ یہ : سرو درشنہ ۲۳۔

- (۸۵) سُرشیشہ :- سُرشہ : دیوتا ، ایش :- سوامی (دیوتاؤں کے سوامی) (۸۶) شرم :- دکھوں کے دکھ دور کر کے
 اُن کی حفاظت کرنیوالے (۸۷) شرم :- کلیان روپ ۔ اتھوا پر م آئند سروپ (۸۸) وشنو ریشہ :- جگت کے کارن
 (۸۹) پر جابھوہ :- سب پر جا کو پیدا کرنے والے (۹۰) دن کی طرح پرکاش سروپ بھگوان ۔
 (۹۱) شبت سرو :- کال سروپ وشنو بھگوان (۹۲) ویالہ :- سانپ کی طرح جن کا گرمین کرنا کشتن ہے ۔ اتھوا پاسیوں
 کے لئے سانپ کی طرح بچے دایک (۹۳) پرتیہ یہ :- پرتی سروپ یعنی ظاہر بھگوان
 (۹۴) سرو درشنہ :- سب کو دیکھنے والے
 (شلوک ۲۳)

پرارتھنا :- شرم شرم : تمہارے دین کو بھی اپنی شرم میں لینے کی کریا اوشیہ کیجئے ۔ جبکہ آپ سب کو شرم دینے والے ہیں ۔

अजः सर्वेश्वरः सिद्धः सिद्धिः सर्वोदिरच्युतः ।

बृषाकपिरमेयात्मा सर्वयोग विनिसृतः ॥ २४ ॥

اجہ اسرویشورہ: سیدہ: سروا درپج بیٹہ:

درشا کپرے یا تم اسرویلگ ویش سمرتہ: ۲۴-

(۹۵) اجہ :- اجما نہ پیدا ہونے والے (۹۶) اسرویشورہ :- سب کے سوا

(۹۷) سیدہ :- نتیجہ سیدہ سروپ (۹۸) سیدی :- سب سے اتم بدھی سروپ

(۹۹) سروادی :- سب بھوتوں کے آدمی کارن (۱۰۰) اچیتہ :- جن کی طاقت تینوں کالوں میں کبھی گھٹتی نہیں

(۱۰۱) ویشا کپی :- ویش: دھرم، کپی :- دراہ ارتھات دھرم روپ اور دراہ روپ

(۱۰۲) اُسے یا تم :- جن کے سروپ کو کوئی ناپ نہ چکے کہ "اتنا ہے"

(۱۰۳) اسرویلگ ویش سمرتہ :- سب تعلقات (سمبندھوں) سے رہت - اتھوا سب شاستر پرائوں سے جن کا گیان ہوتا

ہے :- (شلوک ۲۵)

پرارمھنا :-

پرو بھو! آپ کے پوتر پرم سندھ چرن کلوں میں بار بار پر نام ہے

वसुर्वसुमनाः सत्यः समात्मा संमितः समः ।

अमोचः पुण्डरीकाक्षो बृषकर्मा बृषाकृतिः ॥ २५ ॥

وسروسمناہ: ستیہ: سنما تم سبھمتہ: سمہ:

اموگھ: پنڈری کا کشو ویش کرما ویشا کریتی: ۲۵-

(۱۰۴) وسوہ :- سب پرانیوں میں بنے والے

(۱۰۵) وسمناہ :- اوتھ من والے - ارتھات جن کامن لغزت و رغبت (راگ دیش) وغیرہ سے رہت ہے۔

(۱۰۶) ستیہ :- ست = پران روپ ت = ان روپ ہے۔ سورج روپ ارتھات پران - ان اور سورج روپ

(۱۰۷) سنما تا :- سب کے بنے ایک سے منصف (نیائے کاری) بھگوان -

(۱۰۸) سبھمتہ :- سب پدارتھوں سے محدود اور لا محدود۔

(۱۰۹) سمہ :- حب و کاروں سے رہت - اتھوا مایعنی کشی سے یکت -

(۱۱۰) اموگھ :- جن کی بھگتی کبھی رائیگاں نہیں جاتی - اتھوا اموگھ سبھک

(۱۱۱) پنڈری کا کشہ :- ہر دے روپی کسی میں رہنے والے - اتھوا کنول نیر (۱۱۲) ویش کرما :- جسے سب کرم دھرم کیلئے ہیں -

(۱۱۳) ویشا کریتی :- جو دھرم کی رکھت کے بنے اوتار دھان کرتے ہیں -

(مشلوک ۲۵)

بقیہ مضمون اسی سالنامہ شاشی انگ کے صفحہ ۲۶۵ سے ۳۱۶ تک ملاحظہ فرمائیں :-

پاتنجلی یوگ کٹاسٹر (سلسلہ)

مترجم منشی سورج ناراین مہر

(چھٹی فصل)

کلیش اور اُن کا علاج

کلیش تکلیف پہنچانے والی چیزوں کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ سمدھی میں خارج ہوتے ہیں اور اُن سے تکلیف پہنچتی ہے۔ اس واسطے انہیں کلیش کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تعداد میں پانچ ہیں۔ ابتدا یا جہل، استماتیا، انانیت، راگ یا رغبت، دولش یا نفرت، ابھی نولیش یا محبت زندگی۔ ان میں سے جہل باقی چاروں کی جڑ ہے۔ خواہ وہ خوابیدہ ہوں، ہلکے ہوں، دبے ہوئے ہوں یا پُر زور ہوں۔

”خوابیدہ“ وہ کلیش ہیں کہ چپت میں موجود تو ہیں، لیکن اسباب بہم نہ پہنچنے سے اپنا کام نہیں کر سکتے۔ یہ حالت بچے کی ہوا کرتی ہے۔ اس کے نفس میں سب کلیش و استناؤں کی صورت میں موجود تو ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اسباب اظہار مہنوز موجود نہیں ہوئے۔ اس واسطے خوابیدہ حالت میں رہتے ہیں۔ ”ہلکے“ وہ ہیں جو اپنے اضداد کی بھارتنا سے طاقت نہیں پکڑنے پاتے، بلکہ چپت میں حقی صورت میں موجود رہتے ہیں۔ مثلاً دنیا کی ہوا و ہوس کا خیال جو رغبت پر مبنی ہے۔ براگ کی بھارتنا سے ہلکا ہو جاتا ہے۔ لیکن اسباب پیدا ہونے سے پھر چپت میں غود کر آتا ہے۔ ”دبے ہوئے“ وہ ہیں کہ زیادہ طاقت و کلیش انہیں سر نہیں اُبھارنے دیتے۔ مثلاً جس وقت من میں رغبت کا زور ہے۔ نفرت دب جاتی ہے۔ مگر رہتی ضرور ہے اور اسباب موجود ہونے پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ پُر زور وہ ہیں جو موافق اسباب پا کر اپنا زور دکھاتے ہیں۔ مثلاً لوگ کا سمدھی سے اٹھنا جو محض کلیشوں ہی کی وجہ سے دھیان کا چھوٹنا ہے۔ اب ایک ایک کلیش کو لینے جائیے اور اُس کی ماہیت دیکھتے جائیے۔

۱۔ ابتدا یا جہل۔ یعنی علم یعنی گیان نہ ہونے کا نام نہیں ہے، جو محض عدم یا نیستی ہے۔ بلکہ اور برائیوں کی طرح چپت کی ایک مثبت برائی ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ چیز کچھ اور ہے اور اُس کو سمجھ لیا کچھ اور۔ بھگوان پاتنجلی اس کی چار صورتیں دیتے ہیں۔ ناپائیدار، ناپاک، دکھ اور انا تم چیزوں کو پائیدار، پاک، سکھ اور آتما سمجھ لینا ابتدا ہے۔ مثلاً دنیا ناپائیدار ہے۔ اس میں ایسے کام اٹھانا گویا ہمیں یہاں ہمیشہ رہنا

ہے۔ اب دیا جہل ہے۔ دکھ کو سکھ سمجھنا جہل ہے۔ مگر لشیوں کا سکھ جو انجام میں نہایت ہی دکھ دینے والا ہے۔ جہل سے سکھ سمجھا جا رہا ہے۔ انا تم چیزیں جسم خاکی پر ان اندریاں من اور بدھی ہیں۔ مگر جہل سے آدمی انہیں اتنا سمجھ رہا ہے۔ ایک کہتا ہے۔ ”میں“ دہلایا موٹا ہوں۔ جسم کو اتنا سمجھا ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ ”میں“ کمزور یا طاقت ور ہوں۔ یہ پران کو اتنا سمجھا ہے۔ تیسرا کہتا ہے۔ ”میں“ اندھا بہرا، گولایا لنگڑا ہوں۔ یہ اندریوں کو اتنا سمجھا ہے۔ چوتھا کہتا ہے۔ ”میں“ دانا یا نادان ہوں۔ یہ من کو اتنا سمجھا ہے۔ پر کرتی لے جوئی بدھی کو اتنا سمجھ کر آگے ترقی نہیں کر سکا کرتے۔

۲۔ اسمیتا یا انا نیت۔ عالم اور قوتِ علم کو ایک جانتا ہے۔ عالم حقیقت میں پرش ہے۔ جو گیان سُروپ یعنی جیتن ہے۔ اُس کا عکس چیت میں اس لئے پڑتا ہے کہ چیت سترگن کا کاریہ ہونے سے مُصفا ہے۔ اور عکس قبول کر سکتا ہے۔ چیت مختلف قسم کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ مثلاً بیرونی اشیاء کی، سکھ کی، دکھ کی۔ ان صورتوں یا برتیوں میں جیتن کا عکس پڑتا ہے تو ہمیں گیان ہوتا ہے کہ یہ فلاں شے ہے۔ غرض چیت کی برتی گیان یا علم کہلاتی ہے۔ حالانکہ یہ برتی جڑ ہے، گیان نہیں ہے۔ جہاں برتی صرف بدھی کی ہے، وہاں چونکہ فردیت نہیں ہے۔ یہ برتی صرف اسمیتا یا میں ہوں کی صورت اختیار کرے گی۔ جیسے گہری نیند سے اٹھ کر آدمی کو احساس ہوا کرتا ہے۔ اور جس کا ذکر ہم سانکھیہ کے پچیس تنوؤں میں کر آئے ہیں۔ یہاں ”میں“ کا اطلاق بدھی پر ہو رہا ہے۔ نہ کہ شدھ گیان سُروپ پرش پر۔ اس واسطے یہ اب دیا یا جہل کی ہی صورت ہے۔ اور اس واسطے کلیشوں ہی میں داخل ہے۔ پر کرتی لے یوگی یہیں ٹھہر جاتا ہے۔ آتما تک اُس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اسی لحاظ سے کہا گیا ہے کہ پر کرتی لے یوگیوں کو سنسار ہی ہوتا ہے۔ اس کلیش کو دور کر کے اپنا شدھ سُروپ پہچاننا یوگ کی اعلیٰ معراج ہے۔

۴۔ دولیش یا نفرت۔ دکھ کے پیچھے پیچھے آنے والی چیز ہے۔ آدمی دکھ محسوس کرتا ہے۔ تو دکھ کی اور ان سادھنوں کی جن سے دکھ پیدا ہوا ہے، یاد آتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبیعت چاہتی ہے وہ دکھ پھر نصیب نہ ہو۔ یہ دکھ سے بچنے کی خواہش نفرت کہلاتی ہے۔

۵۔ ابھی نولیش یا محبت زندگی۔ نہایت ہی پر زور چیز ہے۔ اسی واسطے داناؤں سے بھی یہ تعلق روکے نہیں رکتا۔ وجہ یہ ہے کہ کیا جانور، کیا آدمی اور کیا دیوتا سب نے آداگون میں جنم پر جنم پائے ہیں۔ اور مرنے کی تکلیف اٹھانی ہے۔ اس واسطے یہ سخت تعلق سب کے ذہن میں بیٹھ گیا ہے کہ جسم سے جدا ہونے کی تکلیف کا باعث ہے کبھی نہ ہو، ہرگز نہ ہو۔ اسی خوف مرگ کے باعث محبت زندگی کو ابھی نولیش یا تعلق سخت کہا جاتا ہے۔ یہ حقیر سے حقیر کپڑے سے لگا کر دیوتاؤں تک کیا برہما تک یکساں ہے۔ اس کو کسی سے نجات نہیں ہے۔

یہ پانچ کلیش ہیں۔ ان کے نام اور خصوصیتیں اور بھی ہیں۔ جن کا مفصل بیان میری کتاب

فلسفہ سانکھیہ میں دیا ہوا ہے۔ یہاں مختصر بیان دیتا ہوں۔
۱۔ ابتدا کو کس بھی کہتے ہیں۔ یہ انا تم چیزوں یعنی توما تراؤں۔ اہنکار۔ ہمت اور اویکت کو
آتما ماننا ہے۔

۲۔ اسمتا کو مومہ کا نام دیتے ہیں۔ یہ یوگی کا اُن صورتوں کو آتما ماننا ہے۔ جو خاص سیدھیوں اور
شکلیوں مثلاً اینما مہا وغیرہ سے وہ دھارن کیا کرتا ہے۔

۳۔ راگ کو مہا مومہ کہتے ہیں۔ یہ یوگی کا اُن سوکشم سکھوں میں محو ہونا ہے۔ جو سبھی حاصل کر کے
اوپکے طبقوں میں اسے محسوس ہوا کرتے ہیں۔

۴۔ دولیش کو تا مہشر کہتے ہیں۔ یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ یوگی سب چیزوں پر ایشرتا یا قدرت حاصل
کرتی جانتا ہے۔ مگر موانع اور رکاوٹیں ہیں کہ نہیں ہونے دیتیں۔

۵۔ ابھی نولیش کو اندھ تا مہشر کہتے ہیں۔ یہ اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ جو سبھی حاصل
ہو گئی ہیں، وہ جاتی نہ رہیں اور میں کورے کا کورا نہ رہ جاؤں۔

بیان بالا سے ظاہر ہے کہ کیا نیچے اور کیا اوپے درجوں میں یوگی کو کلیش وق کرتے رہتے ہیں۔
اس واسطے سعی و کوشش کر کے ان کا علاج کرنا چاہیے۔ علاج جھگوان یا تخیلی تین بتاتے ہیں۔ کرنا
لوگ، طریق مخالفت، دھیان۔

۱۔ کرنا لوگ۔ اس میں تپ، مطالعہ اور ایشور پر بندھان داخل ہیں۔ ان پر یک نیموں کے باب میں
بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس واسطے یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کرنا لوگ میں اصول یہ
مفسر ہے کہ اس سے خیالات سدھرتے ہیں اور قلب صافی ہوتا ہے۔ اس لئے کلیشوں کو بھی دور کرتا
ہے۔ اور سمادھی کی بھاونامیں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ طریق مخالفت۔ سوکشم کلیشوں کے دور کرنے میں بکار آتا ہے۔ سوکشم کلیش دانساؤں کی
صورت میں رہتے ہیں۔ یعنی ہنوز انہیں موقع اظہار نہیں ملا ہے۔ علاج کا طریق ہے کہ جس ترتیب پر
وہ پیدا ہوئے ہیں۔ اُس کی مخالفت ترتیب سوچ سوچ کر انہیں خاطر سے نکالا جائے۔ پر کرتی
جو ہمت اہنکار من اندریوں اور مہا بھوتوں کی صورتیں اختیار کرتی ہے۔ یہ اولوم پر نیام یعنی سیدھا
ارتقا کہلاتا ہے۔ اس پر نیام میں علت میں سے معلول سے نکالا جاتا ہے۔ اس کا مخالف پر نیام
پر تی لوم یعنی الٹا ارتقا کہلاتا ہے۔ جس میں معلول کو اس کی علت میں داخل کیا جاتا ہے۔ مثلاً
مہا بھوت اندریاں اور من کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف اہنکار کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ اور سبھی پر کرتی
کی اس طرح ایک پر کرتی رہ جاتی ہے۔ یہ جو ہے اور سب تبدیلی اس میں ہے۔ میں گیان پرش یا آتما
ہوں، اور پر کرتیوں کی تبدیلیوں سے لیا بیان نہیں ہوں۔ جتنی اس بچار کی بھاونام مضبوط ہوتی چلے گی

اُتنا ہی چیت کا ناش ہوتا جائے گا۔ اور ساتھ ہی کلیش بھی جو واسنا روپ میں دُور ہوتے چلے جائیں گے۔
 ۳۔ دھیان۔ اُن کلیشوں کے دور کرنے میں کام آتا ہے۔ جو واسنا روپ نہیں رہے ہیں۔ بلکہ برہمنوں کی
 صورت میں ظاہر ہو کر سکھ دکھ مود وغیرہ پیدا کرتے ہیں اور اس واسطے سما دھی لگنے میں حرج ڈالتے ہیں۔
 ان کا علاج دھیان سے چیت کو ایکاکر یا یکسو کرنا ہے۔ دھیان کے طریقے پہلے بتائے جا چکے ہیں۔ اس واسطے
 یہاں نہیں دیئے گئے۔

(ساتویں فصل)

کرم اور اُن کا علاج

کلیش صرف تکلیف دینے والی اور سما دھی میں خلل ڈالنے والی چیزیں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ کرم واسنا
 کی بھی یہی جڑیں ہیں۔ چونکہ پرکرتی اور پُرش دونوں انادی ہیں، اور اگیان کا کارہ اُن کا تعلق بھی انادی
 ہے۔ اس واسطے ہر پرش کے کرم بھی انادی ہیں۔ ان جنم جنماتروں کے کرموں کا مجموعہ سچت یعنی جمع شدہ کہلاتا
 ہے۔ اس میں سے جو کرم پھل دینے کے لائق ہو جاتے ہیں، وہ پرار بدھ یعنی شروع شدہ نام پاتے ہیں۔ یہ آدمی
 کو جنم دیتے ہیں اور اپنے پھلوں کے مطابق خاص حالات نواحی میں لا بٹھاتے ہیں۔ اس جنم میں جو کرم وہ کرتا
 رہتا ہے۔ ان میں سے بعض کا پھل تو یہیں پاتا رہتا ہے، اور بعض کا نہیں۔ یہ آگے چل کر پھل دیں گے۔
 اس واسطے آگے یعنی مستقبل کہلاتے ہیں اور سچت کرموں کے خزانے میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس طرح آوا
 گون کا لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کرم سے آدمی جنم پاتا ہے۔ جنم پا کر اور کرم کرتا ہے اور یہ کرم اور
 جنموں کے باعث بنتے ہیں۔

کرم ختم ہونے میں اس واسطے نہیں آتے کہ ان کی جڑ یعنی کلیش سدا ہری رہتی ہے۔ جڑ چونکہ موجود
 ہے، کرم بار آور رہتے ہیں، اور جاتی عمر بھوک میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ بھوک سے مراد امیری غریبی صحت
 و بیماری طاقت وری و بے طاقتی ہے۔ بعض شخصوں کو ہر طرح کے بھوک میسر ہوتے ہیں۔ بعض غریب تمام
 عمر ترستے رہتے ہیں اور انہیں کچھ نہیں ملتا۔ بعض بچے صحت ور پیدا ہوتے ہیں۔ بعض لنگڑے، ٹوٹے
 اپاہج۔ غرض دُنیا کی تیرنگی کے باعث یہی کرم ہیں۔ عمر کا دار و مدار بھی انہیں کرموں پر ہے۔ پرار بدھ
 کرموں نے جس زور کے ساتھ جسم انسانی کی کیند کو اس دُنیا میں لڑھکایا ہے۔ اتنے ہی عرصے وہ لڑھکتی
 رہے گی۔ یعنی آدمی زندہ رہے گا۔ جب یہ زور ختم ہوا تو اس کیند کا لڑھکنا ختم ہو جائے گا، اور آدمی
 مرجائے گا۔ یہ دونوں اصول آئینے کی طرح صاف ہیں۔

جاتی کے معنی دو لئے جاتے ہیں۔ ایک تو براہمن، چھتری، ویش، شودر کے ہاں جنم ہونا۔ دوسرے
 جانور یا انسان کا چولا ملنا۔ دونوں ہی کا دار و مدار کرموں پر ہے۔ ناظرین کو خیال رہے کہ پرکرتی جو کام

کر رہی ہے اور جو تماشے دکھا رہی ہے۔ وہ اس واسطے ہیں کہ پریش اُن سے تجربہ اُٹھائے اور موکش کی جانب میل کرے۔ اس واسطے ہر جو کو طرح طرح کی جُونوں میں سے گزرتا ہوتا ہے۔ ہندو شامتر بتاتا ہے کہ چور اسی لاکھ جُونوں کے بعد انسانی چولا بنتا ہے۔ بھگوان پاتنجلی کہتے ہیں کہ جُون کی تبدیلی پر کرتی کے بھر پور ہونے سے عمل میں آتی ہے یعنی ایک جُون میں جیو کمال کو پہنچ گیا اور جو کچھ تجربہ حاصل کرتا چاہیے تھا، کر چکا تو اُس سے افضل جُون ملتی ہے، تاکہ آئندہ ترقی کرتا چلا جائے۔ اور جُون بدلنے کا باعث پر کرتی ہی ہے، جو سارے کام کرتی ہے۔ دھرم ادھرم وغیرہ اتفاقیہ باعث نہیں ہیں۔ مگر اس پر نہ سمجھنا چاہیے کہ دھرم بے دھرم بے فائدہ چیزیں ہیں، بلکہ یکساں کی طرح رُکا دہیں دُور کرتے ہیں۔ اور پر کرتی پر کمال پر کمال کی راہیں کھولتے ہیں۔ دیکھو کھیت ہر اتو پانی سے ہی ہوتا ہے۔ مگر کسان نالیا کھودے، رُکا دہیں ہٹائے اور پانی کے بہنے کا راستہ بنادے تو کھیت آسانی سے پکے گا۔ یعنی یہی کام پر کرتی کی مدد دینے میں دھرم ادھرم وغیرہ کرتے ہیں۔

ان جاتی بھوک اور عمر میں آدمی دکھ سکھ بھوگتا رہتا ہے۔ اور اس کا باعث پن اور پاپ ہیں۔ نادانوں کی نگاہ میں خوشگوار چیزیں سکھ دیتی ہیں۔ مگر جو دانا لوگ ہیں، یعنی لوگ کے جاننے والے انہیں ہر چیز ہی دکھ دیتے والی کیا، بلکہ محض دکھ روپ نظر آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نتائج فکر اور اثرات کی وجہ سے یا گنوں کے تخالف سے ہر چیز میں دکھ ہی دکھ بھرا ہوا ہے۔ نتائج کے یہی ہیں کہ چیز اچھی ہے۔ تو اس کی ہوس تکلیف دیتی ہے، اور بُری ہے تو اس کے دفعیے کے اسباب ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ہر بار کامیابی ناممکن ہے۔ اس واسطے نتیجہ ہمیشہ تکلیف و مایوسی ہی ہے۔ فکر بات تکلیف مشہور عام ہے۔ اچھی چیزوں کا ہم پہنچانا، احتیاط سے دکھنا اور اوروں کو لینے نہ دینا بھی صیت ہے۔ اور بُری چیزوں سے بچنا بھی۔ کیونکہ دونوں ہی بے صبری دے اطمینانی پیدا کرنے والے اسباب ہیں۔ اثرات مستسکار ہیں۔ جو راحت و تکلیف کا ہر احساس اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔ اور جو آئندہ جذب و دفع دونوں صورتوں میں تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ گنوں کا اختلاف یہ ہے کہ ستورج تم پر کرتی کے تینوں گن ہر چیز میں ہیں اور یہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ چونکہ اس تبدیلی ہی کی وجہ سے دوام کسی شے کو ہے نہیں اس واسطے ناپائیدار شے میں جہاں دل بستگی ہوگی۔ وہاں پریشانی ہی کا باعث ہوگی۔

بیان بالا سے ظاہر ہے کہ ہر چیز دکھ روپ ہے۔ اور چونکہ اس کا بلنا یا نہ بلنا کرموں پر منحصر ہے۔ اس واسطے دکھ کی جڑ مول کرم ٹھہرتے ہیں۔ آدمی کو سعی و کوشش بلینے سے مستقبل دکھ کے دفع کرنے کی فکر کرنی چاہیے مستقبل اس لئے کہا ہے کہ جو دکھ بھوک سے ختم ہو چکا۔ اس کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ موجود لمحے میں جو دکھ موجود ہے۔ وہ اب ختم ہوئے کا ہوا ہے۔ ہاں آئندہ دکھ کے جو انبار اپنے کرموں کی وجہ سے مہیا کر رکھے ہیں۔ ان کا دفعیہ کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ باعث تکلیف نہ بن سکیں اور یہ دفعیہ عارضی

نہ ہونا چاہیے۔ کہ کچھ عرصے کے لئے دکھ سے نجات مل جائے۔ بلکہ اس طریقہ کا ہونا چاہیے کہ دکھ پھر کبھی طرح عود ہی نہ کر سکے۔ اگر دکھ سے کچھ عرصے کے لئے نجات مل گئی اور وہ پھر عود کر آیا، تو دقیقہ ہی کیا خاک ہوا۔

کرم واسنا نہایت ہی شہزور اور طاقت ور چیز ہے۔ جیسا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ آدمی کرم کرنا ہے۔ وہ کرم جنم دیتے ہیں۔ جنم پا کر اور کرم کرتا ہے، اور اس طرح سلسلہ لامتناہی جاری رہتا ہے۔ یہ کرم تین طرح کے ہوتے ہیں۔ سفید سیاہ اور مخلوط، سفید کرم و اعمال نیک ہوتے ہیں، جو سورگ ملنے کا باعث بنتے ہیں سیاہ کرم و اعمال بد ہیں، جو نرک ملنے کا باعث بنا کرتے ہیں۔ مخلوط کرم وہ ہیں، جو انسانی چولادیتے ہیں۔ معمولی آدمیوں کے کرم انہیں تینوں قسموں کے ہوا کرتے ہیں۔ یوگی کو چونکہ خواہش شرف اعمال نہیں رہا کرتی، اور فرائض کو محض فرائض سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ اس واسطے اس کے کرم سفید و سیاہ و مخلوط بھی نہیں رہا کرتے۔

تینوں طرح کے کرم ظاہر ہے کہ اپنی اپنی قسم کے سنسکار چت میں چھوڑیں گے۔ انہیں کا دوسرا نام واسنا ہے۔ یہ یا تو حافظے کی صورت میں نمایاں ہوں گے یا جوں کرم اور بھوک کی صورت میں انہیں کرموں کی چٹنگی یعنی پھیل دینے کے مطابق آدمی کو خاص جوں ملا کرتی ہے، اور اس جوں کے مطابق اس کے خاص بھوک اور عمر ہوا کرتی ہے۔ چونکہ اس جوں میں وہ کرم واسنا لے کر ہی پیدا ہوتا ہے، اور پرانے سنسکار موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے حافظہ اپنا عمل کرتا ہے، اور اس سے ویسے ہی اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ جو اس جوں اور اس کی واسناؤں کے مطابق حال ہوتے ہیں۔ اب اگر متواتر انسانی پر انسانی جوں ملے جائے یا بیچ میں جوں بدل جائے، اور ہزاروں برس کا فرق بھی پڑ جائے، تو بھی چونکہ انادی کرموں والے جیو میں ہر جوں کے سنسکار موجود ہیں۔ موجودہ جوں میں وہ عود کر آئیں گے، اور اس کے تمام عمل موجودہ جوں کے ہی مطابق ہوں گے۔ یہ اعتراض نہیں اٹھ سکتا۔ کہ بعد کی جوں میں سنسکاروں کا وجود مانا۔ مگر سب سے پہلی جوں میں تو سنسکار نہیں ہو سکتے۔ وہاں جیو کے اعمال کا محرک کون ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ جیو انادی ہیں۔ ان کے کرم انادی ہیں، اور ان کے کرموں کی واسنا میں انادی ہیں۔

ان انادی کرم واسناؤں کے ناش کا طریق کیا۔ جس سے آواگون کے پھنساوے سے آدمی چھٹے اور اس کی کیولیہ میں سہتی ہو۔ سنو، واسنا چونکہ کارن پھل آشرے اور سہارے سے بندھی ہوتی ہے۔ انہیں چاروں کے ناش سے اس کا ناش بھی ہوتا ہے۔ واسنا کا باعث متواتر و متوالی آو بھو ہیں۔ آو بھو کا باعث خواہش ہے۔ خواہش کا باعث ابتداء ہے۔ یہ باعثوں کا سہ پہلو سلسلہ ہے۔ ان کا پھل مختلف جوں کا ملتا ہے۔ جن میں مختلف طرح کے بھوک ہوتے ہیں۔ آشرے چت ہے اور سہارے بٹے ہیں۔ یہ چاروں ناش ہوں تو واسنا بھی ناش ہو۔ کیونکہ جب تک سبب قائم ہے۔ مرض کیونکر دور ہو سکتا ہے۔

اصلی سبب دیکھو تو ابتدا یا جہل ہے۔ کیونکہ ابتدا سے خواہش اور خواہش سے واسنا پیدا ہوتی ہے۔ رہے پھیل آشرے اور سہارا۔ یہ تینوں ابتدا ہی سے جکے ہوئے ہیں۔ اس واسطے ابتدا کا دور کرنا امر اہم ہے۔ یہ جاتی رہے، تو واسنا کا بیج جل جائے گا اور جلا ہوا بیج پھر سنسار پرکش پیدا نہیں کر سکے گا پس لوگ کے سادھنوں پر عمل کر کے اور یہ تیز بہم پہنچا کر کہ پرش گیان سرورپ اور سد اشدھ بدھ اور مکت ہے۔ اور تبدیلیاں تمام پر کرتی میں ہوتی ہیں۔ پرش کو ان سے کچھ علاقہ نہیں ہے۔ ابتدا کا ناش کرنا چاہیے۔ اس سے واسنائیں شانت ہو جائیں گی، اور سنسار جو دکھ کا کارن ہے۔ چھوٹ جائے گا۔

باب دہم

کیوتیہ کا بیان

(پہلی فصل)

پر کرتی اور پرش

ہم نے تمام دکھ کا باعث ابتدا یا جہل کو بتایا ہے۔ یہ ناظر و منظور کا جھوٹا تعلق ہے۔ ناظر یعنی پرش شدھ گیان سرورپ اور ہمیشہ آنند روپ ہے۔ تبدیلیاں جتنی ہیں۔ وہ نسب پر کرتی میں ہوتی ہیں۔ مگر نادسی گیان سے پرش کو بھرم یا وہم یہ ہو رہا ہے کہ پر کرتی میں نہیں، بلکہ مجھ میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اسی واسطے کبھی اپنے کو شکھی مانتا ہے کبھی دکھی۔ جنم پر جنم پاتا ہے، اور دکھ پر دکھ اٹھاتا ہے۔ اس لامتناہی دکھ کے دور کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی پر کرتی اور پرش یعنی ناظر و منظور کی تیز بہم پہنچائے۔ اس کا سادھن ہی آشتانگ یوگ ہے۔ جو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ اب ہم منظور و ناظر کی تیز بہم بحث شروع کرتے ہیں۔

منظور یعنی پر کرتی وہ ہے جس کے خواص علم و عمل و قیام ہیں جس کی صورتیں مہا بھوت اور اندریا ہیں۔ اور جس کی غرض بھوگ اور موکش ہے۔ علم و عمل و قیام ستورج تم پر کرتی کے تینوں گتوں کے کام ہیں۔ ان کا مفصل ذکر چونکہ نویں باب میں ہو چکا ہے۔ اس واسطے یہاں اس کا اعادہ لا حاصل ہے۔ انہیں گتوں کی وجہ سے پر کرتی مہا بھوتوں اور اندریوں کی صورتیں اختیار کرتی ہے۔ اندریوں میں گیان اندریاں، کرم اندریاں، پران جو اندریوں کی ہی برتیاں ہیں، اور اندرونی اندریاں یا انتہہ کرن یعنی من امتکار بدھمی وغیرہ سب شامل ہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ پر کرتی یہ صورتیں کیوں اختیار کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو پرش کے بھوگ کے واسطے تاکہ وہ اس بھوگ سے بھرتہ اٹھائے۔ اور دوسرے اس واسطے کہ بھوگوں کو ناپائیدار جان کر موکش کی طرف مائل ہو۔ تمام بھوگ پر کرتی کے گتوں کے کار یہ ہیں۔

اور گن چونکہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس واسطے انہیں قیام و دوام نہیں ہو سکتا۔
 سانکھیہ کے متوجہ چار حالتوں میں سے ہیں۔ مہا بھوت جو صاف لنگ یعنی نشان یا پہچان والے ہیں۔ تو
 ماترائیں اندریاں من اور اہنکار جو غیر صاف لنگ والے ہیں۔ بدھتی جو محض لنگ ہے۔ کیونکہ اس کا علم تو
 ہوتا ہے مگر اس میں انفرادی صورت کوئی نہیں ہے۔ پردھان یا اوکت جو گنوں کی سامیہ اوستھا ہونے کی
 وجہ سے لنگ یا بے نشان ہے۔ تینوں گن ستورج تم دو حالتوں میں ملتے ہیں۔ ظاہر یعنی چیز کی موجودہ
 صورت میں۔ مخفی یعنی حالت بالقوے میں۔ یعنی جو صورت وہ چیز استقبال میں اختیار کرے گی۔ اس میں ظہور
 پکڑیں گے۔ یہ صورتیں صرف پر کرتی کے گن ہی گن ہیں اور کچھ نہیں۔ کیونکہ جو شے ہے۔ وہ سکھ دکھ اور مود
 اتمک ہے۔ یہی تینوں گنوں کے خواص بھی ہیں۔ غرض جتنے مناظر و مظہرات ہیں۔ سب انہیں تینوں گنوں
 کی بدلتی ہوئی صورتیں ہیں۔ دمبدم لحظہ بلحظہ گن نئے نئے پرینام پاتے ہیں۔ اسی کا نام سنسار ہے۔
 اس پر اعتراض اٹھتا ہے کہ چونکہ گنوں کی تبدیلی کے سوا یہاں کچھ اور ہے نہیں۔ پھر گیان میں
 کسی خاص چیز کا ایک محسوس ہونا کیونکر ممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پرینام ایک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ
 دو گن مغلوب حالت میں ہیں۔ اور ایک غالب حالت میں۔ اس واسطے چیز ایک محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً جن
 چیزوں کا علم ہمیں حواسوں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ان سب میں تو گن پردھان ہے۔ جس کا خاصہ چیز
 کی صورت کا قائم و برقرار رکھنا ہے۔ گیان وادی بودھ جو یہ مانتا ہے کہ چیزیں ہمارے من کا عکس ہیں۔ اس
 سے زیادہ ان کی حقیقت نہیں۔ وہ سخت غلطی کر رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزیں گو کتنی ہی
 مشابہ کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس باعث سے کہ وہ چت پر اپنا اثر ڈالتی ہیں، اور چت ان پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔
 چیزیں اور چت مختلف ٹھہرتے ہیں، نہ کہ محض چت کی صورتیں۔ مختلف چیزیں مختلف چتوں پر مختلف اثر
 ڈالا کرتی ہیں۔ مثلاً عورت کھڑی ہے۔ خاوند اس کو پیوی سمجھ کر بھوک کا ذریعہ دیکھتا ہے۔ لڑکا ماں اور
 اپنی پیدا اور پالن کرنے والی جانتا ہے۔ یوگی اور گیانی کی نظر میں صرف مضغہ گوشت ہے۔ شیر اُسے اپنا
 کھا جا جاتا ہے۔ یہاں چیز ایک ہے، اور مختلف چتوں پر مختلف اثر ڈال رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہے
 کہ چیز چت سے مختلف ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر چیز محض چت روپ ہے، تو عالم و معلوم گویا
 دونوں ایک ہوئے، جو خلاف عقل ہے۔

واضح ہو کہ اعتراض بالا و گیان وادی بودھوں پر ہیں نہ کہ ویدانت پر۔ ویدانت میں سانکھیہ کی
 پر کرتی کی عیگہ بھاؤ روپ مایا مانی ہوئی ہے۔ جو سانکھیہ سے بہتر مسئلہ ہے۔ یہ بحث میری کتابوں چہل درویش
 فلسفہ گیان اور گیان یوگ میں مفصل و بدلل طور پر دی گئی۔ اس مختصر میں اُس کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں
 اوپر جو یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ ایک و گیان مختلف صورتیں اختیار نہیں کر سکتا۔ بعینہ سانکھیہ اور یوگ پر
 بھی عاید ہوتا ہے کہ ایک پردھان لا انتہا مختلف چیزوں کی صورتیں اختیار نہیں کر سکتی۔ اس کا جواب

بھگوان یا تنجلی یہ دیتے ہیں کہ گن چونکہ تین ہیں اور وہ لا انتہا ترکیبوں سے باہم مرکب ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے ان سے لا انتہا چیزوں کا ظہور ہو سکتا ہے۔

یہ تو پرکرتی کا بیان ہوا۔ پرش پرکرتی سے مختلف ہے۔ وجہ یہ کہ شدھ گیان سروپ ہے، پرکرتی جڑ ہے۔ پرش چتین، پرکرتی کام کرتی ہے، پرش اکرتا ہے، پرکرتی میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، پرش غیر متبدل ہے۔ پرکرتی منظور ہے پرش ناظر۔ پرکرتی معلوم ہے پرش عالم۔ پرکرتی بھوک مہیا کرتی ہے، پرش ان کا بھوگتا ہے۔ پرکرتی محض جڑ ہے۔ پرش کامیل کیولہ کی طرف ہے۔ غرض پرش اور چیز ہے پرکرتی اور چیز ہے۔

یہاں یہ اعتراض اٹھتا ہے کہ جس طرح آج کل کے مغربی پرینام داد کی یعنی اہل ارتقا روح کو بھی مادے ہی کا ارتقا مانتے ہیں۔ اسی طرح پرش کو بھی پرکرتی ہی کا کاریہ کیوں نہ مان لیا جائے۔ مادے کے ممکنات کا علم کسی کو نہیں ہے۔ جہاں وہ لا انتہا چیزیں رچ سکتا ہے۔ آتما کو بھی اُس کی رچنا کیوں نہ تصور کر لیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مادے اور روح کے خواص میں بعد المشرقین ہے۔ اس واسطے آتما کو پرکرتی کا کاریہ نہیں مانا جاسکتا۔

پرکرتی کا خاصہ پھیلاؤ ہے۔ یعنی اس کے کاریوں میں عرض و طول و عمق دیکھا جاتا ہے۔ گیان میں یہ ممکن نہیں۔ پرکرتی میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، اور اس کے کاریہ فنا پزیر ہیں۔ پرش یعنی آتما کو پرکرتی کا کاریہ مانا گیا تو کثرت ناش اور اکرت ابھیا گم ووش آئے گا۔ یعنی کئے ہوئے کرموں کا پھل نہ ملنا اور نہ کئے ہوئے کرموں کا ملنا۔ اس کے ماسوا پرشوں کو پرکرتی کا کاریہ مانا گیا۔ تو عالم و معلوم کا ایک ہونا لازم آئے گا، مگر تجربے کے خلاف ہے۔ آنکھ سب چیزیں دیکھتی ہے، مگر خود اپنے آپ کو اپنا معمول و معلوم نہیں بنا سکتی۔ ان دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ پرش پرکرتی سے بالکل علیحدہ ہیں۔ ہمارے ہاں کے چار واک اور نیاٹیک اور مغرب کے دہریے مادہ پرست پرش (آتما کی ماہیت کو نہیں پہنچے ہیں۔ یہ تمیز سانا کھید اور دیدانت سے اعلا شاستروں کا ہی حصہ ہے۔

(دوسری فصل)

پرکرتی اور پرش کا تعلق

پرش شدھ گیان سروپ ہیں۔ اس لئے محض اکرتا ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کا امکان نہیں۔ کام جتنا کرتی ہے، وہ پرکرتی کرتی ہے اور جتنی تبدیلیاں ہیں۔ وہ سب پرکرتی میں ہیں۔ پس پرش کا یہ خیال کہ میں کرتا ہوں۔ مجھے کرموں کا پھل سکھ دکھ ملتا ہے۔ مجھے پیداؤتش فنا ہوتی ہے۔ محض بھرم یا وہم ہے۔ اس اتادی وہم یا بھرم کا ہی دوسرا نام پرکرتی اور پرش کا تعلق ہے۔

چت چونکہ ستوگن کا کاریہ ہے۔ اس واسطے نہایت ہی مصفا شے ہے۔ اُس میں جیتین کا عکس پڑتا ہے۔ اس عکس کو یوں سمجھ لو، کہ جیسا لوہا آگ سے پڑنے سے آگ کی طرح سرخ ہو کر آگ کے کام

مثلاً حرارت و روشنی دیتے لگتا ہے۔ اسی پرش کے قربت سے مصفا چت گیان کی برتیوں کی صورت میں نمودار ہونے لگتا ہے۔ یا جیسے مقناطیس کی قربت سے لوہا حرکت کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح پرش کی قربت سے چت میں گیان برتیوں کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ کرتا بن بندھ موکش کا بیڑا پر کرتی کے کاریوں کے گیان سب میں اسی چت کا قدم درمیان میں ہے۔ پرش اسنگ زلیپ اکوتا سدا مکنت سروپ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شدھ گیان سروپ ہے، مگر نادھی اگیان سے یا بھول سے سمجھ یہ رہا ہے کہ تمام بیوہار مجھ میں ہو رہے ہیں۔

چت چیزوں کے رنگ سے رنگین ہو کر ان کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ یعنی مختلف گیان برتیوں کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ یہ تمام کارخانہ جڑ ہے۔ چت پرش کا ان برتیوں میں عکس پڑتا ہے۔ تو ان کا گیان ہوتا ہے۔ چت مہت تنو ہی ہے۔ اس لئے چونکہ اس میں افراد نہیں ہے۔ پس چاہیئے یہ تھا کہ ہر لحظہ ہر شے کا علم ہوتا رہتا۔ مگر ایسا ہوتا اسی واسطے نہیں ہے کہ ایک لمحے میں ایک ہی چیز کی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ اس لئے علم بھی ایک ہی چیز کا ہوتا ہے۔ دوسرے لمحے میں دوسری شے کے گیان کی برتی اٹھتی ہے اور پرش اُسے پرکاشتا ہے۔

پس پیدا اور فنا ہونا ان گیان کی برتیوں یعنی چت کی مختلف صورتوں میں ہے، نہ کہ گیان سروپ پرش میں جو ان کا پرکاشک ضرور ہے، مگر خود ہمیشہ ایک رُس رہتا ہے۔ اس میں پیدائش فنا اور تبدیلی نہیں ہے۔ پرش کوئی سمجھو، جیسے بازار میں ایک دکان پر چراغ جل رہا ہے۔ جو جو چیز اس کے پرکاش میں آتی جائے گی، اُس کا پرکاش ہوتا جائے گا۔ جو اس پرکاش سے ہٹتی جائے گی، اُس کا پرکاش نہیں ہوگا۔ چراغ ایک رُس روشنی دینے والا ہے، آنا جانا ان چیزوں میں ہے جو اس روشنی میں آتی ہیں، اور ہٹتی ہیں۔ چراغ میں نہیں۔ اسی طرح پرش اور چت کی گیان کی برتیوں کو سمجھ لو۔ برتی گیان اور گیان روپ پرش۔ گیان کی دو صورتیں نہیں ہیں، بلکہ چت اور چت کی برتیاں سروپ سے جڑ ہیں۔ پرش سویم پرکاش روپ گیان ہے۔ ”میں سکھی ہوں“ ”میں دکھی ہوں“۔ اس قسم کی برتیوں سے ظاہر آثار ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ

”میں“ کا اطلاق صرف چت پر ہے۔ چت کے علاوہ اور کسی گیان سروپ پرش کے ماننے کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ غلطی ہے۔ ”میں سکھی ہوں“۔ اس گیان برتی میں علم دو ہیں۔ ایک تو پیشے یا معلوم سکھ کا اور دوسرے گیان یا عالم ”میں“ کا۔ چونکہ ایک لمحے میں دو گیانوں کا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس سکھ اور میں دونوں کو پیشے ہی ماننا پڑے گا، اور ان کا پرکاشک گیان سروپ پرش تیسرا اور ماننا ضروری ہوگا۔ اگر کہو کہ پرش کی جگہ چت ہی اور مان لو، تو اس طرح چتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ پیدا ہوگا۔ جس میں کہیں ٹھہراؤ ممکن نہ ہوگا، اور حلقے کے سنسکار نہیں بنائے جاسکیں گے کہ کس چت میں ہیں مثلاً پہلے چت میں ہیں یا دوسرے میں۔ یا دوسویں میں جہاں ٹھہر گئے وہیں یہ اعتراض پیدا ہوگا کہ اس چت میں کیوں

مانتے ہو، اور چیت میں کیوں نہیں مانتے۔ اس واسطے سویم پرکاش پرکش کو ہی لازماً دلایدا پرکاشک ماننا پڑتا ہے۔ غرض چت بشتے یا معلوم ہے اور اس کا پرکاشک گیان سرُوپ پرش بشتی یا عالم ہے۔ گیان شکتی حقیقت میں پرش ہے، یہ اگر یا غیر متحرک ہے۔ یعنی کہیں باہر آتا جاتا نہیں ہے۔ چت جڑ ہے، اور برقی رُوپ ہو کر باہر جاتا ہے، اور بشتیوں کے اثر سے متحرک ہو کر اُن کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ ان برتیوں میں مصفا ہونے کی وجہ سے گیان سرُوپ پرش کا اثر پڑتا ہے، تو یہ گویا جڑ نہیں رہتیں۔ بلکہ ایک قسم کی جیتن ہو جاتی ہیں۔ اسی سے چت اپنے آپ کو بھی جانتا ہے۔ اور اُن بیرونی چیزوں کو بھی جن کی صورتیں اس نے اختیار کی ہیں۔

بیان بالا سے دو اور باتوں کی بھی توضیح ہوتی ہے۔ اول تو یہ کہ گیان وادی بوردھ جو سمجھ رہا ہے کہ تمام چیزیں چت رُوپ ہیں، وہ غلطی پر ہے۔ اور دہریہ جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ ہے، سب مادہ ہے۔ وہ بھی غلطی پر ہے۔ دوسرے یہ کہ چت اور چت کی برتیوں پر غور کرنے سے گیان سرُوپ پرش کا سرُوپ منکشف ہوتا ہے اور برتیوں کے بزودہ سے آدمی کیولیہ کے درجے پر پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ گیان کا تمام کام برقی رُوپ ہو ہو کر چت کرتا ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ پرش ایک غیر ضروری اور مضر ضیاع ہے، بلکہ چت اور چت کی برتیوں سے اُلٹی پرش کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔

چت بے شمار واسناؤں کا گھر ہے۔ یعنی اُس گودام گھر میں لاتعداد واسناٹیں یا بھوک کے سامان موجود رہتے ہیں۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ بھوک ہمیشہ اور کے لئے ہوتا ہے۔ چت چونکہ جڑ ہے۔ اس واسطے بھوگتا نہیں بھڑکتا۔ چت کے پرش سے علیحدہ چیز ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ پرش کے آدھین ہو کر ہی کام کرتا ہے۔ اگر پرش کی امداد شامل حال نہ ہو، تو نہ اپنے آپ کو جان سکتا ہے۔ نہ کسی اور شے کو۔ ناظرین اب سمجھ گئے ہوں گے، کہ پرش کو گیان سرُوپ ہے، مگر دیکھتا ہر ایک کو چت کے ذریعے سے ہے۔ یعنی چت گیان برقی کی صورت اختیار کرتا ہے، اور پرش اُسے پرکاشک ہے۔ چت نے صورت اختیار کی، اور پرش نے اس کا پرکاش یا الوبھو کیا۔ اسی واسطے سانسکھیہ میں پرش کو اگر تا مگر بھوگتا مانا ہے۔ پر کرتی چونکہ جڑ ہے۔ اس واسطے جو جو صورتیں تبدیل کرتی ہے۔ وہ خود اپنے لئے نہیں کرتی کیونکہ

جڑ ہو کر بھوگ کا الوبھو اُسے ممکن نہیں۔ بلکہ یہ تبدیلی صورت محض پرش کے واسطے ہے، تاکہ مختلف بھوگوں سے پرش کو ہر قسم کا تجربہ بھی ہو جائے، اور جب ان بدلتے ہوئے اور نا پائیدار تماشوں سے سیر ہو چکے، تو کیولیہ یا موش کی جانب میل کرے۔ پرش کی توجہ پر کرتی سے ہٹ کر اپنی طرف یعنی کشف ذات کی طرف ہوتی ہے، تو ایسے مدت پرش کے واسطے پر کرتی کے تماشے بند ہو جاتے ہیں۔ مگر چونکہ اور بے تعداد پرش ہنوز تجربے اٹھارہے ہیں، اور سیر نہیں ہوئے۔ ان کے واسطے یہ تماشے جاری رہتے ہیں۔

غرض پُرش اور پرکرتی کا تعلق اپنے اور اپنے سوامی کی تمیز کے واسطے ہے۔ یہ پرکرتی آپ بھوک روپ ہے، اور پُرش بھوگتا روپ۔ اس بھوک اور بھوگتا کے تعلق کے سوا پُرش اور پرکرتی میں اور کوئی تعلق نہیں۔ دونوں کا یہ سمبندھ انادی یعنی بے ابتداء ہے۔ اسی تعلق کے باعث پُرش بھوک بھوگتا ہے، اور جب ان سے سیر ہو جاتا ہے، تو نظر ہٹا کر اپنے سُرُوپ میں مگن ہو جاتا ہے۔ اس انادی تعلق کا سبب بتایا ہے۔ ابتدا یا جہل کے معنی ہیں چیز کچھ اوز ہے اور اُسے جان لیا کچھ اور۔ پُرش گیان سُرُوپ ہے۔ لیکن اس ابتدا کے باعث سے مان یہ رہا ہے کہ میں کرتا ہوں، اور اعمال کا ثمر اجزاء سزا مجھے جاتا ہے اب سُکھی ہوں، اب دُکھی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ابتدا نہ رہنے پر یہ تعلق بھی نہیں رہا کرتا۔

(تیسری فصل)

کیولیہ

اوپر ہم بتا آئے ہیں کہ پُرش شدہ گیان سُرُوپ ہے۔ جس میں نہ کسی تبدیلی کا امکان ہے اور نہ جسے پیدائش و فنا ہوتی ہے۔ غرض سدا ایک رُس اُو بھو روپ ہے۔ یہ اُو بھو ظاہر ہے کہ یا تو اپنی ذات کا ہوگا۔ اس حالت میں محض شانتی اور غیر محدودیت محسوس ہوگی۔ کیونکہ جہاں صرف ایک اپنی ذات کا احساس ہے، وہاں نہ دوسری شے کا احساس ممکن ہے۔ نہ کسی طرح کی اشانتی یا اضطراب کا ہونا خیال میں آسکتا ہے۔ دوسری حالت یہ ہو سکتی ہے، کہ محض اپنی ذات کے سپردھے اُو بھو کی بجائے یہ اُلٹا اُو بھو ہو کہ میں کچھ اور ہوں۔ مثلاً دلیتا۔ آدمی، جانور وغیرہ۔ مجھے اب شکھ ہے، اب دُکھ ہے۔ اب میری یہ حالت ہے۔ اور اب بدل کر یہ ہو گئی۔ یہ اُو بھو ظاہر ہے کہ حقیقت کا نہیں ہے۔ کیونکہ پُرش میں شدہ گیان سُرُوپ ہونے کی وجہ سے کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔ پس جتنی تبدیلیاں اُو بھو میں آئیں۔ وہ محض بھرم یا وہم ہوں گی۔ تبدیلیاں یا برتیاں چت میں ہوتی ہیں، نہ کہ پُرش کی ذات میں۔ پس اگر تمام چت برتیاں روک کر نرودھ کی حالت بھم پہنچالی جائے، تو پُرش یا ناظر کا اپنی ذات میں قیام ہو جائے گا۔ یہی کیولیہ ہے۔

مگر وقت یہی ہے کہ انادی اودیہ کے جھوٹے تعلق سے اگیان کی حالت میں پُرش کو اُلٹا اُو بھو یہ ہوتا رہتا ہے کہ حالتیں میری بدلتی رہتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ پُرش مُصفا بطور ہے جس میں کوئی رنگ نہیں ہے۔ مگر اس کے پیچھے لال پیلا، نیلا، کالا کپڑا رکھ دیا جائے، تو اُس کے سمبندھ سے وہ لال، پیلا، نیلا، کالا محسوس ہوگا۔ یہ اس شوثر کے معنی ہیں، کہ اگیان کی حالت میں پُرش ہر حالت میں اُس حالت والے چت کی بھم شکل ہوتا ہے۔ یہ حالت اُس وقت تک رہتی ہے، جب تک ابتدا ہے، اور اس ابتدا کے ساتھ پُرش کا وہم تعلق بنا ہوا ہے۔ ابتدا کے نہ رہنے پر تعلق بھی نہیں رہتا، اور یہی

ناظر کی کیولہ ہے۔ تعلق کا قطع ہونا اس طرح کا نہیں ہے۔ جس طرح دو کثیف یا سستول چیزیں رسی سے بندھی ہوں، اور رسی ٹوٹ جائے، تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ بلکہ پُرش کو گمان ہونے کے ساتھ ہی اپدیا کے باعث سے پرکرتی سے جو وہی سمبندھ تھا، وہ منقطع ہونا ہی پُرش کی موکش یا کیولہ پدیں مستمتی ہے۔

اس تعلق کے قطع کرنے کی سبیل کیا؟ سنو اپہیم تمیز ترک تعلق کی تجویز یا سبیل ہے۔ پُرش کا یہ پیمان لینا تمیز کا نام پاتا ہے، کہ بدلتی ہوئی صورتیں پرکرتی کی ہیں، مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ یہ تمیز اچھی اُس وقت ہوتی ہے۔ جب یہم اور مسلسل ہو۔ یہ نہ ہو کہ ابھی دم کے دم کو چمکارہ ہوا، اور ابھی جاتا رہا۔ اس تمیز کے ابتدائی مرحلے وغیرہ سمپرگیاں سما دھمی کے بیان میں ہم بتائے ہیں۔ وہیں ان کے متعلق جو سدھیاں ہیں۔ ان کا بھی بیان ہوا ہے۔ انتہائی اشراق آخر میں سات طرح کا ہوتا ہے۔ جو دو مجموعوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے چار معلوم کے متعلق ہیں، اور انہیں کارہ ممکن یعنی نجات از منظور و معلوم کہتے ہیں۔ باقی کے تین عالم کے متعلق ہیں، اور انہیں چیت، بھکتی یا نجات از قلب کہتے ہیں۔ یہ ساتوں درجے مندرجہ ذیل ہیں :-

- ۱۔ میں نے تمام معلوم کا علم حاصل کر لیا اور اب جاننے کے لائق کوئی چیز نہیں رہی۔
- ۲۔ میں نے تمام کلیشوں سے نجات پائی، اور اب کوئی تکلیف دہ چیز نہیں رہی۔
- ۳۔ مجھے کیولہ پد مل گیا، اور اب تفصیل کرنا کچھ باقی نہیں رہا۔
- ۴۔ مجھے تمیز کا اشراق ہو گیا، اور اب کوئی فرض ادا کرنا نہیں رہا۔
- ۵۔ میری تہہ کبوت کر تہہ ہو گئی یعنی مجھے اب کچھ کرنا نہیں رہا اور اب شانت ہوں۔
- ۶۔ گن اپنے کارن میں ہو گئے، اور اب ان کا پھر عود کرنا ناممکن ہے۔

۷۔ چونکہ گن نہیں رہے، میری سما دھمی پھل ہوئی، اور میں سُرُوپ آئند میں قائم ہوں۔

شانتی کے یہ سات درجے مندرجہ ذیل سات واسناؤں کے شانت ہونے پر مبنی ہیں :-

(۱) خواہش علم۔ (۲) خواہش آزادی۔ (۳) خواہش خوشی۔ (۴) خواہش ادائیگی فرض

(۵) خواہش نجات از رنج۔ (۶) خواہش نجات از خوف۔ (۷) خواہش نجات از شک۔

تمیز ہو جانے۔ یعنی پُرش اور پرکرتی کا فرق جان لینے۔ یہ آتما کو جاننے کی خواہش جاتی رہتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کیولہ کا ادھیکاری وہ شخص ہوگا۔ جس کے دل میں اس بات کے جاننے کی تیز خواہش ہے، کہ آتما کیا چیز ہے، اور چیت اور بھکت سے اس کا کیا تعلق ہے پس جس شخص نے گیان سُرُوپ پُرش کو چیت یا پرکرتی سے تمیز کر لیا، اور دونوں کے سُرُوپ جدا جدا بخوبی ذہن نشین کر لئے۔ اس کی وہ جاننے کی خواہش نہیں رہے گی، بلکہ شانت پد میں قیام ہو جائے گا۔ اس وقت چونکہ واسنا یا

خواہشِ وق کرتے نہیں پائے گی۔ چت محض تیز کی طرف مائل اور کیولتہ سے بھرا ہوگا۔ یعنی جیسے کیا کی حالت میں امورِ دنیوی کی طرف مائل رہتا تھا اور اس میں دنیوی خیالات بھرے رہتے تھے۔ اس میں کیولتہ ہی کیولتہ بھری ہوگی۔ اُتھان کے وقت بے شک دنیوی خیال ستائیں گے۔ مگر یہ ایسے پر زور نہیں ہوں گے، جیسے اگیان کی حالت میں رہتے تھے۔ انہیں دفع کرنے کی تجاویز وہی ہیں۔ جو کلیشوں کے دفع کرنے کے واسطے بتائی جا چکی ہیں۔

اشراق بہم پہنچنے پر تمیزِ کامل ہو جانے سے بیراگ والے آدمی کو سمدھی ہوتی ہے۔ جو دھرم کا مینہ برسانے والا بادل ہے۔ اشتراق سا نکمہ میں وہ حالت کہلاتی ہے جس میں بچھیوں تنو مشق بہم سے جدا جدا تمیز ہونے لگیں۔ ان کا بیان ہم پہلے کرائے ہیں۔ انتہائی درجہ پہنچے کر پرش اور پر کرتی کی تمیز ہونے لگے لیکن صرف عقلی تمیز کافی نہیں ہے، بلکہ تمیز بہم پہنچا کر پر کرتی سے طبیعت میں پریم بیراگ بھی ہونا چاہیے، کہ یہ بدلنے والی آتی جانی چیزیں سب بیچ ہیں۔ ان میں کیا جی اُٹکانا۔ اس وقت سمدھی لگتی ہے اور پریم آئندہ آتا ہے۔ گویا یہ سمدھی نہیں ہے، بلکہ دھرم کا مینہ برسائے والا بادل ہے۔

اس کی برکت سے کلیش اور کرم سب شانت ہو جاتے ہیں، کلیش خارج اور وقت پیدا کرنے والے نہیں رہتے اور کرم چونکہ ابتدا کے کاڑیہ محسوس ہوتے ہیں۔ اس واسطے ان کے پھل سے یوگی بلوث نہیں ہوتا، اور لوگوں کے کرم اچھے برے اور مخلوط پھل دیتے ہیں۔ مگر سمدھی لگانے والے لوگ کے کرم پھل اٹیک نہیں رہتے۔ حجاب و کثافت بھی دور ہو جاتی ہے اور چونکہ اگیان لا اتہا والے حد ہوتا ہے۔ اس لئے معلوم و منظور بہت ہی خفیف محسوس ہوتا ہے۔ حجاب کا باعث کلیش ہیں اور کثافت کا باعث کرم۔ یہ دونوں نہ رہے تو گویا راج اور تم دونوں دب گئے، اور چت شدتہ تو روپ رد کیا۔ اس حالت میں ظاہر ہے کہ لا انتہا اگیان کا سورج طلوع ہوگا، اور معمولی حالت میں آدمی جس کو گیان سمجھ رہا ہے، وہ ایک نقطہ، خفیف سا رہ جائے گا۔

اب چونکہ پر کرتی کے گنوں کا کام ہو چکا۔ اس واسطے پریمائوں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ ان پریمائوں کی دو غرضیں ہیں، جو بار بار بتائی جا چکی ہیں۔ ایک تو پرش کے واسطے بھوک جہتا کرنے، تاکہ وہ ان سے تجربہ اُٹھائے۔ دوسرے تجربہ اُٹھا کر موکش کی طرف مائل ہو، جب دھرم کا مینہ برسانے والی سمدھی کی حالت بہم پہنچنے لگی، تو ظاہر ہے کہ پرش بھوگوں سے سیر ہو کر سروپ اُٹھو کی طرف چلنے لگا۔ اب پر کرتی کے تماشے اس کے واسطے کچھ چیز نہ رہے۔ اس واسطے بند ہو جاتے ہیں، اور وہ سروپ آئندہ میں مگن رہتا ہے۔ اسی کام سے معطل گنوں کا لے ہو جانا کیولتہ ہے، یا کیولتہ گیان شکستی کا اپنے سروپ میں قائم ہو جانا ہے۔ گنوں کے کام سے عاری ہو جانا، یعنی پرش کے بھوک کے واسطے نئی صورتیں اختیار نہ کرنا پر کرتی کے پہلو سے نظر سے کیولتہ کا سروپ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں، کہ ایسے یوگی کے لئے دنیا کے خارجی اور

اُس کے تمام کلیش اور کرم اور اُن کے تمام سنسکار چیت میں لئے ہو جائیں گے۔ جو مہمت تو روپ ہے۔ اور مہمت یا بدھمی خود پر کرتی میں لئے ہو جائے گی۔ گنوں کا غلبہ نہ ہونے پائے گا، تو نئی صورتیں پیدا ہونی ناممکن ہوں گی۔ پر کرتی حالت ہموار یعنی سامیہ اوستھا میں رہے گی۔ مگر چونکہ گیان سروپ پرشس اس کی طرف توجہ نہ دے گا۔ بلکہ اپنی ذات یعنی سروپ اوجھو کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس واسطے وہ نظر نہیں آئے گی۔

یہی پرشس کے پہلوئے نظر سے کیولہ ہے۔ یعنی گیان شکتی کا اپنی ماہیت ذاتی یا سروپ میں قائم ہو جانا۔ یہ نہ فنا ہے۔ نہ چھوٹی چیز کا بڑی چیز میں مل کر یا وصل پا کر اپنی ہستی کھو بیٹھنا ہے۔ نہ بے حس پتھر ہو جانا ہے۔ بلکہ پر کرتی اور اس کے کاریوں سے جس وقت پرشس کو کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور وہ اپنے سروپ میں قائم ہو گیا۔ تو اسی کو کیولہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی سروپ کو ویدانتی نیتی کہہ کر پکارتا ہے۔ ویدانت سچراشد کہتا ہے۔ مہکت سانیجیہ مکتی کہتے ہیں، اور سانکھیہ اور یوگ کیولہ مانتے ہیں اے ناظرین یہی سروپ تمہارا ہے۔ گیان چھوڑو اور اپنے سروپ میں سمجھت ہو جاؤ :

اوم شانیتہ۔ شانیتہ۔ شانیتہ

عشق الہی

طرحی روحانی غزل

مصرع طرح۔ فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی
نتیجہ فکری۔ منشی جے چند پرکاش جرنلسٹ کانپور یوپی

اپنی نظر کا ایک اشارہ کرے کوئی	دُنیا ئے ہوش کو تہ وبالا کرے کوئی
بندہ ہوں عشق کا نہیں دُنیا سے واسطہ	کو چے میں تیرے کیوں مجھے رسوا کرے کوئی
جب زندگی کے ساتھ میں نیا کی روئیں	کیا اعتبار رونق دُنیا کرے کوئی
وُنیا ئے عشق میں اگر رکھتی ہے آئرو	بے آؤ کا کسی کے نہ شکوہ کرے کوئی

عیسے نفس اگر ہے کوئی پرکیم دہر میں
پہلے مر لیں عشق کو اچھا کرے کوئی !

شانتی نہیں تو کچھ بھی نہیں!

از: شری کانشی رام جی چاولہ لدھیانہ

پیارے "اوم" کے سالنامے پر پیشور انک، "گیتا گیان انک"، "لوگ انک" اور "بھگتی انک" وغیرہ نکالنے کے بعد ۱۹۷۸ء کا سالنامہ "شانتی انک" نکالنے کا جو فیصلہ آدرنیہ مہاتما گورکھ ناتھ مندر اور ان کے سہیوگیہ سپنٹر برہمن مندر نے کیا ہے، وہ ہر پرکار سے اُچت اور سراہنیہ ہے کیونکہ پوروسکتھت چھٹے سالنامے اس سے پیشتر نکالے گئے ہیں، ان سب کا بڑا مقصد بھی تو یہی تھا کہ اس کھورکل یگ میں انیک پرکار کے دکھوں سے پڑت جنتا کو شانتی نصیب ہو۔ پریشور کا چنتن اور بھگتی گیان کی پراپتی اور لوگ کی سدھی بھی سادھن اسی اُدیش سے کئے جاتے ہیں، کہ جیو کو شانتی پراپت ہو۔ اس لئے سمجھنا چاہیے، کہ یہ انک ان سبھی انکوں کے اُدیش کی پورتنی کا سار ہے۔ میں اس کے لئے شری مندر جی باب بیٹا دونوں کو بدھائی دیتا ہوں۔ وہ ہمارے سب کے دھنیہ باد کے پاتر بھی ہیں، کہ اس دھرم سے بغاوت کرنے والے اور مہنگائی کے زمانہ میں یہ دھارمک رسالہ جاری رکھ کر وہ جنتا کی سچی سیوا کر رہے ہیں۔ بھگوان سے پرلا تھنا ہے کہ پیارا "اوم" دن دونی اور رات چوگتی ترقی کرے اور اس اندھکار بھرے کال میں سنسار ساگر سے پار کرنے والی شکشا دیتے والے اور راہ دکھانے والے اس "اوم" نامی جہاز کے دونوں پکٹالوں کو سوستھ اور دیر گھ آئیو پراپت ہو، تاکہ یہ دھرم یگیہ چر کال تک چلتا رہے۔

بھگوان کی مہان دیا ہے اور میرا بڑا سو بیماگیہ ہے کہ آئیو کا نوے واں سال شروع ہو جانے پر بھی وہ دیا تو پتا اپنے اس دین بالک کو اس باون یگیہ میں آہوتی ڈالنے کی شکتی اور اوسر پر دان کر رہے ہیں۔ اس پر ہم کرپا کے ساگر سے اُٹا ہے کہ ابھی اور پریا پت کال کے لئے اس سیدوک کو اس سیوا کے سمپن کرنے کے یوگیہ بنائے رکھیں گے۔ اب ہم اصل وشے کی طرف آتے ہیں۔

شانتی جیو کا پیدایشی حق

شانتی پراپت کرنا جیو کا جنم سدھم ادھیکار ہے۔ کیونکہ یہ جیو شانت سوروپ تھا آند سورپ پراپتیو کا ہی ایک انش ہے شرتی مانا کا فرمان اس وشے میں پرمان ہے

प्रानन्दो ब्रह्मेति व्यजानात्

اُرتھ :- آند برہم ہی ہے ایسا جانے۔

प्रानन्दाद्दयव खल्विमानि भूतानि जायन्ते ।

प्रानन्देन जातानि जीवन्ति । प्रानन्द

प्रयन्त्यभिसविंशन्ति ॥ तैत्ति० उप० ۳-۶

اُرتھ :- آند سے ہی نشیجے یہ پرانی آتین ہوتے ہیں۔ آند سے ہی آتین ہوئے جیتے ہیں، اور آند میں ہی پرورش کر جاتے ہیں۔

को हृदयवान्यात्कः प्राण्यात् । यदेष प्राकाश

प्रानन्दो न स्यात् । तेष ह्येवऽऽनन्दयाति ॥ (तैत्ति० उप० ۲-۷)

اُرتھ :- جو ہر دے اکاش میں یہ آند نہ ہو، تو جو یہ سانس بھی کیسے لے، وہی تو آند دیتا ہے۔

ان پرمانوں سے سیدھ ہوتا ہے کہ آند کا سروت برہم ہی ہے، اور یہ جو اس برہم سے ہی پیدا ہوا ہے، اس لئے یہ بھی آند کا بھاگی ہے۔ شانتی، برہم شانتی اور آند اور برہم آند، ایک ہی چیز ہیں۔ جہاں شانتی ہے، وہاں آند ہے اور جہاں آند ہے، وہاں شانتی۔

شانتی کی اہمیت اور ضرورت

شانتی کی اہمیت ہمارے شاستروں میں ایک ستھانوں پر جتلائی ہے۔ جو چاہتا ہے سکھ، لیکن شاستر کہتا ہے کہ سکھ شانتی کے بنا نہیں مل سکتا۔ شریدھگوت گیتا میں فرمایا :-

प्रशान्तस्य कुतः सुखम् (2-66)

اُرتھ :- شانتی رہت پریش کو سکھ کی پراپتی کہاں ہو سکتی ہے؟ ویدوں میں جگہ جگہ پر شانتی کے لئے پرارتھنا کی گئی ہے۔ جیسے

शंयोः प्रमि सवत्तु नः (यजु० 36-12)

اُرتھ :- ”دیاؤ بھگوان سب طروت سے ہم پر شانتی کی ورشا کریں۔“۔ یجروید کے ایک اور منتر میں جو کہ عام طور پر دھار مکہ کریاؤں کے بعد پڑے پریم سے بل کر پڑھا جاتا ہے۔ شانتی کے لئے اور بھی ادھک و ستار سے پر بھو سے پرارتھنا کی گئی ہے۔ اس میں کہا ہے :-

ॐ द्यौः शान्तिरन्तरिक्षं ॐ शान्तिः पृथिवी शान्तिरापः

शान्तिरोषधयः शान्तिः । वनस्पतयः शान्तिर्विश्वे देवाः

शान्तिर्ब्रह्म शान्तिः सर्वं ॐ शान्तिः शान्तिरेव

शान्तिः सा मा शान्तिरेधि ॥ (यजु० 36-17)

اُرخہ :- ہمارے لئے شانتی پرودہوں دیولوک، انترکش، پرتھوی، جل، اوشدھیاں، وٹ برکش
سبھی دیوتا اور ودوان گن، دید کاگیان، ایسی شانتی ہمیں پراپت ہو۔
بحر وید اور سام وید میں اور بہت سے منتر شانتی پراپتی کے دیشے میں ہیں۔ رگ وید کے ساتویں منڈل
کا شوکت ۳۵ تو سارے کا سارا شانتی پر کرن کا ہے۔

سنسار میں انسان کو تین پرکار کے دکھوں سے پیرٹ ہونا پڑتا ہے۔ ارتھات ادھی بھوتاک، ادھی
دیوک اور ادھی آتمک۔ ان تینوں پرکار کے دکھوں کی نورتی کے لئے ہر دھارمک کر یا کے بعد تین بار شانتی
کے لئے یاچنا بھگوان سے کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے۔

॥ शान्तिः शान्तिः शान्तिः ॥

اس سے آپ کو بدت ہو گیا ہوگا کہ ہمارے دھرم شاستروں نے جو کہ لئے شانتی کو کتنی اہمیت دی
ہے۔ اس لئے شانتی کا پراپت کرنا ہمارا مکھیا کر تو یہ اور پر دم دھرم ہے۔

شانتی کی کیول پر لوک کے کلیان کے لئے ہی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس لوک کے لئے بھی ہے۔ یہاں
بھی آدمی تمہی سکھی رہ سکتا ہے، اگر اُس کا من شانت رہے۔ اسی لئے کہا ہے۔

جو من شانت ہے شانت ہے کل زمانہ دکھے شانت دُنیا کا کل کارخانہ
جو نہیں شانتی اپنے ہی من کے اندر تو دُنیا ہے طوفاں زدہ سا سمندر

کہتے اچھے دھنک سے شانتی کی ضرورت اس دانانے اپنے اس کلام میں جتلائی ہے۔ یہ ایک حقیقت
ہے کہ اگر انسان کا من اُشانت ہو، تو اُس کو کوئی بھی شے اچھی نہیں لگتی۔ ہر جگہ اُسے دکھ ہی دکھ نظر آتا ہے۔
لیکن اس کے خلاف اگر اپنا من شانت ہو، تو ساری دُنیا ہی سکھ بھری دکھائی دیتی ہے۔ کئی آدمی خیال
کرتے ہیں، کہ پر لوک کا آند یعنی مکتی کا آند یا پر م شانتی زیادہ ضروری ہے۔ اور اس لئے وہ اس لوک
میں شانتی کو اتنی مہتا نہیں دیتے لیکن یہ بھی ان کی بھول ہے۔

جو آدمی یہاں شانتی کے ابھاد سے دکھی رہتا ہے، وہ پر م شانتی یا موکش کا ادھیکاری ہی نہیں
بن سکتا۔ موکش کی پر م شانتی کے لئے پہلے اس لوک میں شانت رہنے کی ضرورت ہے۔ اسی لئے کہا ہے۔

جن کو شانتی یاں ہے تن کو شانتی وال۔ جن کو شانتی یاں نہیں تن کو یاں نواں
ایک اور ودوان نے کہا ہے۔

رہومت بھول میں ہرگز کہ واں پر کوئی جنت ہے۔ یہاں کا جنت ہی وہاں بھی ساتھ جاتا ہے
یعنی جس آدمی نے اپنا اسی لوک کا جیون شانتی بھرا بنایا ہے، وہ ہی اپنی شانتی پرود کر یاؤں کا شہد
پھل پر لوک میں بھی پاتا ہے۔ اس لئے پر لوک کی شانتی کے لئے بھی اس لوک میں ہی شانتی کی پراپتی لازمی
ہے۔ چونکہ شانتی یا آند جو کا جنم سدھ ادھیکار ہے۔ اس لئے شرتی بھگوتی بھی تاکید کرتی ہے، کہ اُسے

اس لوک میں یعنی اسی جہن میں پراپت کرو، ورنہ کچھ تانا بڑے گا۔ فرمایا ہے۔

इह चेदवेदीदथ सत्यमस्ति ।

न चेदिहावेदी-महती विनष्टिः ॥ (केन उप. ۲-۵)

اُرتھ :- اے جیو! اگر تُو نے اس جہن میں اُس پر مِ شانتی کو پراپت کر لیا، تو تو بہت اچھا ہو گیا۔ لیکن اگر ایسا نہ کیا، تو تم نے اپنا بے حد دُشاش کر لیا۔
شاستر کا ایک اور فرمان بھی ملاحظہ ہو :-

मस्त्वात्म मुक्तौ न यतेन मूढधीः ।

स ह्यात्महा स्व विनिह-त्य सद ग्राहात् ॥

اُرتھ :- اس جہن میں جو مूर्خہ بدھی پُرش اپنی مکتی کے لئے اُدم نہیں کرتا، وہ اُتم ہنٹا کرتا ہے۔ اور اپنی مورتھ سے اپنا اہم کرتا ہے۔ اس لئے سمجھ لینا چاہیے کہ اگر شانتی پراپت نہیں کی، تو کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ تب پُرش ہوتا ہے کہ جب شانتی کی پراپتی مُنشیہ کا جہن سیدھ ادھیکار ہے، اور وہ اُس کا اُتھک بھی ہے، طلبکار بھی ہے۔ تو اس کے حصول میں دُشواری کیوں ہوتی ہے۔ اس کا اُتر یہ ہے، کہ جہاں کسی کے ادھیکار یا حقوق ہوتے ہیں، وہاں اُس کے کر تو یہ یا فرائض بھی ہوتے ہیں۔ مُشکل یہ ہے کہ انسان صرف اپنے حقوق پر ہی نگاہ رکھتا ہے، اور فرائض کی طرف سے غفلت اور لاپرواہی کرتا ہے۔ ہر چیز کی پراپتی کے کچھ نیم ہوتے ہیں، اور کچھ سادھن ہوتے ہیں۔ جب تک ان کا پالنہ نہ کیا جائے تب تک وہ شے ہاتھ نہیں لگ سکتی۔ شانتی کی پراپتی کے لئے بھی شاستروں اور مہا پُرشوں نے کچھ نیم اور سادھن نیچے کئے ہیں۔ ان پر کار بند ہونے سے ہی شانتی کا میٹھا پھل چکھا جاسکتا ہے۔

جو سادھن شاستروں نے اس مقصد کے لئے بیان کئے ہیں، اُن پر عامل ہو کر انسان اس لوک میں بھی شانتی کا بھاگی بن سکتا ہے، اور یہ لوک کی شانتی کا بھی ادھیکار ہو جاتا ہے۔

شانتی پراپتی کے اُپائے

سائنس کی ترقی ہو جانے کی وجہ سے آج کل کا انسان اپنے روگوں سے شفا پانے کے لئے لبے نشے پسند نہیں کرتا کہ جن کی تیاری میں ہی اس کو کافی تکلیف ہی ہو، اور وقت بھی زیادہ لگے۔ وہ چاہتا ہے کہ یا تو کوئی چھوٹی سی گولی ہو یا انجکشن لگ جائے۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے شانتی پراپتی کے جہاں اور سادھن نویدن کئے جاتے ہیں، وہاں گولی روپ کا ایک سادھن سب سے پہلے عرض کیا جاتا ہے جس سے اس لوک اور یہ لوک دونوں کی شانتی پراپتی کی بدھتی ہو سکتی ہے۔ وہ اُپائے ہیں "وِشدھ پریم"۔

بھگوان اور انسان سے وشہد پریم

بھگوان سے اور بھگوان کی پر جا سے کیا بھوٹا وشہد پریم شانتی پر اپنی کالیقینی سادھن ہے۔ خالق اور اس کی مخلوق دونوں سے ہی سچا پیار ہو۔ خالق مخلوق سے جدا نہیں ہے۔ ہر انسان کے اندر وہ موجود ہے۔ شری گیتا جی میں فرمایا ہے :-

इहं सर्वं भूतानां हृदये ऽर्जुन तिष्ठति ॥ (61-18)

اَرْتھ۔ اے ارجن وہ سر و ویاپک پریشور سب بھوت پرانیوں کے ہر دے میں سقمت ہے۔ پھر کہا ہے :-

यो मां पश्यति सर्वत्र सर्वं च मयि पश्यति ।

तस्याहं न प्रणश्यामि स च मे न प्रणश्यति ॥

اَرْتھ۔ جو پرش مجھ کو سارے پرانیوں میں اور سارے بھوت پرانیوں کو مجھ بھگوان میں دیکھتا ہے۔ اسکو میں نہیں بھلاتا۔ اس لئے خالق کی مخلوق سے بھی پر بھوک کی پر جا سے پریم کرنا بھی پر بھوک سے ہی پریم کرنا ہے۔ جو ایسا نہیں سمجھتا۔ وہ بھول کرتا ہے۔ کئی دھرم شاستروں میں اس حقیقت کو اس طرح بتلایا گیا ہے :-

قیامت کو خدا اپوچھے کا بتا تو اسے میر بندے
کہے گا یا الہی تو تو رب ہر دو عالم ہے
جواب اس کا ملے گا کہ فلاں دن اک میرا بندہ
دیا ر دئی کی جا لیکن جواب صاف اسے ملے
ایک اور دانائے کہا ہے :-

شیخ کعبہ میں تو خدا کو عبث میں ڈھونڈے
اسی طرح ایک آدمی فکر کا فرمان ہے :-

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان کرے بس محبت انسان سے انسان

اس طرح مانو سے پریم کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ جتنا کہ پر بھوک سے۔ وہاں یہ رہیہ نہ بھولنا چاہیے کہ جیسا کہ اوپر نو دین کیا ہے۔ یہ پریم وشہد ہونا چاہیے۔ ارفقات اس میں کپٹ یا سوار فخر نہ ہو۔ دکھاوے کی پر بھوک بھکتی یا غرض کا پر بھوک پریم شانتی پڑ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ایک مہا پرش نے کہا ہے :-

عبادت کرتے ہیں جو لوگ جنت کی تمنا ہیں

جو ڈر کر نار و وزخ سے خدا کا نام لیتے ہیں

مگر جب کہ نعمت سے جہیں بھکتی ہے بندے کی

یاد رکھو پر بھوک کو دھوک نہیں دیا جا سکتا، وہ سر و انتربا جی ہے۔ جھیل کپٹ اور دکھاوے کا پر بھوک پریم نہ صرف

کچھ لالچ نہیں دیتا، بلکہ لیے حد ہانی کرتا ہے۔ اس لئے اس سے سدا بچنا چاہیے۔ ایسے کپٹ بھرے پر ٹھو پریم کرنے سے تو نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

پرائیوں سے بھی پریم صاف دلی سے ہونا چاہیے۔ ان سے بھی جھوٹا پریم کر کے انسان کچھ عارضی لالچ تو اٹھا سکتا ہے۔ لیکن انجام کار یہ بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ بعض لوگ نفس پرستی اور ولاستا کو بھی پریم کا نام دیتے ہیں۔ یہ ان کی خود فریبی یا سہل انگاری ہے۔ وشدھ پریم وہ ہوتا ہے کہ جس میں کوئی بھی چیز لینے کی آشتاہ ہو۔ پریم کو اپنا کر توبہ جان کر پریم کے لئے ہی پریم کیا جائے کسی اور اڈلش یا مقصد کے لئے نہیں۔ وشدھ پریم اسی کا نام ہے۔ جو اس بھاونا اور اس یقین سے کیا جائے کہ سب کے اندر پریشور ہے۔ اس لئے پرانی سے پریم کرنا پریشور سے پریم کرنا ہے۔ ایک دانانے ٹھیک کہا ہے۔

پریم نے مخلوق میں خالق کی تجلی پائی ؛ دیکھ لی آئینہ میں آئینہ گر کی صورت ایک اور سچن نے فرمایا ہے۔

کیا کرے گا پیار وہ بھگوان سے کیا کرے گا پیار وہ ایمان سے
جہنم لے کر گود میں انسان کی پریم کر پائا نہ جو انسان سے
جناب اقبال نے بھی اس بارے میں کیا پتہ کی بات کہی ہے۔

تلاش حق میں ہزاروں لاکھوں گیتوں میں پھرتے ہیں مالے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
اسلامی کتب مقدسہ میں انسان کی قدر و قیمت کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ خدا نے انسان کو اپنا ہی روپ بنا کر سب فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ کریں۔ باقی سب فرشتوں نے تو اس حکم کی تعمیل کی لیکن عزرائیل نے انکار کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے اسے لعنتی قرار دیا، اور وہ آج تک شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی لئے ایک مفکر کا فرمان ہے۔

کعبہ ہے اگر کوئی تو انسان ہی کا ہے دل
مٹی کا یہی پستلا پرستش کے ہے قابل
ایک انسان کو سچا پیار نہ کر کے جو اس سے نفرت کرتا ہے یا اُس کی دلازاری کرتا ہے۔ اس کے بارے میں ایک مفکر نے کیا معرکہ کی بات کہی ہے۔

بہت خانہ توڑ ڈالئے مسجد کو دھائیے
دل کو نہ توڑیئے۔ کہ یہ خدا کا مقام ہے
یعنی بے شک مندر یا مسجد کو گرا دو جو بھگوان کا گھر سمجھے جاتے ہیں، لیکن کسی کے دل کو نہ توڑو۔
کیونکہ اس میں تو جینا جاگتا پر ٹھو ہے۔

اسی لئے تو ایک اور نہا پرش نے فرمایا ہے :-

یہ اوتار جتنے ہیں، جتنے پیغمبر محبت کا پیغام لائے ہوئے ہیں !
ہر انسان کے اندر خدا قیمہ زن ہے اور انسان خدا میں سما جاتے ہیں

جس انسان کے اندر پریم کا اچھا وہ ہے، وہ تو دراصل انسان کہلانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کو پریم
سوروپ پر مشور نے اپنی صورت پر بتایا ہے۔ وہ ذات پاک انسان کی شکل میں ہی اس جہاں میں ظاہر ہوئی ہے۔
تبھی تو کہا ہے :-

اپنی صورت کا وہ ہواشیدا اپنے آپ کو انسان بنا دیکھا
اس لئے جس انسان کا دل پریم سے عاری ہے، وہ انسان نہیں، کچھ اور شے ہے۔ اسی وجہ سے ایک دانا
نے فرمایا ہے :-

محبت کی ہے جس کسی میں کمی نہ ہم کہہ سکیں گے اُسے آدمی
کیرجی نے تو اس حقیقت کو جتلاتے ہوئے حد ہی کر دی ہے۔ فرمایا ہے :-

جاگھٹ پریم نہ سچرے سو گھٹ مالو مسان

جیسے کھال لوہار کی سانس لیت بن پران

کیرجی اُس انسان کو شمشان بھومی کا مُردہ کہتے ہیں جس کا ہر دے پریم رہت ہے۔ وہ تو لوہار کی کھال
کے مانند ہوتا ہے، جو پھونک بھرنے سے کام دیتی ہے۔ لیکن ہے مُردہ۔ اس لئے اگر آپ شانتی اور پریم شانتی کو
پراپت کرنے کی آرزو رکھتے ہیں، تو پر مشور سے اور اس کی پر جا سے وشادہ پریم کیجئے۔
پریم سے شانتی کی پراپتی شرقتی بھگوتی بھی ورن کرتی ہے۔ لکھا ہے :-

नित्यो नित्यानां चेतनश्चेतनानामेको

बहुनां यो विधाति कामान् ।

तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां

शान्तिः प्राप्नुती नेतरेषाम् ॥ (कठ ३५० 5-13)

اُرتھ :- پر بھوتیوں کے بھی نت سوروپ ہیں۔ جیتوں کا بھی جیت ہیں۔ وہ انیکوں کا منائیں پورن کرتے ہیں۔
جو دھیر پرش اپنے اندر سخت اس پر بھو کو انو بھو کر لیتے ہیں۔ اُنہی کو پریم شانتی پراپت ہوتی ہے۔ دوسروں کو
نہیں۔ پر بھو پراپتی اصل میں موکش پراپتی کا ہی دوسرا نام ہے۔ ممکن اور پر بھو پراپتی ایک ہی بات ہے۔
شری گیتا جی میں پر بھو پراپتی کا سادھن یکساں نظری یعنی انسان میں بھگوان کو دیکھنا ہی بتایا ہے۔ لکھا ہے۔
گیتا ادھیائے ۱۳۔ شلوک ۲۸۔ ۳

समं पश्यन्ति सर्वे समवस्थिमीश्वरम् ।

آرتھ :- سب میں سم بھاو سے سختت ہوئے پریشور کو سمان دیکھتا ہوا مانو۔ اپنے دوارا آپ کو نشٹ نہیں کرتا ہے اور اس لئے وہ اس سے پریم گتی کو پراپت ہوتا ہے۔
جس کال میں منشیہ بھوتوں کے نیارے نیارے بھاو کو ایک پر ماتما کے سوروپ کے ادھار سمیت دیکھتا ہے۔ اور اس پر ماتما کے سنگلپ سے ہی سمپورن بھوتوں کا دستار دیکھتا ہے۔ اس کال میں سچے اندھ کھن پریم کو پراپت ہوتا ہے۔
پریم سے ہی پر بھو پراپتی کا ورژن گو سائیں ٹلسی داس جی نے اپنے امر گرنتھ رام چرت مانس میں کیا ہے۔ فرمایا ہے۔

ہری ویاپک سروتر سمانا ؛ پریم تے پرگٹ ہوئی میں جانا (بال کانڈ ۲-۱۸۵)
آرتھ :- پریشور ہر جگہ اور ہر شے میں موجود ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جو اسے پانا چاہے اسے پریم کی راہ اختیار کرنا ہوگی۔ پھر کہا ہے۔

راہی کیول پریم پیارا ؛ جانی لیئو جو جانن ہارا (ایودھیا کانڈ ۱۳-۱۱)
آرتھ :- پریشور کو بس پریم ہی پیارا ہے، جو اس حقیقت کو سمجھتا چاہے۔ سمجھ لے۔ ایک اور جگہ کہا ہے۔
اما جوگ جپ دان تپ نانا مکھ برت نیم ؛ رام کرپا نہیں کرہی تسی جی نشکیل پریم (لنگا کانڈ ۱۱۷-۱۱۸)
آرتھ :- اے پاربتی یوگ، جپ، دان تپ انیک پرکار کے یکیہ، برت اور نیم اتیادی کے کرنے سے پریشور کی وہ کرپا پراپت نہیں ہوتی، جو شدھ پریم کے کرنے سے ہوتی ہے۔ ایک دانانے بھی شانتی یا سکون کو پانے کے لئے پر بھو پریم کی بھاونا کو بڑے معنی خیز الفاظ میں جتلیا ہے۔ اس نے کہا ہے۔

سکوں کا نہ چشتہ ہے یہ تیرا گھر

سکوں کا نہ باعث ہیں زن اور پسر

سکوں کب ملے دولت و رطل میں

سکوں پاوگے نہ تم جنجال میں

سکوں عزت و جاہ میں ہے کہاں

سکوں فیل و ہنگامہ میں ہے کہاں

سکوں چاہیے لایزال اگر

تو مالک سے تو لو لگا بیٹھ کر

گوربانی میں بھی پر بھو پریم کو اس کی پراپتی کا سادھن بتایا ہے۔ فرمایا ہے۔

سناچ کہوں سن لیہو سبھی جن پریم کیون بن ہی پر بھو پائیو (دسم گرنتھ)

حضرت محمد سے ایک حدیث ہے۔ جو پریم کی جہتا کو بڑے واضح طور پر درشتاتی ہے۔ لکھا ہے۔

أَجِبْتُ لِلنَّاسِ مَا تَحْتَ بَيْدَةِ لِنَفْسِكَ كُنْ مُسَامِحاً

آرتھ :- تو مسلمان تبھی کہلا سکتا ہے کہ جب تو لوگوں کے ساتھ ویسا ہی پریم کرے۔ جیسا کہ تو اپنی

ذات سے کرتا ہے۔

گوربانی میں ایک اور بڑا سند رکھتا ہے جس میں لکھا ہے۔

سمجھ کو میت ہم اپنا کیتا ہم بھنا کے ساجن

دور پرالیو من کا برہا میل کیو میرے ساجن - (دھنا سری محلہ ۵)

ارتھ - ہم نے سب کو اپنا مہتر بنا لیا، اور ہم خود بھی اُن کے پریمی بن گئے۔ جس کا پہل یہ ہوا، کہ دل کی جلن سب مٹ گئی اور پریشور کی پراپتی ہو گئی۔
عیسائی دھرم کی مقدس کتاب انجیل میں لکھا ہے:-

Beloved let us love one another for love is God
and any-one that loveth is born of God
and knoweth God (I John 4-۱)

ارتھ :- اے پیارے آؤ، ہم ایک دوسرے سے پریم کریں۔ کیونکہ پریم ہی تو پریشور ہے۔ اور جو کوئی بھی پریم کرنے والا ہے، وہی پریشور کا سپوت ہے۔ اور پریشور کو جاننے والا ہے۔
جن دھرم کے گرنہ تو پریم کے پرمانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے:-

मिन्ती मे सव्व भूयेसु बेर मउमसा केणई (प्रावश्यक सूत्र)

ارتھ :- میرا سب کے ساتھ پریم ہو، کسی کے ساتھ بھی دشمنی نہ ہو۔

بدھ دھرم کے دھم بد گرنہ میں لکھا ہے کہ دیر سے دیر کبھی نہیں جاتا۔ پریم پیار سے اس کی شانتی ہوتی ہے۔ یہی سنا تن دھرم ہے۔

اشدھ پریم کے نشے میں اور بہت سے پرمان دیئے جاسکتے ہیں۔ لیکن شانتی پراپتی کے اس پہلے اُپائے کی چرچا ہی کافی لمبی ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کو یہاں ہی سمایت کیا جاتا ہے، اور یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ اگر آپ کو سچی شانتی مطلوب ہے تو شانتی کے داتا پریشور سے اور اس کی پرچا سے وشدھ پریم کرو۔ یہ اچوک نسخہ کیتا سستا اور کیتا سہل ہے۔ اس کا استعمال آج سے ہی شروع کر دیجئے، اور پھر دیکھئے۔ دل میں کس طرح شانتی کی لہریں ٹھاٹھیں مارنے لگتی ہیں۔

ہر دے کی نرملتا یا پاکیزہ دلی !

اب ایک ادہ گولی روپ کا ہی نسخہ شانتی پراپتی کا عرض کیا جاتا ہے۔ وہ ہے آتم شُدھی۔ من کی پوتڑا ذرا ہم وچا کریں، کہ منشیہ اُشانت کب ہو اُٹھتا ہے۔ تو پتہ لگے گا، کہ اُشانتی اُس وقت ہوتی ہے۔ جب من ادھیر ہو، چنچل ہو، تب اُشانتی کا ماحول بن جاتا ہے۔ اس پر سوال ہوتا ہے، کہ من میں ادھیرتا اور چنچلتا کب ابھرتی ہے۔ اس کے متعلق گہری نگاہ سے غور کرنے پر معلوم ہوگا، کہ یہ اوستھاتیب ہوتی ہے کہ جب من میں کوئی اشیہ کا منا، اشیہ بھاو یا اشیہ وچا پیدا ہو جائے۔ ویسے تو ہر داسنا ہی من میں چنچلتا پیدا کر دیتی

ہے لیکن اشیہم واسنایا اشیہم وچار تو اس میں بڑی بھاری بلچل ہی بچا دیتے ہیں۔ من میں گرٹ بڑ ہو جائے، تو انسان کا پریشان ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک شاعر نے ٹھیک کہا ہے۔

دل ٹھکانے ہو تو ہر شے سے شکستی ہے بہار،
دل پریشان ہو گیا عالم پریشان ہو گیا

ایک اور داتا کا قول ہے۔

اگر طوفان میں کشتی ہو تو چل سکتی ہیں تدبیریں،
اگر کشتی میں طوفان ہو تو سو جاتی ہیں تقدیریں
یعنی اگر من میں بلچل نہ ہو، تو باہر کے ناموافق حالات جو پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے۔ لیکن اگر من میں ہی چلیلاٹ پیدا ہو جائے، تو انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت شاعر نے ایک کشتی کی مثال دے کر واضح کی ہے۔ شرقی بھگوتی اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ فرمایا ہے۔

कल्पान्त पवना वान्तु यान्तु चैकान्तमर्णवाः ।

तपन्तु द्वादशादित्या नास्ति निर्मनसः क्षति ॥ (महो ७-4-97)

ارتھ :- خواہ پر لے کال کی نیند اور تیکھی ہو ایں چلنے لگیں یا سارے سمندر اٹھے ہو کر پر تھوی پر دھوا بول دیں یا ایک ہی وقت میں بارہ سورج اپنی پوری طاقت سے آگ برسانے لگیں، تو بھی ایک شاعر من والے جو کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ایک اور شاعر نے بھی کیا ٹھیک کہا ہے۔

بے صبر کو منزل کی کہیں راہ نہیں ملتی
جب دل ہی پریشان ہو تو پھر چین کہاں ہے
اگر دل میلا ہو، تو اور کوئی بھی سادھن فائدہ نہیں پہنچاتا۔ اسی لئے ایک داتا کا فرمان ہے۔

پیشانی پر مہراب بنائی تو بچے
کیا فائدہ اگر ریش بڑھائی تو نے
تیسج و مٹھی سے بھلا کیا حاصل
جب کچھ بھی نہ کی دل کی صفائی تو نے

لیکن اگر دل صاف ہو، تو اپروکت ہوا پند کے فرمان کے مطابق زمانہ کی گرٹ بڑ کوئی بگاڑ نہیں کر سکتی۔

ایک دوسرے شاعر نے یہ صداقت اس طرح بیان کی ہے۔

جو دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے،
شعلہ ہے کب دھوئیں کی طرح پیچ و تابیں
ایک اور دانانے کہا ہے۔

جو صاف دل ہیں انہیں بخور چرخ سے ہے اماں،
پسانہ دانہ کبھی آسیا میں گو ہر کا
اس سجن کا کھن ہے کہ جن خوش قسمت انسانوں کا ہر دے پوتر ہے،
اُن کو ویدائیں اُسی طرح سے
وچلت نہیں کر سکتیں جس طرح کہ گو ہر پتھر کے دانہ کو چل نہیں سکتی۔

ادھیا تک اُنتی کے لئے جتنے بھی سادھن ہیں۔ اُن سب کا اولین مقصد ہر دے کی شُدھی ہوتا ہے۔ کیونکہ

اس کے بغیر مانو آگے بڑھ ہی نہیں سکتا، اور اگر ہر دہ شدھ ہو جائے، تو سبھی سادھن سچھل ہو جاتے ہیں۔ گیان کی پراپتی بھی شدھ ہر دے میں از خود ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دل دھندلا ہو، تو کوئی بھی سادھن سچھل نہیں ہوتا۔ ایک سچھن نے اس حقیقت کو ایک مثال دے کر اس طرح ظاہر کیا ہے :-

طرف ناپاک ہے تو ہے ہر شے ناپاک ؛ دل نہیں صاف تو خاک عبادت ہوگی
یعنی اگر کسی برتن کے اندر غلاظت بھری ہوئی ہے، تو اس میں جو بھی شے ڈالی جائے گی، وہ گندی ہو جائے گی۔ اسی طرح سے اگر دل میللا ہو، تو کوئی بھی ادھیاتمک سادھن سرے نہیں چڑھ سکتا۔ باہر کی صفائی بے معنی ہوتی ہے۔ حقیقی فائدہ تو اندر کی صفائی سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ کہا ہے :-
کیا اہل جہاں کرتے ہیں باہر کی صفائی ؛ آئینہ باطن کو چلا کیوں نہیں کرتے

ایک مہاتما سے کسی نے پوچھا کہ انسان کے شریک اعلیٰ ترین انگ یا عضو کونسا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ "دل" اور پھر پوچھا کہ ادنیٰ ترین یا ریزل ترین کونسا ہے، تو انہوں نے پھر کہا کہ "دل" پوچھنے والے نے حیرت سے کہا کہ ایک ہی چیز سرلشٹ اور نکرشٹ کیسے ہو سکتی ہے۔ تو مہاتما جی نے جواب دیا کہ اگر دل پاک و صاف ہے تو وہ سر و تم ہے، اگر میللا ہے تو ادھم سے ادھم ہے۔ ساتھ ہی مہاتما جی نے فرمایا کہ شدھ ہر دے منشیہ کا بہترین دوست ہے، اور میللا من بدترین دشمن۔

ایک شاعر نے بھی کہا ہے :-

نکوئی ایسا دوست ہے نہ کوئی دشمن ہے ؛ ایک بے دل ہے غرض دوست ہے یا دشمن ہے
انسان کے من میں اشانتی پیدا کرنے والے دو بڑے عنصر ہیں، اور وہ ہیں چنتا اور خوف۔ خوف اس انسان کے نزدیک نہیں آسکتا۔ جس کا ہر دہ شدھ ہو۔ اسی لئے ایک دانا کا فرمان ہے :-

خوف کس کا ہے اُسے جس کا قصہ صاف ہے ؛ صاف جس کا دل ہے وہ ہر طرف بے باک ہے
فارسی زبان میں ایک چھوٹی سی ضرب المثل اس بارے میں بڑی معنی نیز ہے۔ کہا ہے :-

سچ۔ پاک باش بے باک باش

یعنی اے انسان تو شدھی دھارن کر اور بڑھے ہو جا۔

علامہ اقبال نے بھی اس کے متعلق ایک بڑا وزن دار شعر کہا ہے :-

دل میں سوز نہیں ہے روح پاک نہیں ہے ؛ اس میں کیا عجب کہ تو بے باک نہیں ہے
یعنی اگر تیرے دل میں دوسروں کے لئے ہمدردی اور درد نہیں ہے، اور تیرا دل میللا ہے، تو پھر کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ اگر تو خوف زدہ رہتا ہے۔

اس بحث سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا، کہ شانتی کو تباہ کرنے والے دشمن خوف سے انسان تبھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے ہر دے کو شدھ بنائے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں کہ ہر دے کی شدھی انسان کو بڑھے کس طرح

باقی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو خوف ہوتا ہے کسی دوسرے آدمی سے، اور دوسرے سے خوف تبھی ہو سکتا ہے جب اس کے ساتھ بدکلامی کی لکٹی ہو یا اس کو کوئی تکلیف یا نقصان پہنچایا گیا ہو۔ جو صاف دل آدمی ہوگا، وہ دو بد زبانی کرتا ہے اور نہ ہی بد کرداری۔ کیونکہ صاف دل انسان کے من میں بُرا و چارہ ہی نہیں اٹھ سکتا۔ اور اگر وہ کوئی بُرائی کی بات سوچے گا ہی نہیں تو بُرا بولے گا کیسے یا بُرا کرے گا کیسے؟

ایک شاعر نے خیالات کے متعلق بالکل ٹھیک کہا ہے۔

گرتے ہیں جب خیال تو گرتا ہے آدمی کس نے انہیں سنبھال لیا وہ سنبھل گیا
نیکی اور بدی کی بنیاد تو منشیہ کا وچار ہی ہوتا ہے جس کا ہر دیر شدہ ہوگا، اُس کے وچار بھی شدہ ہوں گے
جو بولتا کیوں نیک ہے اور کرتا بھی نیک ہے، اُس کی شانتی کو کون چھین سکتا ہے۔ وہ تو اس کی رفیقہ حیات
ہی ہے۔

اب کچھ داناؤں کے کلام اندریں بارے پیش کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے صاف دلی کو شانتی پر اپنی کا
ذریعہ بنایا ہے۔

ایک مفکر کا کھنکھ بھی ملاحظہ ہو:-

اگر قلب میں اپنے صدق و صفائے ۛ تو باہر بھی صدق و صفا ہر جگہ ہے
جو چاہو تمہیں شانتی ہر جگہ ہو ۛ جو چاہو کہ من میں سکون رونما ہو
تو دل کا یہ آئینہ صاف کر لو ۛ پو تو تر و چاروں سے تم اس کو بھر لو
طوالت مضمون کے خوف سے صرف ایک اور شاعر کی رباعی عرض کی جاتی ہے۔

پاکیزہ دل میں کہاں آئے رنج ۛ کہ دکھ دور ہو جائیں مٹ جائے رنج
دل پاک میں ہوں سکون و قرار ۛ وہیں عقل قائم ہو اور ہر قرار!

اس ساری چرچا سے آپ پر ورت ہو گیا ہوگا کہ پاکیزہ دل یا ہر دے کی شدھی شانتی حاصل
کرنے کا یقینی وسیلہ ہے۔ لیکن شاید آپ یہ بھی جاننا چاہیں کہ ہر دے کی شدھی کس طرح کی جائے۔ شری
کرشن جی نے گیتا جی میں تو اس کے دو سادھن بتائے ہیں۔ ابھی اس اور ویراگیہ۔ مگر ان سادھنوں کو
بروئے کار لانے کے لئے ایک سہاٹک سادھن ہیں، اور نویدن کرتا ہوں۔ وہ سیدھا اور سادہ سا اُپا
ہے۔ آنکھوں کو قابو میں رکھنا، دل میں میلے اور زہریلے مواد لے جانے کا سب سے بڑا ذریعہ انسان کی آنکھیں
ہی ہیں۔ کام یا نفس کو آنکھیں ہی بھڑکاتی ہیں۔ جہاں موہنی شورت دیکھی، دل میں کولاہل بچ گیا۔ لوبھ
بھی آنکھوں کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے، لالچی نگاہ ہی اس کا باعث ہوتی ہے۔ کروڑھ بھی آنکھوں سے
ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس طرح کام کرو وہ اور لوبھ کی اُپیتی کا کارن آنکھیں ہی ہوتی ہیں۔ اور ان تینوں
کو ہی شری گیتا جی نے نلک کا دوار قرار دیا ہے۔ (گیتا اُدھیائے ۱۶۔ شلوک ۲۱)

اُرتھ :- کام کرو دھد اور لو بھدیہ تین قسم کے ترک کے دروازے آتما کا ناش کرنے والے ہیں۔ اس لئے ان تینوں کو تیاگ دینا چاہیے۔ کیوں کہ آنکھوں کے راستہ ہی یہ تینوں ظالم ہمارے من پر حملہ کرتے ہیں۔ اس لئے دل کو پوتر رکھنے کے لئے آنکھوں کو دوش میں رکھنا بے حد لازمی ہے۔ درشتی نیچی کر کے چلو۔ اپنے آگے بہت دور تک مت دیکھو۔ آگے پیچھے، اگل بگل، ادھر ادھر، اوپر نیچے اور پیڑھی ترچھی چمکتی نظر سے کسی کو بھی نہ دیکھو۔ پرائی استری کو مال بہن یا بیٹی کے روپ میں دیکھو۔
مندرجہ بالا مضمون میں دو آپائے شانتی پر اپنی کے آپ کی سیوا میں عرض ہو چکے ہیں۔ اب ایک تیسرا اُسی روپ کا سا دھن بھی پیش کیا جاتا ہے۔

ستیا، صداقت، راستی

جو آدمی ستیا کو دھارن کر لیتا ہے۔ شانتی اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتی۔ شانتی ستیا کی تو دہی ہے۔ مہاتما گاندھی جی سے ایک بار پوچھا گیا کہ آپ کس آدمی پر اتنے دھیرہ والے اور شانت رہتے ہیں۔ تو ان کا فرمان تھا، کہ ستیا کے آدمی پر، کیونکہ ستیا ہی پر مشور ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں اور کسی کی بوجہ نہیں کرتا، نہ کسی کے سامنے جھکتا ہوں، میں تو صرف ستیا کا پجاری ہوں۔ جھوٹ بولنے والے آدمی کے دل میں، بوکھلاہٹ رہتی ہے، اور بیچ بولنے والے کا من ٹکا ہوا رہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے آدمی کے دل میں خوف رہتا ہے کہ اگر اس کے جھوٹ کا پول کھل گیا، تو اس کی بری گت ہوگی۔ اس لئے جیسا کہ اس سے پیشتر بتایا جا چکا ہے کہ جہاں خوف ہو، وہاں شانتی کیسے ہو سکتی ہے۔ اسی لئے ویدوں، شاستروں، مکتوں اور مہاتماؤں نے منشیہ کو اپنے کلیان کے لئے اور پرہم شانتی کی پراپتی کے لئے ستیا کو گرہن کرنے کی آگیا دی ہے۔ مضمون پہلے ہی کافی لمبا ہو گیا ہے۔ اور کچھ اور ضروری باتیں ابھی نویدن کی جانی ہیں۔ اس لئے شاستروں نے جو مہا ستیا کی ورث کی ہے۔ ان کے صرف ایک دو پرمانوں کا ترجمہ ہی عرض کیا جاتا ہے۔

شرقی جھگوٹی کہتی ہے ستیا ہی کی جے ہوتی ہے، جھوٹ کی نہیں۔ ستیا ہی سے موکش کا مارگ پھیلا ہوا ہے۔ جس مارگ سے کامتا بہت درشتی وہاں پہنچتے ہیں۔ جہاں ستیا کا اتم خزانہ ہے۔ نہا بھارت میں لکھا ہے، کہ اگر ہزار اشومیدھ گیوں کا پھل ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو، اور دوسرے میں ستیا کو رکھو، تو ستیا والا پلڑا بھاری رہے گا۔

پھر لکھا ہے، سنسار میں ستیا ہی ایشور ہے۔ اور دھرم بھی ستیا کے ہی اثر سے رہتا ہے۔ یہ پدارتھ بھی ستیا مول ہی ہیں۔ ستیا کے علاوہ کوئی پرہم پد نہیں ہے۔

کبیر جی نے فرمایا ہے۔

ہانچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ ڈھا کے ہر دے سانچ ہے تاکہ ہر دے آپ

بعض سچن و چار پرکٹ کرتے ہیں، کہ اس زمانہ میں سچائی کو کیسے دھمازن کیا جائے۔ کیونکہ نہ تو اس کی قدر عوام کرے ہیں اور نہ ہی سرکار۔ پھر سرکار نے ٹیکس وغیرہ کے قانون اسے کڑے اور پیچیدہ بنا دیئے ہیں کہ سچ بولنے سے کام ہی نہیں چل سکتا۔ ایسے لوگوں کا یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اس بارے میں ان حقائق پر دھیان دینا چاہیئے۔

۱۔ بیشک سچ بولنے والے دکاندار کا کچھ عرصہ تک کام ٹھیک نہ چلے گا لیکن انجام کار اس کی دکان جھک جائے گی۔ اسی طرح سچائی سے کام لینے والے ٹیکس گزار کا حساب زیادہ احتیاط سے دیکھا جائیگا۔ لیکن پھر اُس کا اعتبار جم جائے گا۔

۲۔ بڑا سوال تو یہ ہے کہ کیا جھوٹ بول کر من میں شانتی رہتی ہے، اگر نہیں تو ایسی کماٹی سے کیا فائدہ جو دل میں سدا غم اور پریشانی ہی رکھے۔

۳۔ جھوٹ اور فریب سے دھن کا ہونے والا اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ پرار بدھ میں جو بلتا ہے اور جتنا بلتا ہے، وہ بے شمار تھ سے ضرور مل جائے گا۔ اس لئے ایک دانا کا یہ کلام یاد رکھنا چاہیئے۔
 رکھیں ہم بھروسہ سدا ایک رُب پر، نہ چھوڑیں کبھی بھی ہم اس کا ہی اک در
 ہمارا جو ہے وہ ہمیں ہی ملے گا، کوئی دوسرا اس کو لے نہ سکے گا

جو اوروں کا ہے اس کو ہم لے سکیں کب، طمع و حسد محض بے سود ہیں سب
 ۴۔ زیادہ دھن کٹی سمیائیں، کٹی پیچیدگیاں اور کٹی پریشائیاں کھڑی کر دیتا ہے۔ دشمن زیادہ بنتے ہیں۔ اپنے سچے کلیان کی طرف نگاہ بہت کم جاتی ہے۔ شانتی دھن سے نہیں خریدی جاسکتی۔ اس لئے یہ کہنا ایک بھول ہے۔ کہ آج کل سچ کی قدر نہیں ہے۔ سچ کی سدا قدر رہی ہے۔ اب بھی ہے اور سدا کے لئے رہے گی۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ

सत्यमेव जयते नानृत ॥
 یعنی جے اور فتح ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے، جھوٹ کی نہیں۔

اگر اس زمانہ میں سچ کی قدر نہ ہو، تو خدا اتوں میں گواہ سے یہ کیوں کہلایا جائے، کہ میں جو کچھ کہوں گا۔ دھرم سے سچ کہوں گا۔ لہذا شانتی کے طلب کاروں کو ایسی خام خیالیوں اور غلط فہمیوں سے دور رکھ کر ستیہ کا پجاری بن جانا چاہیئے۔

جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ جھوٹ کے ہنا کام نہیں چل سکتا، وہ ان کی بھانہ بازی ہے۔ کیا انہوں نے کبھی سچ کو اپنا کر دیکھا بھی ہے۔ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے، کہ کچھ عرصہ کے لئے ان کو کھٹائی محسوس ہو لیکن پھر وہ خود ہی محسوس کریں گے، کہ ان کی بھول تھی۔ اور سچ کو گہن کرنے سے جو شانتی کا لالچہ اور شکہ ان کا ہوگا۔ اس کی تو کوئی قیمت ہی نہیں ڈالی جاسکتی۔ اپنی پرار بدھ پھر بھی ملے گی۔

دھیان دوارا شانتی بر ادھیاتک انتی کے لئے سدا دھیائے۔ سنت سنگ اور ویک

بہت سہانہ دیتے ہیں۔ لیکن ان سے بھی بڑھ کر سہانگ ہوتا ہے دھیان۔ اس سے پیشتر تین سادھنوں کا پریم، ہرک کی پوترتا اور ستیہ کی بھاونہ شانتی پر اپنی کے لئے نویدن کئے گئے ہیں۔ اگر انہیں سادھنوں کا اکیس دھیان دوارا کیا جائے، تو سہلانا جلدی اور یقینی طور پر پراپت ہوتی ہے۔ کیونکہ دھیان سے ہماری اندرونی شکتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ آتما میں جاگرتی ہوتی ہے۔ من اور بدھی اس صورت میں حقیقت کو جلدی گرہن کرنے کے قابل بنتے ہیں۔ یہ تو ایک سردمانیہ تھیہ ہے کہ ادھیان تمکنا میں اُنتی اندر کی حیوتی کے جگنے سے ہی ہوتی ہے۔ وہ حیوتی موجود تو ہر ایک جیو میں ہے، لیکن اس پر جنم جنماتروں کے بڑے سنگاروں کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ پاپوں کی میل جمی ہوئی ہے۔ اس میل کو دھونے اور پردہ کو دور کرنے کے لئے دھیان بہت زیادہ سہلانا دیتا ہے۔

دھیان کے لئے سورج نکلنے سے پہلے پراتہ کال کا سہ زیادہ اُنوکول ہوتا ہے۔ اس سے ایکانت ستھان میں شانت بھاو سے بیٹھ کر انہیں تین سادھنوں پر توجہ دو۔ اور دشا اس پوروک کہو کہ دیا کے ساگر پر بھو کی اہم کرپا سے میرے اندر سے دریش بھاونہ بالکل دور ہو رہی ہے، اور پریم بھاونہ ابھر رہی ہے۔ میں ہر جیو سے پریم کروں گا۔ سب کو پریم کی درشتی سے دیکھوں گا، سب کی بھلائی سوچوں گا، میں ساری بات چیت بھی پریم بھرے شبدوں سے کروں گا۔ میری زبان اور میری آنکھوں میں پریم ہی بھرا رہے گا۔ کیونکہ میرے ہر دے میں پریم ہی پریم کی بھاونہ موجود رہے گی۔

میرا ہر دے بھی شدھ ہوتا جا رہا ہے، اس کے اندر سے کام، کرودھ، لوبھ اور اہنکار اتیادی کے کھوٹے سنگاروں کا ناش ہو رہا ہے۔ میرا ہر دے بیشہ کی طرح صاف ہو رہا ہے۔ اس کی ساری میل بھگوان کی دیا سے دور ہو رہی ہے۔ پاپوں کا ناش ہو رہا ہے۔ مجھے اپنے بڑے ہر دے میں اپنے پیارے پر بھو کے درشن ہوں گے۔ پر بھو ست سورپ ہیں۔ میرے اندر بھی ہر دے کی شدھی ہو جانے سے ستیہ کی بھاونہ ستھر ہوگی۔ میں ستیہ کو اپنے جیون کا انگ بناؤں گا۔ ستیہ کے ادھار پر میرے من، بانی اور کرم میں یکسانیت ہوگی، ان میں ایکتا بنی رہے گی۔ کوئی انتر نہ ہوگا۔ ہر دے کی شدھی اور ستیہ کی بھاونہ سے میرا چہرہ ہر وقت پھول کی طرح کھلا ہوا رہے گا۔ اُداسی یا نراشنا نزدیک بھی نہیں پھٹکے گی۔ ایسے اوستھا میں میرے اندر پورن شانتی کا راجیہ بنا رہے گا۔ یہی شانتی مجھے پر بھو پریم کے دوارا پریم شانتی کا ادھیکاری بنائے گی، اور میرے دونوں لوک کورت کورتیہ ہو جائیں گے۔

جب آپ اس ڈھنگ پر دھیان میں بیٹھنا شروع کر دیں گے، تو آپ کے اپنے اندر سے ہی اسی پر نور اُدکار اپنے آپ اٹھیں گے۔ جو کچھ اُد پر نویدن ہوا ہے، وہ تو سنگشپ سے یعنی اختصار سے نمودار ہو کر آپ کے روپ میں کہا گیا ہے۔ اس لیکھ میں اور زیادہ وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ جب شروع کر دیں گے، تو ان بھاونہ ناؤں کی نئی نئی لہریں از خود ابھر رہی گی، اور آپ کو اس سے

انتار میں محسوس ہوگا کہ آپ کا دھیان سے اٹھنے کو جی ہی نہیں چاہے گا۔ یہ ایسا میٹھا رس ہے کہ اس کو پیتے پیتے آپ کی تربیتی سی نہ ہوگی۔

جتنا بھی سے آپ شانت بھاو سے دھیان میں بیٹھ سکیں، بیٹھیں۔ لیکن پندرہ منٹ سے کم نہ ہو۔ زیادہ جتنا ہو، اچھا ہے۔ اُس وقت اپنے دل سے دوسرے خیالات کو بالکل نکال دیجئے۔ تبھی من اور بدھی ان بھانواؤ کو گہن کرتے ہیں۔

یہ دھیان کیا ہے۔ اپنے اندر ڈبکی لگانا ہے۔ شانتی سروت اپنے اندر ہی ہے۔ شانتی اس طرح دھیان کرنے سے اپنے اندر کی آتمک جاگرتی سے ہی ملتی ہے۔ اسی لئے ایک کوئی نے کہا ہے۔

تیرے اندر وسدا تیرا یار۔ اک بار دیکھ لے جھاتی مار

جس نے اندر ماری جھاتی، اُس پر تیم دی رمز چھاتی، کرے بہاراں اوہ دن راتی

گوں کیوں بھلیا پھرں گوار۔ تیرے اندر وسدا تیرا یار

کھٹے جے پر تیم نوں لوڑیں، باہر تھیں مکھ اندر موڑیں، نال پر بھو دے سرت نوں جوڑیں

بڑا ہو جائے تیرا یار۔ تیرے اندر وسدا تیرا یار

شانتی پر اپتی کے کچھ سادھن نویدن کئے جا چکے ہیں، کچھ اور پیش کئے جائیں گے۔ ان میں سے جو

بھی انوکول پر تیت ہو، اُسے شروع کر دینا چاہیے، نہ پھر جگہ پوچھنے پھرنا چاہیے نہ ہی سادھن جلدی جلدی

بدلنا چاہیے۔ بار بار سادھن بدلنے کی کوہی مثال ہوتی ہے کہ ایک آدمی دھرتی سے پانی لینے کے لئے ایک

جگہ کھودنا شروع کرے۔ پانچ سات فٹ کھود کر پھر کسی اور کے کہنے پر دوسری جگہ کھودنے لگے۔ اسی طرح

جگہ جگہ وہ اگر پچاس مقامات پر بھی پانچ پانچ، دس دس فٹ کھودے گا تو بہر شارت وہیں جائے گا۔ اتنا کشت

بھی کیا اور ہاتھ بھی کچھ نہ آیا۔ اگر وہ ایک ہی جگہ سو فٹ دھرتی کھودتا، تو پانی مل جاتا۔ اسی طرح سے

ایک ہی سادھن مشر دھا اور ملگن سے لگاتار کرنے سے پھلتا ملتی ہے۔ یہ حقیقت نہ بھلائی چاہیے۔

مشری گیتاجی میں شانتی پر اپتی کے سادھن

شرمد بھگوت گیتا وہ انوکھا گرتھ ہے، جس میں اس لوک اور پرلوک دونوں کو سچل بنانے کے اُپائے

ورنن کئے گئے ہیں، زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب بنانے کے لئے وسائل بیان ہوئے ہیں۔ اس میں شانتی

پر اپتی کے بھی انیک سادھن بتائے گئے ہیں۔ ان سب کا اس لیکھ میں شامل کرنا تو مشکل ہے۔ لیکن ان میں

سے چند ایک کا لکھنا تو پیارے اوم کے شانتی انک کے لئے بہت ضروری ہے۔ ان کے بغیر یہ لیکھ بھی ادھوا

نہے گا۔ اب سنیئے وہ مبارک شلوک جن میں شانتی پر اپت کرنے کی شکشائیں دی گئی ہیں۔

रागा द्वेष वियक्तेस्त विषयान्तिन्द्रियव्रतन ।

प्रात्मवशो वै धियात्मा प्रसादमधिगच्छति ॥ २-६४

ارٹھ :- شانتی اُس شخص کو مل سکتی ہے۔ جو راگ اور دولیش کا تیاگ کرے، اور اپنے قابو میں کی ہوئی اندریوں کے ساتھ اپنے سب کام کرے۔

انسان کی شانتی کے بڑے دشمن ہیں ہی، راگ اور دولیش یعنی رغبت اور نفرت۔ جن چیزوں سے آدمی کو رغبت یعنی موہ ہوگا، ان کو نقصان بھی پہنچتا ہے، اور اُن کا ناش بھی ہوتا ہے۔ ایسا ہونے پر قدرتی طور پر من میں اشانتی ہوگی، اور کسی بھی چیز سے یا آدمی سے نفرت ہونے پر من بھی اشانتی کا کاٹا ٹپکتا ہی رہے گا۔ اس لئے شانتی کے اچھک کو راگ اور دولیش سے دور رہنا ہوگا۔ اب اگلا شلوک سنئے۔

प्रपूर्यमाणमचलप्रतिष्ठं समुद्रमापः प्रविशन्ति यद्वत् ।

तद्वत्कामा यं प्रविशन्ति सर्वे स शान्तिमाप्नोति न कामकामी ॥ २-७०

ارٹھ :- جیسے سب طرف سے پری پورن اہیں پر نشا والے سمندر میں انیک ندیوں کا پانی اس میں سما جاتا ہے (اور سمندر چلاٹماں نہیں ہوتا) ویسے ہی جس پُرش میں سارے بھوگوں کی کامنائیں سما جائیں (اور اس میں کوئی پیدا نہ ہو) وہ پُرش شانتی اور پرہم شانتی کو پراپت ہوتا ہے۔ بھوگوں کا چاہنے والا نہیں۔ اس شلوک میں کامناؤں کے تیاگ کو شانتی کا آدھار بتایا گیا ہے۔ یہ بات تو ہم سب کے تجربے میں آئی ہے کہ خواہشات کو جتنا بڑھایا جائے، اتنا ہی آدمی زیادہ بھاگ دوڑ اور ادھیڑ بن کر رہتا ہے، اور اس کے خلاف خواہشات کو جتنا گھٹایا جائے، اتنا ہی اس کا جدوجہد کم ہو جاتا ہے۔ بھاگ دوڑ انسان کو اشانت بناتی ہے اور دھیر تا شانتی لاتی ہے۔ اس لئے اگر ہم شانتی چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنی اچھاؤں کو زیادہ سے زیادہ گھٹانا ہوگا۔ پہلے انسان کو بُری اچھائیں چھوڑنی چاہئیں، اور اس کے بعد غیر ضروری خواہشات کو ترک کرنا چاہیے۔ اگر خواہشات کو ختم ہی کر دیا جائے، تو پورن شانتی کا راجیہ ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ خواہشات کا بالکل تیاگ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کھانے پینے کی، سونے جاگنے کی، بھلے کام کرنے کی، لگیب، ہون وغیرہ کرنے کی پر بھوکا چنتن اور دھیان کرنے کی خواہشات تو ضروری ہیں۔ ان کا تیاگ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سوال ظاہر طور پر تو بڑا وزن دار معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو خوش نصیب انسان اپنی خواہشات کا فاتحہ پڑھ دیتا ہے اس کے ذریعہ شریر رکشا اور اتم اُنتی یا پروپکار کے کام مشین کی طرح ہوتے رہتے ہیں۔ اُسے ان کے متعلق سوچنے یا ان کی خواہش کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی اُن کے اندر کی جوتی ان سے بغیر خواہش پیدا کیے ہی ضروری کرم کرنے لگتی ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے۔ اگر ابتدا میں مند کامنائیں اور غیر ضروری اچھاؤں کا تیاگ ہو جائے، تو پھر انسان کے اندر وہ چمک پیدا ہونے لگتی ہے، جو اس کو سب قسم کی خواہشات کو ترک کرنے کی راہ دکھاتی جاتی ہے۔ جو لوگ ضروری اور نیک خواہشات کے تیاگ کے متعلق اعتراض اٹھاتے ہیں، ان کو بُری اور غیر ضروری اچھاؤں کو چھوڑنا شروع کر دینا چاہیے۔ پھر اُن کو ان کے تیاگ کا رہسبہ از خود محسوس ہونے لگے گا خواہشات

واقعی انسان کو یاد دہننے والی اور دکھ دینے والی ہیں۔ ایک داتا نے کہا ہے۔
ہم خود خدا تھے اگر دل بے مدعا ہوتا، آرزوؤں نے ہماری ہم کو بندہ کر دیا
ایک اور سچن کا قربان ہے۔

جو دنیا میں ہوتا ہے بے آرزو ہوتا کبھی نہ وہ بے آرزو
اس حقیقت کو ایک اور مہا پرش نے اور بھی زیادہ لطافت سے اس طرح بیان کیا ہے۔
کوئی موسم کب نہ دے اس کو چسے ہو کا منا جس کا من شکام ہوا اسکو ہمیشہ بھاگے
بھاگے جس کے میں چلے شکام ہوتا ہے وہی کا من نہ چھوڑتا جو بس وہی بڑ بھاگے
اس لئے طالبانِ شانتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خواہشات کو پہلے کم کریں، اور پھر ان کا
مکمل طور پر دفعیہ کر دیں۔ اب ایک اور شلوک عرض کیا جاتا ہے۔

विहाय कामान्यः सर्वान् पुमान्श्चरति निःस्पृहः ।

निर्ममो निरहंकारः स शान्तिं माधि गच्छति ॥ ۲-۶۱

اُرتھ :- جو پرش سپورن کا منائیں نیاگ کر متا رہت اور اہنکار تھا تر شتا رہت ہو کر جوں و ثبت
کرتا ہے، وہ شانتی کو پراپتی کرتا ہے۔

اس شلوک میں بتایا گیا ہے کہ شانتی اس شخص کے حصہ میں آتی ہے کہ جو ان چار چیزوں کا تیاگ کرے۔
یعنی کامنا، ممتا، اہنکار اور تر شتا۔ کامنا اور تر شتا کے دشنے میں تو اس سے پہلے شلوک کی دیا گیا میں کافی کچھ
کہا جا چکا ہے۔ باقی دو تیاگنے پر کچھ چیزیں ہیں۔ ممتا اور اہنکار شرمید بھکوت گیتا میں شری کرشن نے ان بھی
تتوؤں کے تیاگ کا آدیش دیا ہے، جو شانتی پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک ان کاروں کو دور نہ کیا جائے۔
تب تک شانتی پراپتی کیسے ہو سکتی ہے۔

ممتا یا مودہ شانتی پراپتی کی راہ میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ کیونکہ ہم دنیا میں یا تو کسی پُرانی سے ممتا کر
سکتے ہیں یا کسی پدارتھ سے۔ یہ دونوں ہی اشدان ہیں۔ جو ہی ان کا ناش ہوگا۔ یعنی ان کی ہم سے جدائی ہوگی
من اشانت ہو اٹھے گا۔ اسی لئے وید نے جیو کو خبردار کیا ہے کہ مودہ ممتا سے بچو۔ فرمایا ہے۔

इशावास्यमिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत् ।

तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्वियददाम ॥ (یضو ۸-۱)

اُرتھ :- اس سنسار میں جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے یا دکھائی نہیں دیتا۔ اس سب کا مالک پریشور
ہے۔ اے جیو تو ان چیزوں سے متا چھوڑ کر اور ان کو البشور کی سمیٹی جان کر ان کا پرلوک کر۔ لالچ مت کر کیونکہ
یہ دھن مال سواٹے البشور کے اور کسی کے نہیں ہیں۔

وید بھگوان نے جیو کو کتنی واضح آگیا دی ہے، لیکن وہ اس کا پالنہ نہ کر کے البشور کی چیزوں کو اپنی مان

لیتا ہے اور ان کے پچھڑنے پر اشانت اور دکھی ہوتا ہے۔ دنیاوی پدارتھ یا تو خود جیو کو چھوڑ جاتے ہیں یا وہ ان کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اور دونوں سے اشانت بنتا ہے۔ کہا ہے۔

تے دن چار و شرام لبوٹھ تیرے کہے کچھ ہوئے گئی تیری
جیسے ہی باپ دادا گئے جھانڑ سو تیسو ہی ٹوٹے ہے پل پھیری

مار ہے کال چھپٹ اچانک ہوئے گھڑی ایک میں راگھ کی ڈھیری
ستدر لے نہ چلے کچھو یہ سنگ بھول کہے نرمیری ہی میری

گور بانی میں بھی اس وشنے میں منشیہ کو سچیت کیا گیا ہے۔

دھن دارا سمپتی سکل جن اپنی کرمان ان میں کچھو سگئی نہیں نانک ساچی جان

جیہہ مایا ممتا تخی سمجھ تے بھید ادا اس کہو نانک سن رے منا تہہ گٹ برہم نو اس

اس لئے اگر شانت رہنا درکار ہے تو وہ ممتا کو چھوڑ دے، اور ہر شے کو الیشور کی مدد سے جان کر اس کا پر لوگ

بطور رمانی کے کرے۔ ایک دانا کا کہنا سدا سامنے رکھتے جس نے کہا ہے۔

دُنیا کے طلسموں میں جو کوئی پھنس جاتے ہیں

نوشی زندگی میں اپنی کبھی وہ نہ پاتے ہیں

اگلا تیاگ کرنے والا اتوا ہنکار کہا ہے۔ اہنکار بھی انسان کی شانتی کا دشمن ہے۔

گو سائیں تلسی داس جی مے رام چرت مانس میں لکھا ہے۔

سنسرت مول سول پڑو ناتا، سکل شوک دانک ابھیماننا۔ (اُتر کاند ۷۴-۷۵)

ارتھ :- اہنکار جیو کے جنم مرن کا کارن ہے، اور انیک پرکار کے کلیشوں اور سب پرکار کے شوکوں کا

دینے والا ہے۔

کبیر جی نے فرمایا ہے :-

کبیر گرب نہ کیجئے اونچا دیکھ ادا سنس ۶ آج کال کھوئیں لیٹنا اوپر چائے گھاس

اہنکار ہی انسان کو خبردار کرنے کے لئے ایک شاعر نے ایک بڑی چھیتی مثال دی ہے۔

میں گھنڈوں میں بھرا اینٹھا ہوا ایک دن جب تھا منڈیرے پر کھڑا

آ اچانک دور سے اڑتا ہوا ایک تنکا آنکھ میں میری پڑا

گھبرا گیا میں ہوا اٹھا بے چین سا لال ہو کر آنکھ تھی دکھنے لگی

موتھ دینے لوگ کپڑے کی لکے اینٹھ ساری میرے دل سے تھی بھگی

جب کسی ڈھب سے نکل تنکا گیا تب سمجھ لے یوں مجھے طعنے دیئے

اینٹھنا تھا اتنا زیادہ کس لئے ایک تنکا ہے بہت تیرے لئے

ایک پنجابی لوسی نے بھی بڑی شکشا پرد مثال دے کر اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہتا ہے:۔
 بٹے پچھیا ٹوٹے کولوں توں کی کرم کماٹے
 وچے بنیری میرے سرتے پانی تڈھ ول جاتے
 ٹوٹے اگول آکھیا ٹپٹیا میں نیواں ہو رہندا
 تاپیں پانی ہر پات سے توں میری ول نوں و ہندا
 توں سرا چا کر کے رہندا بڑا ہنکار سی
 مصیبت تال بنیری والی پیندی تڈھ نوں بھاری
 جیون تاہیں سکھی ہے ہندا لہت کے سماں لنگھائیے
 ہنکار نہیں رہتے توں جھاندا ایہہ نہ گل جھلائیے
 اس امر کی تائید میں کہ شانتی ابھکار یا اہم بھاو کے مٹنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ایک اور شاندار
 مثال عرض کی جاتی ہے۔ جن سائینس دانوں نے نئی نئی ایجادیں کی ہیں اور جن لیکھوں نے اعلیٰ درجہ کی
 کتابیں لکھی ہیں، اور جن شاعروں نے اعلیٰ پایہ کی نظمیں لکھی ہیں، یہ سب کچھ انہوں نے اُس وقت کیا، کہ جب
 اُن کو اپنے آپ کی بھی سُدھ نہ رہی یعنی جب ان کی "میں" کا نام و نشان مٹ گیا، انہیں یہ بھاونا نہیں رہی
 کہ "میں کچھ کر رہا ہوں"۔ ان کا "اہم بھاو" اُس وقت بالکل ختم ہو گیا، اور ان کے اندر گہورن شانتی کا ماحول
 وارد ہو گیا۔ اس وقت ان کے من اور بڑھی انتہا میں لین ہو گئے۔ جب تک ایسی حالت پیدا نہ ہو، کوئی
 ادبیت اور انوکھا کام نہیں ہو سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منشیہ کو حقیقی شانتی اُس وقت پراپت
 ہوتی ہے کہ جب اس کا اہم بلیا میٹ ہو جائے۔

ان ساری باتوں پر دھیان کر کے شانتی کے آرزو مندوں کو داجب ہے کہ وہ اپنا اہنکار ختم کریں۔
 کیونکہ آتما جاگرت ہو کر شانتی کی اوستھا آتین کرتی ہے۔
 شرمید ہیکوت گیتا اور دیگر شاستروں میں اور اتیک سمجھاؤ شانتی کی یہ ایتی کے لئے دیئے گئے ہیں۔ دتے
 وکار کا تیاگ، چھل کیٹ کا تیاگ، بدلے کی بھاونا کا تیاگ، آلہ پر ماد کا تیاگ، نراشا کا تیاگ، کٹھورتا اور
 اتیاچار کا تیاگ، شوک کا تیاگ، کرودھ کا تیاگ، نشے کا تیاگ، اتیادی سادھن بتائے گئے ہیں۔
 غرضیکہ جو بھی عیب یا ادگن من میں چنپلٹا اور کھٹکنا پیدا کرتے ہیں، اُن کو تلا بخلی دے، مگر ان کی مخالف
 صفات یعنی گنوں کو دھارن کرنے سے ہی شانتی پراپت ہو سکتی ہے۔ مقصد من کی دھڑکن اور پھڑکن
 کو دور کرنا ہے۔ لیکھ پہلے ہی کافی لمبا ہو گیا ہے، اور شری زندہ جی ہمیشہ مجھے لیکھ چھوڑا رکھنے کے
 لئے آگرہ کرتے ہیں۔ لیکن نکھتے وقت میں بھی مجبور ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ اور باتیں سوچتی جاتی ہیں۔
 جو مضمون زیر بحث کی تائید میں ضروری معلوم ہوتے ہیں اُن کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اب بھی جی کڑا
 کر کے صرف ایک اور ضروری بات لکھ کر لیکھ کو ختم کر دوں گا، ورنہ شری گیتا جی کے اتنے اور شلوک
 شانتی پر اپنی کے سمبندھ میں ہیں، کہ اگر صرف اُن کا ارتھ ہی لکھا جائے تو کئی صفحات لکھے جائیں لیکن
 اس لیکھ میں اور اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔
 شری زندہ جی کا وچار ہے کہ چھوڑا لیکھ لوگ شوق سے پڑھتے ہیں۔ مجھے کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں۔

ان کا فرمان ٹھیک ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ معزز پڑھنے والوں کو اگر اچھا لگے، تو لمبا بھی پڑھیں گے، اور نہ لگے تو چھوٹا بھی نہیں پڑھیں گے۔

اب وہ آخری اور نہایت ضروری و نہایت یقینی سادھن شری گیتا جی سے عرض کیا جاتا ہے۔ چونکہ وہ سب سادھنوں کا شرومنی ہے۔ اس لئے اسے چھوڑا بھی نہیں جاسکتا۔ وہ سادھن گیتا جی کا پرستار تریں شلوک ہے جو آپ سب کو گیات ہے۔ اس میں شری کرشن جی نے فرمایا ہے۔ کہ۔

सर्व धर्मान परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।

प्रहं त्वा सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥ 18-66

ارتھ :- اور سب آشرے چھوڑ کر صرف ایک بھگوان کی شرن گریہ کرو۔ اس سے بھگوان تمہارے سارے دکھوں، کلیشوں اور اذیتوں کو ختم کر کے پر م شانتی پروان کریں گے۔

یہ شرنا گتی سادھن نشیخت اور ادویتہ ہے۔ دوسرے بھی سادھن بھی تبھی پھل ہو سکتے ہیں، کہ جب بھگوان کا سہارا اور اس کی سہائتالی جائے۔ کیونکہ جیسے اکیلے صفر پر خواہ کتنی لگائے جاؤ۔ اُن کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر اُن کے ساتھ ایک کا ہندسہ لگا دو، تو وہ بھی پہلوئو لیہ بن جائیں گے۔ جیسے اگر صرف یہ چار صفر لکھے ہوں، تو کوئی معنی نہیں رکھتے، لیکن ان کے ساتھ اگر ایک کا عدد لگا دیا جائے تو ۱ یعنی دس ہزار بن جائیں گے۔ اسی طرح سے بھگوان کا آشرے دوسرے سادھنوں کے لئے ایک کا انک ہوتا ہے۔ آپ پوچھیں گے کہ شرنا گتی سادھن کو اتنی ہمتا کیوں دی گئی ہے، وہ اس لئے ہے، کہ شانتی کا سروت اور شانتی کا دھام جو کیوں پر مشہور ہیں، اس لئے یہ چیز تو دہیں سے مل سکتی ہے، لوہے کی دکان سے جیسے مٹھائی نہیں مل سکتی۔ اسی طرح دنیاوی پدارتھ شانتی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ان میں شانتی ہے ہی نہیں۔ شرنا گتی سے شانتی کیسے ملتی ہے۔ یہ بات ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک کوئلہ آگ کے اندر لال مٹرخ چمک رہا تھا۔ لیکن وہ باہر آگیا، بس اس کی چمک جاتی رہی اور وہ کالا ہو گیا۔ اب وہ اپنی چمک پانی کے ساتھ یا صابن کے ساتھ یا اور میل دور کرنے والی چیزوں کے ساتھ دھوئے جانے سے پھر حاصل نہیں کر سکتا۔ سو من صابن سے دھونے پر بھی اس کی کالک نہیں جاسکتی۔ تو سوال ہوتا ہے، کہ اس کی کالک دور ہو کر اس کی چمک پھر کس طرح اسے ملے، تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور ایک ہی سادھن ہے کہ وہ جس چمک والی جگہ سے بچھڑ گیا ہے، وہاں ہی واپس جائے یعنی اسے پھر آگ میں رکھا جائے۔ آگ میں رکھتے ہی اس کی کالک دور ہونے لگے گی۔ اور اس میں چمک آنے لگے گی، اور تھوڑی دیر میں وہ بھی اُسی طرح چمکتا ہوا انگارہ بن جائے گا۔ بلکہ راکھ ہو جائے پر تو دودھ کی مانند سفید رنگ کا بن جائے گا۔

اسی طرح سے یہ جو جب شانتی سروپ پر مشہور کے ساتھ تھا تو بالکل شانت اور آند مکن تھا۔ لیکن جو یہی وہ اس شانتی کے بھنڈار سے چھٹا ہوا، اُسی سمے سے شانتی روپی کالک نے اس کو اکھیرا۔ تب یہ

اس اشانتی کو دنیا کی چیزیں ہی حاصل کر کے دھنوں میں پڑھ کر، سیر سیاحت کر کے، کھیل تماشے دیکھ کر، راگ رنگ سن کر، انیک سنساری جیوؤں سے پیار کر کے دور کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کوئلے کی طرح یہ چیزیں اس کو شانت نہیں بنا سکتیں۔ اس لئے اگر اس نے پھر شانتی کا موتی حاصل کرنا ہے، تو اسے شانتی کے ساگر پر میشور کی شرن ہی گہرین کرنی ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی میل کرنا ہوگا۔ بھلے ہی اور جگہ یہ لاکھ سہارے، اس کو کوئی سپھلوتا نہ مل سکے گی، کیونکہ اور جگہ شانتی ہو تو بے۔ پر کرتی تو خود ہی نام اور روپ والی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ بھلا اس میں نہ بدلنے والی شانتی کہاں مل سکتی ہے۔ دنیاوی چیزوں میں اگر کچھ سکھ یا شانتی محسوس ہوتی بھی ہے، تو وہ تو بجلی کی چمک کی طرح ہوتی ہے کہ ایک پل میں جھکی اور پھر غائب ہو جاتی۔ اسی طرح سنساری پدارتھوں میں جو سکھ یا شانتی پر تیت ہوتی ہیں۔ وہ تو پل بھر کے لئے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو ان سے حاصل کی ہوئی شانتی بھی اشانتی کا روپ دھار کر لیتی ہے۔ اس لئے سچی شانتی اس پر بھوک کی شرن میں جا کر اور پھر اس کے نزدیک ہونے سے ہی مل سکتی ہے۔ یعنی جس طرح کوئلہ کو چمک آگ میں ملنے سے ہوتی ہے۔

اس بارے میں ایک کتھا سنئے کہ کس طرح انسان شانتی سے محروم رہتا ہے۔ ایک راجہ نے اعلان کیا کہ جو کوئی شخص ایک خاص سہ سے کے اندر جا کر راجہ کے درشن اس کے باغ میں کرے گا، اس کو بہو مولیٰ انعام ملے گا۔ چنانچہ راجہ جا کر اپنے باغ میں بیٹھ گیا۔ لیکن باغ کے اندر راجہ تک پہنچنے کے راستے پر انیک پرکار کی دل بٹھانے والی چیزیں رکھ دی گئیں۔ ایک جگہ رنگا رنگ کے خوشبودار پھولوں کی پھلواڑی لگا دی۔ اس سے آگے پھل دار درخت کھڑے کر دیئے اور میوؤں کے ڈبیر لگا دیئے، اس سے آگے راگ رنگ کی محفلیں لگا دیں، اس کے آگے کھیل تماشوں کا انتظام کر دیا۔ اور پھر نہایت سندر استریاں بارشنگھار لگا کر پھولوں سے سجے ہوئے پلنگوں پر بٹھا دیں۔ لوگوں کو اجازت تھی کہ وہ ان چیزوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ مقررہ وقت پر لوگ جوق در جوق آئے، تو ان کو آنے کے ٹائم کا ٹکٹ ملتا گیا۔ بس اندر داخل ہوتے ہی راجہ کے درشن کی بات تو بھول گئے۔ کوئی پھولوں کی کیا رلیوں میں مست ہو گئے، کوئی پھل میوے کھانے میں مشغول ہو گئے، کوئی راگ رنگ سننے میں محو ہو گئے، کوئی کھیل تماشوں کے دیکھنے میں مستغرق ہو گئے، اور جو بہت کر کے ان سبھی نظاروں سے آگے نکل گئے وہ من موہنی اور دل کو کھینچ لینے والی استریوں سے لپٹ گئے۔ لیکن ایک آدمی ان سب آکر شک در شیوں سے بے نیاز ہو کر راجہ تک جا پہنچا، اور بہو مولیٰ لعل پر اپت کر لیا۔ اتنے میں مقررہ وقت گزر گیا تھا۔ راجہ کے پہرہ دار سب کے ٹکٹ دیکھ کر دیکھ کر وقت پورا ہونے پر ان لوگوں کو باہر نکالنے لگے۔ ان میں سے کئی بہت خوشامد کرنے لگے، کہ حقوڑا وقت اور دے دو۔ لیکن چونکہ سہ ہو چکا تھا، اس لئے ان کو دھکے مار کر باہر کر دیا گیا۔ یہ سنسار بھی ایک باغ ہے۔ اس کا مالک راجہ بھی خوشی، شانتی اور پریم آند کا لعل لئے بیٹھا ہے۔

سب کو مقررہ وقت (عشر) کا ٹکٹ بلا ہوا ہے، تاکہ اس عرصہ میں وہ پریم شانتی کا لعل اپنے مہاراجاؤں سے حاصل کریں۔ لیکن اس باغ کی طرح اس سنسار میں بھی لو بھائے مان پدارتھ اور درخشہ موجود ہیں۔ جو بھاتا کے گرجہ سے نکلنے وقت تو یہی نشیجے بنا کر نکلتا ہے کہ وہ اس لعل کو حاصل کرے گا۔ لیکن ہوش سنبھالنے پر آنکھ، کان، ناک، جھوٹا اور سپیش کے وشویوں میں بھنس کر انہیں میں غلطان ہو جاتا ہے، اور ان بٹھے وکاروں کے حال میں حکڑا ہوا اپنی ٹمر فتم کر بیٹھتا ہے، اور پھر ہم کے دوت اُسے اس دنیا سے بیکڑ کر باہر نکال دیتے ہیں۔ ہمیں اس کھٹھ سے شکشا لے کر وشویوں سے دور رہ کر پریم شانتی کا لعل حاصل کرنا چاہیے۔

جو خوش قسمت انسان اپنا اصل مقصد منشیہ جیون کا سمجھ لیتے ہیں، وہ اس ایکلے آدمی کی طرح جو راجہ کے پاس جا پہنچا تھا۔ اُن پر لو بھنوں کی طرف سے منہ موڑے ہوئے لعل پڑا پت کر نے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس وشنے میں بھی ایک کھٹھارہ سید کو بھلی بھانتی پرکٹ کرتی ہے۔

ایک یوک بھرشٹ پر بھو پریمی دوبارہ جنم لے کر بال اوستھ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا مٹی سے کھیل رہا تھا کیونکہ پچھلے جنموں کی سادھنا کے باعث اس کے چہرہ پر چمک بھی گئی اور گہمیرنا بھی، وہ بڑا سندھ بالک تھا۔ پاس سے راجہ کی سواری گزری۔ راجہ اس بالک کی طرف کھنچ گیا۔ اس نے بالک سے پوچھا۔ مٹی میں کیوں کھیل رہے ہو۔ تو بالک بولا۔ پشیر میری سے بنا ہے، اس کو مٹی ہی پیاری لگتی ہے۔ راجہ یہ جواب سن کر اور بھی زیادہ متاثر ہوا، اور اُس نے پھر بالک سے کہا کہ تم ہمارے پاس چل کر رہو۔ لڑکا بولا چل سکتا ہوں۔ لیکن میری چار شرطیں ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) میں جب سو جاؤں گا، تم میری رکشا کرنا۔ (۲) میں کھاؤں گا تم کچھ نہ کھانا۔ (۳) میں پہنوں گا تم کچھ نہ پہننا اور (۴) تم سدا میرے ساتھ رہنا۔

یہ سن کر راجہ بولا۔ میں تمہاری رکشا کا بھی پر بندھ کر دوں گا، اور تم کو سدا اپنے ساتھ بھی رکھوں گا۔ پھر جو خود دکھاؤں گا وہ تمہیں کھلاؤں گا، جیسا خود پہنوں گا، ویسا تمہیں بھی پہناؤں گا لیکن میں بھو کا اور نہ کا کیسے وہ سکتا ہوں۔ تب لڑکے نے کہا کہ پھر آپ حیا یئے۔ کیونکہ میں جس کے پاس اب رہتا ہوں وہ میری چاروں شرطیں پوری کرتا ہے۔ یہ بات سن کر راجہ بڑی حیرانی سے پوچھنے لگا، کہ میرے راجہ میں ایسا کون شخص ہے جو تمہاری یہ چاروں شرطیں پوری کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ وہ میرا پریشور ہے۔ وہ میری رکشا بھی کرتا ہے۔ سدا میرے ساتھ بھی رہتا ہے، مجھے کھلاتا ہے پر آپ کچھ نہیں کھاتا۔ مجھے پہناتا ہے آپ کچھ نہیں پہنتا۔ اس لئے میں ایسے سوامی کو چھوڑ کر آپ کے پاس جا کر گیا کروں گا۔ راجہ یہ جواب سن کر منہ میں انگلی ڈال کر حیرت سے ہم بکم ہو گیا، اور پھر اس بالک کو پیار بھری تسکار کر کے چلا گیا۔

جن لوگوں کا پریشور سے سچا پیار ہو جاتا ہے۔ وہ واقعی ایسی پریم شانتی کے واناورن میں رہتے ہیں۔

کہ راہبوں کی مہمان نوازی کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ انہیں دنیاوی عیش و آرام پر بھوک کی گود سے دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے پر بھو شراکتی کا یقینی اور اچوک سادھن اپنا کر ہم شانتی کے بھاگی بنیے۔ پر بھو آپ کی سہانتا کریں۔ (اوم شمش)

ایکانت اور شانتی

شانتی کی پراپتی کے لئے ایکانت سیون کا سادھن بھی شاستروں اور مہا پرشوں نے بہت لائحہ کاری بنایا ہے۔ لیکن جن ایکانت سے حقیقت میں شانتی ملتی ہے۔ اس کے سمبند میں اکثر سمجھوں کو غلط فہمی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گھر چھوڑ کر کسی ایسی جگہ پر جا کر رہنا جہاں کوئی شور شراب نہ ہو، کوئی بلا نہ والا نہ ہو، یا کوئی مانگنے والا نہ ہو یہی ایکانت ہوتا ہے۔ اصل میں کیوں نہ جن سختیاں میں رہنا ہی ایکانت نہیں ہے۔ اور کئی لوگوں کو دیکھا بھی جاتا ہے کہ انہیں حقوڑے دنوں کے لئے کسی جگہ جاتے ہیں لیکن وہ جا کر بھی ان کو شانتی نہیں ہوتی۔ کیونکہ گھر کی اور کاروبار کی باتوں کو یاد آ جانے سے من کی بلبل پہلے کی طرح ہی رہتی ہے۔ کئی دفعہ تو جتنے دنوں کے لئے وہ باہر جاتے ہیں۔ اس سے پہلے ہی واپس آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اکیلے کا دل نہیں لگا۔ نہ کوئی بات کرنے والا تھا نہ کوئی ساتھ کھیلنے والا تھا۔ جانے سے پہلے ان کا خیال تھا کہ چونکہ گھر کے دھندوں میں اور دوسری سہولیات کی وجہ سے گھر میں تو ایکانت کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس لئے باہر جا کر ایکانت واپس کریں گے۔ ان کو خیال تھا کہ اگر فلاں پہاڑی مقام پر یا فلاں تیر تھ سختیاں پر جائیں گے تو وہاں ایکانت میں رہنے کا موقع ملے گا۔ لیکن وہاں جا کر بھی ان کا وہ اڈیش پورا نہیں ہوتا جس کے لئے گئے تھے یعنی شانتی وہاں بھی دستیاب نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم کو ذرا گہری نگاہ سے دیکھنا چاہیے کہ اصل ایکانت کیا ہے۔ ایکانت دو شبہوں سے بنا ہے یعنی ایک اور انت۔ ایکانت کے لفظی معنی یہ ہیں کہ وہ اوستھا ایکانت ہے کہ جہاں ایک کا بھی انت نہ ہو جائے۔ جب تک وہ ایک سمایت نہ ہو جائے، اس ایک کا خاتمہ نہ ہو جائے، تب تک ایکانت نہ ہو سکتا ہے نہ ہی وہ ایکانت کہا جاسکتا ہے۔ تب سوال ہوتا ہے کہ وہ ایک کیا ہے جس کا انت کرنا ہے وہ ایک ہے۔ اپنا، اہم، اپنی، اور "میری" جب تک یہ اہم بھا و ختم نہ ہو، تب تک خواہ کوئی پہاڑ کی چوٹی پر رہے یا کسی گچھا میں رہے۔ اس کا "اہم" اور اس کی چاہنا ایکانت کا سکھ اور ایکانت کی شانتی نہ لینے دیں گے۔

جب تک من میں اچھا ئیں اور واسنا ئیں رہیں گی۔ تب تک منشیہ گچھا کے اندر بیٹھا ہو بھی

اشانت رہے گا۔ شانتی اور اشانتی کا تعلق جھک سے نہیں ہے، اس کا تعلق تو من سے ہے۔ کامناؤں سے بھٹکتے والے دل کا سوامی جہاں بھی رہے۔ جہاں بھی جائے کسی سے کبھی ملے یا کسی سے بھی دور رہے شانت نہ رہ سکے گا۔ اگر اچھاؤں کا سلسلہ چلتا ہے، تو نرجن ستھان میں بھی ایکانت نہیں ہوگا۔ اور اگر کامناؤں کو سمایت کر لیا جائے، تو پھیڑ بھاڑ کے اندر رہ کر بھی ایکانت ہو سکتا ہے۔ اور ایکانت کا سکھ پر اپت ہوتا رہتا ہے۔

کئی گورو جن بھی اپنے شر دھالوں کو کسی نرجن ستھان میں ایکانت واس کا سچھا دیتے ہیں، اور مون دھار کرنے کی آگیا دیتے ہیں۔ لیکن بانی کامن مون نہیں ہوتا، سنگلیوں اور وچاروں کامن اصل مون ہوتا ہے۔ ایسے مون سے ہی شانتی کی آپ بیداری ہو سکتی ہے۔ سنگاپ تو جیو کے اندر افضل پھل بنائے رکھتے ہیں۔ بھلا ایسے دل میں شانتی کہاں۔ اسی لئے ایک دانانے کہاتے :-

دل ٹھکانے ہے تو ہر شے سے یکتی ہے بہار ۶ دل پریشان ہو گیا عالم پریشان ہو گیا
جن سجنوں نے اپنے سنگلیوں اور اپنی کامناؤں کا انت کر دیا ہے، وہ پھیڑ اور شور و نشر میں رہ کر بھی ایکانت میں رہتے ہیں، وہ اپنے پر یوار میں رہتے ہیں۔ سب دھندے بھی نبھاتے ہیں۔ لیکن ہرک سے ہر ایک بات سے علیحدہ ہو کر رہتے ہیں۔ اپنے اندر ان باتوں کو نہیں کھسنے دیتے، اپنے اندر کا ایکانت قائم رکھتے ہیں، ان کی زندگی میں بڑی بڑی مشکلات بھی آجاتی ہیں۔ لیکن وہ اس وقت بھی اپنا اندر کا ایکانت متاثر نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے نہ تو وہ ان کھٹائیوں کی وجہ سے گھبراتے ہیں، اور نہ ہی دکھی ہوتے ہیں، وہ اپنے آپ میں خبردار رہتے ہیں، وہ ہر ایک کام کرتے ہیں۔ ہر ایک سے ملتے ہیں۔ اپنی مشکلات کا حل بھی کرتے ہیں، لیکن اپنے "اہم" کو ہٹا کر، وہ کرتا نہیں بنتے۔ درشتا بنتے ہیں، ساکشی بنتے ہیں۔ جو کچھ وہ خود کر رہے ہوتے ہیں، اُس کے بھی ساکشی بن کر رہتے ہیں۔ اس لئے ان کا اندرونی ایکانت اڈگ اور اچل رہتا ہے۔ اور ایسا ایکانت ہی سچی شانتی کا دینے والا ہوتا ہے۔

جب تک من میں آسکتی ہے۔ اپنی "پن" کو چیزوں اور کرباؤں کے ساتھ جوڑ کر رکھا جاتا ہے۔ تب تک ایکانت کی دستھا نہیں کہی جاسکتی۔ پھیلے ہی آپ بھالہ کی چوٹی پر جاکر رہیں یا سمندر کی تہہ میں۔ لیکن اگر آپ نہ لیب ہو کر ہر ایک کام کرتے ہیں، ہر ایک سے بیوہار کرتے ہیں، ہر ایک سے پریم پیار بھی کرتے ہیں، تو آپ کے ایکانت کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ پر یوار میں رہنے سے یاد دنیاوی دھندوں کو نبھانے سے ایکانت پر اُس وقت تک کوئی مندہر بھاؤ نہیں پڑ سکتا۔ جب تک آپ اس پر یوار کو اور اپنے دھندوں کو اپنے اندر نہ آنے دیں۔ آپ پر یوار میں رہیں، لیکن پر یوار آپ کے اندر نہ رہے۔ جیسے ناؤ پانی میں تو رہتی ہے، لیکن پانی اس کے اندر نہیں رہتا۔ اگر ناؤ پانی کو اپنے

اندھے لے، تو غرق ہو جائے گی۔ اسی طرح سے اگر آپ آسکتی سے پرلوار کو یا دوسرے دھندوں کو اپنے اندر بیگہ دے دیں گے، تو آپ کا ایکانت ختم اور آپ کی شانتی بھی ختم سمجھیں۔ ایک فارسی شاعر نے کہا ہے:-

آب زیر کشتی آں را پشتی است : آب در کشتی آں را زشتی است
ترجمہ:- ناؤ اگر پانی کو اپنے نیچے رکھے گی، تو وہ اس کو سہارا دینے والا بنارہے گا، لیکن اگر پانی اُس کے اندر چلا گیا، تو اُس کی تباہی کا باعث بن جائے گا۔
دُنیا میں رہئے، پرلوار میں رہیئے، سب فرائض انجام دیجیئے، لیکن بڑا آسکتی سے اور ہر لپیٹا سے اور ایک شاعر کا کلام پیش بنگاہ رکھیئے جس نے کہا ہے:-

دُنیا میں ہوں دُنیا کا طلبگار نہیں ہوں : بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں
پریم بھگت سہجوبائی نے اس تو کو ایک اور مثال دے کر واضح کیا ہے۔ اس نے فرمایا ہے:-
سہجوجگ میں یوں رہو جیہوں جہاں مکھ باہیں : گھٹی گھنا بھکشن کرے تو بھی چکنی ناہیں
سہجوجی کہتی ہیں کہ سنسار میں اس ڈھنگ سے رہو، جس طرح ہماری زبان ہمارے منہ کے اندر رہتی ہے۔ زبان اتنے چکنے پدارتھ کھاتی ہے۔ لیکن مجال کیا، کہ اپنے اوپر ذرا بھی چکناہٹ کا نشان یا اثر آنے دے۔ انسان کو بھی دُنیا میں اس طرح اپنا جیون و تپ کرنا چاہیئے کہ سب کچھ کرے لیکن اپنے من پر اُن کا پر بھاؤ نہ پڑنے دے۔

ایک اور ہندی کوئی نے ایک اور سندر مثال دے کر اس حقیقت کو سمجھایا ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ
سم ددشی تیہہ جانئے کرے کُٹنب پرتی پال : انترگت نیارا رہے جیوں دھائے کھلا دے بال
اس کا فرمانا ہے کہ وہ شخص یکسانیت نظری والا ہوتا ہے کہ جو اپنے پرلوار کا پالن پوٹن تو کرے اور اُن کے درمیان میں رہے، لیکن اُمید کی بھاؤ نا ایسی رکھے، جس طرح ایک تنخواہ دار اپنے دوسرے کا بچہ پالتی ہوئی رکھتی ہے۔ اپنے بچے سے پیار بھی کرتی ہے، اُس کا پالن بھی کرتی ہے، اُسے اپنا بچہ بھی کہتی ہے۔ لیکن دل میں اُو بھو کرتی ہے کہ بچہ کے ساتھ اس کا لگاؤ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اور کا ہے، اس کا نہیں۔ اسلئے اُس سے جدا ہوتے وقت اس کو کوئی دکھ نہیں ہوتا۔

اس لئے پیار سے سچن : بے شک ایسے مقام پر رہو، جہاں انیک پرکار کا شور و غل ہے۔ باجے بج رہے ہیں، ریڈیو گونج رہے ہیں، لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے ہیں، گھوٹوں گھوٹوں کرتی موٹر میں چل رہی ہیں۔ لیکن اپنے من کے اندر شور نہ رہنے دیجیئے۔ آپ کا ایکانت تو اندر کا شور تباہ کرتا ہے، باہر کا شور نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا، کہ آپ جان بوجھ کر ایسی جگہ تلاش کر کے رہیئے، کہ جہاں ہکا کولاہل کانوں کا پردہ ہی پھاڑ دے۔ غرض یہ ہے کہ آپ کو کہیں بھی رہنا پڑے۔ آپ اپنے من کا ایکانت نہ بگڑنے دیں۔ پھر

آپ شانتی سے محروم نہیں رہ سکتے۔ پرشن یہ نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ سوال آپ کے اندر کی اونٹنیا کا ہے۔ آپ کے اندر ہل چل نہیں ہے۔ تو باہر کے شور و غل کے ہوتے ہوئے بھی آپ ایکانت میں ہیں۔ لیکن اگر آپ کے اندر واسنا نہیں اور دوست بھاونا نہیں ناچ رہی ہیں، تو آپ ایسی جگہ پر رہتے ہوئے بھی کہ جہاں ایک چڑی بھی نہ بھٹکتی ہو، آپ ایکانت میں نہیں۔ کیونکہ آپ کے اندر شانت و اتا ورن نہیں اس طرح آپ اصلی ایکانت اور ایکانت کا فرق سمجھ کر حقیقی طور پر اپنے اندر سے ایکانت واپس پھرتے۔ تب پھر شانتی آپ کی سدا دہی بن کر رہے گی۔ (اوم شم)

شانتی پر اپنی کا ایک ماتر سادھن

پر بھو و شواس

جو چیز جہاں ہو، وہاں سے مل سکتی ہے۔ اگر ہم کو بھٹائی اور دودھ درکار ہے، تو وہ حلوائی کی دکان سے مل سکے گا، کوئلے والے کی دکان سے نہیں، اسی طرح شانتی بھی وہیں سے مل سکتی ہے جہاں یہ ہے۔ سنسار کے پدارتھوں میں شانتی ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ سنسار میں بڑی بڑی چیزیں، جن سے منشیہ سکھ اور شانتی کی اشارہ رکھ سکتا ہے۔ وہ ہیں دھن، مکان، اولاد، عیش و آرام کے سامان۔ کھانے پینے کے اتم پدارتھ، طاقت، حکومت وغیرہ۔ لیکن ہم جب غور سے دیکھیں، تو جن لوگوں کے پاس یہ چیزیں بہتات سے ہیں، ان کو بھی شانتی نہیں ہے۔ شانتی پر اپنی کے لئے وہ کبھی تیرتھ ستھانوں پر جاتے ہیں، گھر میں بیگے کراتے ہیں، مہاتماؤں کے پاس جاتے ہیں۔ اگر یہ صداقت ہوتی کہ ان چیزوں کے فراہم کر لینے سے شانتی مل جائے گی، تو ان چیزوں کے مالک جگہ جگہ شانتی حاصل کرنے کے لئے بھٹکتے نہ پھرتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان چیزوں میں شانتی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر زیادہ مقدار میں یہ چیزیں جس شخص کے پاس ہیں، اُسی قدر ہی وہ زیادہ اشانیت اور پریشان رہتا ہے۔ اس کا بدیہی ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ دل کے دورے انہی لوگوں کو پڑتے ہیں، جن کے پاس یہ دنیاوی پدارتھ ہا بولیتا سے ہیں۔ کینسر کی خطرناک بیماری ان دیشیوں میں زیادہ لوگوں کو ہوتی ہے، جو زیادہ مالدار ہیں۔ جسم کی شرمناک بیماریاں ان ملکوں میں زیادہ ہیں، جہاں عیش و عشرت کے سامان کثرت سے میسر ہیں۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ یہ دنیاوی پدارتھ نہ صرف شانتی نہیں دے سکتے بلکہ اشانیت بناتے ہیں، اور مہلک اور خطرناک روگوں کو لانے والے ہوتے ہیں۔

تب سوال ہوتا ہے کہ شانتی کہاں سے مل سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا ایک ہی ستھان

ہے، ایک ہی مقام ہے۔ جہاں سے اُسے فراہم کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ شانتی سروپ، شانتی کے منبع، شانتی کے سروت، شانتی کے بھنڈار اور شانتی کے مالک پریشور سے ہی مل سکتی ہے۔ تب سوال ہوتا ہے کہ پریشور سے یکس طریقہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کا اُتر یہ ہے کہ پریشور میں پوری شردھا اور نشٹا سے اس میں ادگ اور اہل و شواس رکھنے سے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ ایسا کچا و شواس کس طرح کا ہوتا ہے۔ اس کے لئے و شواس کی کیا بھادنا ہونی چاہیئے۔ اس بارے میں پریشور کے سمیتدھ میں ان تتوؤل کا و شواس ہونا چاہیئے۔

۱۔ ایشور ہے، اوشیہ ہے اور وہ سروگیہ، سروشکتی مان اور سرویشور ہے، برہماند کو اسی نے رچایا ہے اور وہی اس کو رچا رہا ہے۔

۲۔ دنیا کے سب پدارتھوں کے بنانے والا ہونے سے وہی ایک ماترُان کا سوامی ہے۔ وہ جس چیز کو یہاں چاہے، رکھ سکتا ہے، چھو چاہے دے سکتا ہے، اور جن سے چاہے لے سکتا ہے۔

۳۔ پر ماتما کی اچھا یا مرضی ہی افضل ہوتی ہے۔ انسان اس کی مرضی کے خلات کچھ نہیں کر سکتا۔

۴۔ ہر بات پریشور کی آگیا سے ہوتی ہے، جو کچھ بھی ہو رہا ہے، وہ سب اُسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔

۵۔ وہ جیسا اور جو کچھ کرتا ہے۔ اس میں جیوؤں کی بھلائی ہوتی ہے۔ انسان الپکیہ ہونے کے کارن بعض دفعہ اس کی لپلا اور اس کے بھید سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے اُسے کسی بات میں نقص نہ دیکھنا چاہیئے۔

۶۔ پریشور کی رضا میں راضی رہنا اور اپنی اچھا کو اس کی اچھا کے آدھین کر دینا ہی انسان کا کرکوتیہ ہے۔

۷۔ پریشور کی آگیا سے جو کچھ بھی ہو، انسان اُسی میں اپنی بھلائی اور بہتری دیکھے۔ بھلے ہی ظاہر ہو

طور پر وہ اُسے اپنے لئے نقصان دہ سمجھتا ہو۔

۸۔ جو چیز وہ دلو سے اُسے امانت کے طور پر لے کر اُس کا شکریہ منائے، اور اسی چیز کا پوری ایماندار اور خبرداری سے استعمال کرے اور جو چیز وہ واپس لے، اُسے خوشی سے واپس کر دے اور ایسا کرتے ہوئے دکھ ذرا بھی نہ مانے، بلکہ اطمینان محسوس کرے، کہ امانت واپس دی گئی۔

۹۔ اگر بیماری آجائے یا نقصان ہو جائے یا کسی اپنے پیارے کا بدن ہو جائے، تو اس میں پرہو کی اچھا جان کر شانت رہے، اُسے اپنے کرموں کا پھل مانے۔ اس لئے نہ صرت اُس وقت دکھی نہ ہو، بلکہ

اس میں بھی ایشور کی دیا دیکھے، اور یقین جانے، کہ اس میں بھی پرہو کو اس کی بھلائی ہی منظور ہے۔

کیونکہ پرہو تو سچ و پاک ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ جو کرتے ہیں بھگوان اُسی میں ہے پترا۔ کلپان

۱۰۔ پیشہ کرے کہ پرہو کی کرپا سے شانتی پر اپت ہوتی ہے۔ پرہو کی کرپا کی درشا تو ہر سے ہو رہی ہے۔ لیکن اس کا پاتر وہ تب ہوتا ہے۔ جب تشیہ کو ایشور و شواس ان سب باتوں کے متعلق ہو

جن کا ذکر آد پر ہوا ہے، اور وہ خود جو بھی کام کرے، وہ اس کا یا اہم بعد رہت ہو، وہ ہر کام پر بھوکا بن کر کرے۔ اس پرکار کا اول البشور وشواس ہو جانے سے ایسے وشواسی کے تو پھر شائسی اسے چھوڑ کر کہاں جاسکتی ہے؟

یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو پر بھوکا وشواسی خیال کرتا ہے لیکن پھر بھی کسی کھٹنا کے گھٹنے پر اسے دکھ درد پریت ہوتا ہے تو اسے جانتا چاہیے کہ اس کا پر بھوکا وشواس کچا ہے، یدی من میں قصور اس کا بھی شوک یا دکھ محسوس ہو تو اسے سمجھنا چاہیے کہ وشواس میں کمی ہے، خامی ہے۔ کیونکہ جب ہر چیز کا مالک پریشور ہے، ہر بات اس کی آگیا سے ہو رہی ہے اور ہر بات جیو کی بھلائی کے لئے ہو رہی ہے، تو کسی بھی بات میں ہمیں آپتی کیوں ہو۔ ایسا پریت کرنے سے اور من میں دکھ ماننے سے تو پریشور بھی خود کو اور ناشکا سمجھ لیتا ہے۔ کہ ہم نے ناشوان چیزوں کو اپنے سکھ اور شائسی کا آدھار بتایا ہے۔ وہ ہمیں دنیا کا غلام سمجھتا ہے اور جو دنیا کا غلام ہے، سنسار کا داس ہے، وہ تو بھوکا پدارتھوں کا اچھک اور پریمی ہوتا ہوا شائسی کا بھائی بن ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ شائسی کے سروت سے دور ہو جاتا ہے۔ پر بھوکا اشرے کے پنا کوئی اچھے سے اچھا یا نیک سے نیک شروع کیا ہوا کام بھی سرے نہیں چڑھ سکتا، بلکہ ہو سکتا ہے، کہ اس میں بُرائی آگھسے۔ کیونکہ ہر کام شہد و چاروں سے سرانجام پاسکتا ہے۔ لیکن جہاں پریشور سے تعلق ہی نہ رکھا جائے، وہاں نیک خیالات اکہاں سے سکیں گے۔ جہاں پر بھوکا سہارا نہ لیا جائے وہاں اتم و اتا و دن ہی نہیں بن سکتا۔

پر بھوکا کو چھوڑ کر چلنے والے پریش کا وہی حال ہوتا ہے۔ جو ایک درخت سے ٹوٹے ہوئے پتے یا پھول کا۔ جیسے وہ پتا یا پھول آندھی سے جگہ جگہ بھٹکتا ہے۔ ویسی ہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے جو اپنے پر بھوکا سے ناٹھ توڑ لیتا ہے۔ وہ بھی پریشان حالی میں ہی بھٹکتا رہتا ہے۔ اور کبھی اس کو شائسی نہیں مل سکتی، وہ تو سدا اشنا رہے گا۔

ایک اور درشتانت لیجئے۔ ایک بچہ بازار میں اپنی ماں کی انگلی پکڑ کر چارہا ہے، وہ بالکل نشیت ہے۔ اور شائنت بھاو سے ناچتا ہوا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی ماں کی انگلی چھوڑ دے، تو بازار کی بھیر میں وہ گھبرا اٹھے گا، اور بے چین ہو جائے گا، اس کی ساری شائسی اور ناچ کود کا فور ہو جائے گا۔ یہی حال اس منشیہ کا ہوتا ہے، جو جگت ماتا پریشور کے سہارے، کی انگلی کو چھوڑ دیتا ہے۔

ایک اور مثال لیجئے۔ ایک لڑکا ایک پتنگ اڑا رہا ہے۔ پتنگ لڑکے کے ہاتھ میں تھامی ہوئی دور کے سہارے اوپر چڑھ گیا اور وہاں خوب فر فر کرتا ہوا اور بھی اوپر چڑھتا جاتا ہے۔ اس دور کا سہارا اس کو نیچے نہیں گرنے دیتا۔ لیکن اگر وہ پتنگ یہ سمجھ کر کہ میں اپنے بل بوتے پر اتنا اونچا ابھرا ہوا ہوں، اس دور سے تعلق توڑ دے تو کیا ہوگا کہ وہ پتنگ جگہ جگہ کھاتا نیچے اوپر ہوتا کسی کانٹوں کی باڑ میں گر کر

پیرزدہ پیرزدہ ہو جائے گا۔ بالکل یہی اوستھا اس شخص کی ہوتی ہے، جو پر بھو روپی دوز کا سہارا چھوڑ دیتا ہے۔ پر بھو کا آشرائے بغیر تو انسان کے اندر اپنا اہنکار بولتا ہے، اور وہ اس کو غلط طور و ناشکاری راہوں پر ڈالتا ہے۔ لیکن نیچت اور داستو روپ سے بھگوان کا سہارا لینے کے بعد تو اس اہنکار کی جگہ پر بھو بولنے لگتا ہے اور پھر ہم سیدھی راہ بھٹک ہی نہیں سکتے۔ پر بھو کا سہارا لینے کے بعد تو ہماری ہر ایک چیز اہنکار رہت ہو گی۔ پھر تو ہم پر بھو کے بیشتر بن جائیں گے۔ اس کا سہارا ہی تمہارا جیون چلائے گا۔ ایسی صورت میں اشانت ہونے کی سمجھاؤنا ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ سہارا اور دشواس اس قسم کا ہونا چاہیے، کہ جس کے متعلق دن انکات اس سے پیشتر تو دین کئے گئے ہیں، وہ دشواس اس کوئی پر پورا اترنا چاہیے۔

پر بھو کا آشراس پر کار سے پراپت کر لینے پر پھر بھلے ہی چاروں طرف سے سنسار کی تان باندھی کتنے ہی زور سے چلے، وہ اس دشواس کی شانتی کو بھنگ نہیں کر سکے گا۔ مہوا پنشد کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کا دل تو اتنا شانت ہوتا ہے کہ پر لے کال کی شد ہوائیں بھی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا درڑھ پر بھو دشواس حاصل کرنے میں دیر لگے لیکن شردھا پوروک پر تین کرنے سے اور کبھی بھی نراش نہ ہونے سے سچھلتا اوشیہ ملتی ہے۔ کیونکہ پر بھو پھر آپ سہا تبادینے لگ جاتے ہیں یہی شردھا اور پریاسن بنے رہیں۔

اؤ ہم آج سے ہی ایسے ایشور دشواس کی پراپتی کے لئے شدھ بھاؤ سے جوٹ جائیں اور اس کی کرپاکے پاتربن کرہر سے شانتی کے چشمہ میں ڈبکیاں لگاتے رہیں۔ اور سدا یہ کہیں۔

جیہی بدھ راکھ رام تیہی بدھ رہیئے
سب ٹھیک سب ٹھیک سدا ایسا کیئے (اوم شم)

شانت اوستھا کے شترو

شانت رہنا کون نہیں چاہتا؟ سب چاہتے ہیں۔ اس کے لئے پر تین بھی کرتے ہیں۔ لیکن شانت رہتے نہیں۔ سوال ہوتا ہے کہ جب بھی لوگ شانتی کے طلب کار بھی ہیں اور اس کی پراپتی کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں، تو پھر بھی وہ اس سے محروم کیوں رہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ ایک طرف تو وہ شانتی کے اچھک بھی ہیں، اور اس کے لئے شترو شیل بھی ہوتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ اس کے شتروؤں سے دوستی کاٹھتے ہیں۔ شانتی اس لئے نہ تو اس دوشی چابی کو پسند کرتی ہے اور نہ ہی وہ برداشت کرتی ہے۔ اس لئے وہ ان سے دور رہتی ہے۔

آپ سوال کریں گے کہ کیا لوگ ایسے مَورکھ ہیں کہ جس شانتی سے وہ بترنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کے شتروؤں سے پریم کریں؟ ہاں آپ مانیں نہ مانیں۔ حالت تو حقیقت میں یہی ہے۔ اب آپ قدرتی طور پر چاہیں گے، کہ میں اُن شتروؤں کے نام بتاؤں، تاکہ آپ اس امر کی تصدیق کر سکیں کہ واقعی لوگ اتنے بے سمجھ اور کوتاہ اندیش ہیں کہ وہ ایسوں سے محبت کرتے ہیں کہ جو اُن کی چاہتی شے شانتی کے ویرسی ہیں، اور اسی وجہ سے شانتی ان سے دُور بھاگتی ہے۔

آپ کی یہ اچھا بالکل جائز اور اُچت ہے کہ جب میں نے ایک بڑا بھاری بہتان انسانی نسل پر لگایا ہے تو میں اس کی وضاحت کروں، ورنہ میں نے یہ ایک بڑا ہانکی ہے۔ تو لیجئے، میں ان کے نام آپ کے سامنے پرگٹ کئے دیتا ہوں۔ میں تو وہ بہتیرے، لیکن ہر دست میں آپ کو شانتی کے بارہ شتروؤں کے نام گناتا ہوں۔ انہیں سنکر پھر آپ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیے، کہ حقیقت میں جو انسان کی کمزوری یا جہالت میں نے عرض کی ہے، وہ درست ہے یا نہیں، تو لو سنئیے، اب وہ بارہ مہینوں اور بارہ نکشتروں کی گنتی کے برابر شانتی رانی کے بھی بارہ ہی گھور شتروں میں چن کے نام۔ (۱) بھے (۲) بھرم (۳) کرو دھ (۴) دولیش (۵) ایرشا۔ (۶) اینکار (۷) چنتا (۸) متا (۹) ابرہمجریہ (۱۰) آلیہ (۱۱) ترشنا (۱۲) اوچارنا۔

اوچارنا کے اندر ایسی باتیں آتی ہیں، جو انسان بنا وچار سے کرتا ہے۔ جیسے فضول خرچی، بسیار خوری اور اس کی وجہ سے بیمار ہونا، بدلنے کی بھاونہ اور کھورتا وغیرہ۔

یہ ہیں پیارے سجن! شانتی کے دشمن۔ اب آپ خود غور کر لیں کہ انسان ان سے پیار کرتا ہے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ ہر ایک آدمی میں یہ سبھی نہ ہوں۔ ایک دو ہوں یا کچھ زیادہ ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی میں ان کا زور کم ہو، اور کسی میں زیادہ۔ لیکن یہ ہوتے ضرور ہیں۔ جتنی تعداد اور مقدار میں یہ کم ہوں، اُتنا آدمی کم اشانت ہوتا ہے۔ اور جتنے زیادہ ہوں، اُتنا ہی زیادہ اشانت اور دکھی رہتا ہے۔ آپ کہہ سکیں گے کہ ان سے پیار تو کوئی نہیں کرتا۔ مگر کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے یا سنا ہے، کہ جس چیز کو آدمی پسند نہ کرتا ہو، اسے اپنے پاس رکھے۔ ایسا تو ایک چھوٹا بچہ یا لٹو بھی نہیں کرتا۔ پھر یا بوش انسان کیوں ان کو اپناتا ہے۔ ذرا سوچیے کہ کیا آپ کو عیاشی کرنے کے لئے کوئی دوسری شکستی مجبور کرتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر تو یہی نشہ چمکتا ہے۔ کہ آپ ان کو خود بلاتے ہیں۔

آپ شاید کہیں کہ ان کو کوئی بلاتا تو نہیں، یہ تو خود ہی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں یا آچھٹے ہیں۔ اس بارے میں وچار کرنے کی بات ہے کہ آپ نے کئی ایسے خوش نصیب سجن بھی دیکھے ہوں گے، کہ جو ان سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں، اور کافی زیادہ شانت رہتے ہیں، اگر یہ درست ہے، تو ان کو یہ بھوت کیوں نہیں چھٹے۔ وہ وچار دان پرش ان کو دُور سے دھتکار دیتے ہیں۔

اب شاید آپ یہ جاننا چاہیں گے، کہ آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیے کہ جب انسان ان کو چاہتا بھی نہیں،

بلانا بھی نہیں، پھر بھی یہ اُس کو آکر دبا کیسے لیتے ہیں۔ ہاں آپ کو اس کے متعلق بھی اصلی رسیہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ سنسار میں دو شکنتیاں کام کر رہی ہیں۔ ایک ہے دیوی شکنتی اور دوسری ہے آسری شکنتی۔ شانتی تو دیوی شکنتی کے آدمی ہیں۔ اور آسری شکنتی شانتی پیدا کرنے والی ہے۔ دیوی شکنتی کا آدھار پریشور ہے۔ اور آسری شکنتی کا آدھار مایا یا سنسارک پدارتھوں میں آسکتی ہے۔ بھگے، بھرم، چنتا، اتیادی ۱۲ بھوت جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ آسری شکنتی کے ساتھی ہیں۔ اسلام مذہب میں ان دو شکنتیوں کا نام خدا اور شیطان بیان ہوا ہے۔ یہ بارہ بھوت شیطان کے بھائی ہیں یا انہیں شیطان کی سینا یا فوج کہہ سکتے ہیں۔ اب جو منشیہ دیوی شکنتی یا پریشور کا سہارا لے گا، وہ شانتی پر اپت کرے گا۔ کیونکہ شانتی کا سروپ ہی پریشور ہے۔ اس لئے سمجھ لینا چاہیے، کہ ان بھوتوں کا شکار جو آدمی ہوتا ہے، اور پھر شانتی سے محروم ہو کر اشانت جیون وثبت کرتا ہے۔ اس کی تہہ میں بس یہی کارن ہے۔ یعنی پریشور کو آخر خدا یا اپنے سروپ کا وسمرن، پریشور کا وسمرن کرنے والے اور اُس کی شرن گرن کرنے والے ایشور بھکت کہلاتے ہیں۔ اور وہ شکھ اور شانتی کی دات اور بخشش پر بھو سے پاتے ہیں۔ اپنے سروپ کو جان لینے والے گیانی کہلاتے ہیں۔ اور سچا گیان پر اپت کر کے اپنے آپ کو نہ بھتیا، پونرتا، شانتی اور اندر کا سروپ یا سروپ جاننے لگتے ہیں۔ اس لئے جو جن اپروکت بھوتوں سے پٹرت اور دکھی ہیں، انہیں ان پر وجے پا کر۔ ان کو ختم کرنے کے لئے یا تو پر بھو وسمرن یا پر بھو شرن سچی شردھا اور پریم سے گرن کرنی چاہیے یا اپنے سروپ کا گیان پر اپت کرنا چاہیے۔ جب تک ایسا نہ ہو سکے، تب تک دو یک دھارا ان بھوتوں کو بھگانے کے لئے یقن کرنا چاہیے۔ جس کے متعلق سنکیت ماتر سے کچھ اُپائے بھی نویدین کیے جاتے ہیں۔

بھگے :- اتم و شواس بڑھائیے اور جن باتوں سے بھگے لگتا ہے، وہی کیجئے، بھگے پیدا کر نیوالے کرموں سے بچئے۔ بھرم :- من کی نہ بلتا دور کیجئے، جو آدمی بھرم نہیں کرتے، ان کے آچرن کو نیچئے۔ ان کے جیون چرت پر پر بھگئے۔ چنتا :- وچار کیجئے کہ کیا آج تک چنتا کرتے سے کوئی کام بھیک ہوا ہے اگر نہیں تو پھر خون سکھانے سے کیا لایہد؟ دولیش، کرو دھ، ایرشاہر سوچئے کہ ان سے دوسروں کو کچھ ہانی پہنچانے کی بجائے اپنے آپ کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ دولیش کرنا ہے تو اپنی ہی کمزوری سے کیجئے اور کرو دھ کرنا ہے تو اپنے چیخل من پر کیجئے جو آپ کے اندر آگ بھڑکاتا ہے۔ ایرشاہر کرنی ہے تو اپنی اس ملن بھاوانا سے کیجئے، جو دوسروں کی انتی دیکھ کر دکھی بناتی ہے۔

اہنکار :- سوچئے کہ نہ کوئی شے جیو کے ساتھ آتی ہے، نہ جاتی ہے۔ سب ناشوان ہیں اور ان سے جدا ہونا لازمی ہے، تو اہنکار کس بات کا کروں۔ میں تو ایک ٹوٹا ہوا پتہ اُسی جگہ پھر چڑھ بھی نہیں سکتا۔ اس کا بنانا تو دھ رہا۔ ایک مکھی میرے دماغ میں چڑھ جائے، تو میری موت کر سکتی ہے۔ پھر اہنکار کس چیز کا ایسا سوچئے۔

ممتا :- وچار کریں کہ یہ میرا شری بھی میرے ساتھ نہیں جاتا۔ پھر باقی چیزوں کا تو کہنا ہی کیا۔ ممتا کیس لئے سب چیزوں کا سوامی پر مہیشور ہے۔ میں اُن کا سوامی بننے کی مورت کھتا کیوں کروں۔

برہمچریہ :- عیش و عشرت اور عیاشی سے دھن کا ناش، عزت کا ناش، طاقت کا ناش، عمر کا ناش، بُدھی کا ناش، غرضیکہ ناش ہی ناش ہے، سوچیں کہ پھر میں کیوں اپنی ہر قسم کی تباہی کروں۔

آلسیہ :- وچار کریں کہ ضرورت کی ہر شے حرکت میں ہے۔ زمین، چاند، ستارے ہی نہیں سرشتی کا ایک ایک ذرہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ بھگوان خود کام کرتے ہیں۔ ہم اپنے کرموں سے ہی سدگتی کو پراپت کر سکتے ہیں۔ پھر آلسی بن کر ہم اپنے کلیان میں روڑا کیوں اٹکائیں۔ دوسرے آلسی آدمی روگی بنتا ہے۔ دوسروں کی نگاہ میں اس کا کوئی قدر نہیں رہتی۔ آخر اوقات خود بھوکوں بھی مرنا ہے یا بھکاری بنتا ہے پتور بنتا ہے۔ اور بھیک مانگنا تو ہمیں ہنسے ہوئے ہے۔ کہا بھی ہے۔

مانگن مرن سہماں ہے مت کوئی مانگے بھیکے، مانگن سے مرنا بھلا ستگور کی یہ سیکھ
ترشنا :- ترشنا وہ گڑھا ہے جو کبھی نہیں بھرتا۔ ترشنا کو جتنا کوئی پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اتنی ہی وہ اور بھڑکتی ہے۔ ایک ہندی کوئی نے بھیک کہا ہے۔
جو دس بیس پچاس بھے شست ہوئے ہزاروں لاکھ منگے گی

کوئی ارب کھرب اسنکھ پر تھوی ہونے کی چاہ منگے گی

سورگ پتال کا ناچ کرو ترشنا ادھکی آتی آگ جلے گی

سندر ایک سنتوش پنا شٹھ تیری تو بھوک کبھی نہ بھلے گی

دھن کی ترشنا، بل کی ترشنا، شہرت کی ترشنا، مان پرشٹا کی ترشنا، عیاشی کی ترشنا اور انیک پرکار کی ترشنا نے منشیہ کو پاگل اور دکھی بنا رکھا ہے۔ یہ ایک مہان دکوال چڑیل ہے۔ اگر شانتی چاہتے ہو تو سب سے پہلے اس کو ختم کرو، ورنہ شانتی کی آستانہ رکھو۔

اوچارنا :- وچارہینتا سے یعنی بنا سوچے سمجھے اور بنا اس کا پرہیز نام جانے بنا انسان کئی ایسے کام کرتا ہے کہ جن کے کارن وہ اپنی اشانتی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً چٹور رہنے سے وہ زیادہ اور غلط چیزیں کھا کر اور پی کر انیک پرکار کے روگ اپنے شریہ میں کھڑے کرتا ہے۔ اسی لئے ایک کوئی نے کہا ہے کہ:

بنا وچار سے جو کرے سو پاچھے پچھتاے لو کام بگاڑے اپنا لوک میں ہوت ہنسائے

اختصار سے ان بھوتوں اور چڑیلوں کا قلع قمع کرنے کے کچھ آپائے بتائے گئے ہیں۔ ان کو پراجت وویک دھارا کیجئے۔ لیکن یہ شیطان یا آسری شکتی کے سپاہ پوری طرح سے تبھی ختم کئے جاسکتے ہیں۔ جب آپ دیوی شکتی کا سہارا لے کر پر بھوکے سچے بھکت بنیں یا گیان پراپت کر کے اپنی ذات کو پہچانیں۔

جب تلک انسان کو اپنی سمجھ آتی نہیں، تو تب تلک اس کی پریشانی بھی جاتی نہیں

انسانی زندگی کا مقصد

سوامی رام تیرتھ جی کا پشاور میں دیا گیا ایک پروچن
مراسلہ بشری بھارت بندھو میاں سیکرٹری سوامی رام تیرتھ مشن رجسٹرڈ نیشنل جلی

دسمبر ۱۸۹۶ء کے پہلے ہفتہ میں سوامی جی سنا تن دھرم سبھا پشاور کے پردھان اور دیگر دھرم پریمی سجنوں کی دعوت پر بھارت کی تقسیم سے پہلے کے شمال مغربی سرحدی صوبہ کی راجدھانی پشاور میں پہنچے۔ جن کی مہربانی سے ہمیں یہ پروچن حاصل ہوا ہے۔ وہ ۹۸ سالہ بزرگ بشری لالہ امین چند جی آندہ ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف سوامی جی کے درشن کئے، بلکہ ان کے چرنوں میں بیٹھ کر اپدیش بھی کئے، اور ان سے تبادلہ خیالات کا فخر بھی حاصل کیا۔ جب تمام پنجاب اور صوبہ کے باہر لوگوں کو یہ معلوم ہوا، کہ پروفیسر تیرتھ رام نے اپنا طالب علمی کا زمانہ تنگدستی سے گزارنے کے بعد بڑی خوش قسمتی سے ملی نوکری کو لات مار دی ہے تو سب کو حیرانی ہوئی۔ وہ ایسے ہمارے پرش کے درشن کرنے اور ان کے خیالات سننے کے لئے بے تاب تھے۔ چنانچہ بشری آندہ جی ایک دن لاہور گئے، اور وہاں تیرتھ رام جی سے مل کر تاکید کی کہ وہ پشاور ضرور تشریف لائیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ ان کے درشن کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ ان کی درخواست کو انہوں نے منظور کر کے جلد وہاں جانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ایک دن لاہور سے پردھان سبھا کو ایک خط ملا جس میں فریڈریش میل سے وہاں پہنچنے کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس دن ریلوے سٹیشن ماسٹر لالہ چند (جو دھرم وچاروں کا مخزن تھے۔ اور شہر کی ایک دھرم سالہ میں گیتا کی کتھا بھی کیا کرتے تھے) بذات خود وہاں موجود تھے۔ ایک بگھی (وکیلو ریہ گاڑی) میں انہیں بٹھا کر بازاروں میں ان کا جلوس نکالا گیا۔ بگھی میں سبھا کے پردھان رائے بہادر لالہ گنگا لشن بھی سوار تھے۔ گھوڑا گاڑی کے پیچھے پیچھے لوگ ٹانگوں میں سوار تھے۔ چھپے ہوئے اشتہاروں کے مطابق پروچن تیسرے دن شام کوہ بجے کابلی دروازہ کے باہر واقع ہائی سکول میں ہونا قرار پایا تھا۔ اس سے پہلے مقامییشن کالج میں ہوئے ان کے انگریزی لیکچر کی شہر میں بڑی چرخا تھی۔ اس لئے لوگ تین بجے سے ہی وہاں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ شہر کے ہندو علاقوں میں خاص طور پر دکانیں بند کر کے شردھالو وہاں پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا وہاں ہڑتال ہو رہی ہو۔ شہر کے مشہور اور بڑے بڑے لوگ (جج، وکیل، رئیس، پروفیسر وغیرہ) بڑی مقدار میں وہاں حاضر تھے۔ دفتروں سے آنے والے لوگ بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ انسانی کے لئے یہاں ہم تیرتھ رام جی کے لئے

سوامی جی، الفاظ کا استعمال کریں گے۔ حالانکہ انہوں نے سنیاں تقریباً پانچ سال بعد دھارن کیا تھا۔
 سوامی جی کا بھاشن شروع ہوا۔ لوگ برآمدہ میں، صحن میں اور باہر بھی کھڑے ہوئے تھے۔ سوامی رام
 نے سب سے پہلے اوم کا بلند آواز سے اُچارن کیا، اور بعد میں مندرجہ ذیل گیت سنایا:۔
 ہے پر جھوٹا گل گلزار میں میں نے تجھے دیکھا اور وادی پر خار میں میں نے تجھے دیکھا
 جلوے تیری قدرت کے مجھے کیا کیا نظر آئے بحر و بر و کوہسار میں میں نے تجھے دیکھا
 سورج و چاند ستارے تیرا دیتے ہیں پتہ گویا بھرے دربار میں میں نے تجھے دیکھا
 کہتے ہیں کون تجھے کہ مجسمہ ہے پردہ نشین ہے ہر کوئیہ بازار میں میں نے تجھے دیکھا
 گلشن بھی تیرا کھر ہے بیابان بھی تیرا کھر کیا پھول میں کیا خار میں میں نے تجھے دیکھا
 ہر ساز کے پردہ میں صد تیری سنی ہے ہر شکل کے اظہار میں میں نے تجھے دیکھا
 ایسی جگہ کوئی نہیں تجھ سے ہو جو خالی! دربار کے آر پار میں میں نے تجھے دیکھا
 سورج و چاند ستاروں میں ہے تو روشن اور دل کے تار تار میں میں نے تجھے دیکھا

کرشن سور ویا میری آتماؤ، ماتاؤ، بہنوں اور بھائیو! خیالات کے لحاظ سے آپ ہندو یا مسلمان، بودھ
 ہیں یا سکھ، حین ہیں یا عیسائی، پارسی ہیں یا یہودی، آستک ہیں یا ناستک، کوئی سیاسی لیڈر ہیں یا دھار
 نیتا۔ سوال یہ نہیں ہے۔ کہ خیالات کے لحاظ سے آپ کیا ہیں، کیا نہیں ہیں۔ یہ آپ کی مرضی ہے، کہ خیالات
 کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو دوسروں سے الگ تصور کر لیا ہے۔ مگر یہ عام بھید قدرتی نہیں، بلکہ
 انسان کے اپنے پیدا شدہ ہیں۔ ان بھیدوں کے ہوتے ہوئے بھی سب کی اس بات پر ایکتا ہے، کہ
 شکل و شبہات کے لحاظ سے سب انسان کہلاتے ہیں۔ یہ سب انسان پہلے ہیں اور باقی سب کچھ
 بعد میں۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے انسان کہلاتے ہوئے اس بات کو اچھی طرح مان لیا ہے کہ انسانی
 زندگی کا مقصد اور اُسے حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کے حل ہونے
 یا نہ ہونے پر زندگی کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہے۔ اگر آپ انسانی زندگی کے مقصد کو نہ جان کر جو
 کچھ بھی آپ کے جی میں آئے، کر دیتے ہیں، تو آپ اپنے آپ کو اُس ملاح کی طرح سمجھتے کہ جو طوفانی دریا
 میں کشتی کو چوپر چوپر تو مارتا جا رہا ہے، مگر اُسے یہ پتہ نہیں کہ اُسے پہنچنا کس گھاٹ پر ہے یا اُسے ایسے
 مسافر کی طرح مارتے، کہ جو سفر کرنے میں دوڑ لگا رہا ہو، مگر یہ پتہ نہیں کہ پہنچنا کس مقام پر ہے جس طرح مقام
 یا منزل کی جانکاری کے پتا کسی مسافر کو سفر کی کامیابی کی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُسی طرح آپ کو
 بھی اپنا مقصد کے زندگی بسر کرنے سے کامیاب زندگی کی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی اگر آپ اپنی زندگی
 کے ہر حال میں خوش رہنا چاہتے ہیں، تو اس سے پہلے آپ ایشور یا پرما تما کو جانو، جس نے یہ دنیا بنائی ہے۔
 اس کے ذریعہ زندگی کے مقصد کو جان کر زندگی بسر کیجیے۔

کیا ایشور نام کی کوئی شکتی ہے؟ سنسار کی کوئی وسو کسی کرتا (فاعل) کے بنائے بناؤ بخود بخود میں نہیں آگئی۔ لازماً اُسے کسی کرنا (CREATOR) نے بنایا ہے گھر سے کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی گھار نے بنایا ہے۔ مثال کے طور پر میز کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اسے کسی بڑھئی نے بنایا ہے۔ گھڑی کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی گھڑی ساز یا انجینئر نے بنایا ہے۔ مکان کو دیکھ کر یہ انومان ہوتا ہے کہ اُسے کسی راج نے بنایا ہے۔ یوں تو میز لکڑی سے بنتی ہے۔ لیکن لکڑی بنا بڑھئی کے اپنے آپ تو میز نہیں بن جاتی۔ مٹی کے ذرات بھی اپنے آپ ہی گھڑا نہیں بن جاتا۔ اینٹ، چونا، پتھر سے مل کر مکان بنتا ہے۔ مگر اینٹ پتھر بنا راج کے اپنے آپ تو مکان نہیں بن جاتے۔ سونے سے زیور بنائے جاتے ہیں، مگر سونا بنا سنار کے اپنے آپ ہی تو زیور نہیں بن جاتا۔ اس طرح یہ وشال سنسار اپنے آپ تصور اسی بن گیا ہے۔ اس کو بھی کوئی بنانے والا ہے۔ اُس کو ہم شکتی مان پر مامایا ایشور کہتے ہیں۔ وہ ایک مہان شکتی ہے۔ اُس کے حکم سے یہ چاند ستارے وقت پر اپنی ڈیوٹی دیتے ہیں۔ اُس نے اپنی پر کرتی سے ہی اس سنار کو بنایا ہے۔ اُسی نے سمندر بنایا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں تمام دریا، ندی، تالے اس سمندر میں جا کر گرتے ہیں۔ مگر سمندر نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی مہان شکتی کا کام ہے۔ اور اس شکتی کا دیو کو ہم پر مشورہ مانتے ہیں، اور وہی سارے عالم کا کرتا ہے۔

منشیہ سب پرکار کی جیو دھاری حایوں میں سریشٹھ ہے۔ اس کو اپنے جیون سے لالچھ اٹھانا چاہیے۔ اگر منشیہ ہو کہ بھی یہ لیشو یا بکشی۔ کیٹ پتنگ کے سمان کھاتے پینے، سونے، نیچے پیدا کرنے میں ہی لگا رہتا ہے۔ تو منشیہ میں اور کیٹ پتنگ میں فرق کیا رہ گیا؟ اُس کو اپنے دھرم کو جاننا، ایشور کو جانتا اور موکش پر اپت کرنا ہے۔ اب کئی لوگ سٹورگ کی ایکیشا کرتے ہیں، کہ ہمیں سٹورگ ملے، سٹورگ کیا ہے؟ ایک بڑھیا ہوٹل۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ سٹورگ کن لوگوں کو ملتا ہے؟ جو شہجھ کرم یا پیہیہ کرم تو کرتے ہیں۔ مگر ایشور بھگتی سے دُور رہتے ہیں۔ جب شہجھ کرموں کا دھن ختم ہو جاتا ہے، تو جیو کو سٹورگ یا بہشت سے بھی جواب مل جاتا ہے، تو پھر وہ اس دُنیا میں جنم لیتا ہے۔ اس طرح بار بار آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اور اُس کے من میں ایشور درشن کی لالسا کبھی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ نیکی کا دھن لگاؤ اور سٹورگ کے ہوٹل میں موج اڑاؤ۔ دھن ختم ہو جائے تو پھر ہاتھ ملتے رہو۔ اس لئے کیا لوک کیا پر لوک، کہیں ناش وان پدارتھوں میں شانتی مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مادہ پرست باہر کے پدارتھوں میں سکھ مانتا ہے، تبھی تو باہر کی چیزوں کی پہچان ہوتی ہے جھگڑا ہوتے ہیں، مگر اتم وادی پرش کا کہنا ہے کہ جس شانتی کو تم باہر کے پدارتھوں میں ڈھونڈ رہے ہو، وہ شانتی تم سے باہر نہیں۔ تمہارے اندر ہی ہے۔

جب انسان کو ایسا گیان ہوتا ہے تو پھر وہ شخص دُنیا کے ناشوان پدارتھوں سے الگ ایسی وسو کا پتہ لگاتا ہے۔ جو اوتاشی ہو، اور آند سوروپ بھی ہو۔ وچار کرتے پر ایسا پدارتھ ایک ایشور ہی جان

کا رہی ہے۔ رے من! کرشن نام رے بہت جات ہے۔ سور داس اسی میں ڈوبی لگا گئے۔ نام دیو نے اسی رے سے کایا سچھل بنائی، اور ترستی کے اک تارے نے اسی نام کی رٹ لگائی اور ہنڈی تڑواٹی اس نام کی دکان کھول دی کبیر نے۔

کبیر امن برمل بھیا جیسے گنگا تیر، یا چھے لاگے ہری پھر میں کہت کبیر کبیر اسی نام سے :- بھرنستی کا چھٹا ساگ ڈھونڈ پکڑا یا، دھتے جیسا نام ٹھا کر بھوگ لگایا! جے کرشن، جے کرشن پار تھ کی نس نس لیے، لے اسی نام کی شرٹ تلا دھر پاتلے

اسی نام کا پیالہ گورو نانک دیو جی بی گئے۔ ”نام تمہاری نانکا چڑھی رے دن رات“ اسی نام کا بھر کر پیالہ پی گئیں برج کی گویاں بن بن دولیں باتوڑی۔ رہے کرشن کہاں ہو؟ شام کہاں چھپے ہو؟ ہم تمہارے لئے ماکھن بھری لائی ہیں۔

واہ کیا نام ہے! اس نام پر سو جان سے قربان ایک بار کہا کرشن تو سب مشکلیں آسان

(ان الفاظ کے بعد سوامی جی کا گلا رک گیا، اور وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ گویا ان پر بے ہوشی کا عالم چھانے والا ہو۔ ہم جسٹج پر بیٹھے تھے۔ کھڑے ہو گئے، تاکہ اگر سوامی جی گرنے لگیں، تو ان کو سنبھال لیں۔ مگر کچھ منٹوں کے بعد سوامی جی نے پھر لوٹنا شروع کیا۔)

جیسے گویوں نے لوک ناتھ کو چھوڑ کر سر دسو بھگوان کو سمرپت کر دیا تھا، تو انہیں پر تیک دستو میں بھگوان کرشن ہی دکھائی دیتے تھے۔ ایسی اوستھا بھاگیہ شالی لوگوں کو پراپت ہوتی ہے، اور ایسی اوستھا میں وہ بھگوان کا سا کشتاب کاڑھ لیتا ہے۔ اور اپنے سامنے وہ بھگوان کرشن کو کھڑا دیکھتا ہے۔ دن رات من میں یہ وشواس، یہ بھروسہ بڑھتا رہے کہ مجھے شری کرشن اوشیہ ملیں گے۔ یہ وشواس ایک لمحہ کے لئے بھی دور نہ ہو۔ نہ نتر اس نام کا گان پریم سے ہو، بھار روپ سے نہیں، مالا کی سنکھیا پوری کرنے کے لئے نہیں، بلکہ نام اتنا پیارا لگے کہ پران بھلے چھوٹ جائیں، مگر نام نہ چھوٹے۔ اس من سے ہی تو لڑتا ہے۔ اسی میں تو بہادری ہے۔ آپ اپنے من کا کہنا مت مانئے، آپ اپنی بات من سے منوانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ اس کی بات مانتے چلے جائیں گے، تو یہ کبھی آپ کو بازار میں گھمٹانے کے لئے لے جائے گا۔ کبھی دکان کی طرف، کبھی سیمہ کی طرف، کبھی بھون کی طرف اور کبھی نیند کی طرف۔ غرضیکہ یہ بھگوان کی طرف نہیں جانے دے گا۔ دھیرے دھیرے من کو اس بد معاشی سے ہٹانا ہی پڑے گا۔ آپ دیکھیں کہ من آج جو بد معاشی کر رہا ہے، وہ مرتے وقت اور بھی ادمک بد معاشی کر سکتا ہے۔ اور پتہ نہیں، کب کس تنگ میں پھنس کر من پر کیسا رنگ چڑھ جائے۔ اس لئے اس سے پہلے ہی من کی بد معاشی کو لپدی طرح مٹادیں۔ من آپ کی بات نہیں مانتا ہے تو نہ مانے، اس کو جانے دو جہد صر جاتا ہے۔ مگر ایک بات کرو کہ پھر تہوا

سے کام لینا شروع کر دو۔ - شرعی کوشش نام ہر وقت زبان سے رستہ ہو۔ من چاہر چاہے دوسرے۔
آپ ایک برت لے لیں، کہ چلتے پھرتے، سوتے جاگتے اس کا نام چو۔ اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے
جیچہ مشین کی طرح نام کا اُچارن کرتی رہے۔ اس طرح ابھیا سن کرنے سے من اپنے آپ بھیک
ہو جائے گا۔ اور بھگوان کی کرپا سے من کو آپکے پیچھے لگنا ہوگا۔

بھگوان کے نام، گن، سوروپ کا مشروں کرنے کے بعد سنکیرتن کی مستحق آتی ہے لیکن یہ
سنکیرتن بھاو پورن ہونا چاہیے۔ تبھی بھل دانک ہوگا۔ مانوجیوں کے لئے مشروں اور کیرتن دونوں
کلیان کاری ہیں۔ اس پر تجھے ایک سنت کی گھٹنا یاد آگئی۔ ایک جہان سنت تھے۔ جن کا نام سنت
وٹھل داس تھا۔ وہ ہر روز نیم پوربک کیرتن کیا کرتے تھے۔ ایک دن لوگوں نے پرسن کر دیا، سنت
جی! بھگوان کا کیرتن کرتے ہوئے آپ کی اتنی عمر ہو گئی ہے۔ بھگوان کے درشن تو آپ کو ہوئے
نہیں۔ وٹھل داس جی مسکرائے اور جواب دیا۔ مجھے تو میرے شیاام سُندر روز درشن دیتے ہیں اور
جب وہ پرشاد کا بھوک لگا لیتے ہیں، تب میں پرشاد لیتا ہوں اور جنتا کو بھی دیتا ہوں۔ لوگوں کو
پرشنکر بڑا آتھیزہ ہوا، اور وہ نہ سکے، اور سنت جی سے بولے۔ ہمارا راج! آپ ایک بار
ہمیں بھی درشن کرا دیجئے۔ سنت جی بولے ضرور کراؤں گا۔ آپ آج رات کو میرے ساتھ شامل
ہو کر کیرتن کریں۔ میرے شیاام سُندر آپ کو بھی ضرور درشن دیں گے۔ وہ شیاام سُندر کو وٹھل کہتے تھے
اور وٹھل کہہ کر کیرتن کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے تمام شہر میں مُنادی کروا دی، کہ آج سبھی
استری پرس وٹھل داس جی کے کیرتن میں ضرور شامل ہوں، اور وہ سب کو بھگوان کے درشن کرائیں
گئے۔ رات کو شہر کے لوگ پنڈال میں جمع ہو گئے، کہ آج بھگوان کے درشن ہوں گے۔ وٹھل داس
جی کا کیرتن شروع ہوا، اور لوگ بھی کیرتن میں شامل ہو گئے۔ جب ایک گھنٹہ گزر گیا، اور درشن
نہ ہوئے، تو ادھی جنتا یہ کہہ کر واپس چلی گئی کہ یہ سب پاگھنڈ ہے اور اس کے سوائے کچھ نہیں۔ مگر
وٹھل داس جی کیرتن میں مگن تھے کیرتن کرتے کرتے جب دو گھنٹے گزر گئے، تو کچھ لوگوں پر نیند نے غلبہ
پایا، اور انہوں نے سوچا کہ کون اتنی دیر نیند حرام کرے۔ درشن وغیرہ تو ہوتے نہیں۔ لوگ اپنے
اپنے گھروں کو جانا شروع ہو گئے، کرتے کرتے تین گھنٹے ہو گئے، مگر بھگوان کے درشن کسی کو نہ ہوئے۔
باقی صرف تین آدمی بچ گئے۔ ان میں ایک کو کسی نے آکر سوچنا دی کہ تمہاری دکان کو نقب لگ گئی
ہے۔ اور چور مال چُرا کر لے گئے ہیں۔ وہ اپنی دکان کی طرف دوڑا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد ایک شخص آیا۔
اور اس نے دوسرے کو سوچنا دی کہ تمہارے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ وہ اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف
دوڑا، اب باقی بچا ایک آدمی۔ اس کو بلانے بھی اس کی ماما آگئی، اور کہنے لگی کہ تمہارے گھر لٹکا
پیدا ہوا ہے۔ تم یہاں بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہو؟ اس نے بھی سوچا کہ رات کے ساڑھے بارہ

تو بچ چکے ہیں، اور ابھی ناک وٹھل بھگوان نے درشن تو دیئے نہیں۔ یہ سب ڈھونگ ہے۔ یہ کہہ کر وہ آدمی بھی چلا گیا کہ بھگوان کے درشن تو ہوئے نہیں، چلو بیٹے کے درشن تو کر لیں۔ جب سارا پنڈال خالی ہو گیا۔ اور وٹھل داس جی اسی طرح کیرتن میں مگن تھے، تو بھگوان پر گٹ ہو گئے، اور سنت وٹھل داس کو چیلنج کیا۔ لو سنت جی! میں آگیا ہوں۔ کہاں ہیں آپ کے شہر نو اسی اُن کو بھی میرے درشن کرا دیجیئے۔ سنت وٹھل داس جی بڑے پرست ہوئے اور بولے :- پر بھو! آپ نے میری لاج رکھ لی۔ اور میری پدارتھنا سو یکا کر لی۔ سنت وٹھل داس جی پلٹ کر بولے۔ بھگت منڈلی! میرے پر بھو کے درشن کر کے اپنا جین کر تار تھ کر لو۔ جو نہی انہوں نے پلٹ کر دیکھا، تو پنڈال صاف تھا۔ وٹھل داس جی بولے۔ بھگوان! ایہ کیا لیلہ ہے۔ بھگوان مسکرائے اور بولے۔ سنت وٹھل داس جی۔ بھلا وہ لوگ درشن کیونکر کر سکتے ہیں۔ جن کو سنسار سے پریم ہے۔ میرے ساتھ پریم کا آرمبھ وہاں سے ہوتا ہے۔ جہاں سے ماتو سنسار کو دل سے نکال دیتا ہے۔ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ یا تو سنسار کو من میں بگاڑا اتھوا سنسار کو من سے نکال کر من مندر میں بھگوان کو لگا و سنسار کے سب پدارتھ ناشوان ہیں۔ دکھ دینے والے ہیں۔ جس جگہ آپ کو سکھ دکھائی دیتا ہے، وہاں دکھ چھپا ہوا ہے۔ دھن کا سوامی سوامی نہیں۔ تپنی کا سوامی بھی سوامی نہیں۔ جو اپنے آپ کا سوامی ہے۔ کہنے کا نا پتہ یہ ہے کہ اس سنسار میں من ہی سمست دکھوں کا کارن ہے۔

یہ نام کی سادھنا ہو سکتی ہے۔ آپ کر کے دیکھئے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم سے تو نہیں ہوتا۔ تو سمجھ لیجئے کہ وہ اصل میں نام لینا ہی نہیں جانتا۔ ایک بڑے سنت تھے۔ انہوں نے ہم سے کہا تھا کہ بھگوان بھلے ہی دوسروں کی پدارتھنا سننے میں دیر کر دیں۔ لیکن اگر کوئی بھگت نام جب کرے تو وہ بہت پرست ہو جاتے ہیں، اور وہ سب مشکلیں سوئم ٹھیک کر دیتے ہیں۔ ویسے بھگوان نے اپنے شری منکھ سے چار پرکار کے بھگتوں کا ورن کیا ہے۔

۱۔ روگی :- جو صرت روگ کی پیڑ میں ہی مجھے یاد کرتے ہیں۔

۲۔ ارتھی :- جو دھن، پتھر، مکان وغیرہ پانے کے لئے مجھے یاد کرتے ہیں۔

۳۔ شورگ کی کامنا کرنے والے :- جو اپنے شری شٹھ کر موں ذواہا شورگ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور

۴۔ گیانی :- جو ہر وقت میرا مرن کرتے ہیں، اور کبھی کچھ نہیں مانگتے۔ گیانی تو یہی کہتا ہے۔ پر بھو!

مجھے اپنی تشکام بھگتی پر دان کیجئے۔ اس کے سوائے مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ ویسے تو اوپر کی تین شری والوں کو بھگوان نے اپنا بھگت ماتا ہے۔ مگر گیانی کو شری شٹھ مانا ہے۔ اور کہا ہے کہ گیانی مجھے بہت پیارا ہے اور اس گیانی بھگت کی دیکھ بھال میں سوئم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ تو میرے دھیان میں ہی مگن رہتا ہے۔ اس کے گھر کی چوکیداری مجھے کرنی پڑتی ہے۔ ایک بھگوان ہی ایسے ہیں۔ جن کو پکڑ لینے پر کبھی

کسی بھی اوستھا میں تنک ماتر دُکھ نہیں ہوتا۔ جو جتنے آتش میں اُسے پکڑ لیتا ہے۔ اُس کا اُتنے آتش میں دُکھ کم ہو جاتا ہے، اور پورے ایکڑ لینے پر دُکھ بالکل نہیں رہ جاتا۔ ایک بار بھگوان شری کرشن نے گویوں سے کہا۔ گوپیو! تم اپنے اپنے گھروں کو جاؤ۔ اور دھرم، ارمہ، کام، موکش کو حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو سنبھالو۔ اپنے بیویوں کی سیوا کرو۔ اپنے دھرم کا پالن کرو۔

گوپیوں نے جواب دیا۔ یہ ساری بات غلط ہے۔ آپ کے چرنوں میں آکر پھر واپس جانا ہمارا مورکھتا ہے۔ ہم ایسی مورکھ نہیں بن سکتیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم سمجھی وشیوں کو تیاگ کر آپ کی مٹرن میں آئی ہیں۔ ہمارا واپس جانا اُچیت نہیں ہے۔ ایسا اوسر (موقص) مانو کو بار بار نہیں بلتا۔ بھگوان! تم ہی ہمارے پران ہو، تم ہی ہمارے سر و سو ہو۔ ہم کچھ نہیں جانتی۔ کہ پتی کون ہے، پتر کون ہے۔ گھر کیا ہے، باہر کیا ہے، اندر کیا ہے۔

گوپیوں کو سچا گیان ہو گیا تھا۔ گوپیوں نے سوچا، کہ جب ہمیں برہماند کے پتی کے درشن ہو گئے ہیں۔ تو اس جگت پتی، مایا کے پتی سے ہمارا کیا لگاؤ ہے جس کے درشن کے لئے بڑے بڑے تپسوی یوگی اور مٹنی سماجھی لگاتے ہیں، اور پھر بھی بڑی مشکل سے کوئی ہی درشن کر پاتا ہے۔ کئی تو جنموں تنک نہیں کر پاتے، جو درشن دیوتاؤں کو بھی درجہ ہے۔ وہ درشن برہم روپ شری کرشن نے ہمارے آئنگن میں آکر دیئے۔ بھلا ہم ایسی غلطی کیسے کر سکتی ہیں، کہ برہم کو چھوڑ کر پھر مایا سے لپٹ جاؤں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

گوپیوں کی طرح آپ بھی گیانی بھگت ہو، اور پر ماتما کے نام کا سمرن اگلے گھنٹے، اگلے دن پر منت ٹالو، اور تہ کال (فوراً) یہ کاریہ کرم بنا کر بھگوان کا سمرن شروع کر دو۔ اپنی بدھی سنسار کے وشیوں سے ہٹا کر بھگوان کی اور اُنکھ کر لو، پھر آگے بڑھنے والا سکھ آپ کو تہ بخش ہی بلنا شروع ہو جائے گا۔ اے انسان! جب تک چینا ہے۔ پرسن چیت ہو کر جی اور بھگوان سے سمیندھ رکھ، جگتھ اصلی سکھ بھی ملے گا۔ انسان یہاں آکر غلطی کر جاتا ہے، جو آدمی کال سے تیرا خفاء اب بھی تیرا ہے، آئندہ بھی تیرا ہے گا۔ اُس کو تو تو اپنا مانتا نہیں۔ اور جو نہ پہلے تیرا تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ تیرا رہے گا۔ اُس کو تو اپنا مانتا ہے۔ بس اسی بھول میں پڑھ کر تو آج تک چکر کاٹ رہا ہے۔ اب اس بھول کا سدھار کر لے، پھر نہ چوک جانا۔ رام بادشاہ آپ کو جو بات اب کہہ رہا ہے۔ اُس کو اچھی طرح نوٹ کر لے، اور کہا۔ سمجھی بھول کا سدھار کرو۔ بھگوان شری کرشن نے سوئم اپنے مکھا بند سے ارجن کو گیتا میں کہا ہے ارجن! تو مجھ میں اپنے من کو لگا اور اپنی بدھی کو بھی مجھ میں لگا دے۔ تو اس کے بعد یہ نصیحت اور اٹل ہے۔ جب تک مانو اپنے آپ میں سخت پر ماتما کو پہچان نہیں لیتا تب تک سنسار کے ساتھ آپ کے

اُس کے سمبندھ ٹوٹ نہیں سکتے۔ اس لئے ہے مالو! تو اپنی زندگی کے اصلی مقصد کو پہچان۔ یہ مالو چولا، یہ درلیمہ جہنم جو تجھے بلائے، وہ سنسار سے من لگانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ بھگوان سے من جوڑنے کے لئے بلائے۔ پس ایک گیانی اور ایک اگیانی میں اتنا ہی امتزاج ہے۔ گیانی سنسار کے پدارتھوں سے پریم نہیں کرتا۔ وہ سنسار کو سادھن مانتا ہے۔ سادھیا نہیں۔ سنسار میں بے شک رہو۔ مگر رام دوارا بتائی ہوئی یہ بات یاد رکھو۔ کاریہ کرتے سے سوچو، کہ جس کاریہ کو آپ کر رہے ہیں۔ کیا وہ بھگوان سے ادھک مہتہ پورن ہے۔ اگر نہیں تو ہر ایک کاریہ کے ساتھ پرچھو سہرتی اوشیہ اور ضروری سمجھو۔

انسان نے پیدا ہوتے ہی سکھ کے لئے رونا شروع کر دیا، اور نہ نتر اُسی کی کھوج میں پھرتا رہا ہے۔ سکھ اور شانتی کی کھوج صرف انسانی سماج میں ہی نہیں پائی جاتی، بلکہ جگت کے تمام حیوین کو آئندہ کی خواہش رہی ہے۔ پھر یہاں تک کہ نباتات تک بھی اس کی کھوج پائی جاتی ہے۔ کیونکہ درخت اور چھوٹے چھوٹے پودے بھی شدھ اور پوترجل پاکر ہریالی کے ذریعہ اپنی خوشی پرکھتے ہیں۔ سارے سنسار میں ایسا کونسا پرانی ہے، جو موت سے نہیں ڈرتا۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ موت ایک بڑا دکھ ہے۔ اور دکھ اسے منظور نہیں۔ اس لئے وہ موت سے ڈرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام پرانیوں کو آئندہ اور سکھ کی کھوج ہے۔ دنیاوی چیزوں سے کچھ دیر کے لئے تو سکھ مل سکتا ہے۔ مگر ہمیشہ کے لئے آئندہ نہیں مل سکتا۔ مادہ پرستی کی پل بھر کی چکاچوند سے دھوکا کھا کر روحانیت کو بھلا دینے والے لوگو! ریت سے تیل، پانی سے گھی، آگ سے ٹھنڈک، پانی سے آگ کے شعلے، اور سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے نکلنا شاید ممکن ہو۔ لیکن روحانیت کے مطابق پرمانما یا آتما کے درشن کے بنا کسی کو پریم سکھ نہیں مل سکتا۔ اس لئے آتما کو جاننے یا اس کے درشن کرنے سے ہی پریم شانتی پراپت ہو سکے گی۔ جس نے شریر کے ہوتے اس پریم سوروپ کا ساکشاںکار نہیں کیا۔ اُس کے جہنم مرنے کا انت نہیں ہوگا۔ سوروپ ستھیتی جیون کا انتم لکشیہ ہے۔ مگر یہ ستھیتی آنتہ کرن کی شدھی کے بنا نہیں آتی۔ اگر آپ لوک اور پرلوک میں پریم شانتی چاہتے ہیں۔ تو روحانیت کے پیروکار بن کر آتما کے درشن کریں۔ اب میں آپ سے آخری نویدین کر کے وداع ہوتا ہوں یہ

سکون دل سے خالی پھر بھی انساں ہوتے جاتے ہیں
خوشی کو ڈھونڈ کر اُلٹے پریشاں ہوتے جاتے ہیں
خوشی سے خالی دنیا کی طرف ہم دوڑتے جاتے ہیں
مل جل بھر خوشی نہیں لئے، پھر روتے جاتے ہیں
کبھی ملنا نہ ہوگا دوستوں کو کہتے جاتے ہیں

اکٹھے جس قدر دنیا کے سماں ہوتے جاتے ہیں
ہنسی آتی ہے اُن لوگوں پر جو دنیا کی چیزوں میں
سکھوں کا جو خزانہ ہے، وہی ایشور بھلا بیٹھے
عبث جھکا جھولے کھاتی چل رہی دنیا کی کشتی ہے
کفن سے دھناپ کر منہ چل دیئے دنیا سے منہ موڑے

چلے ہم تو سنبھالو دنیا والو کہتے جاتے ہیں
جو اس میں ڈوبتے ہیں وہ ہی ٹوری بنتے جاتے ہیں
مکان سے لامکان اور بے نشان ہم ہوتے جاتے ہیں
جسم سے اور دنیا سے پرے جو ہوتے جاتے ہیں

یہ بھوی یا نیچے اور خزانے محل باغیچے !
ہر اک دل میں بھرا وحدت کا اک ٹوری ٹمندری
ختم آواگن سمجھو کہاں اب موت ڈھونڈے گی ؟
نصیبے میں لکھا ہے انہی کے بھگوان کا درشن

اب آپ سب لوگ میرے ساتھ اوم اچارن کریں

یہ کہہ کر سوامی جی نے اوم کی دھونی آکر مہدی کی - اوم - اوم - اوم

جب سنا تن دھرم سمجھا کے پردھان نے سوامی جی کا دھنیہ باد کرتے ہوئے یہ سوچنا دی - کہ سوامی
جی کل فرنیٹر میل سے واپس جا رہے ہیں، تو جنتا کی طرف سے آکر کیا گیا - اور نہیں نہیں کی آوازیں
آنے لگیں - ہم نے بھی سوامی جی سے آکر کیا اور نارائن سوامی جی نے بھی یہ ارتھنا کی کہ ایک دن کے لئے
اور رک جائیں، مگر ہماری پرارتھنا سولیکار نہیں کی گئی اور نہ ہی جنتا کی -

دوسرے دن صبح ساڑھے چھ بجے سوامی جی لاہور کے لئے روانہ ہو گئے - وہ کیا سونا دریشیہ تھا - وہ
مجھے کبھی قبول نہیں سکتا - اس وقت میری عمر ۱۰ سال کے قریب تھی (۱۰ میں چند آنندیشاوری)
نئی دہلی

ہاتھوں سے نہ چھوٹے تیرا دامن میرے والی

از قلم شری تریندر ناتھ شرمانو پینڈر ریٹائرڈ سب پکٹر پولیس

دامن کو میرے بھر دے محبت سے جلالی
ہر کام پہ ٹھوکر دل نادان نے کھالی
محسن سے مگر باٹے - نظر میں نے چرائی
جب دل میں جگہ تیری محبت نے بنالی
تاؤس کس انداز سے بندے کی بچالی
ہاتھوں سے نہ چھوٹے تیرا دامن میری والی
ہر دن ہو میرا عید، ہر اکرات دیوالی
روداد غم دل تو اُسے آج سُنالی
لے ڈوبے نہ تجھ کو یہ تیری خام خیالی !
ہو اوم کا جھنڈا خواہ وہ بچیم ہو ہلالی
منزل تو بالآخر دل آوارہ لئے جالی

اے منبع الفت ہوں تیرے در پہ سوالی
گمراہ بھٹکتا ہوں میں دنیا میں ازل سے
احسان کیا تو نے دیا جامہ انساں
دنیا کی تمنا نہ کچھ اب دین کی چاہت
قربان ہوں مادھو - یہ تیری بندہ نوازی
ہر دم ہو تصور تیرا - ہر آن تیری یاد
ہر آن رہے دیدہ و دل میں گرج زبیا
کرنا ہو جو کر دے گا وہ در مان مسیحا
عالم میں دہائی کا نہیں کچھ شائبہ اے دل
منظر میں تیری شان خدائی کے فراموشی
مانا کہ تھا عاصی یہ - بُرا کر نہ مژدہ بندر

شانتی کی کھان

از: شری آئند کپور

بھگتی ہے سکھ کا سامان
بھگتی ہے شانتی کی کھان

جپ تپ پنم یگیہ اوردان
دیا دھرم تیرتھ اشان!

نثر دھا اور وشواس سہاے
ہوتا ہے رستہ آسان!

شانتی اور سنتوش کی دولت
بھگتی ہی کا ہے وردان

بھگتی میں نہ بھید بھاؤ ہے
بھگتی میں نہ مان ایمان

شدھی اور شانتی کا ساؤھن
ایک ماترہ بھگتی کا گیان

نَشِکِٹ بھگتی بن پیارے
ویرتھ ہے تیرالوگ وروہیان

بھلا بُرا نہ جانے اپنا
یہ من مَور کھ ہے نادران

آشا ترشنا پنڈ نہ چھوڑے
کس بدھ ہو مانو کلیان!

جس کے ہر دیہ پریم شونہ ہے
سو نرجیوت مرث سمان

جس کے بھاگ میں ہے پریم بھگتی
خوش بخت ہے وہ انسان

پانچ تہ کا فانی سپتلا!
بھگتی سے بن جائے مہان

جہان سے پیارا بھگت پر بھوکو
بھگت کا سیوک ہے بھگوان

اسی لئے یہ جہنم ملائے
اسی لئے پھونکے گئے پران!

ہر سپانی کا دھرم یہی ہے
آپ کرے اپنی پہچان

سُج آتم بھگتی سے آئند
تو بھی پالے پد نروان!

شانت مئی جیون

شری ٹیک سنگھ جی بالنسل ایم اے

سائنس اس میں جو بھی پیدا ہوتا ہے، وہ جونہی ہوش سنبھالتا ہے، اپنے سکھ کے سادھن سوچنے لگتا ہے، سوچنے ہی نہیں لگتا بلکہ اُن کی پراپتی کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ سادھارن منشوں کی تو بات ہی کیا ہے۔ رشی، مئی، تپسوی اور مہاتما بھی اسی نعمت کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں لیکن جس آتما نے مہان بننا ہوتا ہے یا جس کے سنگاروں میں آدھیا تمکتا کا فاس ہوتا ہے، اُس کے اور عام دنیاوی کے مَن میں سکھ کا ورثہ کون الگ الگ ہوتا ہے۔ عام دنیا دار دھن، دولت، اولاد، جاہیداد، کوٹلی کار، غرضیکہ دنیاوی نعمتوں کے حصول کو سکھ کا سادھن سمجھتا ہے یا کچھ اور اُنتی کرتا ہے۔ تو اپنے آپ کو جنتا کانتیتا ظاہر کرنے اور لوگوں میں اپنی مان پر تشمٹا بڑھانے کو سکھی جیون کا انگ مانتا ہے۔ لیکن جس کی آتما آدھیا تمک طور پر سکھی ہونا چاہتی ہے، وہ اپنے سکھی جیون کا ارتھ پر بھو پریم ہستوش (قناعت) بُروباری، جلیسی، خلق خدا کی خدمت اور سادگی کو جیون کا سچا سکھ سمجھتا ہے۔

مہاتما بڑھ ایک راجہ کے تحت جگہ تھے۔ ہر طرح کا عیش و آرام حاصل تھا۔ دنیا کی سب نعمیں انہیں میسر تھیں۔ لیکن اس پر بھی انہیں ایک چنٹا کھائے جاتی تھی، کہ دنیا کے یہ سب پدارتھ اور ہمارا اثر یہ سب فانی و دنیا دکھوں کا گھر ہے۔ لہذا اس آتما کو نجات ملے تو کیسے؟ بنظر غور دیکھا جائے، تو جتنے بھی مہا پریش ہوئے۔ سب نے موکش کی پراپتی کے سادھن ہی اپنائے۔ کیونکہ اس مقصد کا حصول کیول منش جنم میں ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ کسی اور جنم میں یہ ممکن ہی نہیں۔ پھر منش جنم بار بار ملتا نہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں :-

کبیر مانس جنم ورجھ ہے، ہوئے نہ بار بار
جیون پھل پاکے بھوئیں گرے، بوہرنہ لاگے ڈار

شاستروں نے مَن کی شانتی کی پراپتی کا سادھن راگ، دولیس، کرودمھ، لوبھہ اور مان مایا کا تیاگ بتایا ہے۔ جب تک منش ان چیزوں میں جکڑا رہتا ہے۔ شانتی یا تسکین قلبی اس سے کوسوں دور رہتی ہے۔ کیونکہ جب تک اس میں دھن کی لالسا، کام و اسنا کی پرورٹی، کرودمھ یا گھمنڈ کے ورش کسی سے انتقام لینے کی بھاونا بنی رہے گی۔ مَن کی شانتی کیسی؟

آتما جی کی بھانتی اپنے سبھاؤ سے شبیل ہے۔ پرتو جس پر کار آگ کے سمپرک سے جل گرم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کرو دھ، لوہہ، موہ اور اینکار کے میل سے ہماری آتما گرم ارقعات اشانت ہو جاتی ہے۔ جبکہ ان سے دور رہ کر شانت ہو سکتی ہے۔ کرو دھ سے اشانتی اور کشما سے شانتی، ابھیمان سے اشانتی اور نمرتا سے شانتی، مایا جال سے اشانتی و سرلتا اور مایا کے تیاگ سے شانتی ملتی ہے۔

دھن دولت اور دوسری دنیاوی نعمتوں کے حصول سے ہرگز شانتی نہیں مل سکتی، بلکہ جس کے پاس یہ چیزیں جتنی زیادہ بڑھیں گی، اُسے اتنی ہی زیادہ اشانتی ہوگی۔ کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ اس کا یہ لالچ بڑھتا ہی جاتا ہے جس کے پاس سائیکل ہے، اُسے سکوٹر یا موٹر سائیکل کی خواہش ہے جس کے پاس موٹر سائیکل ہے وہ کار کی پریل اچھیا رکھتا ہے اور کار والہ میلی کا پڑیا ہوائی طیارہ وغیرہ کی علی ہذا القیاس گورو ارجن دیو جی سکھنی صاحب کی بارھویں اشتیدی میں فرماتے ہیں:-

سہس کھٹے لکھ کو اٹھ دھاو تربت د آوے مایا یا چھے پاوے
انک بھوگ بکھیا کے کرے نہہ تر تپاوے کھپ کھپ مرے
بناستو کھ نہیں کوڈرا ہے سہن منور تھ برتھے سب کا ہے

فارسی میں مجاورہ ہے:- "پھول مرد پیرے شود، حرص جواں سے گردد
یعنی جوں جوں آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے، توں توں اس کا لالچ جواں ہوتا جاتا ہے۔
دور ان شب نیند کی جو دولت دن بھر کے تھکے ماندے مزدور کو زمین پر لیٹے ہی مل جاتی ہے۔ وہ
امیروں کو غم کی گدیلوں یا پھولوں کی سیجوں پر بھی ہرگز میسر نہیں۔ جس قلبی تسکین کو پانے کے لئے ایک
دولت مند یا بڑے سے بڑا سیٹھ عمر بھر سرگرداں رہتا ہے، وہ ایک مزدور کو اس کی جھونپڑی میں باسانی
میسر ہے۔"

مایا دھاری جس شانت مٹی جیون پت گھلدا رہندا ہے
اوہ اک ککھاں دی کلی وچ مزدور یا کس آہندا ہے سہ شانت مٹی جیون

داناؤں کا قول ہے کہ دھن سے ہمیں ساقفی تو کسی مل سکتے ہیں لیکن حقیقی دوست نہیں۔ نرم بھونے خریدے
جا سکتے ہیں، مگر نیند نہیں۔ دولت سے نانا پرکار کے بھوجن اور مقوی غذا خرید سکتے ہیں۔ نہ کہ بھوک اور طاقت۔
من کو جو شانتی دولت کے باٹنے سے ملتی ہے۔ وہ دولت کو اکٹھا کرنے سے نہیں۔ ہمارا یہاں کچھ نہیں۔
جو آج ہمارا ہے، کل کسی اور کا، اور برسوں کسی اور کا ہوگا۔ یہ نہ کسی کا تھا، نہ کسی کا ہے، اور نہ کسی کا ہوگا۔
منش اسکا اپنا سمجھ کر خوش ہوتا ہے یہی خوشی تمام ناخوشیوں کی جڑ ہے۔ ایک دفعہ ہاروں الرشید بادشاہ نے بہلول نامی
ایک خدا رسیدہ بزرگ (دانا) سے پوچھا:- سہ گفت با بہلول ہاروں کا شکے۔ ایں جہاں بتیا د حکم داشتے!
اس کا جواب بہلول دانانے دیا:- سہ گفت بہلول اے امیر المومنین۔ گر جین گورے ہم آدم داشتے!

مطلب: بادشاہ نے پہلول دانائے کہا کہ اُسے فقیر کیا ہی اچھا ہوتا، اگر خدا اس دنیا کی بنیاد بچتے رکھتا۔ یعنی کوئی جائیداد جس کی ملکیت ہوتی، ہمیشہ وہی اس کا مالک رہتا اور اُس کی زندگی بھی قائم و دائم رہتی۔ پہلول دانائے جواب دیا کہ اُسے بادشاہ! اگر ایسا ہوتا تو یہ دنیا میں پیدا ہونے والے پہلے شخص یعنی آدم کی ملکیت ہی ہوتی۔ تم آج بادشاہ بنے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ انسان ان سب باتوں کو جانتے ہوئے بھی دھن کے لالچ والی دلیل میں دن بدن زیادہ ہی دھستہ جا رہا ہے، اور اس کے اس لالچ کی کوئی حد ہی نہیں، کہ کتنا دھن دولت یا مال دہسابا پر اپت ہو جانے پر یہ کہہ دے گا کہ ہے پروردگار! بس مجھے اور نہیں چاہیے۔ گورونانک دیو جی فرماتے ہیں۔

بھکھیاں بھکھ نہ آتری، جے بھھاں پُریاں بھار

کہتے ہیں کہ ایک راجہ نے یہ سنکھپ کیا کہ پراتہ جو پُرش مجھے سب سے پہلے ملے گا۔ اُسے اُس کی اچھیا کے اوسار جو بھی وہ مانگے گا، دوں گا۔ لہذا ایک بھکشو نے جب پراتہ ہی راجہ کو بل کر آشیرواد دی، تو راجہ نے کہا۔ مانگ لو۔ جو آپ کی اچھیا ہے۔ بھکشو نے اپنی جھولی میں سے ایک پیالہ نکال کر کہا کہ اُسے مہروں سے بھر دو۔ راجہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ ایسا ہی کیا جائے۔ خزانچی مہریں ڈالتا گیا۔ لیکن وہ پیالہ نہ بھرا۔ سارا خزانہ خالی ہو جانے پر بھی اُدھا ہی رہا۔ راجہ نے اپنے اُمراء و وزراء حتیٰ کہ اپنی رعایا کے سیکھ ساہوکاروں سے اور مہریں منگوائیں۔ مگر پیالہ نہ بھرتا تھا اور نہ بھرا۔ آخر راجہ نے بھکشو سے پوچھا کہ یہ پیالہ کس دھات یا کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ بھکشو نے بتایا کہ یہ پیالہ انسانی کھوپڑی کا ہے جو بے بہاد دولت پالینے پر بھی نہیں بھرتا۔

پس واستوک شانتی کو پراپت کرنے کے لئے انسانی کھوپڑی میں تیاگ یا کم از کم صبر اور سنتوکھ کی بھاوناکا ہونا از حد ضروری ہے۔ تیاگ کا مطلب یہ نہیں کہ اوشیہ ہی ہمیں تارک الدنیا ہو کر سنسار کی سب چیزیں چھوڑ کر جنگل میں چلے جانا چاہیے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی کم از کم ضروریات زندگی میں ہنسی خوشی نہ زیادہ کریں۔ جیسے کسی ہندی کوئی نے کہا ہے کہ

سائیں اتنا دیکھو جا میں کٹبھہ سماٹے میں بھی بھوکا نہ رہوں، اتھھی نہ بھوکا جائے

The man who is contented with what he has,
enjoys a real peace of mind.

شیخ سعدی اپنے من کی اوستھا کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں، کہ مھلسی اور تنگ دامانی کا ایک موقع پر یہ حال تھا کہ مجھے پاؤں میں پہننے کے لئے جو تاتا تک میسر نہ تھا۔ لہذا اپنی قیمت کو کوستا ہوا کسی طرف کو جا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ اُسے خداوند کریم! تو نے مجھے عالم تو اتنا بتا دیا۔ لیکن ساتھ ہی غریب اتنی دے دی کہ پاؤں کو جو تاتا تک نصیب نہیں! شیخ صاحب کچھ اور آگے گئے۔ تو ایک

ایک ہی ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل زمین پر لڑھکتا چلا آ رہا تھا۔ کیونکہ اس کے دونوں پاؤں ہی نہیں تھے اسے دیکھ کر شیخ صاحب کا سب کچھ جاتا رہا اور خدا کا شکر بجالائے کہ اسے پروردگار عالم! میں تیرا بڑا مشکور ہوں کہ مجھ کو جانتا نہیں تو کیا مضائقہ ہے۔ تو نے مجھے پاؤں تو دیئے ہیں۔ اس غریب کے پاس تو پاؤں بھی نہیں!

ایک دفعہ ایک پہنچے ہوئے ہاتھ نے اپنی ایک پتلی سیوک اور مشروہا لو استری سے کہا کہ دیوی! ابھی ابھی چند سیکنڈوں کا یہ ایک ایسا شہد مہورت ہے کہ جو وردان مانگو گی، مل جائے گا۔ استری نے یہ وردان مانگا کہ مہاراج! میری اولاد میری آنکھوں کے سامنے رہے! ارتقا میری موت سے پہلے میرا کوئی لڑکا یا لڑکی مجھے داغ مفارقت نہ دے جائے! وہ مہورت گزر گیا۔ بعد میں مہاتما جی نے فرمایا۔ دیوی! تمہیں لا بعد انگ وردان مانگنا نہیں آیا۔ دنیا میں مانگنے والی سب سے بڑی نعمت موت کی شانتی ہوتی ہے۔ جیسے ہاتھی کے پاؤں میں سب کے پاؤں آ جاتے ہیں۔ ایسے ہی من کی شانتی مل جانے پر منش کا ہر طرح کا کلیان ہو جاتا ہے۔

راضی برہنہ رہتا بھی من کی شانتی کا بہت بڑا سادھن ہے۔ ہمارے من کو اشانتی اُس وقت بھی ہوتی ہے۔ جبکہ ہم ہر کام اپنی مرضی کے مطابق نہیں پاتے۔ پر ماما سب سے بڑا منصف ہے جس نے بیسے کرم کئے ہیں یا جس کا جو حق ہے، وہ اُسے ہر حالت میں ملتا ہے۔ پھر گلے گزاریاں تو اس واحد لاشریک کی منصف مزاجی سے منکر ہونا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہمیں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے۔ لیکن ایک آدھ چیز کی کمی رہ جاتی ہے تو عام منش اتنا ناشکر ہے کہ اُس ایک معمولی سی کمی کے سبب ہمیشہ اپنی قسمت بلکہ پر ماما کو بھی گوسنے سے باز نہیں رہتا۔ منش کی اس اوسختیا میں گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں :-

دس وستو لے پاچھے پاوے :- ایک وست کارن بکھوٹ کو اوے

ایک بھی نہ دے دس بھی ہر لے :- تو موڑا کہو کیا کرے ؟

گورو صاحب اشانت من والے پرانی کو سمجھاتے ہیں کہ پر ماما سے دس نعمتیں پر اپت کر کے تو لے اپنے قبضہ میں کر لی ہیں، اور ایک چیز جو نہیں ملی۔ اس کے لئے بے چین ہو کر طعنے دے رہا ہے۔ اگر وہ بے نیاز پر ماما تیری نیت کے مطابق جیسے کوئی سے والا سلوک کرے۔ اور تجھ سے وہ دس نعمتیں بھی چھین لے، اور جس ایک کی کمی کے لئے تو چیخ و پکار کر رہا ہے، وہ بھی نہ دے۔ تو پھر تو اُس کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اس لئے اُسے انسان تجھے ایسا بننا چاہیے :-

راضی ہیں ہم اسی میں، جس میں تیری رضا ہے — یا

تیرا بھانا بیٹھا لاگے، نام پڑا تھ ناناگ مانگے

ایک اونکار سمیت گورو پر ساد

شری گورو تیغ بہادر

مظلوموں کی ریشیت و پناہ
بھارت کا نصیب چمکا ہے
محتاجوں کے دکھ دور کئے
اب کس کی کمی اب کیسی کمی
کشمیر کے پیڑت کہتے ہیں
یہ لے کر جام شہادت کو
کیوں کالی رات کے پردوں میں
نانک کی تجلی کو لے کر

گورو تیغ بہادر آیا ہے
اب دھرم کی چادر آیا ہے
سب رنج و الم کافور کئے
جب کان جواہر آیا ہے
کچھ فکر نہیں کچھ رنج نہیں
عقبے کا رہبر آیا ہے
بیمار قصہ مجبور ہے اب
جب نہر منور آیا ہے

نویں پادشاہی شری گورو تیغ بہادر جی نہاراج سمت ۱۶۷۸ بکری میں ماتا نانکی جی کے بطن سے پرگٹ ہوئے۔ یہ شری گورو ہر گوبند صاحب کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ ان کا اوتار ملک میں اُس سے ہوا۔ جبکہ ہندو جاتی اور ویدک دھرم پر سخت اتیاچار ہو رہے تھے اور ان کو بالکل نیست و نابود کرنے کا پورا پورا تین کیا جا رہا تھا۔ اورنگ زیب کے ظلم و ستم سے تمام بھارت کیا ٹیمان ہو رہا تھا۔ اسلام کی تلوار اس طرح چمکتی تھی کہ گویا قیامت کا دن آگیا ہے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب سختی حد سے زیادہ کی جاتی ہے۔ تو اس کو برداشت کرنے کے لئے بھی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ”ہندو“ بھی اپنے دھرم پر بلیدان ہونے کے لئے سر بکھٹ ہو چکے تھے۔ انہوں نے ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ لیکن اپنے پیارے ویدک دھرم کو چھوڑنا قبول نہ کیا۔ اس کماری سے لے کر ہمالیہ کی چوٹی تک کھرام چم گیا کشمیر دیش سے بھاگ کر ہزاروں ہندو آئند پوریں پہنچے، اور گورو صاحب کے قدموں میں فریادی ہوئے۔

”دھرم رکھشک! اکبر پاندھے! امت گورو دیو!!! تمام دیش میں جو ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ تمام کشمیر دیش زبردستی مسلمان بنایا جا رہا ہے۔ جو آفت آج آئی ہوئی ہے۔ وہ کبھی نہیں دیکھی تھی۔ کوئی رو رو کر کہتا تھا کہ میرے بھائی کو زبردستی مسلمان بنالیا گیا ہے۔ میں غوت کے مار سے دیش چھوڑ کر بھاگ آیا ہوں۔ دوسرا کہتا تھا کہ میرا بیٹا مسلمان کر لیا گیا ہے۔ میں اپنے دھرم کو بچانے کے لئے یہاں چلا آیا ہوں تیسرا اپنی مصیبت کی داستان سناتا تھا۔ غرضیکہ سب سے اپنی اپنی مصیبت کی دردناک کہانیاں سنائیں۔ گویا چاروں طرف سے رونے اور چلانے کی آواز آ رہی تھی۔“

گورو صاحب اس جانکاہ نظارہ کو سہن نہ کر سکے، اور فرمایا کہ یہ شریر رہے یا نہ، میں گو، برہمن اور مظلوم ہندوؤں کی رکھشا کروں گا اور ظلم کی جڑ کو کاٹ کر دم لوں گا۔ اُسے برہمن دیوتاؤں، دھرم کی رکھشا کے لئے اپنے پرانوں تک کی آہوتی دینے کے لئے میں ہر پرکار سے تیار ہوں۔ آپ لوگ دلی جاؤ، اور بادشاہ سے کہو، کہ اے بادشاہ سلامت! ہمیں خواہ مخواہ کیوں تنگ کرتے ہو۔ اگر ہمارے گورو تیغ بہادر کو مسلمان کر لو، تو تمام ہندو خود بخود ہی مسلمان ہو جاویں گے۔“

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ برہمن لوگ دلی گئے، اور بادشاہ سے درخواست کی۔ بادشاہ نے گورو صاحب کو دلی بلا بھیجا۔ گورو صاحب جانتے تھے کہ سنسار سے کو تاج کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اس لئے گورو کو بند سنگھ کو تمام بائیں سمجھا کر اور گورو گدتی پر بٹھا کر ۱۳ سالہ سنسار کے دن خاص خاص شاگردوں کو ساتھ لے کر دلی چلے گئے۔ اور کئی آدمیوں کو بھیجیں بدل کر دلی میں رہنے کی اجازت دی، اور کہا جو کارروائی بادشاہ کی طرف سے ہو۔ اس کی خبر گورو کو بند سنگھ کو پہنچاتے رہنا۔

گورو صاحب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اور نگ زیب نے پہلے بڑی عزت اور نرمی سے درخواست کی کہ مسلمان مذہب ہندو مذہب سے بدزہا بہتر ہے، اور اس کو قبول کرنے سے تمہاری نجات ہوگی۔ آپ دین اسلام کو قبول کر لیں۔ تمام مسلمان آپ کے پیروکار بن جاویں گے، اور ساری سلطنت میں آپ کی تعلیم دی جائے گی۔ اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا انتظام کیا جاوے گا۔ جب بادشاہ اپنی تقریر کو ختم کر چکا۔ تو گورو صاحب نے فرمایا:-

”اے بادشاہ سلامت! ہندو دھرم کوئی مذہب نہیں بلکہ یہ ریشیوں کا بتایا ہوا وہ راستہ ہے۔ جس پر چلنے سے سب کو سکھ اور شانتی میسر ہوتی ہے۔ یہ سب سے پہلا صحیح اور مکمل مارگ ہے۔ جس سچائی کا اعلان اسلام کرتا ہے۔ وہ ویدوں میں پہلے ہی موجود ہے۔ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بھی ہندو دھرم میں کوئی خامی نہیں لیکن جس اسلام کو قبول کرنے کی آپ مجھے دعوت دیتے ہیں، اُس کے معتقدوں نے قدیمی تہذیب و تمدن کی دیوار کو ملیا میٹ کر دیا ہے اور خدا کی بے گناہ مخلوق کو ہزاروں قسم کی ناجائز و جاہلانہ کارروائیوں سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ مکانات جلانے گئے ہیں، مندر مساد کئے گئے ہیں، شہر اور قصبے ٹوٹے گئے ہیں۔ کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں آدمی قتل کئے گئے ہیں۔ بے گناہوں کی عورتیں اور لڑکیاں جبراً چھین لی گئی ہیں۔ مرد اور لڑکے غلام بنا کر مولشیوں کی طرح فروخت ہو رہے ہیں، اور کئی بے دردی سے تہ تیغ کئے جا رہے ہیں۔ دنیا میں مذہب کی شکل میں جو اودھم آپ نے اسلام کے نام پر مچا رکھا ہے۔ اگر آپ کا یہی اسلام ہے، تو میں اس کو ہرگز ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔“

جب یہ الفاظ گورو صاحب کی زبان سے اور نگ زیب نے سنے، تو وہ شاہی گھمنڈ میں آکر آپ سے باہر ہو گیا، اور سخت غصہ میں آکر کہنے لگا کہ ”تمہیں چند دن مہلت دی جاتی ہے۔ اگر تم نے اسلام کو قبول کر

لیا تو بہتر، ورنہ تمہارا سر قلم کر دیا جاوے گا۔“

گورو صاحب کو تید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ اُن کو اسلام قبول کر لینے کے لئے طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں۔ کئی تکلیفیں اور آذیتیں پہنچائی گئیں۔ سخت شست کہا گیا، کئی دن بھوکا رکھا گیا۔ مگر اُن کے دل میں ذرا بھی خوف کی حالت طاری نہ ہوئی۔ اور وہ رات دن ایشور کے دھیان میں مگن رہنے لگے۔ اُس وقت جو بانی اُن کے انوکھو سے نکلی۔ وہ بہت ہی موثر اور دل میں دیراگ پیدا کرنے والی ہے۔ ایسی امرت بانی کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:-

بادشاہ کے حکم سے چند دن بعد گورو صاحب کا سر کاٹ دیا گیا۔ گورو صاحب کی موت سے تمام ملک میں ہلچل مچ گئی۔ اور ہندوؤں کا خون مارے جوش کے ابلنے لگا، اور گورو کو بند سنگھ جی کی زیر سرکردگی انہوں نے مغلیہ خاندان کی جڑیں اکھیر ڈالیں اور ظلم و ستم کا خنفا کر دیا۔

شبد نانویں محل

کہہ نانک ہر بھج منا جہ بدھ بھل کو بین
کہہ نانک ہر بھج منا پڑے نہ جم کی بھاس
کہہ نانک ہر بھج منا او دھ جات آہیت
کہہ نانک تر باورے کیوں نہ بھیجے بھگوان
ان میں کچھ سنگی نہیں نانک ساچی جان
کہہ نانک تہہ جانئے سدا بہت تم ساتھ
کہہ نانک تہا ورے اب کیوں دولت دین
کہہ نانک سن رے منا سمرت کا ہے نہ رام
کہہ نانک سن رے منا تہہ سمرت گت ہوئے
کہہ نانک سن رے منا او دھ گھٹ ہے نیت
جہ تے اچھو نانکالین تاو میں مان !
کہہ نانک تہہ بھج منا جھو بندہ اترہ پار
کہہ نانک سن رے منا سو مورت بھگوان
کہہ نانک سن رے منا مکت تاو تے جان
کہہ نانک سن رے منا مکت تاو تے جان
کہہ نانک سن رے منا گیا فی تاو بیکھان

گن گو بند کا یو نہیں جنم اکارتھ کین
بکھشن سٹیوں کا ہے رچو نہ بکھ نہ بکھ
تر نا پو اٹو ہی کیٹو لیو جراتن جیت
برودھ بھو سو جھے نہیں کال پو جھو آن
دھن دارا سنیپت سگل جن اپنی کرمان
پقت ادھارن یے سرن ہرانا تھ کے نا تھ
تن دھن جہ تو کو دھو جاسو نیہہ نہ کین
تن دھن سچے شکھ زیتو ار جہہ نیکے دھام
سب سکھ داتا رام ہے دوسرا نا تھ کوئے
جہہ سمرت گت پائی اسے تہہ بھج رے تے میت
پانچ تت کو تن رچو جانو چتر سحجان
گھٹ گھٹ میں ہر جو بے ستن کیٹو پکار
سکھ دکھ جہہ پرست نہیں کو دھ مود ا بھمان
امت بندیا تاو جہہ کتچن لوہ سمان
ہر کھ سوگ جا کے نہیں بیربی میت سمان
بھنے کا ہو کو میت نہہ نہہ بھے مات آں

چہہ بکھیا سگلی سچی لیو بھیکھ ہیراگ
 چہہ مایا ممتا سچی سبھ تے بھینو ادا اس
 چہہ پرانی ہوئے سچی کر تا رام بچھان !
 بھے ناسن درمت ہرن کل میں ہر کو نام
 چھیہاگن کو بند بھجہ کرن سنبھ ہر نام
 جو پرانی ممتا سچے لوبھ موہ اہنکار !
 جیوں سپنا اریکھنا ایسے جگ کو جان !
 نس دن مایا کارنے پرانی دولت نیت
 جیسے جل تے بد بُدا اچھے پنسے نیت
 پرانی کچھ نہ چیتئی نہ مایا کے اندھ
 جو سکھ کو چاہے سدا سرن رام کی لے
 مایا کارن دھاؤ ہی تھو کہ لوگ احبان
 جو پرانی نس دن بھجے روپ رام تہہ جان
 من مایا مے چھد رہیو پسریو گو بند نام
 پرانی رام نہ چیتئی نہ مایا کے اندھ
 سکھ مے ہو سگلی بھسے دکھ میں سفک کوہ
 جنم جنم بھرمت پھر تھو مٹیو نہ جم کو تر اس
 جتن بہت مے کر رہیو مٹیو نہ من کو مان
 بال جوانی ابر بدھ پھن تین اوستھا جان
 کرن بہت سو نہ کیڈ پر ہیو لوبھ کے پھند
 من مایا مے رم رہیو نکست ناہن بہت
 نہ جاپت کچھ اور اورے کی اورے بھئی
 جتن بہت سکھ کے کئے دکھ کو کیڈ نہ کوہ
 جگت بھکاری پھرت ہے سبھ کو دانا رام
 گرب کرت ہے دیہہ کو پنسے جھن مے نیت
 چہہ گھٹ سبرن رام کو سو نہ مکتا جان
 ایک بھگت بھگوان چہہ پرانی کے ناہن

کہہ نانک من رے مناتہہ نہ ماتھ بھاگ
 کہہ نانک من رے مناتہہ گھٹ برہم توں
 کہہ نانک وہ مکت نہ ایہ من ساچی مان
 نس دن جو نانک بھجے پھل ہوو تہہ کام
 کہہ نانک من رے منا پرہ نہ جم کئے ہمام
 کہہ نانک اپن ترے اورن لیت ادھار
 ان مے کچھ سگلی نہیں نانک بن بھگوان
 کوٹن مے نانک کوہ نارائن چہہ چیت
 جگ رچنا تیسے رچی کہہ نانک من بہت
 کہہ نانک بن ہر بھجن پرت تانہہ جم پھند
 کہہ نانک من رے منا در بھد مانکھ دیہہ
 کہہ نانک بن ہر بھجن بدھنا جنم سران
 ہر جن ہر انتر نہیں نانک ساچی مان
 کہہ نانک بن ہر بھجن جیوں کو نہہ کام !
 کہہ نانک ہر بھجن بن پرت تاہ جم پھند
 کہہ نانک ہر بھج منا انت سہائی ہوہ
 کہہ نانک ہر بھج منا نہہ پادہ باس
 درمت سہنیو نانک چھد یو را کھ لہو بھگوان
 کہہ نانک ہر بھجن بن برہما سبھ ہی مان
 نانک سمیو رم گیتو آب کیوں روت اندھ
 نانک صورت جتر جیوں چھاؤت ناہن بھیت
 چتوت رہیو ٹھگور نانک بھاسی گل پڑی
 کہہ نانک من رے منا ہر بھاسے سو ہوہ
 کہہ نانک من سمر تہہ پورن ہودے کام
 چہہ پرانی ہر جن کیتو نانک تہہ جگ جیت
 تہہ نہ ہر انتر نہیں نانک ساچی مان
 جیسے سو کر سو آن نانک مانو تاہ تن

سوامی کو گرہ چو سدا سواں تخت نہیں تیر
تیر تھ برت ار دان کر من میں دھڑے گمان
سر کنیو پاک ڈگ مکے نہیں جوت تے ہین
’ج‘ کر دیکھو جگت مے کو کا ہو کو تاہ
جگ زچنا سمجھ جھوٹ ہے جان لیو لے بہت
رام گیسو راون گیسو جا کو بھسہ پروار
چنتا تا کی کیجئے جو ان ہونی ہوئے
جو اہ بچو سو نہیں ہے پرو کج کے کال
بل چھٹیکیند بندھن پرے کھو نہ ہوت اپار
بل ہوا بندھن چھٹے سنجھ کچھ ہوت اپار
سنگ کھا سنجھ جگے کو نہ بھیسو سا تھ
نام رہیو سا دھو رہیو گورو گوہند
رام نام ارنے گھیسو جا کے تم نہیں کوہ

نانک او بدھ ہر بھجہ اک من ہو ایک چت
نانک نہ پھیل جات تہہ جیو گنج ایشان
کہہ نانک ایہہ بدھ بھئی تیو نہ ہر دس لین
نانک بھر ہر بھگت ہے تہہ راگھو من ماہ
کہہ نانک بھر نار ہے جیو بالو کی بھیت
کہہ نانک بھر کچھ نہیں پیئے جیو کسار
ایہہ مارگ سنسار کو نانک بھر نہیں کوئے
نانک ہر گن گام لے چھاڈ سگل جنجال
کہہ نانک اب اوشا ہر گج پیو ہوہ سہا
نانک بھ کچھ ترے ہاتھ نے تم ہی ہوت ہمار
کہہ نانک ایہ بیت میں ٹیک ایک رکھنا تھ
کہہ نانک اہ جگت میں کن جیو گر منت
جیہہ سمرت سنگٹ بیٹے دس تہار دہوہ

انجمن درویشاں

مرسلہ شری لکشمی چند گرو در۔ شاہد۔ نئی دلی

ہر ذرہ میں اب ہم کو مولا نظر آتا ہے !
اپو اپنے پکھ کی سب کوئی راکت ٹیک
پانی بھرن پنہاریاں رنگو رنگ گھڑے
نا خدا چھوڑ کر جن کو خدا پر ہے نگاہ
مال و زر ہوتا تو یہ راحت کہاں ہوتی نصیب

ہر گوشہ میں ہمیں یارو کعبہ نظر آتا ہے
رجب نشانہ ایک ہے تیر انداز انیک
بھریا اُس دا جانڑ پیئے جس دا توڑ پڑھے
دیکھ لو محفوظ کشتی اُن کی طوفانی میں ہے
سو رہے اور گھر کا دروازہ کھلا رہتے دیا

بحر ہستی میں نہ کمر ایام پیری کا لال
لوگ خوش ہوتے ہیں کشتی قرب ساحل دیکھ

مہاتما بدھ

دھرم کرو۔ دھرم کا سکہ بھونکو۔ دھرم کی دند مچاؤ۔

اوائل زندگی

چھ سو سال قبل از مسیح کوہ ہمالیہ کے دامن میں بجناب علاقہ نیپال دریاٹے بان گنگا کے کنارے ایک شہر کپیل وستو نامی آباد تھا۔ اس جگہ سورج بھسی خاندان کے راجہ اکشوا کو کی نسل سے ایک خاندان شاکیہ کا ایک دھرماتما راجہ شد و دھن حکمران تھا۔ اس راجہ کی دو رانیاں تھیں۔ بڑی مہامایا اور چھوٹی ہرجاوتی یا گومتی۔ رعایا فارغ البال تھی۔ ریاست میں سب جگہ امن و امان تھا۔ کسرتھی تو صرف ایک۔ وہ تھی راج محل میں کسی ننھے بچے کی عدم موجودگی۔ راجہ اور رانیاں ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے۔ لیکن اسے فضل کرتے نہیں لگتی بار بار نہ ہو اس سے پالوس امیدوار

ایسور کی کرپا سے رانی مہامایا کے پتالیش برس کی عمر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ مگر مہاتما بدھ کی پیدائش کے ساتویں روز مہامایا رانی کوچ کر گئیں۔ اس طرح سے راج کنور سدا تھ نے اپنی چھوٹی ماما یعنی مہارانی گومتی کی گود میں پرورش پانی شروع کی۔ مہاراج شد و دھن نے چوتھوں سے شہزادہ سدا تھ کا مستقبل دریافت کیا۔ تو نامی چوتھوں نے فرمایا: ”کہ راجا ایک عالم فقیر ہو گا۔“ راجہ نے سوال کیا کہ ”میرا فرزند دنیائے فانی کے کس کس نظر اور کو دیکھ کر گھبرا پڑے گا۔“ دنیائے اہل دنیا کی محبت سے منہ موڑے گا۔ یہ سنہوں نے کہا۔ ”اگر وہ نہ بخت و لوڑھا (۲) بیمار (۳) ایک مردہ کی لاش (۴) ایک تارک دنیا فقیر“ چنانچہ راجہ نے احکام جاری کر دیے کہ ہماری سلطنت کے ایک ایک کوس کے فاصلے پر مذکورہ بالا قسم کے مناظر دکھائی نہ دیئے جائیں۔ لیکن وہی ہوتا ہے کہ جو منظور خدا ہوتا ہے

راجا کو شروع سے ہی عیش و آرام کی زندگی سے ایک گونہ نفرت تھی۔ وہ اس دنیا سے افسوس دنیا والوں سے نرالا تھا۔ اس کی شانت آنکھیں کسی گہری سوچ میں کھوئی سی رہتی تھیں۔ وہ دنیا کی ہر ادا سے بے خبر رہنے لگا

راجا کو علم و فنون مروجہ وقت کے ساتھ چٹھہ و دیاشیں پڑھیں۔ جن میں یونانی اور پرانی ترکی زبان بھی شامل ہیں۔ جوں جوں شہزادہ عمر اور علم و عقل میں ترقی کرتا گیا۔ غور و فکر اور سوچ و بچار کا مادہ بھی یاد ہوتا گیا۔ دنیا کے شور و غل کو خلوت پر ترجیح دیتا تھا۔

گر مہست اشرم :- جب راجا کو نے عشق و شباب میں قدم رکھا۔ اس کا میلان طبع دیا۔ دھرم پر اپکار

اور گیان دھیان کی طرف زیادہ پایا گیا۔ کاروبار دنیوی اور انمواف سلسلہ میں کم توجہی، بے پرواہی بلکہ ایک قسم کی نفرت اس کی حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتی۔ تو راجہ شد و دھن نہایت متفکر ہوا۔ کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ اس کا بیٹا مہاراج ادھیراج ہو پس اس نے سدھار تھ کے دل میں دنیوی عیش اور جسمانی لذات و آرام کے لئے پوری جگہ بناتے کے لئے شادی کی تجویز کی۔ اور بڑے شاکستہ سے بہاغت نیک راجہ کار سدھار تھ کی شادی راجہ کاری گوپا جو کہ دھرماتما راجہ دند پانی کی لڑکی تھی سے ہو گئی۔ راجہ شد و دھن نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کو آرام طلب، عیاش، سیر و تفریح میں مائل رکھنے کی تدابیر سوچنا۔ ہر وقت راجہ اور ارکان دولت کا کام تھا۔ اس مطلب کے لئے تین عیش محل تیار کروائے گئے۔ ان میں ہر قسم کا سامان عیش بھیا کیا گیا۔ رانی بھی بیتی برتا، وفا شعار، خدمت گزار حسین مہ جبین۔ لیکن اس کا دل ہر وقت اسی فکر میں رہتا تھا۔ کہ یہ تمام کاٹھا بے ثبات اور نقش بر آب ہے جو کچھ انتہائے فطر اور امکان بشر کے اندر ہے۔ سب خواب و خیال ہے۔ وہ شہزادگی کے تمام فرائض بجا لاتا ہوا ہر شخص سے اس کی لیاقت اور حیثیت کے مطابق نیک سلوک اور شیریں کلامی سے پیش آتا تھا۔ اور ہرگز کسی جاندار کے آزار کا روادار نہ تھا۔ قدرت اندر اندر ہی راجہ کا پر اپنا کام کر رہی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ تنہائی پسند رہنے لگا۔ اور خیالات کی دُنیا میں کھویا رہتا۔ وہ عیش و آرام کی زندگی سے بہت جلد اکتا گیا۔

ایک دن شہزادہ رتھ پر سوار ہو کر جنگل کی سیر کو چلا۔ راجہ شد و دھن نے بڑی احتیاط سے کام لیا تھا کہ راجہ کار کوئی دردناک نظارہ نہ دیکھ سکے۔ مگر قسمت نے راجہ کی کوششوں پر ہنس دیا۔ راستہ میں ایک پیر ناتواں کو دیکھا۔ کہ نہایت نحیف و زار سخت تکلیف اٹھاتا ہوا قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا اور لڑکھڑاتا ہے۔ راجہ کار کے لئے یہ نظارہ ناقابل برداشت تھا۔ اس کے بال کھڑے ہو گئے۔ ٹٹھکی بندھ گئی، جسم فقرا گیا۔ رتھوان کو باوازیلند کہا۔ ”چتا۔ یہ کون ہے؟“

”مہاراج! یہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ عقل و حواس ٹھکانے نہیں رہے۔ ہر طرح کمزور، کام کاج کے ناقابل بے چارہ، بے یار و مددگار ہے۔ موت کے انتظار میں حیات مستعار کے باقی ایام نہایت خراب حالت میں گذارتا ہے۔“

”کیا یہ بڑھا پا اس کی خاندانی خاصیت ہے۔ یا کہ ہر ایک شخص کے لئے اس حالت سے گذرنا ضروری ہے؟“

”مہاراج بڑھا پا سب کے لئے ضروری ہے۔ کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ پختہ انسان کبھی ایک دودھ پیتا بچہ تھا۔ اس کے بعد گلاب کے رخساروں والا ایک خوبصورت لڑکا مایہ ایک نوجوان۔ نہایت خوبصورت اور تنومند۔ مگر اب بڑھا پنے اسے بے بس کر دیا ہے۔ اب یہ بیماریوں، خستہ حالی، مفلسی اور مختلف کالیف کا شکار ہے۔ مہاراج! یہ جوانی کا انجام ہے۔“

”کیا یہی حالت میرے بزرگ و برتر پتاجی کی بھی ہوگی؟“

"جی شری مہاراج"

"میری خوبصورت استری کا کیا یہی حشر ہوگا؟"

"ہاں مہاراج"

"اور پھر میرا بھی؟"

اب کے رتھوان خاموش ہو گیا۔ "رٹھ کو واپس پھیر دو" راجگماں چلا یا۔ میں عیش و آرام نہیں چاہتا۔ میں نے جان لیا ہے۔ جو کچھ میں چاہتا تھا۔"

پتانے پتر کی توجہ کو پھیرنے کے لئے بہت جتن کئے۔ مگر بے سود۔
مرض بڑھتا گیا، بھوں بھوں دوا کی

ایک دفعہ پھر وہ شاہی باغ کی سیر کو نکلا۔ راستے میں اس نے ایک بیمار کو دیکھا۔ جو دردوں کی تکلیف سے ڈھال ہو رہا تھا، جسم سوجھ کر کاٹا ہو گیا تھا۔ چہرے کا اُھلیہ ایسا بگڑا تھا کہ دیکھنے سے انسان خوفزدہ ہو جاوے۔ بدن پر سے کمزوری کی وجہ سے مکھیاں اڑانا دشوار تھا۔ راجگماں نے رتھوان سے دریافت کیا۔ "اس انسان کو کیا تکلیف ہے؟"

"مہاراج! یہ ایک بیمار انسان ہے اور اب کوئی دم کا مہمبان ہے۔ صحت اسے جواب دے گئی ہے۔ نہ کوئی یار و مددگار ہے، اور نہ پرسان حال۔"

مہاراج سدا رتھ نے اپنے آپ پر سوال کیا۔ کیا اس مرحلہ سے بھی انسان کو گذرنا پڑتا ہے؟ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور کہا۔ "اوفانی انسان! پیدائش سے اب تک مختلف لذات حیوانی میں بھنسا رہا۔ جس کا یہ انجام ہے۔ اب اس نے نجات حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا۔ کہ "میں جہالت کی تاریکی میں آقا پر حقیقت کو دلوں کے آسمانوں میں جلوہ گر کروں گا۔ لیکن تمام عالم کے دکھ دور کرنے کے لئے اپنی زندگی دے دوں گا۔ اس زمین پر لاکھوں انسان نہایت تکلیف اور خستہ حالی میں ہیں۔ ان کی مصیبت اور تباہی پر غور کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ لیکن اب دنیوی عیش و عشرت میں زیادہ دیر تک غافل نہیں رہ سکتا۔ لذات فانی کی خواہش ہرگز مجھ کو نہیں رہی۔"

تیسرے روز شیر کو جاتے ہوئے راستے میں ایک مردہ پر نظر پڑی۔ جس کے خلیش و اقارب، لہ فریاد اُٹھ کر یہ فزادہ کیڑہ ہے فقہ، سخت غم و اہم سے ماتم کئے ہوئے جنازہ کو مرگھٹ کی طرف لے جا رہے تھے۔ راجگماں نے پوچھا۔ "جنا۔ یہ لوگ کیوں اس طرح سے رو رہے ہیں؟"

جنا نے کہا۔ "شری مہاراج جی۔ یہ انسان جو مر گیا ہے۔ اپنے تمام خلیش و اقارب، ماتا پتا، عورت بچوں اور تمام دوستوں اور رشتہ داروں سے ہجرت دوائی کر گیا ہے۔ اب نہ کوئی عزیز اس سے ملاقات کر سکے گا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی بات چیت۔"

سداھار تھ نے ایک آہ سرد بھری اور دل ہی دل میں کہا کہ ”جوانی اور صحت اور ناپائیدار زندگی اور تمام دھن و دولت پر کیا اعتبار جس کی کوئی صورت بجائے خود قائم رہنے والی نہیں۔ کیا ہی لیے سمجھ ہیں وہ لوگ جو اس دار فانی کی عارضی اور جھوٹی خوشیوں پر گردیدہ ہو رہے ہیں۔ اُت کیا ہی درد انگیز نظارہ ہے۔ زندگی کا پھر وہ ہی کیا۔ آج بڑھاپا، کل بیماری اور پھر چلنے کی تیاری۔“

انہی دلوں میں سداھار تھ کے ہاں پر ماتما نے چاند سے مکھڑے والا ایک لڑکا دیا۔ مگر اُسے اس کی کوئی خوشی نہ ہوئی۔ بلکہ دنیا کی طرف سے اور بھی نفرت بڑھ گئی۔ کیونکہ اس نے ایسا محسوس کیا کہ دنیا وی تعلق کی ایک اور صورت پیدا ہو گئی ہے۔

اس کے چند ایام بعد شہر کے ایک دروازہ پر اُس نے ایک فقیر دیکھا۔ جس کے چہرے پر جلال پرستا تھا۔ اس کی شکل و صورت سے بے پردا ہی، حرص و ہوا کا ترک۔ عیش و آرام سے سرد مہری، لویہ دلاچ سے نفرت۔ دنیا اور دنیا والوں سے مُنہ موڑنا ہویدا تھا۔ بہت دنوں کے بعد راجنکار کے دل کی کلی کھل گئی۔ اُس نے عہد کیا۔ کہ اب خود بھی درویشانہ زندگی بسر کروں گا۔ لوگوں کو بھی اسی طریقے کی تعلیم دوں گا۔ ملک میں جو قبا حقیں اور بدعتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ جیت تک میں اپنا دل اور زندگی اُن کے دُور کرنے میں وقف نہ کروں گا، کامیابی غیر ممکن ہے۔ دنیا میں رہ کر فرائض انسانی بے شک سرانجام دیئے جاسکتے ہیں لیکن صداقت۔ راستبازی اور اعلیٰ درجے کے روحانی مراتب سے گھرے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر نہیں لایا جاسکتا۔ جب تک میں اپنے پیارے باپ، عزیز و فرزند، پیاری بیوی، جملہ دولت و حکومت کے بھینٹوں سے آزاد و بے فکر ہو کر گھر سے باہر نہ جاؤں گا۔ اعلیٰ مقاصد زندگی کا سرانجام محال ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے۔“

ترک دنیا

چنانچہ ایک رات جبکہ ہاتھ کو ہاتھ سو جھائی نہیں دیتا تھا۔ اس نے بیوی، بچے، اس چار دیواری پر جہاں اس نے بچپن سے اب تک عیش و آرام کی زندگی بسر کی تھی۔ نگاہ ڈالی اور خیر باد کہا۔ جدائی کا نظارہ بہت دردناک تھا۔ اس کی استری اپنے بچے کے ساتھ خواب غفلت میں مدہوش تھی۔ اس نے اُن کی طرف دیکھا۔ اس سے تین دفعہ کوشش کی کہ اپنے پیارے بچے کو آخری پیار کر سکے۔ مگر نہیں، وہ بیت کی طرح کھڑا کھڑا رہ گیا۔ اُلٹا ہوا ہاتھ تین مرتبہ نیچے اُگیا۔ ”ایسا نہ ہو کہ وہ جاگ اُٹھے، اور گلے کا ہار ہو جائے۔ اور پھر منزل مقصود تک رسوائی دشوار ہو جائے۔ یہ کہا، دل کو کڑا کیا۔ اور دنیاوی محبت کی بیخ و بنیاد کو دل سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اس وقت سداھار تھ کی عمر صرف اسیس برس کی تھی۔

سچائی کی تلاش

کئی برس تک جنگلوں اور پہاڑوں پر سچائی کی تلاش میں مارا مارا پھرا۔ بڑے بڑے وِردان براہمنوں سے

شاستر پڑھے اور بحث مباحثہ کیا۔ نگران کی خشک اور گہری فلاسفیاں مثلاً شانتی آتما کی خاک بھی نشی نہ کر سکیں۔ کئی قسم کے کھٹن اور جسم کو تکلیف دہ تپ کئے۔ مگر سب بے سود۔ آخر تنگ آکر اس نے اس خیال کو چھوڑ دیا۔ گیتا میں ایک بڑے بڑے درخت کے نیچے زندگی کے سوال پر وچار کرنا شروع کیا۔ اس جگہ اس نے استفراق اور محویت کے میدان میں قدم رکھا، تو درجہ بے خودی میں قائم ہوا۔ جہاں ناظر و نظر و منظور۔ عالم و علم و معلوم میں کوئی تیز و ضعیف نہ رہی۔ جملہ موجودات ظاہر و باطن ایک ذات ہو گئی۔ تمام علوم باطنی اور حقائق روحانی کا غیر محسوس سرچشمہ پایا۔ راحت لازوال حاصل ہوئی۔ غیر محدود عقل کا درجہ حاصل ہوا۔ جو کسی طرح تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا۔ وہ روشنی ہے۔ جسے اکثر مؤرخین بیان کرتے ہیں۔ تمام ماضی، حال و مستقبل اس پر صبح صادق کی طرح روشن ہو گئے۔ دل نے تسکین اور روح نے شانتی حاصل کی۔ روحانی روشنی کا ظہور ہوا۔ ہر قسم کی خواہش، امید، حرص، ہوس، اُلفت و نفرت، غفلت و لاپرواہی کا نور ہو گئے۔ اور ”نروان“ پیدہ ہوا، اور بدھ کا درجہ پایا۔ اس نے یقیناً اب موت پر فتح پائی۔ اب اس نے دنیا کی بھلائی کرنے کی ٹھانی۔ اور یہاں سے بنارس کے نزدیک سارناٹھ پہنچا۔ لوگوں کو اپنا سندیش پہنچانے کے لئے اس نے ایک بڑا ست سنگ چلایا جس کے میرے مشکو کہلاتے تھے۔ یہ لوگ جگہ جگہ پھر کر بدھ مت کا پرچار کرتے تھے۔ مہاتما بدھ کی تعلیم آسان اور عام فہم ہونے کی وجہ سے بہت جلد مقبول عام ہو گئی۔ ساہا سال تک اپنے چیلوں کے ساتھ پرچار کرتا رہا۔ اس کے اپنے خاندان کے بہت سے افراد نے بھی بدھ مت کو قبول کیا۔ اسی سال کی عمر میں بھگوان بدھ نے سریر تیاگا۔ اپنے پیچھے ایک بہت بڑا مت چھوڑ گئے۔ جو کہ ہندوستان کے کونے کونے میں جا پھیلا۔ — بلکہ ہندوستان سے باہر سیلون، برما، سیام، تبت، منگولیا، چین اور جاپان تک بھی جا پہنچا۔

بھگوان بدھ کی تعلیم

میں نفس کشی اور جسمانی ریاضت کو نجات کا وسیلہ نہیں مانتا۔ لذات، محسوسات اور عیش پسندی میں زندگی تمام کرنا بھی معیوب جانتا ہوں۔ یہ دونوں راہیں حیرت، خوف، شک، نوعِ بنوع کے اوہام باطلہ۔ جہالت کے میدانوں میں ٹھوکریں کھانے سے زندگی کے مصائب اور تکلیفات اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ یاد رکھو کہ گپوا لوشی، ناخن اور بال بڑھاتے یا منڈواتے، برہتہ تن پھرنے، بدن پر بھجوت رمانے، برت رکھنے، تیرفہ کرنے، وید خوانی، پنج مہایگ کرنے، پرستش اور بلیید ان کرنے، آتش پرستی وغیرہ وغیرہ سادھن کر کے سے آدمی پاک نہیں ہو سکتا۔ حسد و تعصب، طمع ناچائز، غصہ غرور، خود پسندی، خود ستائی، دغا بازی، خود بینی، مکر و فریب، دروغ گوئی، بے ایمانی، بدینتی وغیرہ صفات قبیحہ سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے۔ روحانی حقائق کے لئے ضروری ہے کہ صرف چار اعلیٰ درجہ کی صداقتوں پر ایمان لایا جاوے۔

۱۔ یہ عالم فانی ہے، رنج اور مصیبتوں سے پر ہے۔ اس میں محو انسان کو موت کے بعد بھی سکھ نہیں ملتا۔ کیونکہ تنازع اور آواگون کا چکر چا دی ہے۔

۲۔ رنج و مصیبت کے اسباب پر غور کرنا۔ معلوم ہوگا کہ لذاتِ دُنیا و عقبے کی خواہش، ظلم و جہالت، ان سب سے کھ پیدا ہوتے ہیں۔

۳۔ دُنیا و عقبے کی لذات اور محسوسات کی خواہش کو چھوڑ دینے، جذباتِ نفسانی کو تابع فرمان کر لینے سے ہر قسم کے دکھ درد اور رنج و الم معدوم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ ”اشٹانگ مارگ“ ہے۔ اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) صحیح علم (۲) صحیح گفتار (۳) صحیح چلن (۴) صحیح ارادہ (۵) صحیح معاش (۶) صحیح کوشش (۷) صحیح خیال اور (۸) صحیح استغراق۔

اشٹانگ مارگ کی روکاؤں

ان کو دس حصوں میں منقسم کیا ہے :- (۱) خودی (۲) حادی برحق کی تعلیم میں شک (۳) فضول لال یعنی رسومات مذہبی و سوشل (۴) شہوتِ نفسانی میں مشغولیت (۵) پست ہمتی اور کوتاہ نظری (۶) حیاتِ مستعار کی محبت، (۷) عالمِ عقبے کی مفروضہ لذات اور زندگی کا عشق (۸) غرور اور خود بینی (۹) کبر و نخوت اور وہم و پندار (۱۰) جہل۔

کہتے ہیں جب جگوان بُدھ کو گیان ہوا، تو جو الفاظ زبانِ مبارک سے برآمد ہوئے۔ وہ یہ تھے۔ ”دھرم کرو، دھرم کا سنکھ چھو، دھرم کی دند مجھاؤ۔“ میکس مولا صاحب جو ایک ماہر سنسکرت انگریز ہوا ہے۔ کہتا ہے۔ ”آج تک دُنیا میں کوئی ایسا مذہب شائع نہیں ہوا جس میں انسانیت اور ہمدردی بُدھ مذہب کی سی پائی جاتی ہو۔“ اس مذہب میں دیگر مذاہب کی عیوب جوئی ممتوع ہے۔

نہیں کچھ اور ہے اُس بن فقط چیتن ہی چیتن ہے
یہ جو کچھ دیکھتے سنتے فقط چیتن ہی چیتن ہے
عدم ہے اور نہ ہستی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے
نہ ہوشیاری نہ نستی ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے
گورو ہے نہ کہ چیلہ ہے سبھی کھیل اُس نے کھیلا ہے
نہ تیرتھ ہے نہ میلہ ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے
نہ وحدت ہے نہ کثرت ہے نہ خلوت ہے نہ جلوت ہے
نہ مندر ہے نہ مسجد ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے
نہ اول ہے نہ آخر ہے نہ باطن ہے نہ ظاہر ہے
نہ غائب ہے نہ حاضر ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے

نہیں کچھ اور ہے اُس بن

غزل

از قلم شری سوامی گوہندانند جی ہاراج

سراے فانی

از: حضرت ترازب صاحب

ادھر سے یارو اٹھاؤ دل کو کہ ہے یہ عالم سراے فانی
کہاں کی دولت کہاں کی حشمت کہاں کا راجہ کہاں کی انی

کہاں کل تاج اور کہاں افسر کہاں تخت اور کہاں کشت
سنے کا بانگ دل کہاں تک کرے گا جنگ جہل کہاں
کیا سکتا رہاں وہ دارا رہا۔ نہ دنیا میں کوئی بچا
کہاں وہ خسرو اور تخت زریں کہاں مسند کہاں قابلیں
نہ زور بازو یہاں دکھاؤ نہ باتیں بڑھ بڑھ کتے سناؤ
بناتے ہو کیوں بڑی عمارت دکھاتے ہو تم کسے مارت
یہاں جو آیا اسے فنا ہے مر گئے اک دن نہیں بچا ہے
کہاں کا غنچہ کہاں کا گل اور کہاں کاریجاں کہاں گنبل
کہاں کا عارض کہاں کا عشوہ کہاں کی حشمت اور کہاں کا غرہ
یتوں کو ناحق کہو نہ کافر ظہور حق کا ہے اُن میں آخر

کہاں کی فوج اور کہاں لشکر کہاں کی شاہی کہاں کی خانی
رکھے گا طولِ عمل کہاں تک کہ چار دن کی ہے زندگانی
اجل نے اک اک کو آپ بچھا ڈالیا نہ رستم کی پہلوانی
کہاں وہ فریادیا شیریں رہی جہاں میں فقط کہانی
نہ روپ سج دھج بہت بناؤ بڑھاپا آیا گئی جوانی
فنائے سب کو کیا ہے غارت کسی کی باقی نہ رہی نشانی
لگاؤ اس سے کہاں روا ہے نہیں جو باتی جاودانی
کہاں کا بیل کہاں کی قمری نہ باغ ہوگا نہ باغبانی
کہاں کھس اور کہاں کا جاوہ نہ دل ہے گانہ دل ستانی
جو حق چھپا ہے تو ہوگا ظاہر اگر ہو مرشد کی مہربانی

وہ نیستی کا مذاق لوٹے جو قید ہستی سے اپنی چھوٹے
ترازب کا دل جو سب سے لوٹے ملے خدا سے بنے وہ گیانی

سوہنگ جاپ

شری ہر کرشن لال - گیتا کالونی - دلی

شنکا ————— سوہنگ کا جاپ کیسے کیا جاتا ہے، اور اس سے کیا لا بھ ہوتا ہے؟
اُتر ————— گوربانی میں ایک شبہ آتا ہے :-

ہے من میریا توں سدا رہو ہر نالے (گوربانی)

من سے نویدین کیا گیا ہے کہ ہے من میرے، تو سدا ہر وقت، ہر حالات میں اور ہر اوستھائیں
ہری پر ماتما کے ساتھ تو اس کر۔ یعنی سنسارک سنگلیوں و کلپوں کا تیاگ کر کے محض پر ماتما کا ہی چنتن کر۔
اب دھار کرنا ہے کہ من کا تو کام ہی کچھ نہ کچھ چنتن کرنا ہے۔ یہ پر کرتی کے شتوگن انش سے پتا ہے۔
اس میں پر کرتی کی تمام شکستیاں موجود ہیں۔ اس کو تو کوئی نہ کوئی آلمین (چنتن کرنے کے لئے سہارا) درکار
ہے۔ یہ بندر کی طرح پچھل ہے۔ جیسے ایک بندر کو ایک ستیمھ (ٹھہرے) کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ اور
وہ کبھی اوپر اور کبھی نیچے چڑھتا اترتا رہتا ہے۔ اسی طرح مہاتما لوگ اس من کو پرانوں کے ساتھ باندھ
دیتے ہیں۔ جب پران اندر جاتا ہے۔ تب سو ”شبہ سنا جاتا ہے۔ اور جب پران باہر نکلتا ہے۔ تب ”ہنگ“
کا شبہ سنائی دیتا ہے۔ اسی کا نام ”سوہنگ“ جاپ ہے۔ جو کہ سو بھاؤں کو ہو رہا ہے۔ ”سو“
شبہ کے معنی ہیں۔ ”وہ“ یعنی پر ماتما۔ اور ”ہنگ“ کے معنی ہیں ”میں“ ویدانت کے نقطہ نگاہ سے یہ
چو پر ماتما کا ہی انش ہے۔ جیسا کہ بھگوان نے گیتا میں ارشاد فرمایا ہے :-

”ममैवांशो जीव लोके जीव भूता सनातना ॥“

چو میرا ہی انش ہے اور سناتن ہے۔

گویا چو اور ایشور میں دراصل کوئی بھید نہیں۔ وہی جیتن دیو سٹرو ویا پاک برہم جپ اپنی مایا شکتی
سے کام لیتا ہے، تو وہی ایشور کہلاتا ہے، اور جب وہی آنتہ کرن کی اُپادھی میں اپنا پرتی بھب (عکس) ڈالتا ہے۔
تو وہ اہنگتا اور ممتا کو دھارن کر کے چو کہلاتا ہے۔ اگر ایشور کی اُپادھی پایا اور چو کی اُپادی اگیان کو علیحدہ
کر کے دیکھا جاوے، تو چو اور ایشور ایک ہی جیتن سنا کی دو دھارا میں نظر آئے پر بھی گیان درشتی سے ایک
ہی ہیں۔ اور یہی گیان (چو ایشور کی ایکتا) کو مندرجہ بالا سوہنگ کے اھیاس سے پرگٹ کرنا مقصود ہے۔ وہ
میں ہوں۔ ”اہم برہم آہی“ اسی اھیاس کے کرنے سے چو کی علیحدہ خودی اور شریر میں اہنگتا ممتا کا ناش

ہو جانے پر جیو اور برہم میں بھید ختم ہو جاتا ہے۔ بلبے نے جب جان لیا کہ میں پانی ہی ہوں، پانی سے علیحدہ میری کوئی ہستی نہیں۔ تو وہ پانی ہی ثابت ہوا۔ علیحدہ دکھائی دینے پر بھی وہ پانی ہی ہے۔ اس کا پانی سے اپنے آپ کو علیحدہ ماننا ہی اکیان ہے۔ اسی طرح جیو پر ماتا کا ہی انش ہے، بلکہ وہی روپ ہے۔ جب یہ اپنی علیحدگی ہستی کو تیاگ کر یعنی اپنی محدود خودی اور اہنکار کا پری تیاگ کر کے سرو ویاپک جیتن ستا (برہم) کے ساتھ ابھید ہو جائے گا۔ تو اس کو جنم مرن، دکھ سکھ، ہر کھ سوگ، بیماری ناداری اور دیگر تمام سنسار دکھوں سے نجات مل جائے گی۔ یہ اپنے اصل سروپ ست چیت آندر میں سما جائے گا۔ "ہنگ" یعنی ہنگنا متا اور باہر کا سڈکلیپ نے سنسار جو کہ مقصیا ہے کا ابھاد ہو جاوے گا، اور باقی "سو" یعنی وہ "برہم" ہی رہ جائے گا۔ گویا جیو نے اپنی خودی کو ایشور کی خودی میں ہلا کر۔ اپنی محدودیت کو ختم کر دیا۔ بلبلا سمندر روپ ہو گیا، اور یہی تھا مطلوب۔

ذرا اصل پہلے اکیان اوستھا میں بھی برہم آتما بڑا کار اور آب (جانتے پر) بھی وہی بڑا کار ہے۔ اس لئے کل آتما برہم ہی برہم ہے۔ جیتن ہی جیتن ہے۔

سو کھم استھول سرب بھگوان
نانک گور مکھ برہم پچیان ! (گور بانی)

بھگت کرم سنگھ

(ایڈیٹر)

گذشتہ صدی میں جبکہ پنجاب میں سلطنت انگلشیہ کا نیا نیا دور دورہ تھا۔ صوبہ پشاور کے شہر مردان میں بھگت کرم سنگھ جی کا جنم ہوا۔ ان کی پیدائش ایک معمولی گھرانے میں ہوئی۔ گو وہ گھرانہ مالی نکتہ نگاہ سے معمولی تھا۔ مگر ہری مچھن اور یادو اہلی کے لحاظ سے یہ گھرانہ ایک خاص اہمیت کا مالک تھا۔ مطلب یہ کہ بھگت کرم سنگھ کے ماتا اور پتا دونوں ہی مہاراج کے نام لکھواتے۔ کہتے ہیں انسان وراثت میں بہت کچھ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ بھگت کرم سنگھ کو بھی یہ دولت وراثت میں ہاتھ آئی، اور وہ بھی بچپن سے ہی اس طرف رغبت ہو گئے۔ دریا لانا کی بانی سنتا، کیرتن میں شامل ہونا اور علی الصبح اٹھ کر جپ جی کا پاٹھ کرنا۔ دن سال کی عمر میں ہی ان کا معمول تھا۔ اس رنگ میں نشوونما پاتے ہوئے وہ اٹھارہ سال کے ہو گئے۔ گھر میں غریبی تھی۔ والدین چاہتے تھے کہ یہ کچھ کما کر لائے اس لئے ماتا پتا کی اگیا انوسار انہوں نے مردان میں ہی فوج کی نوکری اختیار کر لی۔ اور بدمرہ سپاہیوں میں شامل ہو کر آٹھ روپے ماہوار لانے لگے۔

ظاہر طور پر تو کرم سنگھ جی کی سنگت لٹکنے اور تلنگے سپاہیوں کے ساتھ تھی۔ جن کا شعار اور مشغل نوکری کر چکنے کے بعد سوائے یا دا گوئی، تاش اور چوسرو غیرہ کے کچھ نہیں تھا۔ مگر وہ اندرونی پر بھوک کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔

کچھ دیر اسی طرح گزرتی رہی اور پر بھوکا پریم آپ کے ہر دے میں بڑھتا رہا۔ جسے کہ اس مسلسل ابھیاں کا نتیجہ یہ ہوا، کہ کئی کئی گھنٹے سچ سما دھی وارد ہونے لگی۔ وہ کام کرتے تھے۔ مگر انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔

ایک دن رات کی ڈیوٹی تھی۔ بجے حاضر ہو کر پہرہ دینا تھا کہ حالت غیر ہو گئی۔ فقیروں کی اصطلاح میں جس حالت کو حالت استغراق یا حالت بے خودی کہتے ہیں۔ آن وارد ہوئی۔ اس عالم مدہوشی میں کیسی لونی کی ہوش تھی اور کون پہرہ پر جاتا۔ وقت غیر حاضری میں گزر گیا۔

انسان کے من کے تین حصے کئے گئے ہیں۔ آپ چیتن من، چیتن من اور آتی چیتن من۔ جب آتی چیتن من کام کرتا ہے۔ تب منش بالکل ہی عالم بالا میں پرواز کرتا ہے اور باقی دونوں من یعنی چیتن من اور آپ چیتن من خاموش سے رہتے ہیں۔ لیکن روحانیت کی گہرائیوں میں بہت نیچے جانے پر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے، کہ ایسے مہاتما خود تو عالم بالا میں ہوتے ہیں۔ لیکن چیتن من اور آپ چیتن من جو خواہشات کا گھر ہیں۔ اس متور حالت میں اپنا کام جاری رکھتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں فوق القدرت کار و نما ہو جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔

ادھر بھائی کرم سنگھ حالت استغراق میں تھے اور ادھر انہی کے آپ چیتن من کی خواہش کے مطابق بھگوان خود ان کی جگہ پہرہ دے رہے تھے۔

صبح ہوئی، جب بھائی جی پر مستی کا زور ذرا کم ہوا۔ تو خیال آیا رات کی غیر حاضری ”صاحب بہادر“ کی سخت ناراضگی کا باعث ہوگی۔ خیر صبح کی بریڈ میں شمولیت اختیار کی۔ لیکن بجائے اس کے کہ صاحب بہادر ناراض ہوتے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ کرم سنگھ! جس طرح چوکنے ہو کر تم پہرہ دیتے ہو۔ یہی سپاہی کا اصلی ذہن ہے۔ میں تم پر بہت خوش ہوں۔ میں نے رات کی گشت میں تمہیں اپنی جگہ پر خوب مستند دیکھا ہے۔ یہ بات سن کر بھائی جی کی حالت ہی اور ہو گئی۔ ہاں پرشوں کی کتھاؤں میں جو سن رکھا تھا کہ بھگتوں کے

مہاراج آپ ہی دکھوائے ہوتے ہیں۔ اس کو سا کھشات ہو گیا۔ جواب میں صاحب بہادر سے عرض کی۔ اچھا! اگر یہ بات سچ ہے، تو میرا استغراق منظور کیجئے۔ ”میں اب اس کی نوکری کروں گا۔ جس نے میری نوکری کا فکیر کیا۔“ صاحب بہادر نے بہتیرا سمجھایا۔ مگر وہاں تو بات ہی اور تھی۔ بھائی جی نے ایک نہ مانی اور ملازمت چھوڑ کر باقی عمر یاد حق میں ہی گزار دی۔

تیری رحمت

از قلم سنت پور سنگھ جی بیر

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں میں مستی آگئی
جب دیکھی تیری تصویر اے میرے صنم
بیخودی سے مست ہو اب اٹھ گئے سارے حجاب
کچھ پتہ سا ہے رہی ہے آنکھ مستانی تیری
آفرانیوں کا صدقہ مجھ کو ستگور تمام لے

چھا گئی رحمت تیری اے بیر رحمت چھا گئی
غم میرے سب کٹ گئے اور گئے رنج و الم
آنکھ تیری نے پلائی ہے مجھے ایسی شراب
مست کرتی جا رہی ہے شکل نورانی تیری
اب توجیوؤں گا میں دنیا میں تیرا ہی نام لے

پریم کی مستی

ہو ایسا مست کہ مستی بھی تجھ پر مست ہو جائے
نہ جب تک مرشدِ کامل سے کچھ ابھرا پائے گی
تو جاگے پریم میں اور پریم میں ہی ٹھیک سو جائے
ریا کاری کو بالکل دور کر برباد کر ڈالے
یہ مستی ہی تجھے قدرت کا مستانہ بنائے گی
ہمیشہ کیلئے ہی دل سے دُور کو مٹا جائے
ہزاروں غم بھی آجائیں خوشی سے اُن کو سہتا ہے
یہ وصل حق سے کر کے بیر بندھن توڑ دیتی ہے
ہزاروں فیض پا جاتی ہے مستانوں کی باتوں سے

تو ایسا مست ہو جس سے خرد و ہوش کھو جائے
مگر لفظوں سے یہ مستی کبھی نہ ہاتھ آئے گی !
پرکھو کے پریم میں ہر دم تیرا دل محو ہو جائے
اُسی کی یاد سے خانہ دل آباد کر ڈالے
جو خاص الخاص پنہاں راز ہے مستی دکھائے گی
یہ مستی نعمتِ یزداں ہے گرچہ ہاتھ آجائے
جو عشقِ حق میں دل مست ہو کے مست رہتا ہے
ریا کاری غم و غصہ کو مستی چھوڑ دیتی ہے
یہ دنیا دنگ رہ جاتی ہے مستانوں کی باتوں سے

پر بھو اپنے کی مستی میں یہ ہر دم مست رہتے ہیں
خودی کو چھوڑ کر ہی رازِ مستی ہاتھ آتا ہے
یہ مستی اک سمندر ہے غوطہ اک لگاتا ہے
وہ اپنی جان کو اپنے صنم پر وار دیتا ہے
مٹا کر اپنی ہستی کو تو مستی میں فنا ہو جا
تو پھر دیکھے گا جلوہ کیا تجھے مستی دکھاتی ہے
وہاں تو یاس و حرم ہر گھڑی دور رہتے ہیں
وہاں کے رہنے والے موت آزاد ہوتے ہیں
اگر تو ان کی آنکھوں سے ذرا مستی چرا لائے
جو من لبس میں نہیں آتا وہ تیرے بس میں آجائے
یہ جھوٹی خواہشیں دل سے تیرے سبب ہو جائیں
یہ مستی پریم ہے اور پریم مستی کا خزانہ ہے
مزا جب مست رہنے کا تجھے انسان آئے گا
یہ مستی ہر کسی کو پریم کا پیغام دیتی ہے
یہ مستی پریم کے دریا کی اک اعلیٰ زانی ہے
جو دل سے مست ہوتا ہے حقیقت کو وہ پا جا
تو دنیا سے ہٹا کے دل ذرا مستی میں آجائی
یہ مستی آدنی کو آدمیت ہی سکھاتی ہے
یہ مستی مست کے دل کو سدا مسرور رکھتی ہے

وہی کر ڈالتے ہیں جو کہ اپنے منہ سے کہتے ہیں
جو بے خود ہو گیا سمجھو وہ سب بھیدوں کو پاتا ہے
وہ جاں پھیل کے پہلے ہی درِ خاص پاتا ہے
وہ اٹھتا بیٹھتا اپنے صنم کا نام لیتا ہے
تو مستی میں ہی ہر دم جاگ اور مستی میں ہی جا سوجا
وہ دنیا اور ہوتی ہے جہاں مستی پہنچانی ہے
وہاں تو مست مستی میں ہی ہر دم چور رہتے ہیں
وہاں وہ یاد حق سے ہر گھڑی آباد ہوتے ہیں
تو پھر نیس سچ کہتا ہوں ترا جیون بدل جائے
حقیقت کا جو پردہ ہے وہ تجھ پر صاف کھل جائے
گماں غصہ چلا جائے گناہ کا فور ہو جائیں !
پر بھو کو جس نے جانا ہے اسی مستی سے جانا ہے
نیرامن جھوٹے دھندل سے یہ بالکل چھوٹ جائے گا
بھٹکتا جو بھی آجائے اُسی کو تھام لیتی ہے
یہ مستی رازِ الفت ہے یہ مستی زندگانی ہے
بمبور ہر مدی کا اُس کو پھر آند آجائے
خودی کے روگ سے بالکل تو پائے کا شفا بھائی
سکھا کے آدمیت رازِ حق کا راہ بتاتی ہے
مٹے الفت سے نیرا آنکھ کو مجبور رکھتی ہے

شانتی مانگ

(انڈیئم پیڈت زربندر ناتھ شرما زربندر ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس)

द्वे पदे बन्ध मोक्षाय ममेति निर्ममेति च ।

ममेति बध्यते जन्तुर्निर्ममेति विमुच्यते ॥ श्रुति

بھاد۔ بندھن یعنی اشانتی اور موکش یعنی شانتی کے دو مقام ہیں۔ ممتا اور نرمتا۔ ممتا سے بندھن یعنی اشانتی اور نرمتا سے شانتی یعنی موکش حاصل ہوتی ہے۔ آئیے دیکھ لیں کہ ممتا کیوں اور کیسے ہوتی ہے اور کب طرح اس سے غلطی پاسکتے ہیں۔ عام انسان کو زندگی میں شانتی یعنی اطمینان قلب حاصل نہیں ہے۔ پھر بھی گناہگار اور پرہیزگار اسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ لیکن شانتی شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

شانتی سے مراد آتمک شانتی ہے۔ آتما شبد کے سنسکرت میں تین ارتھ ہوتے ہیں (۱) آتمارتھا (۲) میں سوئم (۳) انتہا کرن یا من۔ آتما تو سدا ایک رس شانت ہے۔ تو شانتی جس کی لوگ تلاش میں ہیں مانگ شانتی ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ شریر رک شانتی سے تو مراد موت ہے۔ کیونکہ شریر اور حواس تو جب تک حرکت میں ہیں۔ مضطرب ہیں۔ یہی تک کام کے ہیں۔ شو یعنی لاش جیسی شانتی تو کسی کا دھبہ ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس شانتی کو محسوس کرنے والے چتین شوشم شریر اور جیو تو اس وقت موجود ہی نہیں ہوتے۔ اسلئے من اور بدھی کی مسترتا ہی شانتی کا باعث ہے۔ ان کے تابع ہوئے اندریاں بھی چھلپتا کا تیاگ کر دیتی ہیں۔

وشتو پراں میں ایک مشہور شلوک ہے۔ جس کا مطلب ہے۔ ممتا دکھ کی جڑ ہے۔ اور نرمتا ہی پر م سکھ و شانتی کا راستہ ہے۔ مثال سے سمجھایا گیا۔ کہ ایک آدمی نے طوطا پال رکھا ہے۔ اس سے لاڈ پیار کرتا ہے۔ فضا الہی سے وہ طوطا مر جاتا ہے۔ تو وہ ماتم کرتا ہے۔ بے چین ہو جاتا ہے۔ پرندے تو بے شمار روز مرتے ہیں۔ ان کے لئے اس کو کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ لیکن اس طوطے سے جو ممتا۔ میرا پی باندھ رکھا تھا۔ اس کو چوٹ پہنچنے سے اشانتی ہوتی ہے۔ اگر اس گھر میں رہنے والے چوہے مرتے ہیں تو ممتا نہ ہونے سے اسے دکھ نہیں ہوتا۔ شائد سکھ ہی ہو۔ ممتا کے معنی میں میرا پی کا بھاد۔ حقیقت میں جو میرا نہیں ہے۔ اس میں میرا پی کا بھاد دیکھ رہا ہے جو اس پر اس پرارتھ کے جدا یا ناش ہونے سے دکھ اور اشانتی ہوتی ہے۔ اب ہم دیکھیں کہ آدمی کو ممتا۔ میرا پی کا بھاد کسی پرانی یا پدارتھ سے وابستہ کرنا بہ نظر عقل سلیم واجب ہے۔ یا نا واجب ہے۔ کیونکہ پوجیہ کو سوامی تلسی داس نے فرمایا ہے۔

میں اور مور تو رہ یا یا جی بس کینے جیونکایا

پوجیہ پر م ہنس سوامی رام کرشن جی کا قول ہے۔ میں اور میرا بھاد ہی اکیان ہے۔ تو (الیشور) اور تیرا یہ بھاد ہی لگائیے

پر سندھ سنت داؤدو دیل جی کہتے ہیں سے تن بھی تیرا من بھی تیرا تیرا پیڈ اور پران
سب کچھ تیرا تو ہے میرا یہ داؤدو کا گیکان

مرشٹی کی رچنا ایشور کے سنکپ کا اظہار ہے۔ پر ماتما یوگ بندر میں تھے۔ جاگے تو کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ سنکپ اٹھا۔
میں ایک ہوں بہت ہو جاؤں۔ یہ سنکپ پر کرتی پر جو سامیہ اوستھا میں نے تھی۔ اثر انداز ہوا
پر کرتی میں ہیجان ہوا۔ توازن گنوں کا ٹوٹا۔ ست زج۔ تم گنوں میں پھیل ہوئی۔ اذراع و اقسام کی نام روپ کی مرشٹی
کی نکال شروع ہو گئی۔ تاہم وہ پر کرتی سے اپنی مرشٹی جو تھی بے حس تھی۔ جیسے سورج اپنی بے شمار گولوں سے برہانڈ روشن
کرتا ہے۔ ویسے ہی پر ماتمائے اپنے بے شمار انشوں سے مرشٹی میں پردیش کیا۔ مرشٹی چیتا ہے ہو گئی۔ وہ بار شروع ہو
گیا۔ ایک حقیر کپڑے سے لے کر مہان آتما تک میں نور حق یحیاں موجود ہے۔ کہیں مایا کا پردہ لطیف ہے کہیں کشف ہے
تاہم سب اس بیسٹل کی وسعتیں ہیں۔ ایشور کی مرشٹی میں نہ کچھ گھٹتا ہے۔ نہ بڑھتا ہے۔ فقط نام و روپ میں تغیر تبدل
ہوتا ہے۔ جو فطرت کے اہل صابٹوں سے مرادیت ہے۔ پانی کی شکل بدلی بھاپ بنا۔ وہی او لے و برف بنا پھر پانی بن گیا۔
پانی۔ بس اسی طرح یہ عمل رواں ہے۔

جو جب ایشور کی مرشٹی کے کسی پرانی یا پدارتھ سے مٹا کا سمبندھ مان لیتا ہے وہ جیو کا کلیت سنار ہے۔ جو اگیان کے سوا
کچھ نہیں۔ فرضی ہے۔ کیونکہ سب کچھ ایشور کا ہے۔

مان کو کسی کی گائے چتی ہوئی گھور جنگل میں چلی گئی وہاں اسے کسی شیر یا چیتے نے مار ڈالا اور کھا لیا۔ اب گائے میں جو
چیتن انش تھا۔ وہ تو لوانشی تھا۔ شریر عناصر کا طہور ترتیب تھا۔ جو شیر کے پیٹ میں گیا۔ کچھ اس کے شریر کا حصہ بن گیا
کچھ فصل کی شکل میں نکلا جو باہر عناصر میں ہل گیا۔ ایشور کی مرشٹی میں تو کچھ کی بیٹی نہیں ہوئی۔ گائے سے مٹا وابستہ کرنے سے
جو نقش مالک کے انتہ کرن پر تھا۔ وہ مٹ گیا۔ تو اس کو دکھ اور اشانتی ہوئی۔ اگر گائے کسی اور کی ان ہی حالات میں ماری
جاتی تو اس کو کوئی بے چینی نہ ہوتی۔ ہم نے دیکھا۔ گائے بے چینی کا باعث نہ تھی۔ مٹا ہی اشانتی کا کارن تھی۔

ایک آدمی نے ایشور کی زمین میں سے کچھ زمین اپنی مان لی اور مکان بنا کر شروع کیا۔ جوں جوں مکان تیار ہوتا گیا
مٹا کی چھاپ اس کے من پر گہری ہوتی گئی۔ مکان تیار ہو گیا۔ دیو لوگ سے بھونچال آیا۔ وہ مکان گر گیا۔ اب مکان ایشور
کی مرشٹی سے MATERIAL لے کر بنا تھا۔ مرنے سے وہ MATERIAL پھر برقیوتی تو میں بل جائے گا۔ لیکن
مالک نے جو مٹا کی چھاپ من میں محفوظ کی تھی وہ نشٹ ہونے سے اس کو دکھ ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ لیکن اگر مکان تیار ہونے
پر اچھا لگ گیا ہے وہ زچ دے اور پھر بھونچال سے مکان گرے تو جس نے شروع میں مکان بنایا تھا اس کو کوئی
دکھ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی اس سے مٹا نہ ہی تھی۔ مکان کا بنایا کرنا تو دکھ یا سکھ کا کارن نہیں۔ صرف مٹا ہی دکھ کا کارن
ہوئی۔

ایک آدمی نے اپنے لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور بڑی مٹا سے آشنائیں باندھ کر پردیش کیا۔ دیو لوگ سے وہ
دکھ لائق نکلا اور ماں باپ کو مار پیٹ کرنے لگا۔ کچھ دن مبر کر کے اس کو باپ نے اپنی جائداد سے بے دعوئے کر دیا۔

اور متا تک دی۔ اب وہ لڑکا خواہ رہے یا نہ رہے۔ باپ کو اس سے کچھ دکھ سکھ نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ متا کی چھاپ پہلے ہی مٹا چکا تھا۔ ایسی مثالیں دودھارک زندگی سے بے شمار دی جاسکتی ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ تمہاری دکھ یا اشناتی کا باعث ہے۔ تو اس سے چھٹکارہ کیسے ہو؟
جب تک انسان دویک وغیرہ سادھنوں سے درڑھتا ہے یہ نشے نہ کرے۔ کہ اس کی حقیقت آتا ہے جو ادیناشی ہے۔ سدا ایک اس ہے۔ ستھول اور سوکشم شریر پر کرتی کے دکھ نہیں اور فانی ہیں۔ ان کے نام وردپ بدلتے ہی رہیں گے۔ یہ پر کرتی کا نیم ہے۔ انسان کا ان سے عارضی تعلق ہے۔ جب تک رہے ان سے کام لیا۔ ورنہ اس کے نہ کہی یہ تھے نہ ہو سکتے ہیں۔ مخلصی نہیں ہو سکتی۔ بے سود متا۔ میرا بن وابستہ کر کے دکھ اشناتی کو دعوت دینا نا سمجھی کے برا کچھ نہیں ہے۔ دنیا کی چیزیں دنیا کی ہیں۔ ہماری نہیں ہیں۔ ہم آتما نہیں شریر نہیں ہیں۔

مت نگاہ دل اس جہاں سے نہ ہے غم کو دعوت

واٹے اُمیت کہ ہر گام دعا دیتی ہے

غیظ گرداب و تلاطم سے نہ خائف ہو نریندر

موج رحمت کو نہ شامت ہی اٹھ دیتی ہے

ایشا داسیہ آپنشد کے پہلے ہی منتر میں بجا طور پر کہا گیا ہے کہ اکھل برہمانڈ میں جو کچھ بھی جڑ جتین روپ جگت ہے وہ سارا ایشور سے واپس ہے۔ اس ایشور کو ساتھ رکھتے ہوئے تیاگ پروردگار سے بھو گتے رہو۔ اس میں آسکت مت ہو۔ دھن یعنی بھوگ پدارتھ کس کا ہے یعنی کسی کا نہیں۔

آگے اسی آپنشد نے فرمایا ہے کہ جو حق شناس سب جگہ سب میں ایک آتما کو جان لیتا ہے اس کو نہ موہ ہوتا ہے اور نہ شوک کوئی جگہ کوئی پرستیتی CIRCUMSTANCE کوئی پیرانی یا پدارتھ ایسا نہیں جہاں سرو ویا پاک پر ماتما موجود نہ ہو اور سب کچھ اس کا ہے۔ تو انسان اس کی چیز کو بیجا طور پر اپنی مان کر کیوں دکھ اور اشناتی کو دعوت دے سب کچھ اس کا سمجھتے ہوئے غیر وابستہ رہتے ہوئے اپنے ذمہ جو فرائض ہوں ان کو مستقل مزاجی سے سدھی و ابدھی میں سم بھاد رکھتے ہوئے بطریق احسن انجام دیتے ہوئے شریر یا تراٹے کرے تو اس کو اشناتی نہ ہو۔ حسب قدر ستم کا بھاد بڑھے گا شانتی بھی بڑھتی جائے گی۔

بھگوان کرشن جی نے گیتا ادھیائے ۵ شلوک ۲۸ میں شانتی پر اپتی کا گڑ بیان فرمایا ہے کہ آدمی مجھے یگیے۔ تپ آدمی کا بھوگتا اور سرو لوک جہنیشور جانے اور سب بھوت پرانیوں کا سوہرو (سگا۔ اپنا) سمجھ کر شانتی کو پراپت کرتا ہے۔ یہی بھاد کہ آپنشد شونیا شو تر آدمی آپنشدوں میں جا بجا بیان کیا گیا ہے۔ طوالب مضمون کے خیال سے حوالے نہیں دیئے گئے۔

گو سوامی تلسی داس جی فرماتے ہیں:-

تلسی متا رام سوں۔ ستماسب سنسار راگ نہ روش نہ دوش۔ دکھ۔ درس بٹے بھوپار

جیسے راگ یعنی تمنا۔ انسان کو اُشانت کرتا ہے ویسے ہی دوشیزا دشمنی بھی بے چین کرتی ہے۔ شرمید بھاگت میں کپ دیو نے فرمایا ہے۔ میں سب بھوت پرانیوں میں سب روپ سے موجود ہوں۔ جو دوسرے پرانیوں سے دوشیزا کرتا ہے وہ مجھ الیٹور سے دوشیزا کرتا ہے۔ اُس کے من کو کبھی شانتی نصیب نہیں ہو سکتی۔ بھگوان کرشن نے گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۴۴ میں فرمایا ہے کہ راگ اور دوشیزا کو چھوڑ کر جو اپنی اندریوں کے دیشوں میں دوہار کرتا ہے۔ ایسے خود مضبوط آدمی کے اُنتہ کرن میں نہ ملتا۔ پرستنا یعنی شانتی آجاتی ہے۔

اندھا دھند بے ضرورت سازِ جہاں اکٹھا کرنے کی عادت بھی انسان کو بے چینی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس لئے سادھک کو کبھی چیز کے شکرہ کرنے سے پہلے خوب سوچنا چاہیے۔ کہ آیا اس کے بغیر ہم گزارا کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں۔ تو ہرگز شکرہ نہ کرے۔ اس طرح آہستہ آہستہ ضروریات زندگی میں کمی آئے گی۔ اور اُنتہ کرن کی شانتی بڑھے گی۔ اس کو بتدریج کو تم مکتی بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جس جس چیز کا تیاگ کیا اُس اُس سے مکت ہوئے۔ تیاگ سے تہ کال شانتی پراپت ہوتی ہے گیتا ۱۲-۱۲۔

حاصل ہوا جہاں میں تارک کو مہم مقام دنیا دین گرد بھی جس کی نہ پاسکے۔ نریندر
ایک یورپین فلاسفر کا قول ہے سنسار کا ویبھو (ٹھٹھاٹھ) مہان سمیٹی میں نہیں ہے۔ بلکہ کم سے کم اوشکتاؤں میں ہے
کیوں وسعت دے رہا ہے۔ دنیا کو توڑے نادال
مبادا قوط ساماں باعث آزار ہو جائے نریندر
آخر میں شانتی پراپتی کا اچوک اپاے (پر بھو سے پرارتنا) پانچھوں کی خدمت میں پیشکر کے مضمون ختم کرتے
ہیں۔ پر بھو سب کو شانتی مارگ پر چلنے کی توفیق دیں۔

رباعی

مرا دی یاد تیری گر کرے دل دمدم میرا
رخ مطلب نظر آئے غم ہستی ہو گم میرا
دے بنے کو وہ اندازِ روشن حاجت روا مالک
پڑے راہِ حقیقت میں بڑھے جو بھی تدم میرا

مرا دی کون ہے تیرے سوا پرسان غم میرا
ہر اک حرفِ دُعا نے لوریاں دیں مضطرب دلیکو
نگارہ لطف سے معدوم کر رنجِ دالم میرا
سرور بے خودی چھایا بنایا دل ارم میرا
نریندر

جو راہ سکوں ہے تجھے دی بت
چلے تو بے درنہ تیری رضا
نریندر
سہادم یعنی شہرت

شانتی کی اصلیت

از قلم شری کشمی چند جی گرو درشت بدینی

ہر ایک ذی روح چاہے وہ انسان ہی کیونٹی یا کڑا ہو یا منشی بسکے دشمنی کا خواہاں ہے۔ جانوروں کی خوشی پیٹ بھر کر کھانے تک محدود ہے اور اس کی وجہ عیاں ہے کہ جانوروں کی جوتی ایک بھوک یونی ہے۔ برعکس اس کے انسان جسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے اس کی ہر دو بھوک اور گرم یونی ہے۔ جہاں وہ اپنے پچھلے کرموں کے مطابق انسانی جامہ میں پھل بھو گئے کے لئے سنسار میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ وہاں اسے اپنی پراپت تبدیلی سے ٹھیک استعمال کر کے کرم یا فعل کرنے میں سونستہ آیا آزادی حاصل ہے۔ انسان کی یہ زبردست خواہش ہے کہ میں سدا سکھ کو بھو گیتا رہوں اور مجھے کسی قسم کا دکھ یا کلیش نہ ہو۔ وہ ہاتھ پوڑ کر تنظیم شدہ سنسار سے آند اور خوشی کی بھیک مانگتا ہے لیکن برہمنی یہ ہے کہ اسے قدم قدم پر مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی مایوسی نہ صرف تاحیات اس کا قافیہ تنگ کئے رکھتی ہے۔ بلکہ اس زندگی کے بعد تک بھی اس کا پچھا نہیں چھوڑتی۔ دراصل خوشی کی خواہش یا امید ہی اس کے دوسرے جنم کا موجب بنتی ہے۔ انسان قدرت سے گویا یوں کہتا ہے کہ تم نے مجھے پچھلے جنم میں خوشی سے محروم رکھا تھا اب مجھے موجودہ جنم میں مایوسی نہ کرو۔ بلاشبہ اسے قدرے خوشی پراپت بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ اس سے تسلی اور تسنی نہیں پاتا۔ اور وہ کسی دائمی سکھ و شانتی کا متمنی رہتا ہے۔ بالآخر اسے اپنی آتما سے جواب ملتا ہے کہ واقعی تم شانتی کے خواہشمند ہو۔ لیکن تم نے شانتی مطلوبہ کی کھوج ٹھیک ڈھنگ سے نہیں کی ہے۔

اکیان سے انسان ناایستہ اور خوشی کی جانب پک پڑتا ہے اور دائمی خوشی کے حصول کی جانب متوجہ و راغب نہیں ہوتا ہے۔ انسان اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندھیرے میں ہی شانتی کی تلاش کرتا ہے۔ گویا وہ ڈبل اندھے پن میں شانتی کے لئے اٹلے سیدھے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ انسان کی زبردست بھول یہ ہے کہ وہ بے جان اشیاء میں شانتی جیسی اولیہ وسو کی تلاش کرتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر اسے جنم جہان تروں تک دکھوں اور کلیشوں میں بٹھکنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مہاتما کا دچن ہے کہ

”من کی کامنا پوری کرنے سے شانتی نہیں ملتی ہے۔ من بلوان ہے لہذا سادھک کو چاہیئے کہ من کو کشت

نکرے۔ سادھک کا پر تین چیت یا من کی شدھی تک ہے۔ اس کے بعد تو شانتی سوتہ سدھ (اپنے آپ ہی آجلی کر) سمندر کی اٹھتی ہوئی لہروں کو دیکھو اور سمندر کتنا چھیل اور بے قرار سا ہے۔ اگر ہم سمندر کے بھیرے اس کی اوپر والی پھلتا سے بے نیاز ہو کر داخل ہوں۔ تب میں اوبھو ہو گا کہ سمندر کا گہرہ بالکل شانت ہے۔ یہ سچ تو یہ ہے کہ جب ہم اپنے من کو ٹوٹاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں تو دشتے و کاروں کی شد آندھی زور سے چل رہی ہے اگر ہم من کی

اندرونی نہ تک پہنچیں اور پر ماتا کو جس کے آشرہ من کام کر رہا ہے چھو سکیں تو ہم اکنہ شانتی کے بھنڈار کو دستیاب کر سکیں گے۔ ریشیوں کا کہنا ہے کہ پر ماتا تو ہماری انتظار میں ہی ہیں۔ کہ ہم کب اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایک ہاتھ کا قول ہے "تم بقیہ ایک دس آئندہ سروپ چت ستا کو جانو۔ اُس کے انت لیشورنہ اور مادھرہ کا ہمیشہ اوبھو کرو تمہیں کہیں بھی استوش نہیں ہوگا۔ یہ بھی دھیان رکھو کہ پر ماتا کے پتھر پر چلتے ہوئے دھرم پالن سادھن اور ستم میں کبھی استوش نہ کرو۔"

دنیا داروں میں یہ گلہ عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ نیک دل اور صاحب دل انسان دکھوں اور مصیبتوں میں دن کاٹتے نہیں۔ برعکس اس کے بد طبیعت اور بدکار لوگ تکھی معلوم ہوتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اندر میں کبھی سب کچھ نہیں ہے۔ بلکہ انسان کا اصل منتہا ہے زندگی اپنی بنی دولت کو پانا ہے۔ اور اس کا راز اپنے آپ کو پہچاننے میں مضمر ہے۔ شرقی کا فرمان ہے کہ جب تک انسان گیان کو پراپت نہیں کر لیتا وہ ہمیشہ کی شانتی اور مکتی پانے سے محروم و دنجت رہتا ہے۔ ہندی کے کوئی گردھرا سے جی ایک حکم فرماتے ہیں۔

"چانسی تب لگ مذہب کی جب لگ ہوت نہ گیان مذہب پھانس لٹے بھی پاوے پد نربان

پادے پد نربان نربن مانہ سماوے جن مرن کو کاٹ کر پھر وہ جون نہ آئے

کہے گردھر کوئی رائے بودھ بن پھر سے چراسی۔ جب لگ ہوت نہ گیان مذہب کی تب لگ پھاسی"

اس ضمن میں سوال اٹھ سکتا ہے کہ کوم جس کی بھگوت گیتا میں اتنی پرشسا کی گئی ہے۔ گیان حاصل کرنے کے لئے اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گیتا میں کرم کی عظمت کا راز یہ ہے کہ انسان کو اچھے اور شائستہ آگیا الو سار نیشکام کرم کرنے چاہیں۔ ایسا کرنے سے من شدہ اور نمل ہو کر گیان پانے کا پتر ہو کر پر ماتا پر اُٹن ہوتا ہوا اُسی کو پانے کے یوگی بن جاتا ہے۔ پر ماتا شانتی سروپ ہیں اور شانتی پد پر پہنچنے کے لئے کھٹن تپتیا و ریاضت سے اپنا آچار بویا رکھنا پڑتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شانتی پد پانے کے لئے آدمی کو زندہ درگور ہو کر مرجانا پڑتا ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

مرنے سے پہلے مر دیکھ

لطف جینے کا سر بسر دیکھ

ہاتما شہنشاہ قبلے بھی کہا ہے۔

مرنے سے پہلے اگر مرنا تجھے آجائے گا

پھر ہمیشہ کے لئے تو زندہ ہی ہو جائے گا۔

آساں وری :-

اتیت سوئی جو مرتک ہووے جگ کی چھاڈے آساں

ہری پرچوں کو رکھے ہری پر کرے بھروا سا

نکھ پنیت رس کس سب تیاگے۔ سب تیاگے بھوک بلاسا
ہو اتیت جو ابہر پد پائیا جن سیوا جس داسا
شریر پر بھوک سیوا سے بے نکھ ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم اشانت ہیں۔ بھوٹے اہنکار میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر دیہ
میں پر بھوک موجود ہے۔ شریر۔ من اور بدھی پر بھوک کو سمیٹ ہو جائیں۔ ذرے ذرے میں پر بھوک کو دیکھنا یہ پر بھوک کی شریر
سے سیوا ہے۔ بدھی دوارہ پر بھوک کا نشہ کرنا یہ بدھی سمیٹ ہے۔ پران اور اپان والو کے کاریہ کو کون سر انجام دے
رہا ہے۔ وہی ہی آئندہ سوپ پر بھوک میں۔ اسی میں ہم پیدا ہوتے ہیں۔ اسی میں قائم رہتے ہیں۔ اور بالآخر اسی میں ہی
سہا جاتے ہیں۔ سب کی انتز آتا ہو کر وہ سب کو پریرت کر رہے ہیں۔
ہما سیوا داس جی کا کھن ہے۔

جگت جبال جہاں تج چھڑے رام بھروسا آیا
سے جگ نکھتے جگ میں دبے چرن کسل من لایا
پر بھجی اپنے سیوں من مانیا۔ برہم بسرام تن پائیا
سب کار ج اہنی پر ڈارے۔ اور پرہم سہادھ سہا پائیا
اسی طرح سنت چھڑ جی کھن ہے۔

سہا ترہ سائیں دے پاسے ہو رہے چھڑ پاسے
ہکا آس دھنی دی رکھ تو ہو رہے چھڑ آسے
مایا موہ سب کوڑ پھارا جنم گواٹے نہ پاسے
اج کل چیت رکھ چھڑ۔ رہ صاحب بھروسے

من جو خیالات کی لہر یا برتی ہے کا ماخوذ و منبع آتا ہے۔ نہایت زبردست چیز ہے۔ من کی قلابازیوں و تھکنڈوں
سے ہر آدمی نالاں ہے اس کو قابو میں لانا ایک نہایت اہم کام ہے۔ اسے قابو کئے بغیر شاعری کی منزل
تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ان کرشن جی نے سوچا کیا ہے کہ واقعی من کو قابو کرنا نہایت کھن کام ہے۔ تاہم یہ ناممکن
نہیں۔ انہوں نے گیتا میں واضح کر دیا ہے کہ من ابھیس اور ویراگ سے قابو آ جاتا ہے۔

رشی رتن ہمارا ج کے مطابق من ایک وفادار نوکر کی مانند ہے۔ اُن کا ہر لغو و بیز اپریش یہ ہے کہ "اپنے اندر جھانک
لگاؤ اور اُس سرور کی تلاش کرو جہاں اشانت اور بیقرار من خیالات کا تانا بانا بنتا ہے۔ سب اٹھتے خیالات کو
دور کرو۔ اور خیال کی جڑ (مزل) پر اپنے کو مرکوز اور کیندرت کرو۔ اور اُس امن اور شانتی میں بسرام کرو۔ اس سے
من شانت ہو کر شانتی کے اتھاہ سمند میں ڈوب جائے گا۔"

ایک اور جہان کا دجا رہے کہ "پرمانا چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لہذا جہاں جہاں اور جس چیز پر من جاتا
وہاں وہاں ہر بار پرمانا کے ظہور کو دیکھو۔ اس ابھیس سے بالآخر من کو ٹھہرائی پڑے گا۔"

ہر شری ارونہ گھوش جی پانڈی چسری والے نے پورن یوگ کے سادھک کی روزانہ پراختیا میں آتم سمرپن کے سنگلیپ کو ایک ہتھو پورن سٹھان دیا ہے۔ ان کا دیا ہے کہ آتم سمرپن ایک نہایت اعلیٰ درجے کا اور سہل یوگ ہے۔ اور کہ اسے شردھا۔ پریم اور درڑھتا سے عمل میں لانے سے دوسرے یوگ پیچھے رہ جاتے ہیں۔

ہر دم ہو میری یہ دعا تیری پناہ تیری پناہ
نفس نفس ہو یہ صدا تیری پناہ تیری پناہ
بھگوان کرشن جی مہاراج نے گیتا میں آتم سمرپن پر بجا طور پر زور دیا ہے۔ ایا کرنے سے سادھک نچخت ہو جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے جیسے کہ بنگ کا خزانچی اپنی ڈیوٹی کو فادارانہ طور پر بجالاتے ہوئے اور اپنی ماہواری تنخواہ سے ہی سروکار رکھتے ہوئے بنگ کے نفع و نقصان سے بے نیاز رہتا ہے۔ پیسج تو یہ ہے کہ جس سادھک نے شانتی پتھ پر چلتے ہوئے صدق دلی۔ عقیدت اور یقین کا رل اپنے تمام کرموں کو نہیں نہیں بلکہ اپنے آپ کو پرماتما کے حوالے کر دیا ہے پرماتما اس کی پورے طور پر سہاٹا کرتے ہیں۔

ایک نیک سیرت شاعر نے کہا ہے۔

سب سوئپ کے اپنے کام حق کو جو بشر
عصیاں سے وہ ہوتا نہیں یوں تر دامن
اس ضمن میں جناب انگر صاحب فرزد پوری کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

ایشور کی ذات پر کامل یقین رکھتا ہے جو
اُس کی طاقت میں ذرا بھی شک نہیں رکھتا ہے جو
”ہے گیانی“ ماہر علم حقیقت ہے وہی
اور دنیا میں میسر ہے اُسی کو شانتی!
پر ماتما کرے کہ ہم سچے دل سے وید شاستر گیتا۔ پران۔ و ہاتماؤں کے فرمان اور دچنوں پر عمل پیرا ہو کر اپنے
جیون کے بخش یعنی آتمک شانتی کو پراپت کرنے کے بھاگی بن لیں۔

ادم شرم

امرت سوئے پاتشہی دیویں

(شری گورو گوبند سنگھ مہاراج کے اچارن کردہ سوئےوں سے پہلے دو سوئے)

سراگ سدھ سوئے سدھان کو دیکھ پھر بھو گھر جوگ جتی کے
سائے ہی دیں کو دیکھ سوئے کو اُنہ دیکھت پران جی کے
اے منگ جبرے جو رنگ الپ اتنگ سرننگ سوار سے
سور مرادن سدھ سدھادک سنت سوئے انیک متی کے
سری بھگوان کی بھائے کرا ہوئے اک بک بن اک متی کے
کٹ ترنگ گنگ سے کو دت پون کے گون کو جات کو اسے

بھاری بھان کے بھوپ بھلی بدھ نیادت سیس نہ جات بچارے

ایتے بھئے تو کہاں بھوپت انت کو نانگے ہی پائیں پیارے ۲۰

نہ سرودے مت دلے تے بدھ تے سورے دے داکشش دے پوتر۔ امرت پینے والے دے بہت سنت انک متوں کے دے پرا بھکتی۔ پھر پتی
تے ایک تے کوئی دے مت ہتی دے ارنگھار سے جعت ملے نہایت سدھ لے اپنے ملے سوزنوں سے سوارے ملے کو ددوں گھوڑے ملے ہر دن کی طرح چلنے والے

احم برہم اسی

شنگا سادھان

میرے خیال میں اپنے آپ کو برہم کہنا اور "اوم برہم اسی" کا حجاب کرنا گناہ عظیم ہے۔ جیسے کوئی کنگال کہے کہ میں راجہ ہوں۔ تو اس کی بات کو سنتا ہے۔ بلکہ اس کو لوگ پاگل سمجھ کر حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ایک گناہ گار شخص یعنی ایک تجھ جیو اپنے آپ کو ایشور یعنی برہم کہنے کا حجاز نہیں رکھتا۔ جیو اپنی گناہ ایشور سرور گنہ ہے۔ اسلئے جیو کبھی بھی ایشور کی پردہ کی نہیں پاسکتا۔ "اوم برہم اسی" کا گیان ایک لمپٹڑ سنگھ کی طرح کپول کھلت اور نامناسب ہے۔ ایسا کہنے والے یہاں ترک کو چاویں گے۔ یہ ویدک گیان نہیں ہے بلکہ آجکل کے واجیک گیانی۔ نوین ویدانتیوں کا ایک لغو مسئلہ ہے۔ کیا آپ نے وید کا یہ منتر نہیں پڑھا۔ اور کیا آپ اس کو نہیں مانتے؟ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے تو رسالہ اوم میں شائع کریں۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।

तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्तथ - नहनन्नन्यो अभ्याकहाति ॥

इवेताश्नतरोपनिषद् अ:४ म:६

ارتھ :- سدا اکٹھے مل کر رہنے والے دو سکھا (جیو اور ایشور) سندرگتی والے پکھشی ایک ہی برکھش پر نو اس کرتے ہیں۔ ان میں ایک اس کے لذیذ پھلوں کو کھاتا ہے۔ اور دوسرا انہیں استعمال نہیں کرتا بلکہ صرف دیکھتا رہتا ہے۔

اس شلوک سے ظاہر ہے کہ جیو اور ایشور دو الگ الگ ہستیاں ہیں۔

ثبوتیاشوتر اپنشد ادھیا ہے م کے شلوک نمبر ۵ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دیدتین چیزوں کو نادی مانتا ہے جیو۔ ایشور اور پر کرتی لیکن آجکل کا نوین ویدانتی صرف ایک برہم کہی مانتا ہے۔ یہ سادھانت بھی غلط اور وید و ردھ ہے۔ دیکھئے مندرجہ ذیل شلوک :-

अजामेकां लोहित शुक्लकृष्णां

बहीः प्रजाः सृजमानां सरुपाः ।

अजो ह्योको जुषमाणो ऽ नुशते

जहात्येनां भुक्तभोगाम जोडन्यः ॥ ५ ॥

ارتھ۔ اپنے اوروپ بہت سی پرچا آپٹن کرنے والی ایک لوہت۔ شکل اور کرشن ورن والی آجا (کری پرکرتی) کو ایک آج (بکرا جیو) سیون کرتا ہوا بھونتا ہے۔ اور دوسرا آج اُس بھکت بھوگا کو تیاگ دیتا ہے۔ اس شلوک سے بھی پرکرتی کا ایک علیحدہ وجود مانا گیا ہے۔ اس لئے جیو۔ ایشور اور پرکرتی۔ تینوں انادی سنت ہیں۔ یہی وید کا صحیح گیان ہے۔ جس کو آجکل کے تمام ودوان مانتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو رسالہ اوم میں شائع کریں۔

شونا راتن میرٹھ

۱۲۱

اتر۔ جیو۔ ایشور۔ پرکرتی۔ نیز "اہم برہم اسی" وغیرہ کے متعلق رسالہ اوم کے گذشتہ پرچوں میں کئی بار ان پرستوں کا اتر دیا جا چکا ہے۔ ہم آپ کے سوال کے جواب اور اوم کے پاتھلوں کے لئے آتم درشی باوانگینا سنگھ جی بیدی کے ایک مضمون بعنوان "میں برہم ہوں" کی نقل شائع کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کو اس کے پڑھنے سے لالچ ہوگا۔ اور آپ کی تنکا دور ہو جائے گی۔ یہ مضمون کین انشد کے آدھار پر باواجی نے اپنی کتاب 'ویدانچ' میں شائع کیا تھا۔ (ایڈیٹر)

اہنگ برہم اسی (الاحق)

میں برہم ہوں

از مسلم آتم درشی باوانگینا سنگھ جی بیدی

خدا ایک روح اعظم ہے جو سب ملائیک (دویناؤں) کی سردار ہے۔ مگر الاحق (اہم برہم اسی) کہنے والا عاد تو اس کا بھی آتما ہوتا ہے۔ یہ کبھی خیال بھی نہ پیدا کرنا چاہیے کہ الاحق کی تصدیق میں وہ (خدا) ناراض ہوگا اور تکلیف دے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی تو اس کا فضل ہے۔ وصل میں سب کو لذت ہے۔ وہ جو اس کی تصدیق سے دُراتے ہیں شیطان ہیں بلکہ ورچن (مٹروں کے راجہ) کے شاگرد ہیں۔ ان کی ہرگز نہیں سنتی چاہیے۔ خواہ یہ بھید معلوم ہو یا نہ ہو۔ ہر ایک آریہ کہ اسی تصدیق (میں برہم ہوں) کا شغل کرنا چاہیے۔ کیونکہ سونے کو سونا ہی کہنا درست ہے۔ سونے کو پتیل کہنا غلط ہے۔ چونکہ عارفین (گیانی پُرشوں) کی صرافی نظر سے اور وید کی شرتیوں سے بھی یہی سچ ہے تو اس کے برخلاف عقیدہ رکھنا بعید واد اور کفر ہے۔ اور گناہ عظیم ہے۔

بعض اُردو دان کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے تو بھی اس تصدیق میں تکبر پایا جاتا ہے۔ اس لئے بھی یہ تصدیق اچھی نہیں۔ لیکن ہم جتلا رہے ہیں کہ تکبر اور کبریائی کی صورت صرف ایمان کو معلوم ہوتی ہے حالانکہ تکبر بڑی ہے اور کبریائی فضیلت۔ اور یہ اخلاق کے عالم مانتے ہیں کہ کبریائی محمود ہے۔ اور تکبر مذموم۔

"میں جرم ہوں" اس تصدیق میں آتما کی کبرائی ہے۔ تکبر نہیں۔ تکبر تب ہوتا ہے جب کوئی وقوعہ میں آوے اور دوسرے سے سزہ دھوا ہووے اور جھوٹی تصدیق کرے۔ کہ میں نے کیلئے اس کو کیا طاقت تھی" اور یہ بد ہے۔ اسی فرق کے لئے ہم ایک ویدک کہانی کا ترجمہ کرتے ہیں۔ جس سے اس کا آپ لوگوں کو فرق معلوم ہو جاوے گا۔

ہم سام وید کی علیکار شاخا **तत्त्वकार शाखा** کین ایشد میں سنتے ہیں کہ برہم نے جو آتما ہے۔ دیوتاؤں کو اُسروں پر فتح دی۔ جب اس طرح برہم نے دیوتاؤں کو اُن پر فتح دی تو وہ فخر کرنے لگے اور انہوں نے تکبر کیا کہ یہ فتح ہماری ہے۔ ہم ہی تھے جو ایسی فتح حاصل کی۔ ہماری ہی یہ کام تھا۔ اور ہماری ہی یہ بڑائی ہے۔ کیوں نہ ہم اپنی بڑائی کریں۔ ہم تو بڑائی کے لائق ہیں۔ کون ہے جو ہماری طاقتوں کا مقابلہ یا اندازہ کر سکے

جب برہم نے اُن کا تکبر دیکھا تو اُسے توڑنے کے لئے سنسکپ سے یکیش **ब्रह्म** کے روپ میں وہ مجسم ہو کر آیا۔ انہوں نے نہ پہچانا کہ یہ کون یکیش ہے۔ انہوں نے بل کر اگنی دیوتا کو کہا کہ اے جات وید **जातवेद** اس کو جانا کہ یہ کون یکیش ہے۔ اُس نے کہا۔ اچھا۔

تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی اگنی دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکیش بولا۔ تو کون ہے؟ جولا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اگنی دیوتا ہوں اور جات وید میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکیش نے کہا کہ تم میں فخر کیا ہے؟ اور کیا طاقت ہے تھو؟ اگنی دیوتا نے جواب دیا کہ میں جو کچھ زمین پر ہے چاہوں تو دم میں جلاؤں۔

یکیش نے ایک تنکا اُس کے آگے رکھ دیا کہ اس کو جلاؤ۔ اُس نے جہاں تک مقدور تھا جلائے کے لئے زور لگایا۔ لیکن نہ جلا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا اور دیوتاؤں کو کہا۔ میں انہیں نہیں جانتا کہ یہ کون یکیش ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

پھر انہوں نے ہوا کے دیوتا کو کہا کہ اے مات ریشوا! تم اس کو جلاؤ یہ کون یکیش ہے۔ اُس نے کہا اچھا۔ تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی ہوا کے دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکیش بولا۔ تو کون ہے۔ جولا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں ہوا کا دیوتا ہوں اور مات ریشوا میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکیش نے کہا تم میں کیا فخر ہے اور کیا طاقت ہے جلاؤ۔

اُس نے جواب دیا کہ میں جو کچھ زمین پر ہے چاہوں تو ایک دم میں اڑاؤں۔ یکیش نے ایک تنکا نکال کر رکھ دیا اور کہا کہ اے اڑاؤ۔ اُس نے جہاں تک زور تھا اُسے اڑانا چاہا۔ لیکن نہ اڑا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور دیوتاؤں سے کہا۔ میں انہیں جانا سکتا کہ یہ کون ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

پھر انہوں نے اندر کو کہا کہ اے بھلوان! تم اسے جانو کہ یہ کون یکش ہے۔ اس نے کہا: اچھا۔ تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی وہ نہیں پہنچا تھا کہ وہ یکش انتر دھیان (غائب) ہو گیا۔ کیونکہ وہ اُسے اپنا منہ دکھانا نہیں چاہتا تھا اور اُس کی زیادہ حقارت کرنے کا خواہاں تھا۔ اس نے اُس یکش کی بجائے ایک عورت کی شکل میں مجسم ہو گیا تب اندر نے دیکھا کہ ابھی تو یہاں یکش دکھائی دیتا تھا۔ اب اسی جگہ بڑی طاقتور عورت (بھگوتی اما - پاربتی) دکھائی دیتی ہے۔ جو ہم سب کی ماما ہے۔ یہ کیا تعجب ہے؟

تب اندر ذرا آگے بڑھا اور نہایت عاجزی سے پرنام کیا اور پوچھا کہ اے بھگوتی ماں! یہاں یکش کون تھا۔ اُس نے کہا: بیٹا! یہ برہم تھا۔ جس کی طفیل تم اُسروں پر کامیاب ہوئے۔ اور جس کی فتح کے سبب تم فخر اور تکبر کرتے ہو۔ تم تو کیا بیل بھی اپنے چرنے پر ڈکا رہا ہے۔ گدھا بھی جنگل میں رہتا ہے۔ تم بھی سُرلوک میں بک بک کرتے ہو۔ کہ ہم نے فتح کی۔ ہمارا ہی یہ کام تھا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ مہنار ابل - تنہاری طاقتیں - اپنی نہیں بلکہ سب اُسی کی دی ہوئی ہیں۔ کیا دانا اگر کوئی چیز مانگ لاتا ہے تو اس کا مالک ہو جاتا ہے؟ اور اُس کے سبب جو کام کرتا ہے۔ تو کیا اپنا کیا سمجھتا ہے۔ پھر کیوں تم میں ایسا تکبر ہو گیا؟

اس دن سے دیوتاؤں نے اچھی طرح جان لیا کہ ہم بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ جبکہ ہماری نشت پناہ سرب شکتمان - سرب دیاپک - سب کا آتما سب سے بڑا ہے۔ جسے چاہے فتح دے۔ جسے چاہے شکست دے۔ کوئی بھی فتح نہیں پاتا مگر وہی - کوئی بھی شکست نہیں کھاتا مگر وہی۔ اُس کے سب چوترا اور اُسی کا سب بلاس ہے۔ اسی سبب سے یہ تینوں دیوتا سب دیوتاؤں سے اعلیٰ دیوتا قرار پائے ہیں۔ کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے برہم کو دیکھا اور یہی اُس سے ملے اور انہی کا تکبر سب سے ٹوٹا اور وہ تینوں اگنی دیوتا یا ہوا کا دیوتا یا اندر دیوتا ہیں۔ ان میں سے اگرچہ تینوں نے اُسے دیکھا مگر وہ دو تو یکش ہی جانتے ہوئے واپس آئے۔ لیکن اندر نے دیکھا بھی اور اما پاربتی کے طفیل یہ بھی جانا کہ یہ برہم ہے۔ اگلے وہ ان دونوں سے بھی بڑے مرتبہ والا قرار پایا۔ یہ اُسی کے دیکھنے اور پہچاننے کی فیصلت ہے۔ اتم روپ کر کے جانا جو اُس کا وصل ہے اُس کی تو کیا ہی جہاں ہے۔

پھر انہوں نے اما دیوی سے پوچھا کہ ماں! کس طرح اُسے بھی دیکھیں اور پاویں؟ اُس نے کہا: بیٹا! اُس کا اپنا بڑا مشکل ہے۔ یہ تو جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اُسی طرح چمکتا اور مخفی ہو جاتا ہے۔ جو بادل اور بجلیاں چمکتی ہیں ان سب میں ہے اور یہی ان سب میں آیا چمکتا ہے۔ اور یہ تو مہارے تکبر توڑنے کے لئے آنکھ کی جھپک کی طرح مجسم ہو کر آیا تھا۔ اور چشمِ زدن میں انتر دھیان (غائب) ہو گیا۔ یہی اسکا اوم دیو مرتبہ ہے۔

لیکن اس طرح اس کا دیکھنا واضح میں اسکا وصل نہیں۔ وصل کی وجہ دوسری ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح باہر سب میں دیا پک ہے۔ اُسی طرح یہ تھا کہ اندر بھی دیا پک ہے۔ جب تم انتر کو دیکھو کہ اُسے اپنا اتم روپ

مان کر پہچانو گے۔ تو وصل پاؤ گے۔ درنہ بڑی بھگتیوں اور بڑے پنوں سے اپنے بھگتیوں اور مققدوں کے لئے یہ کبھی کبھی بجلی کی چمک کی طرح یا آنکھ کی بھٹک کی طرح مجسم ہوتا ہے۔ اور اندر دھیان ہو جاتا ہے۔ مگر وصل پہچانو تو اپنے اندر کی متوتریوں کو دیکھو۔ یہ جو من میں شکلب اُٹھتے ہیں۔ ان میں ساکشی آتما کا نور منعکس ہوتا ہے۔ یہی اُس کا ادھیاتم سرُوپ ہے۔ اسے جو پہچانتا ہے اور اپنا آتما جانتا ہے اُس سے وصل پاتا ہے۔

ادھی دیو روپ میں جو بنتا ہے اُس سے ایک نہیں ہو جاتا۔ بلکہ خوف رہتا ہے۔ ادھیاتم میں اُس سے ایک ہونا غشی ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی ادھی دیو بھوتیاں (شائیں) سب اُسی کی ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ سب کے اندر سب کا آتما ہی ہے۔ اسی سبب سے اُس کو تدُون (तदून) کہتے ہیں۔ اور تدُون نام سے اُس کی اپاسنا کرنی چاہیئے۔ سنسکرت میں تدُون نام اُس کا ہے جو ایشور کو اپنا آتما کر کے بھج کر رہتا ہے کہ ”میں برہم ہوں“ اور تیکبر نہیں بلکہ اُس کی کیرائی ہے۔

وہ جو تم نے فتح پانے میں غم کیا تیکر ہے۔ اور یہ اُس کی کیرائی ہے اور یہی تدُون ہے جو اُس کی تدُون اپاسنا کو جانتا ہے۔ اُس کو سب بھوت (پرانی یا پدارتھ) چاہتے ہیں۔ اور اُسی کے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اُما دیوی نے دیوتاؤں کو تیکر اور کیرائی میں فرق کر دکھایا۔ اور فرمایا کہ اسی کیرائی کا شغل کرو۔ اور اس شغل میں شتم۔ دم۔ تب۔ نیک اعمال اور دیووں کا پڑھنا یا کرو۔ تو تمہارے اندر میں ہی فکر اور غور (شرون اور متن) سے آتم روپ ہو کر دکھائی دے جاوے گا۔ اور اُس سے وصل پا جاؤ گے۔ میں بھی اسی طرح اُس سے وصل پاتی ہوں۔ اور تم سب اسی سبب سے میری بھوتیاں (شائیں) ہو۔ اور جو ایسا جانتا ہے۔ اپنے پاپ دور کر کے سورگ لوک میں ابدی رہتا ہے۔ اس طرح پارتی مال بھی تعلیم دے کہ اندر دھان (غائب) ہو گئی۔

اے عزیزو! پھر تو دیوتاؤں کا تیکر ٹوٹ گیا اور انہیں چٹیک لگ گئی کہ کیونکر تم اُس سے وصل پاؤ۔ انہوں نے تا پاربتی (اما) کے فرامان کے مطابق شتم۔ دم۔ جب۔ تب اور وید پانٹھ (اپنشدوں کا سوا دھیائے) شروع کر دیا۔ جب تب کر کے سادھن سمپن ہوئے تو ست سنگ کی مجلسیں کر کے اپنے اندر اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو اُسے ڈھونڈتا ہے وہی پاتا ہے۔ پھر انہوں نے اُسے پالیا اور کیرائی میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے مجلسوں میں اُسے غور کر کے پایا۔

وہ بھی اب سینے۔

انہوں نے یوں سوچا کہ کس کی منشاء سے چلایا ہوا یہ من الٹا پلتا ہے؟ اور کس کی مرضی سے یہ پران سانس لیتا اندر چلتا ہے؟ اور کس کے حکم سے یہ کلام بات چیت کرتا ہے؟ کون دیتا ہے جو آنکھ کان کو اُس میں جوڑتا ہے؟ سوچتے سوچتے انہیں یہ الہام ہوا کہ وہ کان کا کان اور من کا بھی من ہے۔ اور کلام کا کلام۔ پران کا بھی پران اور آنکھ کی بھی آنکھ ہے۔ اس طرح جو اُسے جانتا ہے۔ قید جسمانی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور یہاں سے جاتا اترت ہو جاتا ہے۔

لے بھائیو! وہاں نہ تو آنکھ جاسکتی ہے۔ نہ کلام پہنچتا ہے۔ نہ من جاسکتا ہے۔ نہ ہم خود جانتے ہیں کہ کیونکر اسے سکھلا دیں۔ لیکن داناؤں سے ہم نے یوں سنا ہے۔ جنہوں نے یہی سکھلایا ہے کہ وہ نہ تو معلوم ہے۔ نہ مجھول بلکہ معلوم اور مجھول سے برتر الگ ہے۔ کیونکہ جو اتم یا بیگانہ ہے۔ یا معلوم ہوگا یا مجھول۔ پر وہ تو ان دونوں سے الگ عین علم ہے۔

یہاں شرقی کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو علم میں آجاتا ہے۔ وہ تو معلوم ہوتا ہے اور وہ جو علم میں نہیں آتا مجھول ہوتا ہے۔ مگر خود علم (گیان سرور) آتا ہے نہ تو علم میں آسکتا ہے اور نہ علم سے باہر رہ سکتا ہے۔ چونکہ وہ خود علم (گیان) ہے اور یہ ممکن نہیں کہ آپ ہی علم۔ علم میں آ جاوے یا علم سے باہر ہو اسلئے نہ تو وہ معلوم ہے نہ مجھول۔ بلکہ عین علم معنی آتا ہے اسی میں اشیاء پیش ہوتی معلوم دیتی ہیں۔ اسی میں نفی ہوئی بے معلوم ہوجاتی ہیں۔ وہ جو معلوم اور نہ معلوم کا آئینہ ہے۔ وہی آتما ہے جو کلام سے نہیں کہا جاسکتا بلکہ جس سے کلام بولتا ہے۔ تم اسے برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جن کی تم بندگی کرتے ہو۔

جو من سے نہیں سوچا جاتا بلکہ جس سے من سوچتا ہے۔ اسے تم برہم جانو۔
یہ برہم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو۔

جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا بلکہ جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں اسے تم برہم جانو۔

یہ برہم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو۔

جو کانوں سے نہیں سنا دیتا بلکہ کان جس سے سنتے ہیں اسے تم برہم جانو۔

یہ برہم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو۔

جو ناک سے نہیں سونکھا جاتا بلکہ ناک جس سے سونکھتا ہے۔ اسے تم برہم جانو۔

یہ برہم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو۔

وید کا منتر حکم کرتا ہے کہ وہ جو اپنے آتما کی حقارت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

"میں پانی ہوں۔ گناہگار بندہ یا غلام ہوں" وہ مرکزہاں اندھ تم لوگوں کو یعنی کیٹ تنگ۔ اور یہ کھش آدی یونیو کو پراپت ہوتا ہے۔ جہاں سے پھر نجات کی امید نہیں۔

سرتیوں میں بھی آیا ہے کہ سب گناہوں کا کفارہ تو سنا ستر نے لکھا ہے۔ لیکن آتما کی حقارت کا کفارہ کہیں نہیں لکھا۔

اسلئے سرگزشت آتما کی حقیقت نہ کرو۔ معرفت (گیان) ہونے پر خود بخود یہ تصدیق جاری ہو سکتی ہے۔ جب معرفت بھی نہ ہو

تو بطور شغل اور آپاسنا کے یہی تصدیق کرو۔ اور یہ اعتقاد بچتہ کرو کہ "میں برہم ہوں" سب میں سب

کچھ ہوں اور میں سب میں اور سب مجھ میں ہیں۔

اسی آپاسنا کے سبب موت کے بعد دیویان سرک ملیگی اور برہم لوک میں خود برہم حاجی اسے پدیش کریں گے۔ اس

وقت وہ اس آپاسنا کی معرفت ہی پاوے گا۔ موت کے وقت اس کے نزدیک ہم موت بھی نہیں آسکتے بلکہ بھاگ جاتے

ہیں۔ اگر اس کو مکمل برہم گیان نہیں بھی ہوا تب بھی اگر وہ اہم برہم اسی "میں برہم ہوں" کہتا ہے۔ تب بھی اسکو موت کا خوف نہیں رہتا۔ مثلاً فرض کرو کہ کسی گھر میں چور لگے ہوں۔ اور گھر والا سوتا ہوا برائٹ مارتا ہو کہ "چور چور" تو چور یہ نہیں تصدیق کرتا کہ یہ جاگتا ہے یا لیوں ہی برائٹ مارتا ہے۔ بلکہ وہ کلام سننا ہی بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح "میں برہم ہوں" وہ جو انجان ہو کر بھی یہ تصدیق کرتا ہے۔ اُس کے نزدیک یمنوت نہیں آتے اس لئے یہ مقرر ہوا کہ اس تصدیق پر نجات موقوف ہے اور یہی تصدیق کہ "میں برہم ہوں" فضل میں داخل کرتی ہے۔ اس لئے جگیا سا اوستھا میں خواہ گیان اوستھا میں "میں برہم ہوں" کا کہنا ہی درست ہے۔ میں جسم ہوں۔ میں بندہ ہوں۔ میں گناہگار ہوں۔ وغیرہ وغیرہ کھنڈک میں جانے والوں کے لئے مخصوص ہے جن لوگوں کو دید (شرقی) کا گیان اُنشندوں (ویدانت) دورا رہ مل چکا ہے اُن کے لئے یہی افضل ہے کہ وہ اپنے آپ کو آمت (سچا اندر برہم) سمجھیں اور اسی کا ہی ابعیاں کریں۔ یہی لکھی یعنی کلیان کا سناتن اور سریشٹھ مارگ ہے۔

کوئی یہ مانے، کوئی وہ مانے

عرشی امرتسری

توہیت میں جلوہ ہے تیرا	قرآن سراپا ہے تیرا
لڑتے ہیں ناداں دیوانے	ہے سچ حرم کے فود میں تو
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے	تویر چراغ طور میں تو
گاتا ہے ترانہ وید ترا	ہر سمت ہیں تیرے پڑانے
انجیل کے دل میں بید ترا	کوئی یہ مانے، کوئی وہ مانے
دونوں ہیں تیرے افسانے	یہ حادث دتیا پر مائل
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے	اور وہ ہے قدامت کا قائل
سب تج میں ہیں تو سب میں	یاں دیوانے ہیں فرزانے
یا تجھ سے جدا ہے ہر اک شے	کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے
در اصل اس راز کو تو جھانے	میں نے اک عادت پوچھا
کوئی یہ مانے، کوئی وہ مانے	ہندو ہے یا مسلم سچا
	ہنس کر وہ لگے یوں فرطانے
	کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

نانک کے لب پہ نام ترا احمد کے ماتھ میں جام ترا

اک مہیا ہے دو پہاڑے

کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

میں کون ہوں؟

شریمان پوجیہ ننداجی - نندکار - رسالہ اوم میں آپ پہلے بھی میرے پرستوں کا اُتر دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں کون ہوں؟ اس پر بھی آپ نے نہایت خوبی سے جواب دیا تھا۔ ہرشی رمن کی چھٹی سی نینک - میں کون ہوں؟ اردو میں مجھے بل گئی تھی۔ اُس کو میں نے غور سے پڑھا۔ تاہم میں ویدانت کے اس دقیق مضمون کو پوری طرح اپنا نہیں سکا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ پھر اس مضمون پر اپنی قلم اٹھادیں اور نہایت سادہ الفاظ اور عام فہم اردو میں اس کو حل کریں۔ کہ "میں کون ہوں" تاکہ جو شخص ویدانت کو نہیں جانتا وہ بھی اس پیچیدہ مسئلے کو سمجھ کر لالچہ اٹھا سکیں۔ دھنیہ داد۔

نندلال درما مالویہ نگر نئی دہلی

اُتر - ہرشی رمن بھارت کے ایک پرستہ ہاتھ ہو گزرے ہیں۔ وہ تیاگ اور تپ کے مجتہد تھے۔ ایکانت میں بیٹھ کر انہوں نے اپنے آپ سے یہی پرسن اٹھایا۔ کہ "میں کون ہوں؟" انہوں نے اسی پرسن سے اُم ساکھشا نندکار کیا۔ پھر تو ان کے پاس جو بھی جلیا سوجاتا۔ اُس کو یہی کہتے کہ بھائی! ایکانت میں بیٹھ کر سب دنیاوی خیالات کا تیاگ کر کے یہی وچار کرو۔ کہ "میں کون ہوں؟"

عام لوگوں کے دماغ میں تو یہ ایک معمولی سا دھارن سا پرسن ہے۔ کون نہیں جانتا کہ میں کون ہوں؟ سب کہتے ہیں ۵، ۶ فٹ کا جسم رکھنے والا ایک انسان ہوں۔ میرا نام فلاں ہے اور فلاں ماں باپ کا پتر ہوں فلاں جاتی کا ہوں۔ بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس ہوں۔ سرکاری ملازم ہوں۔ یا کوئی کاروبار کرتا ہوں۔ فلاں شہر کا رہنے والا ہوں۔ سادھی شدہ ہوں۔ اتنے میرے لڑکے یا لڑکیاں ہیں۔ اتنی میری عمر ہے۔ وغیرہ وغیرہ اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا واقعی یہ دہی ہے جو کہنے والا ہے۔ کہ میں جسم ہوں۔ میں فلاں جاتی کا اور فلاں کالہ کا ہوں؟

اب اس پر ہی وچار کیجئے۔ آپ نے اپنا نام نندلال بتایا۔ ذات درما لکھا۔ پہلے تو یہی سوچئے کہ آپ کا نام اگر آپ کے والدین نندلال نہ رکھتے کوئی اور نام رکھ دیتے تو کیا آپ اب کہتے کہ میرا نام نندلال ہے۔ گویا نام۔ تو ایک فرضی چیز ہے۔ جو کہ دوبار چلانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اب مزید وچار کیجئے یہ جو استھول مشر ہے یہ آکاش۔ بولیو۔ گنی۔ جل اور پرستوی کے مجموعے سے بنا ہے اور مائیتا کے راج دیرج سے آئین ہوا ہے اسلئے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ جسم ہی میں ہوں اگر آپ درما خاندان کی بجائے کسی شرماء کے گھر پیدا ہوتے تو کیا آپ اپنے آپ کو درما کہتے یا شرماء؟ اسلئے دراصل آپ نام اور ذات دونوں ہی نہیں ہیں۔ گویا یہی

فرہنی ہیں۔ بی۔ اے یا ایم۔ اے کی ڈگریاں بھی آپ کے اصل سرورپ جو میں میں کہتا ہے کو ظاہر نہیں کرتیں۔ اسلئے کسی ڈگری سے بھی آپ بچانے نہیں جاسکتے۔ اب مزید دچار کریں۔ جس میں یا کسی پر بیچ کر آپ نے یہ چھٹی یا پریشان قلبانہ کیا جس طرح اس کو آپ دیکھنے والے ہیں۔ یعنی درشتا میں اسی طرح۔ اپنے پاؤں۔ ٹانگیں۔ ہاتھ۔ منہ وغیرہ کو بھی دیکھنے والے ہیں

ذرا مزید غور کریں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ کل دو ہی پدارتھ ہیں۔ ایک درشتا ہے۔ اور دوسرا درشیم۔ درشتا دیکھنے والے کہتے ہیں اور درشیم جو دیکھنے میں آوے۔ تیسری چیز کوئی بغیر ان کے ہے ہی نہیں۔ اب آپ غور سے دیکھیں کہ آپ ان دونوں میں کون ہیں درشتا یا درشیم اور یہ جگہ کیا ہے؟ معنوی غور سے بھی سمجھ میں آسکتا ہے کہ درشیم دیکھنے میں آنے والی چیز کو جب کہتے ہیں۔ تو یہ تمام بیرونی جگہ نام روپ وغیرہ یہ درشیم ہوا۔ ویسے ہی آپ کا استھول شریر پاؤں۔ نالہ۔ پیٹ۔ چھاتی۔ گلا۔ ہر جگہ آپ کے دیکھنے میں آگئے تو یہ بھی درشیم ہو گئے۔ اسی طرح تمام شریر جو اعضاؤں کا مجموعہ ہے۔ درشیم ہی ثابت ہوا۔ شریر کی طرح آپ اپنے پرانوں یعنی سانسوں کے آنے جانے کو معلوم کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کرتے تو ان کا چھوڑا بڑا۔ مہر و گرم۔ دایں بائیں ہونا اندر باہر آنا جانا کون بتلاتا ہے؟ جب آپ نے ان کو دیکھ اور جان لیا۔ تو یہ بھی درشیم قرار پائے گئے۔ اور آپ ان کو دیکھنے والے درشتا۔ اب ذرا اور غور کرو۔ کہ یہ انتہہ جو چار قسم کا ہے۔ من۔ مدھ۔ جت۔ ہنکا۔ اول من جو خواہشات کا منبع ہے۔ دوم مدھ جو یقین کرتی ہے۔ سوم جت جو جنتن کرتا ہے۔ یعنی سوتج فکر خیا وغیرہ جس کا کام ہے۔ چہارم ہنکا۔ جو میں ”روپ ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ اب آپ بتائیے۔ کہ آپ ان کو دیکھتے جانتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں دیکھتے تو کس نے حد اکر کے ان کے الگ الگ نام اور تعریف کو ظاہر کیا۔ جب آپ کا کوئی خیال کبھی گھر کو جاتا ہے۔ کبھی کلکتہ۔ کبھی ممبئی۔ کبھی رکھی کیش وغیرہ تو آپ کے سوائے انکو کون معلوم کرتا ہے۔ اور بتلاتا ہے۔ کیونکہ بتلاتا وہی ہے جو معلوم کرتا ہے۔ اگر آپ ہی میں تو آپ درشتا ہوئے اور یہ تمام خیال درشیم ثابت ہوا۔ موٹی عقل والے کو ہی یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقل۔ من یا ہنکا وغیرہ کوئی ان طاقتوں میں سے ہی آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے یا جاننے والی ہوتی ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہئے۔ انجان پرسن ہی اس بیرونی درشیم اور شریر اور پران تک کو تو درشیم سمجھ سکتے ہیں لیکن من بڑھی آدکوں کو درشیم سمجھنے میں چکر کھاتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ گرم اندر سے تو تتوں کی راجس انش سے بنے ہوئے ہیں اور گیان اندر سے ساٹوک انش سے اور پران مشترکہ راجس انش سے۔ اور من بدھی آدک انتہہ کرن۔ تتوں کی مشترکہ ساٹوک کی انش سے بنائے گئے ہیں۔ گیان میں بمقابلہ اندر سے اور پرانوں کے زیادہ لطافت اور طاقت بھری گئی ہے۔ اور آتما کے جلوہ ظہور ہونے کا بھی یہی مقام قرار پایا گیا ہے۔ اسی سے انجان آدمی دھوکہ میں آئے ہوئے اسی کو یقین سمجھتے ہیں۔ یہ تمام درشیم یا پتھوں

تتووں (آکاش وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی) سے بنائی گئی ہے۔ جب یہ پانچوں تتو جو کارن روپ ہیں وہی دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ یعنی درشید ہیں تو ان کے کارن من بڈھ وغیرہ کیسے درشید نہ ہوں گے۔ اور ان کو دیکھنے والے جو تم آپ ہو۔ سب کو جدا جدا دیکھتے اور سمجھتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اس لئے آپ ہی درشما چتین ہو۔ اور یہ سب درشید بڑھتے۔ اگر بڈھی آدکوں کا دھرم جاننا ہوتا تو خواب گراں میں جو بڈھی لے ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے ہونے اور پھر ظاہر ہونے کو کون ثابت کرتا۔ یہ بڈھی اور من ویزہ کے تمام خیالات یکے بعد دیگرے بدلے رہتے ہیں۔ ایک کی موجودگی میں دوسرا آ نہیں سکتا۔ تو ان سے الگ اگر کوئی چتین نہ مانو گے۔ تو پہلے خیال دور ہونے اور دوسرے کے نہ آنے کو کون ثابت کرے گا۔ کیونکہ جو دور ہو گیا۔ وہ تو اپنے دور ہونے کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اور جو ابھی آیا نہیں اس کو اس کی کچھ خبر نہیں۔ جیسے ایک ڈاکٹر کے پاس کئی مریض یا بیچ کے زور و عدالت میں کئی گواہ پیش ہوتے ہیں۔ اور باری باری سے ایک ایک پیش ہو کر کرہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ساکشی چتین سب خیالوں کے اچھے بُرے پن اور آنے جانے کو جانتے ہیں۔ خیالوں ہی سے ایک دوسرے کو کسی کا علم یعنی گیان نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ سب جڑ۔ درشید ہیں۔ اور آپ ہی ان کے دیکھنے والے درشما چتین ہیں اور سبھی آپ ہی ثابت ہوتے ہیں کہ تمام گیان۔ ماضی۔ مستقبل حال۔ ہونے نہ ہونے کا بغیر سب کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ درشش تو خیال و تبدیل ہونے والی کی وجہ سے مت ہے ہی نہیں۔ خواب کی درشش کی طرح جھوٹ ہی سچ ہو کر دکھائی دیتی ہے۔ دراصل سب آپ ہی ہو۔ اور آئندہ بھی آپ ہی کا سروپ ہے۔ کیونکہ آپ کی خواہش بغیر اور دیکھنے کے کوئی چیز آئندہ ان ثابت نہیں ہوتی اور آپ کا سروپ بغیر اندا کسی دوسری شے کے آپ کو سب سے پیارا ہونے کی وجہ سے آئندہ سروپ ہے۔ کیونکہ پیارا آئندہ سے ہی ہوتا ہے۔ دکھ سے نہیں ہوتا۔ خواب گراں میں بھی آپ کا سروپ محض آئندہ ثابت ہے۔ کیونکہ وہاں نہ تو عورت، فرزند وغیرہ خواہش اقربا ہوتے ہیں۔ نہ مال و دولت نہ عہدہ۔ نہ عزت وغیرہ اور آئندہ سب چیزوں سے بڑھ کر وہاں حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ سب چیزوں کو چھوڑ کر اس آئندہ کی خواہش کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ باقی سب دکھ روپ ہیں۔ کیونکہ ان سب کے دور کرنے سے وہ سُستی کا آئندہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں ناش اور بدلنے والی اور محدود ہونے سے دکھ روپ اور است ہی ہیں۔ اور تمہارا سروپ لا محدود اور پیمانہ سروپ ہے۔ چونکہ آپ کو ہی اندر باہر سب کا گیان ہوا ہے محدود کو اپنی حد سے باہر کا گیان ہو نہیں سکتا۔

جب تم کو سب کا گیان ہے۔ اس لئے تم دیا ایک ہو۔ اور یہ جھوٹ و درشش جو صرف نمودی ہے تمہارے سمت سروپ کے ٹکڑے نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم ہی سب آتما اگنی ہو۔ جیسے خواب میں کئی پہاڑ۔ دریا۔ آدی چیزیں نمودی ہوتی ہیں۔ اس سے پتہ چلتے والے پرش کے ٹکڑے نہیں ہو جاتے۔ ایک ہی رہتا ہے۔ اسی طرح تمہارا جو سمت سروپ ہے۔ وہی سب کا سروپ ہے۔ اس کے جدا دکھانے کو تو نہ صرف یہ شری آدک درشش ہی جو وچار سے جھوٹ ثابت ہوتی جیسے بلے لہریں ذات سے ایک پانی ہوتی ہیں ان کے نام روپ الگ دکھائی دینے سے

پانی ٹکڑے نہیں ہو جاتا۔ پس ثابت ہوا کہ تمہارا سروپ ست چیت آئند ویاک ہے۔ اور یہ درشید صرف فرودی اور کھنے مارتے ہے۔ اس کا آتما سے علیحدہ کوئی اپنا وجود نہیں۔ اسلئے آتما کو اُدتی کہا ہے۔ پرمان گرنتھ صاحب۔ "سب گو بند ہے۔ سب گو بند ہے۔ گو بند بن نہیں کوئی"۔
 "ایہہ وس سنسار تم جو دیکھو اے ایہہ ہر کاروپ ہے۔"

(آئند صاحب)

ہر روپ ندری آیا۔
 وید بھگوان نے برہم کا سروپ۔ ست چیت آئند ویاک ہی ظاہر کیا ہے۔ چونکہ یہ تعریف آپ کے سروپ آتما میں ہی پائی گئی۔ اور کسی دنیاوی معنی درش میں پائی نہیں جاتی۔ اسلئے آپ ہی برہم ہو۔
 "تت تو تم کسی"

پرشن تھا کہ میں کون ہوں؟ اس تام بحث سے یہی ثابت ہوا کہ آپ ست چیت آئند سروپ برہم ہیں باقی تام درشید جو دیکھنے سننے میں آ رہا ہے۔ یہ امت۔ بڑا۔ پرچھن اور فکر روپ ہے جس نے اپنے سروپ کو اچھی طرح جان لیا۔ وہی جیون مکتی کا آئند لے سکتا ہے۔ تام وید شتروں کا مختصر بدھانت جو آپ کے لئے فرودی تھا بتلایا گیا۔ اب اس کو ایمانت میں سوچ دجا کر یقین کرنا تو آپ کا اختیار ہے۔ اگر یقین کر لیں گے تو آپ کو ثابت ہو جائے گا کہ آپ کے برہم سروپ میں دکھ۔ فکر۔ خوف۔ سزا۔ جینا۔ آنا۔ جانا وغیرہ کہاں ہو سکتا ہے۔ آپ سجاد کہ ہی شدھ مکت سروپ ہو کوئی آپ نے مکت ہونا نہیں ہے۔ آپ کو اپنے نہ جاننے کے باعث ہی اپنی بندھ نظر آتی ہے۔ جب آپ بلا شک و شبہ مستقل طور پر علما یقین کر جاؤ گے کہ ہمارا سروپ برہم سجاد آئند ویاک سجاد کہ ہی ہے۔ تو پھر باقی اور کچھ جاننا نہ رہے گا۔

راگ دوش من کے دھرم آتم سناکھی جان	جہن مرن ہے دیہ کو بھوک پیاس جوے پران
تو درشنا کو شتھ میں ساکھی سرب اتیت	یہ دھری اور دھرم جو سبھی درشید ہے میت
تو درشنا ہی ست ہے اکوے اور الوپ	کلپت اور متھیا ہے وید درشش کو روپ
سجھاؤں کے کارنے بھاکیو وید پران	درشش درشنا کا بھید ہی اصلی نہیں سچان

برہاتم ادویت ہے نہیں دویت کا کام
 کہاں درشید درشنا کہاں کہاں روپ اور نام

نوٹ یہ سالنامہ شانتی انک جنوری اور فروری ۱۹۷۸ء دواہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ ماہوار پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ ناظرین اوم نوٹ فرماویں۔
 مینجر اوم، دہلی

شکرِ کمرِ شبنمِ خدیجہ جی بہارِ اح

انذکم شری بلجیت شکوہ جی گروال ایم اے پی ای اے

ہر اک شے میں عیاں تو ہے

(شری ایم بی۔ فدا حلیق لا ابالی)

اے مفکر !

تیری یہ موسیقی

روشنی تھی ظلم کی راتوں میں

کتنے بھٹکوں کو راہ دکھلایا

سحرِ جادید تیری باتوں میں

درس تو نے دیا محبت کا

زندگی سے پیسے بھی عالم ہے

جسم تک زندگی نہیں محدود

آخرت کے اٹھائے پردوں کو

کیا حقائق سے روشناس کیا

خوفِ دلاہ کے سایہ میں جینا

تجھ کو اک نظر نہ گوارا تھا

تو نے بخشی حیات کو وسعت

تیری ہر بات میں اشارہ تھا

ہر اک شے میں عیاں تو ہے زمین تو ہے جہاں تو ہے

محیطِ آسمان تو ہے، مکیں تو ہے، مکاں تو ہے

تو ہی ماہِ منور ہے، تو ہی خورشیدِ نور ہے

جہاں پر نورِ گشربے، فروغِ آسمان تو ہے

جدا تجھ سے نہ دنیا ہے نہ خالی تجھ سے عقب ہے

کہاں تیرا نہ حبلہ ہے، جہاں تو ہے، وہاں تو ہے

تو ہی ابرِ بہارِ ال ہے، تو ہی برقِ درختاں ہے

تو ہی پرِ جوشِ باراں ہے، لبِ آبِ رواں تو ہے

تو ہی صورتِ قیامت ہے، تو ہی روزِ عدالت ہے

تو ہی پادشہِ رحمت ہے خطائے عاصیاں تو ہے

تو ہی گلزارِ رضواں ہے، تو ہی بزمِ پرستاں ہے

تو ہی حُسنِ حیناں ہے، ہجومِ عاشقاں تو ہے

تو ہی مے نوشِ دمیخاں ہے، تو ہی ساقی و پیانا

تو ہی بیہوشِ دلیوانہ ہے، شرابِ اذغواں تو ہے

تو ہی دریا ہے وحدتِ ہوں، چراغِ بزمِ الفت ہوں

میں خود ہی خلیقِ قدرت ہوں جہاں میں ہوں وہاں تو ہے

ادبیت و اد اور اخلاق

(پوجیہ شری سوامی وویکانند جی کے دِچار)

(مرسدہ شری نریشتر ناتھ جی شسترا نریشتر)

دنیا کے تمام مشہور مذہب میں اخلاق اور آچرن پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔ سب میں دُہی واکہ (ایسا کر دو) اور نشیدہ واکہ (ایسا نہ کرو) احکام کی صورت میں موجود ہیں۔ تاہم عموماً وہ وجہ نہیں بتلائی گئی کہ ایسا کوئی کیوں کرے کیوں نہ کرے۔ ہر دھرم کہتا ہے۔ دوسروں کا بھلا کر دو۔ کسی کو آزار مت پہنچاؤ۔ خود غرض مت بنو۔ چوری مت کرو وغیرہ لیکن اگر سوال کیا جاوے کہ ایسا کیوں کرے تو عموماً جواب یہی ہوگا۔ ایسا خدا کا حکم ہے۔ اور ہمارے مذہب کے اوتار۔ پیغمبر یا ہادی نے ایسا فرمایا ہے۔ یا ہماری فلاں مقدس کتاب میں ایسا علم ہے۔ اب جو اس مذہب کے پیرو ہیں وہ تو اعتقاد کی بنا پر ان احکام کے پابند ہو سکیں گے۔ لیکن جنکا ان پر اعتقاد نہیں۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ آپ کی مقدس کتاب میں کچھ بھی لکھا ہو یا آپ کے ہادی یا چارپوش نے کچھ بھی کہا ہو۔ میں اس کا پابند کیسے ہوں۔ مجھے تو وجہ بتلا دو جو عقل و دلیل کی کسوٹی پر کئی جاسکے دیکھئے۔

Selections from Swami Viveka Nanda صفحات ۱۶۹

کچھ گہرائی سے دِچار کیا جاوے کہ آدمی جو چوری۔ دُکیتی۔ اذیت رسانی وغیرہ غلط کاریوں میں مبتلا ہے۔ وہ عموماً نہ چاہتا ہو ابھی مجبوراً ہوا عمل کر جاتا ہے۔ یہ ایک جمل سمجھا ہے اور گیتا جی میں ادھیائے ۳۔ ۳۶ میں یہی سوال ارجن نے بھگوان سے کیا۔ کہ آدمی زبردستی لگایا ہوا کس کے زیر اثر پاپ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس کا جواب بھگوان نے ۷۔ ۳۳ میں شلوکوں میں مدلل دیا ہے۔ کہ جو کُن سے کام (خواہشات) پیدا ہوتی ہیں اور دُہی کر دھ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسی کے زیر اثر انسان غلط کام کر جاتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے کہ وہ آتما ہے۔ اور شری۔ جو اس۔ من اور دُہی سے شریتر ہے۔ تو وہ اس کام روپی دشمن کو مار سکتا ہے یعنی جیت سکتا ہے۔ پرانی بات۔ کہ سھول اور سھوشم شریر اپرا پر کرتی کے دکار ہیں۔ سب میں ست۔ رنج اور تم پر کرتی کے گن موجود ہیں۔ پھر کوئی آدمی پُشیل کوئی پاپ شیل کیوں ہے کسی کو۔ جو گن پریرت کرتا ہے اور پاپ کرا دیتا ہے۔ کسی کو پریرت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ستو گن سے پریرت پسہ کرم ہی کرتا ہے۔ کیونکہ گیتا ۱۲۔ ۶۔ ۷ کے اوسار ستو گن گسیان اور نرمتا سے بانڈھا ہے۔ اور جو گن راگ روپ ہے جو کامنا اور آسکتی کا کارن ہے جس کے چل سر روپ گیتا ۱۲۔ ۱۲ کے اوسار لوبھ خود غرضی کو لے کر دنیاوی کاموں سے بانڈھا ہے یہاں مسئلہ آدھون ہماری انجمن کو سمجھاتا ہے۔ ہماری موجودہ زندگی کی بنیاد اور کارن ہمارے گزشتہ جنموں کے اعمال

ہیں۔ جن کے بھو گئے کے لئے ہمیں حال میں موزوں سقول اور سوکھ شریہ انتہ کرپ اپت ہوئے ہیں یعنی ہمارے من اور بُدھی ہمارے پرانے کوموں کے بھلے پرے سنکار بنے ہوئے ہیں جو موافق موقع پر ماضی کی سپھرنایا داسنا میں ابھرتی ہیں جن کے انوسار ہم آکھار بنے ہوئے بے بس سے ہوئے بھلا یا بُرا آچرن کر گزرتے ہیں۔ کوئی آدمی بھلا ہے تو اس میں غمور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سو بھاد سے بھلائی کرنے پر مجبور ہے۔ دوسرا بُرا ہے تو سو بھاد دس بُرائی کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اس کی سرشت (سو بھاد) NATURE میں یہ داخل ہے۔ جن لوگوں نے خود قبضی کے لئے کوئی سادھن نہیں کیا۔ ان عام آدمیوں سے اسی طرح بھلائی یا بُرائی ہوتی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر جو خوش قسمت لوگ سالک سو بھاد لے کر پیدا ہوئے ہیں اور ماضی کی سپھرنایا داسناؤں کو دمن کر سکتے ہیں یا مزاحمت کر سکتے ہیں انہیں پاپ کا آچرن کرنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ار وہ ان کی جگہ ویسے سنکار لے کر پیدا ہوتے تو وہ خود نہ معلوم اُن سے زیادہ غلط روی کرتے۔ فور غدا نیک و بد میں یکساں ہے۔ اسلئے فراخ بولی سے ہمدردی کا سلوک غلط روی کرنے والوں سے کرنا واجب ہے۔ نفرت ہرگز نہیں کیونکہ نفرت جنونِ دل کے ہوا کو نہیں

HATRED IS MADNESS OF HEART اور اپنے نیک آچرن کے اظہار کی مثال سے مثبت ترغیب سے اُن کو راہِ راست پر لانے کی کوشش لازم ہے۔ یہ خوش اخلاقی MORALITY ہے لیکن ایسا کیوں کیا جائے۔ آپ اس الجھن کا حل ادویت واد کے سوائے کسی طرح نہیں پاسکتے۔ کہ اِن کو خوش اخلاق اور خوش سلوک کیوں ہونا چاہیے۔ ادویت بتلاتا ہے کہ سب کچھ برہم ہے۔ برہم کے سوا کچھ دوسرا نہیں۔ کثرت کی تہ میں وحدت موجود ہے۔ تو اس سے ثابت ہے کہ نیک و بد میں برہم (پرہمتا یا آتما) کا یکساں ظہور ہے۔ وہ سرد ویا پک سب جگہ ایک رس ہے۔ جو اختلاف دکھائی دیتا ہے وہ ناشواں شریروں کو لے کر محض ظاہری ہے۔ آتما کی درشتی سے एकमेवाद्वितीय ہے۔ شریکتا ۱۳-۱۶۔ وہ دھماگہ بہت ایک روپ سے تمام بھوت پرائیوں کو الگ الگ کے سان دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت میں جدا جدا نہیں ہے۔ گیتا ۱۳-۲۸۔ جو پُرش سب میں سم بھاد سے سھت ہوئے پریشور کو سان روپ سے سب میں دیکھتا ہے وہ اپنے دوار آپ کو نشٹ نہیں کرتا۔ گیتا ۶-۲۹۔ سب بھوتوں کو اپنی آتما میں اور اپنی آتما میں سب بھوتوں کو سم بھاد سے لوگی دیکھتا ہے۔ گیتا ۶-۳۲۔ جو لوگی اپنی طرح سم درشتی بھوتوں میں رکھتا ہے اور دیکھ اور دیکھ کو سب میں سم ایک سا دیکھتا ہے۔ وہ سریشٹھ لوگی ہے۔ فرضیکہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ دوسرے کو چوٹ پہنچانا اپنے کو ہی چوٹ مارنا ہے۔ دوسرے سے بھلا سلوک کرنا اپنے سے ہی خوش سلوک کرنا ہے۔ جب ہم خود ہی دوسرے کے شری میں آتما کے روپ میں موجود ہیں تو کیسے ہم کسی کو دھوکا دینگے! اُس کی چوڑی کریں گے۔ یا اُس کو بے عزت کریں گے۔ اپنے آپ کو کوئی جلی ایذا نہیں پہنچا سکتا۔ یہاں سرزدی ہوش کے لئے اخلاق کی ناقابل تردید وجہ موجود ہے۔ اور یہی خوش اخلاقی کی فردت کے لئے دلیل ہے ہم نے دیکھا کہ ادویت درشتی ہی اخلاق اور صحیح آچرن کا مضبوط آدھار ہے جو بدھی کی کسوٹی پر پورا اُترتا ہے۔

उमा जे राम चरणरत, विगत काम मद कोइ ॥
निज प्रभुमय देखहिं जगत, का सन करहिं विरोध ॥
सो अनन्य जाके असि मति न टरै हनुमन्त ॥
मैं सेवक सचराचर रुप स्वामि भगवन्त ॥
सिय राम मय सब जग जानि । करहुं प्रणाम जौर ^{जग. पानि ॥}

دویت داد و شش ادویت . دویت ادویت و ادویت سب اپنی جگہ درست ہیں اور قابل احترام ہیں۔
سب راہ حقیقت کے مرحلے ہیں جو آہستہ آہستہ سادھکوں کو آخری ادویت یعنی پرہنجادی بنائے گئے۔ سب کے
انتہ کرن یکساں DEVELOPED نہیں ہوتے۔ اسلئے ادھیکار بھید سے مختلف شریعتی کے انتہ کرن والوں کی
انتی کے لئے ضروری ہیں۔

ہزار راہیں ہیں بارگاہ کی جو چاہے جس راہ پہ گامزن ہو
سے راہ آساں خیال اُن کا۔ زبیاں پر ہر آن نام رہتا (نریندر)
ہم نے دیکھا کہ " ہر ایک شکل میں یکساں ہے جب ظہور اُن کا
ہر اک سے پیار و محبت سے گفتگو کیجئے (نریندر)
پرماناسی کو عقل سلیم عطا فرمادیں۔

گناہگار تھی۔ ہم بھی اُس کے بندے ہیں ازل سے بار بار رہے جو اٹھائے ہوئے
توانگر و کیوں ہمیں دیکھ کر ہو خندہ زن متاع عشق ہیں یسے میں ہم چھپائے ہوئے
برائے کہ انہیں زاہد کہ آخسر عاصی بھی تیرے غم اکے میں جیسے بھی میں بنائے ہوئے
تیرے خدا کی قسم میں اسی کے دیوانے ہر ایک دل میں ہے جو اپنا گھر بکائے ہوئے
کہاں کے کعبہ و کاشی نریندر دیکھو آنکھوں سے
انہی کے غم میں ہے گنگ و جمن بہائے ہوئے
اوم نت

نوٹ:۔ مندرجہ بالا مضمون میں پوجیہ نسواں دو یکماند جی کے دیوار پیش کر کے ہاتھوں کے لئے کترین نے اپنی
ناقص عقل کے مطابق اپنے الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے (نریندر)

اگر آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کے مضمون کی تعمیل فرمائی جائے تو خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جو کہ پتہ
والی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ مئی ۱۹۷۷ء کے وقت کوپن پر اپنا نام اور پورا پتہ (اردو اور انگریزی) دو زبانوں میں لکھیں۔

داستانِ محم و مبین سانی

(از قسم پندت رام لعل جی ساکت - چنڈی گرٹھ)

بخ اول

میں رہتے گا اک بھولا بھٹکا صفا راہی
تھا چاروں طرف اک بھانک بیا بال
نہ تھا کوئی میرسر نہ کوئی ننگیاں
دعا میں اٹھ ہاتھ دل سے پتھارا
سنائے تو جہاں و مشکل کشا ہے
میری آہ نے دی وہ نبیش جہاں کو
نہ دم توڑ - ہمت سے لے کام ناداں
میں جھنجھلا کے بولا - سدا دینے واسے
صدا صریح آئی - ذرا غور سے سن
بڑھو اس کی جانب وہ بہ مردِ کامل
میں بڑھنے لگا اس طرف دھیمے دھیمے
وہاں پہنچے پر نہیں کیا دیکھا ہوں
ہر اک زند تھا ماتہ میں جہاں تھا سے
کھینکے لگے جہاں - پٹنے لگی سے
حلق سے اترتے ہی طوفاں ہوئی وہ
کسی کا چھکا سجدہ شکر میں سر
جسے تھا گماں اپنے ہونے کا باقی
کھڑے اک طرف جب یہ دیکھا تماشہ
قدم نجوم توں اور سجدے اتار دیں
تقاضا کروں پھر میں نظیر کرم کا
کہوں پھر کرم و غنی تو ہے سانی

بچے میری قسمت کہاں کھنچ لائی
تھا کہہ رہی تھی میں آئی کہ آئی
کسی کی چھٹے اس بچہ کی یاد آئی
لے مالک جہاں کے دہائی دہائی
سنی گو نہ میری تو ہو جگ ہنسائی
فلک کانپ اٹھا زمین تھر تھرائی
ایسا نک کہیں سے یہ آواز آئی
چھٹے کچھ نہ سوچھے تو کر رہنمائی
کوئی مت سے محو غم سرائی
اُسی کے کرم سے ہو مشکل کشائی
لے دل میں دھر کن اور شوق رسائی
کہ سانی نے ہے خوب محفل سجائی
بے لاکھ میں سانی جھوٹے سدا جی
حق جتنی طلب جس کے حصے میں آئی
عجب کیفیت اہل محفل پہ چھائی
کسی نے سمجھا اپنے سے ہی تو لگائی
گذر جسم خالی سے آواز آئی
میرے دل میں اک آرزو گدگدائی
کردن اشک بیزی سے دل کی صفائی
نہیں کچھ میرے پاس اپنی کمائی
مجھ بھی حقیقت سے ہو آشنائی

روح دوم :- ابھی ہو رہی تھیں یہی دل سے باتیں
 بہت دور سے چل کے آئے ہو سالکت
 میرے پاس آؤ۔ ذرا پیار کر لیں
 آنسو کو بھی بندے سے مولا بنا دوں
 میرے جسم میں ایک عجیب سی دوڑی
 اڑے ہوئی دلوں کی گھاس کا تھا عالم
 اُس عالم میں مجھ کو ہے بس یاد آتا
 اُسے ساقی تیرے پیارِ رحمت کے صدف
 ذرا ہو کر آئی۔ تو ساقی یہ بولے
 تو خود آپ اپنی عبادت گزارے
 تلاش و محنت کی حاجت نہیں اب
 فقط خدمتِ خلق کرنے کی خاطر
 تو ہر اک کو پیغام ساقی دے جا
 سمجھ کر یہ سالکت کلام الہی

چند پیغامات

(ذاتی انوکھو کے ادھار پر)

(از قلم نپٹ رام لال جی سالک پٹنہ)

پیغام اول

اپنے آپ کو پھوپھو پیار سے ضرب دیکر سارے دل میں چپے ہوئے نعمتِ بنیاب کو پیدا کرو۔ اور مجموعہ ضرب کو ہر ایک میں فیاضاً
 طور پر تقسیم کرو۔ اس بات کا یقین ہے کہ اس پر محبت عمل سے جو کچھ بھی حاصل تقسیم اور باقی ہوگا۔ وہ سب کچھ ماسوا پر پھوپھو پیار
 کے اور کچھ نہ ہوگا۔ الغرض یہ حقیقی پیار صورتِ ہمہ گیری اختیار کر کے ہر ایک کو اپنے دامنِ آغوش میں لے لیگا۔ واضح ہو کہ یہ
 توفیق فقط بندگانِ عشق کو ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ اہل عقل کو نہیں۔

ہمارے عشق کو سالکت ہے وہ تاب ہمہ گیری ہر اک در کو در جہاں ہر اک بیت کو عدا سمجھ

یاد رہے کہ آپ کا اپنا آپ تو پرچھو ہے۔ اس لئے پرچھو پیار حقیقتاً اپنے آپ ہی سے پیار ہے۔ اگر ہم ہر ایک کو اپنا سمجھ کر پیار کرتے ہیں تو ہم یقیناً پرچھو پیار کے دراث سرور سے پیار کرتے ہیں اور بے گمان پرچھو کا دہجوتی نیکت درشن کر کے مقصود حیات حاصل کرتے ہیں۔

سالمات تو ذات حق ہے یہ دنیا تیرا ظہور
حاصل سکون و لطف ہو اس اعتبار سے

پیغام دوم

خودی کی (یعنی کچی) کو راستی کے الف (۱) میں بدلنا ہی خود سے خدا ہونا ہے۔ کچی کسی کی کو ظاہر کرتی ہے اور اُس کا احساس دل میں بنائے رکھتی ہے۔ اس گرفت میں آیا ہوا انسان راہ حقیقت سے لغزش کھا کر دنیا کو بمعہ خود کے کچھ اور اور خدا کو کچھ اور سمجھ کر بھٹکتا پھرتا ہے اور مایوس تنہائے دیدار رہتا ہے۔ اس کے برعکس خودی کی کو الف میں بدل پانے پر یعنی حقیقت پر صورت الف (۱) مستحکم کھڑا ہوجانے پر معرفت ذات سے لامحدود حقیقت کا کشف ہوتا ہے۔

زعم خودی نے اُسکی نظر سے گرا دیا
ورنہ خدا نہیں ہے حقیقت نگر سے دور (سالمات)

پیغام سوم

یار سے عطیہ غم ہمارے شاگرد اور راضی برضا ہونے کی آزمائش کا ایک موقع غنیمت ہوتا ہے۔ اگر کوئی بندہ عشق (یار کی محبت کا دم بھرنے والا) اس غیبی موقع سے ذرا بھی چوک جائے تو وہ یار کے دائمی لطف و کرم سے محروم رہ جاتا ہے۔ غم عاناں بندگان عشق کے لئے عین حیات ہوتا ہے۔ اور حالت سکون اُن کے لئے موت ہوتی ہے۔ عاشق حقیقی یوں نغمہ سرا ہوتا ہے۔

تیرے دہل سے تیرا غم مجھے ، جان و دل سے بڑھ کے عزیز ہے
تیرے علم نے دی مجھے زندگی ، تیرے علم کی عمر دراز ہو (سالمات)

پیغام چہارم

جس طرح حروف تہجی کی ابتدا الف (۱) سے ہوتی ہے اور انتہائی میں۔ اسی طرح عشق کی ابتدا خود سے الف (خود + ا + خدا) کو الگ تصور کرنے (یعنی خود بندہ اور الف خدا) سے ہوتی ہے۔ اس عشق کی انتہا خود سے لگتی ہے کو صورت الف دینے میں ہے۔ یعنی خود کا ایک الف (خدا) سے آغاز بندگی کر کے جملہ حروف (اسما و اشکال) سے گزر کر (عبیر پاک) کی کو ذات الف میں حذف کر دینا (یعنی ابتدا اور انتہا دونوں کو ملا کر لا انتہا ہونے یعنی خود ہی خدا ہونے میں ہے۔ واضح ہو کہ ایک الف ہی جملہ حروف میں مختلف انداز سے پورن روپ سے دیا گیا ہے۔

خودی کے مٹانے میں اک عمر کھودی
غضب ہے کہ ساحل پر کشتی ڈبو دی

پیغام پنجم

کلپنا کی ذہن (ر) کو پیش (ر) میں بدل دینے سے کیا بنا۔ کلپنا (پری پورنتا) ظاہر ہوا کہ ساری کلپنا کلپنا سے ذہنی دوری کی وجہ سے ہے۔ حقیقتاً اس کا کوئی وجود نہیں۔ کلپنا کی ذہن (ر) اہنگ (خودی) کی دیسل ہے۔ اس ذہن یعنی اہنگ کو پیش (ر) میں بدلنا ہی اپنے آپ کا یار کے آگے کئی طور پر سرپن کرنا ہے۔ ایسا کر پانے سے کلپنا مٹ جاتی ہے اور کلپنا (کل + پنا) ALLNESS از خود ماسمل ہو جاتی ہے۔
دیکھ لوں عین حقیقت میں اُسی دم سالک
جب خیالات کی دنیا سے گزر چکا ہوں

پیغام ششم

الف (۱) کی ابتدا صفر (شونیہ) سے ہے۔ اور تبدیلیاں جملہ انک (ہندسے) صفر سے ہی ہیں۔ یعنی نیستی ہی ہستی ہے اور ہستی کچھ نہیں۔ یہ دراث جگت (جملہ کائنات) جس میں میں 'تو'، 'یہ'، 'وہ' سب شامل ہیں ایک صفر ہی تو ہے۔ یعنی یہ سارا آکار نرا کار ہی کا ہے۔
جو حقیقت ہے حقیقت میں پس منظر ہے
میں تو کم نظری سے محدود ہوا چلتا ہوں

پیغام ہفتم
Be at the Centre and move gracefully on the circumference. Your radii, which connect the centre with the circumference (ie the inner self with the outer-self) will remain unchanged. Like wise if you remain firmly centered in the self you will ever remain what you really are wherever you go about in the world around you.

کہئے سیر گلستان بے خطر اے مرغِ دل
آنکھ تیری ہر نشیمن پہ سدا پرداز میں

نوٹ: منی آرڈر بھیجے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر اور مکمل پتہ خوشخط لکھیں۔
اگر آپ نے نویدار ہیں تو یہ فرد رکھیں کہ میں اس سال سے نیا خریدار بنا ہوں۔ (منیبر)

دیراک دارہ شانتی کی پراپی

از حکیم رمیلداس جی مندر

شانتی یا سکون قلب حاصل کرنا انسانی زندگی کا مقصد اولین ہے۔ جس شخص نے اس زندگی میں سکون قلب یا من کی شانتی حاصل کر لی۔ اس نے گویا لوگک تھا پر لوگک ارتھات دینی اور دنیاوی سکھ پاپت کر لئے حقیقت یہ ہے کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے۔ شاستر کی نظر میں خواہ بُرا ہے یا بھلا ہے۔ اپنے من کی شانتی یا خوشی کے لئے کرتا ہے۔ چونکہ ان تمام کاموں کا خلق باہر کی دنیا سے ہوتا ہے۔ اور باہر کی دنیا میں تو سکون ایک لمحہ بھی نہیں ہے۔ باہر کی دنیا کو گردشِ فلک بھی کہا جاتا ہے۔ نامعلوم یہ گردش کب سے چل رہی ہے۔ اور کب تک چلتی رہے گی چونکہ باہر کی دنیا تبدیلی پذیر ہے۔ اس لئے کوئی بھی کام کرنے کے بعد جب انسان کو کامیابی ہوتی ہے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے اس کے من کو شانتی یا سکون قلب محسوس ہوتا ہے۔ مگر قانونِ قدرت کے مطابق وقت مقررہ پر جب یہ حالت تبدیل ہو جاتی ہے تو پھر انسان اپنے اندر ایک خلا محسوس کرتا ہے۔ جیسے شانتی یا بے چینی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

سوال ہوگا۔ تو کیا اس سرشتی میں شانتی یا سکون قلب حاصل نہیں ہو سکتا؟ جبکہ ہر کام کی کامیابی کے کچھ ہی دیر بعد پھر وہی بے قراری دستک دینے لگتی ہے؟ نہیں یہ بات نہیں۔ جو چیز نہیں ہوتی۔ اس کا نام بھی نہیں ہوتا۔ سکون قلب اور من کی شانتی ہے اگر نہ ہوتے تو کتابوں میں شاستروں میں اس کا ذکر نہ ہوتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان اس کی تلاش میں یا اس کو حاصل کرنے کی تدابیر میں غلطی کرتا ہے اور اس غلطی کا خمیازہ بے چینی یا شانتی کی صورت میں اٹھانا ہوتا ہے۔ اب یہاں پھر سوال ہوگا کہ شانتی یا سکون قلب حاصل کرنے کا صحیح راستہ یا تلاش کیا ہے؟ شانتی حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اس کا جواب جاننے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ کہ انسان کے لئے سچی شانتی حاصل کرنا یا پاسدار سکون حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ ست شاستر اور مہارتش فرماتے ہیں کہ شانت یا سکون قلب کا جیون سورگی جیون ہے اور اشانت یا بے چین زندگی نرک کی زندگی ہے اور اس کے ساتھ سنتوں کا یہ فرمان بھی ہے۔ کہ

جا کو شانتی ات ہے تا کو شانتی ات جاں کو شانتی ات نہیں تا کو ات نہ ات

مطلب یہ کہ جس شخص نے اس زندگی میں سکون قلب کی دولت کو حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اشانت اور بے چین زندگی بسر کی۔ اس کی جیو آتما یا روح اس جھوٹا (شریر) کو چھوڑنے کے بعد بے چین رہے گا۔ اسے شانت پر پراپت نہیں ہوگا۔ اس کا کارن شاستر کاروں نے یہ لکھا ہے کہ انت منی سنی لگتی۔ انسان جس حالت میں

حجم چھوڑتا ہے شریہ کا تیاگ کرتا ہے۔ اُس کی جیو آتما کے لئے آئندہ کے لئے ویسے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر تو مرتے وقت انسان کا من شانت ہے۔ اور اُس نے نہایت شانتی اور سکون قلب کی حالت میں شریہ چھوڑا ہے تو قبول شانتی اُس کی جیو آتما آگے بھی شانت رہے گی۔ مگر جس نے اُشانتی یا بے چینی کے ماحول میں یا خیالات میں زندگی بسر کرتے ہوئے بقراری کی حالت میں شریہ چھوڑا ہے تو آگے اُس کی رُوح اُشانت اور بے چین رہے گی۔ ان دو چاروں کے آدھا نہ پر ضروری ہوتا ہے کہ انسان ہر صورت شانتی یا سکون قلب حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ بلکہ حتی الامکان اسے حاصل کرنے کی مکمل تدابیر (سادھن) اختیار کرے تاکہ لوک پر لوک میں بھلا ہو۔

اب رہا اس سوال کا جواب کہ شانتی حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب ست شاستروں اور ہاپرہنوں نے جو دیا ہے اُس کا نام ہے ”دیراگ“ یا بے تعلق۔
اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ شانتی کا کارن راگ یا تعلق ہے۔ جس سے انسان کا تعلق ہے (راگ ہے) اُس کی تبدیلی پر ہی اُن کو دکھ اُشانتی اور بے چینی ہوتی ہے لیکن جس چیز کے ساتھ لگاؤ نہیں۔ تعلق نہیں۔ راگ نہیں۔ اُس کی تبدیلی پر انسان کو کسی قسم کا دکھ پریشانی اُشانتی نہیں ہوتی۔
اب یہاں پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ دیراگ اور بے تعلق کس طرح پیدا کی جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کسی بھی پادھ کے ساتھ تعلق رکھنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ یہ چیز ناپائیدار ہے۔ چھین بھنگ ہے۔ تبدیلی پذیر ہے اور وقت پر ضرور تبدیل ہو جائے گی۔ پس مجھے اس کے ساتھ اس قدر تعلق رکھنا چاہیے کہ اس کی تبدیلی پر من میں اُشانتی پیدا نہ ہو۔ اگر میں اس کے ساتھ زیادہ گہرا تعلق رکھوں گا تو انجام کار میرا من دکھی ہوگا۔
یہ حقیقت ہے کہ انسان جس قدر دل کسی چیز کو دیتا ہے۔ اُس قدر درد خرید کرتا ہے۔ اور جس قدر بے تعلق ہو کہ زندگی بسر کرتا ہے اُسی قدر شانت اور پرسن رہتا ہے۔

اس ناپائیدار اور چھین بھنگ۔ اور فانی دنیا کے ساتھ دل نہ لگانے پر ایک کوی نے کہا ہے

دل نہ لگانا۔ پیار نہ کرنا، پرانی یہ سستار بُرا ہے

مطلب صاف ہے کہ چھوٹی ٹچینر کے ساتھ پیار نہ کرنا اگر کرو گے تو بُرائی نصیب میں آسے گی۔ آگے کہتے

مت منوہر نرل آنکھیں، کمسوں سے بھی کوئل آنکھیں؟

دش سے بڑھ کر ہے نہ انکا، ان آنکھوں سے پیار بُرا ہے۔ دل نہ لگانا

یعنی وہ آنکھیں کہ جن کو کمل کے پھول سے تشبیہ دی جاتی ہے بلکہ کمل کے پھول سے بھی نازک کہا جاتا ہے۔ ان منوہر (من کوہرنے والی) اور نازک آنکھوں کا شکار نہ ہونا۔ کسی حسین کی سند نہ آنکھیں دیکھ کر اپنے من کو ان میں گرفت نہ کرنا، کیونکہ ان نازک اور منوہر آنکھوں کا نشہ نہر سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ان سے پیار نہ کرنا ورنہ پچھتاہ پڑے گا آگے پھر کہا ہے

روپ جوانی پریت کہانی، ہر دستو ہے آئی جوانی
 کچن کایا، کیول مایا۔ مایا کا دستار بڑا ہے۔ دل نہ لگا
 یعنی خوبصورتی۔ عالم جوانی یا جوانی مستانی اور دو پریمیوں کی آپس میں پریم کہانی۔ سب آنے جانے کے چکر میں ہیں
 آج خوبصورتی ہے۔ کل چلی جاٹے گی۔ آج جوانی ہے۔ بڑھاپے کا شیر منہ پھاڑے کھانے کو آ رہا ہے (اگر زندگی ہے)
 اور محبت کی باتیں۔ خواب کی سی باتیں نہیں۔ (کسی پر اعتبار نہ کرنا) اور پھر اگر جسم سونے کی طرح چمکنے والا ہے۔ دھن دھن
 کی بھی کمی نہیں۔ مگر یاد رکھ کہ دھن دولت کی زیادتی انسان کو بھگوان سے دور لے جاتی ہے۔ پس فانی دولت کا زیادہ
 پھسلاؤ بڑا ہے۔ صرف گذر اوقات جتنے پدارتھ کی ضرورت رکھو۔ اس سے زیادہ دولت آنے پر انسان روحانی
 طور پر تادار ہو جاتا ہے۔ آگے کہا ہے۔

اک دن سچ جانی ہے دنیا۔ ندیا کا پانی ہے دنیا
 نارائن کا نام امر ہے۔ بھگتی بن گھر بار بڑا ہے۔ دل نہ لگا
 یعنی اے انسان یہ یقین رکھ اور اس بات کو کبھی بھی فراموش نہ کر۔ کہ ایک نہ ایک دن اس دار فانی سے کوچ کرنا ہوگا
 اور ضرور کرنا ہوگا۔ بھگوان کے اس اٹل نیم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ یہ دنیا ایک رواں دریا کی طرح ہے۔ یعنی ہر انسان کی
 زندگی۔ بلکہ ہر جاندار کی زندگی کا دریا۔ موت کے ساگر (سمندر) کی طرف بھاگتا جا رہا ہے۔ اور ایک دن اس میں فنا ہو
 جاٹے گا۔ اس کی خدا گانہ ہستی نہ رہے گی۔ پس اس فانی دنیا کا خیال رکھتے ہوئے یہ بھی یقین رکھ کہ صرف ایک بھگوان
 (نارائن) کا نام امر ہے۔ پہلے تھا۔ اب ہے۔ آگے ہوگا۔ اس اور نام کے ساتھ تعلق پیدا کر۔ اگر اس اور نام کے ساتھ
 تعلق پیدا نہیں کیا تو اس کے بغیر جو کچھ بھی پدارتھ از قسم گھر بار وغیرہ جن کا تو اپنے آپ کو مالک خیال کرتا ہے (مگر وہ ہے)
 بغیر پر بھگتی کے بڑا ہے۔ لہذا۔ فانی تعلقات توڑ (مکڑ دل سے) اور نام کے ساتھ جوڑ۔

یہ ہے ایک گیت۔ جس میں تھوڑا بہت دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اور جب کوئی انسان دنیاوی
 تعلقات بڑھا لیتا ہے۔ تو وہ ان کو ست سمجھ کر ہی الگ کرتا ہے۔ اُس کا یقین ہوتا ہے (جو کہ غلط ہوتا ہے) کہ یہ لوازمات
 یہ تعلقات ہمیشہ رہیں گے۔ میرے دوست۔ یار۔ خیم خوار۔ ہمدرد۔ ہر وقت میری امداد کریں گے۔ اور مجھے ناخوش گوار
 حالات میں سہارا مل جائے گا۔ اور جب وہ اپنی خوش حال زندگی کو دیکھتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ آج میرا ستانہ اقبال
 عروج پر ہے۔ اور یہ اسی طرح چمکتا رہے گا۔ دوسرے الفاظ میں۔ ایک دنیا کا سہارا اور دوسرے اپنے اقبال کا
 ستارہ۔ اس کو دام دنیا میں بڑی طرح گرفتار کر لیتا ہے۔ اور وہ کبھی یہ سوچا بھی نہیں۔ کہ کسی بھی وقت یہ سارے حالات
 ایک دم بدل جائیں گے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

سہارے مت بنائے دل سہارے ٹوٹ جاتے ہیں
 بھروسہ رکھ نہ قیمت پر ستارے ٹوٹ جاتے ہیں
 لب دریا کھڑا ہو کر نہ ہو ضرور اسے ناداں
 جو نہی موجوں میں جوش آیا گناے ٹوٹ جاتے ہیں

ان حقائق کی روشنی میں کیا کوئی سمجھدار انسان اپنے آپ کو تعلقات کی زنجیر میں باندھا جانا پسند کرے گا؟ یقیناً نہیں۔ ہر دور انسان اپنی زندگی کی وقعت کو جانتا ہے۔ اس تعمیر اور تخریب پر نظر رکھتا ہے۔ اور یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ یہ انسانی زندگی کی عادت جس کی تعمیر میں کئی برس لگتے ہیں۔ مثلاً کسی کی تعمیر تو چند منٹوں کی ہوتی ہے۔ کسی کی چند گھنٹوں کی، کسی کی چند دنوں کی۔ کسی کی چند ہفتوں کی، کسی کی چند سالوں کی اور کسی کی سو سال سے بھی زیادہ۔ لیکن سوچنا یہ ہے۔ کہ زندگی کی تعمیر پر خواہ چند دنوں کی ہو۔ یا سو سال کی۔ لیکن ہچکلی صرف ایک ہچکلی کے دھکے سے یہ سو سالہ تعمیر گر کر مٹی کا ڈھیر بن جاتی ہے۔ اب کسی کی مرضی آئے تو اس مٹی کے ڈھیر کو کہیں ٹھکانے لگا دے۔ جلا دے۔ دفن کر دے۔ یا بہا دے۔ یہ ہے انجام زندگی کہ جو وقت کے آگے سر نہج کانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اب دنیا کی بے ثباتی پر یہ خیالات ملاحظہ فرمائیے۔

کیا کہوں کہ کچھ کہا جاتا نہیں لکھنا چاہتا ہوں لکھا جاتا نہیں
کیا ہے دنیا اک خیال و خواب ہے زندگی کیا ہے؟ خواب اب ہے
مال و زندگاہے یہاں گاہے وہاں اک جگہ رہتا نہیں یہ بے گماں
چشم دل سے دیکھ دنیا کو عزیز
کل تھا کیا؟ اور آج کیا ہے؟ کر تیز

کل جہاں دیکھے تھے بحر بے کراں آج واں آئے نظر کوہ گراں
کل جہاں دیکھا گل و گلزار تھا آج واں دیکھا شجر پڑ خار تھا
کل تھا جس سر پر رکھا تاج و کلاہ آج اُس سر کا نہیں بلتا پتہ
کل جسے کہتے تھے سب شاہِ زمن آج اُس کی لاش دیکھی بے کفن
کل جسے دیکھا محلوں میں مکین آج اُس کو کر دیا زیرِ زین
کل جسے دنیا کہے سر تاج ہے آج دانہ دانہ کا محتاج ہے
کل جو تھا تختِ زری پر حکمراں آج دیکھا قید میں ہے نیم جہاں
کل جہاں تھے بیش و عشرت بے پناہ آج سستے ہیں وہاں آہ و بکا
کل جسے کہتے تھے سب دل شاد ہے آج لب پر آہ ہے فریاد ہے
کل جو کرتا سیر تھا افلاک میں آج دیکھا بل گیا وہ خاک میں
کل جسے کہتے تھے شاہِ تامور آج ٹکڑے مانگتا ہے گھر بہ گھر
کل جسے کہتی تھی دنیا مہِ جبیں آج اُس کو دیکھتا کوئی نہیں
کل جسے مہلتی تھی آنکھوں میں خبگہ آج ہیں خود اُس کی آنکھیں خاکِ پا
عرض یہ کہ کارِ دنیا بے بفتا بے بفا ہے بے بفتا
درسِ عبرت ہے یہ دنیا بے گماں قولِ مضطر یاد رکھ اسے مہرباں

مذکورہ اشعار میں وہ صداقت ہے کہ جس کو یقیناً تسلیم کرنا ہوگا۔ کون سی حالت ہے جو ہمیشہ برقرار رہے؟ کسی دانشمند کا قول ہے کہ ”دنیا کی کسی حالت کو قیام نہیں۔“ وہ کونسی خوشی کی صبح ہے کہ جس کو عزم کی شام نہیں؟ دیگر یہ

پہچھ مار کر ٹیلیفون یہ کہتی تھی میں گل پر ہوں بندھا

خزاں بولی اڑا دوں گی کہاں پھر گھر بناؤ گی؟

درحقیقت دنیا ہے کیا؟ اور نادان انسانوں نے اس کو سمجھ کیا رکھا ہے؟ وچار و ان یا دانش مند تو اس دنیا کو ایک مسافر خانہ اور اپنے آپ کو ایک مسافر یا مہمان سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس نے اپنے آپ کو مسافر اور دنیا کو مسافر خانہ سمجھ رکھا ہے۔ یقین کر رکھا ہے۔ وہ یہاں دلبستگی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دلبستگی کا انجام سوائے درد کے اور کچھ نہیں ہے

دل دیا درد لیا۔ دل دیا درماں بیا

یعنی دنیا کو دل دینے کا نتیجہ اتنا ہی ہے اور دل کی بے تدراری ہے۔ (اور مالک کو دل دینے کا نتیجہ شانتی اور سکون قلب ہے) کوئی بھی شخص اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہہ سکے گا کہ دنیا کی دلبستگی کے ساتھ مجھے دکھ درد کا منہ نہیں دیکھنا پڑا۔ یہ قانون قدرت ہے کہ فانی چیز کے ساتھ اس کی خدائی پر دل کو ضرور چوٹ لگتی ہے۔ اور یہ چوٹ اسی قدر ہلکی یا زیادہ ہوتی ہے کہ جس قدر دلبستگی ہوتی ہے۔ لیکن جس کے ساتھ دلبستگی ہے ہی نہیں۔ اس کی خدائی یا تبدیلی پر انسان کو کچھ بھی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ تکلیف یا دکھ درد کی بڑ دلبستگی ہے۔ دلبستگی چھوڑ دینے پر کوئی دکھ نہیں کوئی درد نہیں۔ بقول ہے

کچھ رنج نہیں کچھ درد نہیں، تکلیف نہیں آفات نہیں

جب دل میں ٹھان لیا ہم نے دنیا کی کچھ اوقات نہیں

جب کوئی انسان مذکورہ خیالات کے زیر نظر دنیا کی بے ثباتی کا یقین رکھتا ہے۔ تو یقیناً اس کا دل دنیا میں سے بے تعلق ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یعنی اسے دنیا سے دیراگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب انسان کا دل دیراگی بن جاتا ہے۔ بے تعلق ہو جاتا ہے۔ تو قدرتی طور پر اسے اپنے اندر ایک روحانی سکون (شانتی) محسوس ہونا ہے۔ (اوم نام)

جینتاونی

• بھولے من۔ یہ سونے کا وقت تو نہیں۔ کیوں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے پیچھے روگ بڑھاپا اور موت منہ پھاڑتے بھاگتے آرہے ہیں۔ ایسی حالت میں تو غفلت کی لمبی ناکیں پسار کر کیسے سو سکے گا؟

• بھولے من۔ کیا شمار میں کوئی ایسا جتر منتر یا تন্ত্র یا ایسی دوائی ہے کہ جس سے موت کو روکا جاسکے؟ اگر نہیں تو پھر سنبھل جا۔

• بھولے من: تیرا یہ سندر شریر ایک پھول کی طرح ہے۔ کہ جس سے زمانہ کی کھٹی رس چوس کر اس کو پھلوں کا ڈھانچہ بنا دے گی۔
 • بھولے من: وقت کو روک سکتے ہو؟ نہیں۔ وقت کا جادو ہر حالت کو بدل رہا ہے۔ پھر تم بلاناکیوں نہیں چاہتے۔ نادان کیسے؟
 • بھولے من: سوچ تو۔ دادا جی چلے گئے۔ پتا جی بھی۔ اور اباں مانا جی بھی۔ اس کے ساتھ احباب سگے سمندھی بھی۔ اور اب جو شریر موجود ہیں۔ وہ بھی باری باری جانے کی کرپے تیاری۔ کس قدر نادان ہے تو کہ یہ چلو چلی دیکھ کر اپنے آپ کو دائم قائم تصور کر رہا ہے۔ (کتنے نیس تینڈ سے مایہو جنہاں تو جنیو تین پاسوں اوہ لد گئے تو ایسے نہ پتینڈو گوریانی)
 • بھولے من: سن۔ دنیا کیا ہے؟ ایک کنواں۔ زندگی؟ پانی۔ وقت؟ کنوئیں کی چرخی۔ چاند اور سورج؟ دو سیل۔ یہ سب مل کر زندگی کا پانی، کمال نکال کر کنوئیں کو خالی کر رہے ہیں۔ کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا۔ نادان نہیں کا۔
 • بھولے من: جو شہو کام کر رہا ہے ابھی کرے۔ کیا پتہ۔ کہ زمانہ مستقبل میں حالات کیسے ہوں گے۔ تمہیں یہ نیک کام کرنے کی توفیق اور فرصت نصیب ہو یا نہ۔

• بھولے من: اوپر دیکھ۔ موت کا بادل سر پر چھا رہا ہے۔ پس جلدی سے جلدی اور زیادہ سے زیادہ نیکی کر لے۔
 • بھولے من: اس جسم عناصری پر نخر کرتا ہے۔ نادانی ہے۔ سوچ یہ تو تیری پاک روح کے لئے ایک قید خانہ ہے۔ کیا کوئی قیدی قید خانہ سے محبت رکھتا ہے؟ گوشہ نشین ہو کہ اس حقیقت پر غور کر۔
 • بھولے من: دوستوں احبابوں کا نخر کرتا ہے۔ جہالت۔ ایک مصیبت (مالک نہ کرے) اپنے اوپر کرنے دے۔ سب کا امتحان ہو جائے گا۔ تو دیکھے گا کہ سب ساتھ چھوڑ دیا۔ حق کو بیڑی اور بیٹھے بھی۔ ہاں نیک اعمال تیرے ساتھ فرد پر ہو سوچ لے۔ (گھر کی نار بہت بہت جاسٹیوں سدا رہی سنگ لاگی۔ جب اہ نہیں تھی ایسہ کایا پریت پریت کر بھائی۔ گوریانی)
 • بھولے من: رشتہ داروں اور دوستوں پر ناز؟ یہ تو شمشان تک تیری لاش کے ساتھ ہوں گے۔ آگے کوں ساتھی ہوگا؟ غور کر۔
 • بھولے من: آگیا نہ بڑھایا۔ بھاگ گئی جوانی۔ جس پر ناز کرتا تھا۔ اب وہ قوت کہاں کھودی۔ جوانی کہاں کافر ہو گئی؟ خوبصورتی کہاں اڑ گئی؟ آنکھوں کی روشنی کس تے کپتھ فی؟ بالوں کا کالازنگ کس نے چاٹ لیا۔ ارے نادان یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ابھی تو حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ تیری اس کو قوت پر تعجب ہی تو آتا ہے۔
 • بھولے من: یاد رکھ۔ افعال قید کرتے ہیں اور افعال ہی آزادی دلاتے ہیں۔ برے کرم کا رنگ بُرا۔ بھلے کرم کا رنگ بھلا۔ برے کرموں کا پھل یہ پایا کہ بندھن میں آگئے۔ اب اچھے کرم کر۔ اور آزاد ہو جا۔
 • بھولے من: اندریوں کے رس (خواہشات نفسانی) کا غلام ہو رہا ہے۔ کیا نہیں جانتا۔ کہ سنتوں نے اس کو نرک کا دوار کہا ہے۔ کیا اسی دوار کے اندر جانے کا ارادہ ہے۔

گوریانی: نہہ بارک، نہہ جوئے، نہہ بروہی کچھ بندہ
 اوہ پیرا نہہ یو جھیے جاں آئے پرے جم بھندہ

زندگی

(شری ہرنام داس آئند ایم آئی ٹی)

زندگی اک جادۂ ایمان ہے میرے لئے
دیکھتا ہوں قطرہ میں دیائے رحمت موجزن
نظر مجھ کو آتا ہے حُسن مجسم ہر طرف
یاد کا جھونکا ہے مجھ کو زمزمہ توحید کا
ذرہ ذرہ دہر سے پاتا ہوں اسباق حیات
ہر کسی سے رشتہ وعدت میرا ہے منسلک
خدمت اہل وطن کو وقف ہے میری حیات
خلق کی خوشنودی سے ہکاؤں زمین زندگی
خود دی ہیں دیکھتا آئندہ توں راز نجات
خوشروی کا لطف اطمینان ہے میرے لئے

شانتی یا آئند

بُدھی کو بھلے برے کی پہچان ہے۔ برائی تیاگ کرنے اور اچھائی مگرہن کرنے کا بھی بل رکھتی ہے۔ پھر (ہمیشہ رہنے والی) کیا دستوبے اور استعمر (دناش ہونے والی) کیا دستوبے اس بات کی سمجھ بھی رکھتی ہے۔ من و اشتادوں کا منبع ہے۔ اگر بدھی کے ذریعہ من بس میں کر لیا جائے۔ اور من کو پر بھو بھگتی میں لین رہنے کی عادت ڈالی جائے تو پھر اندر سے ہی ستیا ویراگ پیدا ہو جائیگا۔
بُدھ بران ہو کہ ساتھ بنا دیگی۔ کبیر جی فرمایا ہے کہ کبیر بُدھ ہر لئی میری بُدھ بدلی بسدھ پائی
اس طرح کے ابھیا س سے پر بھو جو آپ ہی اندر برا جان ہے ہر کر دیتا ہے۔ پھر سرودیا پی نظر آنے لگتا ہے۔ پر بھو کی کرپا سے گورو نام کا دھما بل جلاتا ہے۔ گورو کی کرپا سے نام اور سمت ننگ پراپت ہوتے ہیں۔ ایک رس آنے لگتا ہے۔ من نزل ہو جاتا ہے اور من نزل ہونے سے شانتی اور آئندہ آنے لگتا ہے۔ یہ ابھیا س کرتے کرتے نامی اپنے میں ابھید کر لیتا ہے۔ ہر جگہ اندر باہر سب میں نامی کا ہی احساس ہوتا ہے۔ دُور سے بہمت ہو کر، کسی سے دوست نہ رکھ کر ایسی اوستھا کو پراپت کر لیتا ہے۔ بن ترن پر پرت بنے پار برہم۔ جیسی آگیا تیا کر م۔ پر بھو کی آگیا اور حکم میں ہی رہنے لگتا ہے۔
جو شکہ اور شانتی کا بھندار ہے۔

مَوزِ تَصَوُّف

فرمان حضرت خواجہ حسن بصری

منتخبہ و منتشر

(از قلم حکیم ریل داس جی منظر دو امانہ گاید صحبت بادشاہ پور)

کسی شخص نے اگر آنحضرت سے عرض کی کہ فلاں آدمی دم توڑ رہا ہے۔ فرمایا۔ وہ تو ستر سال سے دم توڑ رہا ہے۔ اب تو گیا۔ اسے اس سے نجات حاصل ہوگی۔

تشریح۔ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ گھڑی۔ پل۔ دن۔ ہفتہ۔ مہینہ۔ سال سب سانس کی آمد و رفت کے ساتھ ختم ہوتے رہتے ہیں ماں باپ خوش ہوتے ہیں۔ کہ بچہ بڑا ہو رہا ہے۔ مگر نہیں جانتے کہ یہ سانس کی آمد و رفت تو بام زندگی تک پہنچانے کا ذینہ ہے ایک ایک سانس کے ساتھ انسان کی عمر گھٹ رہی ہے۔ اور انسان ایک ایک سانس کے ساتھ موت کے نزدیک ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ تو ستر سال سے دم توڑ رہا ہے۔ کسی نے کہا ہے۔ غافل سمجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے نہادی۔ گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھنٹی دی۔ یعنی گھڑیاں کی ایک ایک آمد کے ساتھ انسان کی عمر گھٹ رہی ہے۔ اور وہ موت کے آغوش میں جا رہا ہے۔ سانس تقارہ موت کا باجیت ہے دن رات سانس کی آمد و رفت کیا ہے؟ تقارہ موت جو دن رات جتا رہتا ہے۔

(۲)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے وصیت چاہی۔ فرمایا یہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کس سے ڈرتا ہے؟ اگر خدا تیرے ساتھ نہیں تو پھر کس سے امید رکھتا ہے؟ تشریح۔ جو شخص اس مالک کل کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ اسے پھر کسی بھی قسم کا خوف ہی نہیں رہتا اور اس کا ہر ایک کام دست قدرت سے ہی لپڑا ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ مغلان کرشن فرماتے ہیں۔ ”جو شخص صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہے۔ اس کا یوگ نرباہ میں خود ہی کرتا ہوں“ بقول سے ”جو شخص صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہے۔ جہاں توں تقویٰ رب دامنہاں رزق ہمیشہ۔“ یعنی جو شخص اس پریم پنا پر تقویٰ (وشواس۔ یقین) رکھتے ہیں۔ ان کو ہمیشہ ہر حال میں رزق پہنچ ہی جاتا ہے۔ مثال کے لئے پرندوں اور فقروں کو دیکھو کہ وہ نہ تو اپنا گھر بناتے ہیں۔ اور نہ کچھ گناہ میں رکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی وقت مقررہ

پران کا پرٹ بھر ہی جاتا ہے۔ ضرورت ہے تقویٰ (یقین) کی کسی دھرماتما مانا کا دستور تھا کہ جب وہ اپنے کسٹ پیٹے کو روٹی دینے لگتی تو اُسے کہتی کہ بچہ آنکھیں بند کر لے اور کہہ کہ ایشور روٹی دے۔ مالک روٹی دے۔ بچہ بھی آگیا کاری تھا۔ آنکھیں بند کر لیتا۔ اور نہایت پریم سے پرارتھا کرتا اُسے مالک روٹی دے۔ اُسے داتا روٹی دے۔ ماما چکے سے روٹی آگے رکھ دیتی۔ اور کہتی بیٹا آنکھیں کھولو۔ تیرے ایشور نے روٹی بھیج دی ہے۔ اس طرح کئی سال گذر گئے۔ ماما ہر روز آنکھیں بند کر کے روٹی دیتی۔ ایک دن وہ بچہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے گیا۔ راستہ بھول گئے۔ اور مدور جنگل میں نکل گئے۔ دوستوں نے کہا بھائی آج تو ہم بھوکے مر رہے۔ یہاں جنگل میں ہیں کون روٹی دیکھا۔ یہاں ہماری ماما تو نہیں بھیجی جو روٹی پکا دے گی۔

وہ بچہ بولا۔ تم اداس کیوں ہوتے ہو۔ روٹی تو ہمیں ضرور ملے گی۔ تمہیں ماما روٹی دیتی ہے۔ مگر مجھے تو ایشور ہی روٹی بھیج دیتا ہے۔

یہ بات سن کر سب لڑکے حیران ہو گئے۔ کہنے لگے۔ اچھا تو اب اپنے ایشور سے روٹی لو اور ہمیں بھی کھلاؤ۔ ورنہ بھوکے مرجائیں گے۔

یہ سنتے ہی وہ بچہ آسن لگا کر بیٹھ گیا۔ اپنے دوستوں کو کہا کہ آنکھیں بند کر لو۔ اور سچے دل سے ایشور سے روٹی مانگو۔ سب بچوں نے ایسا ہی کیا۔ وشواس (تقویٰ) نے اپنا کام کیا۔ تھوڑی دیر بعد جب لڑکوں نے آنکھیں کھولیں۔ تو روٹی موجود تھی۔ سب نے مل کر روٹی کھائی۔ اور آسن وقت سے پرمانا کے بھگت بن گئے۔ سید ہے یقین کی طاقت جو منش پرمانا پر وشواس رکھتا ہے۔ اس کا بیڑا پار ہو ہی جاتا ہے۔ مگر ایسے جہاتا پرش ملتے ہیں۔ ہزاروں میں سے ایک۔ باقی تو سب مایا جال ہی میں پھنسے ہوئے ہیں اور انہیں آکر کہتے ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں ہم کرتے ہیں۔ ہم اپنی تدبیر سے ہی روٹی کھا رہے ہیں۔ لیکن ایسے پرشوں کے ہر دے میں یہ بات تو آتی ہی نہیں کہ سہ

چاکی چاکی سب کہیں مانی کہ نہ کوئے مانی سے جو لگ گیا بال نہ بانکا ہوئے یعنی تمام منش چکی چکی کا سرن کرتے ہیں۔ کہ ہم چکی کا آنا کھاتے ہیں۔ مانی (چکی کے بیج کی گیل) کا تو کوئی نام ہی نہیں لیتا لیکن اگیا منش یہ نہیں سمجھتے کہ جو دانہ مانی سے لگ جاتا ہے۔ چکی اس کا آنا بنا ہی نہیں سکتی۔ درحقیقت یہ مثال بھگت پر صدق آتی ہے۔ یہ بھگت ایک چکی ہے۔ جس کے بیج پرمانا بطور مانی (آہنی گیل) کے ہے۔ جو اپنے آشرے تمام بھگت کو کھتا رہا ہے۔ اب جو پرش اس بھگت جنجال میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ تو دانے کی طرح پس جاتا ہے۔ مگر جو سدا چاری دویکی منش مانی (پرمانا) کا آشرے لیتا ہے۔ سدا روپی چکی اس کا بال بھی بنیکا نہیں کر سکتی۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی کمائی کا غرور نہ کرے۔ بلکہ سدا راز اس پرمانا ہی کو جانے۔ اس کے آشرے رہنے پر کسی قسم کی

تکلیف خوف یا ڈر رہتا ہی نہیں۔ کوئی شوبیس فرماتے ہیں۔

اپنا بھلا جو چاہو ہری کو بھروسہ نہ کرو
ہری کے بھروسے ہر کب ہوں نہ آتی ہے

آہا کیسا سندرشد ہے یہ

پس آنحضرت فرماتے ہیں کہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو کس سے ڈرتا ہے۔ اگر خدا تیرے ساتھ نہیں تو اُمید کس پر رکھتا ہے۔ کیونکہ جو شخص پر مامتا سے بے لکھ سے وہ سیاہ بخت ہے۔ کم بخت ہے اور یہ سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا انسان سے رہتا ہے پس اے انسان یاد رکھ۔ حیدر اب۔ اُس دے سب

اور اے بندے ————— یک در گیر و محکم گیر ————— کیونکہ جس کو راکھے ساتیاں مار نہ سکتے کو بال نہ بینا کر سکے جو سب جگ دیری ہو

(۳)

فرمایا ————— اُس دن کو یاد رکھ جب موت سر پر آکھڑی ہوگی۔
تشریح :- موت کو یاد رکھنا بھی کسی مائی کے لال کا کام ہے۔ موت کو یاد رکھنا۔ کہنے کو تو معمولی چند الفاظ میں مگر ان الفاظ میں ایسی شکتی ہے کہ جس پریش کو یہ الفاظ

”موت کو یاد رکھو“

یاد رہیں گے۔ وہ یقیناً دنیا کے جھنجھوٹوں سے آزاد رہے گا۔ ان الفاظ کو یاد رکھنے والا کوئی بڑا کام کہی نہیں سکتا ہے کیونکہ وہ سمجھے رہتا ہے کہ ایک دن موت آتی ہے۔ اور ضرور آتی ہے۔ کسی طرح بھی مل نہیں سکتی۔ پھر کیوں چند روزہ زندگی کے لئے جھوٹ کپٹ کے کام کریں۔ اور اپنے سر بھار لیویں۔ وہ ہمیشہ ہاتھ کیڑی کے شدید پر دچار کرتے رہیں گے۔ مرنا ہے مر جائیں گے کوئی نہ لے گا نام اور چھوٹے چھوٹے بے بسا میں گے چھوٹے بے بسا میں گے۔ مطلب :- فرماتے ہیں۔ مرنا ہے اور ضرور مر جائیں گے۔ پھر کوئی نام بھی نہ لے گا۔ بستی ہوئی نگر ہو چھوڑ کر اُڑا (سنسان جگ) جا بسانا ہو گا۔

ایک دفعہ شری گورو نانک دیو جی نہاراج سنساری پرشوں کو پر ماتھ کا اُپدیش کرتے ایک نگر کے باہر جا بٹھہرے۔ وہاں کا مکھی آیا۔ دست بستہ دینتی کی۔ مہاراج اس شہر میں سب جھوٹے آدمی بستے ہیں۔ بھگتی بھاؤ کا نام نہیں۔ آپ کو پا کر کے اس پانی شہر میں اُپدیش کر کے ہم کو پار لگائے۔ گورو جی نے سنا۔ فرمایا۔ اس شہر میں سب پانی پرش نہیں ہیں۔ بلکہ دھرماتما بھی ہیں ہر جگہ کوئی نہ کوئی دھرماتما پرش ضرور ہوتا ہے۔ دیکھنے میں تو تمہارے نگر کے دھرماتما دکھاتا ہوں۔ اتنا کہ گورو جی نے بھائی بالا جی کو بلا کر دو پیسے دیئے اور کہا۔ کہ اس شہر میں جا کر ایک پیسہ کا پتھ اور ایک پیسہ کا جھوٹ لے آؤ بھائی بالا آگیا کاری پیسے لے کر شہر میں گیا۔ اور ایک ایک مکان پر جا کر پیسہ پیسہ کا پتھ جھوٹ مانگنے لگا۔ مگر کسی نے بھی یہ سودا نہ دیا۔

آخر بھائی بالا جی خالی ہاتھ واپس آیا۔ اور گورو جی کو عرض کی کہ مہاراج مجھے تو یہ سودا نہیں ملا۔ گورو جی نے کہا پھر جاؤ۔ بھائی بالا جی پھر گئے اور ایک ایک دوکان سے پوچھنے لگے۔ آخر جو نیندہ یا بندہ کے بے صداق ایک دوکان پر ایک لڑکے نے

کہا یہ دونو سودے میرے پاس ہیں۔ بھائی جی نے دو پیسے دیدیئے اور اُس لڑکے نے دو کاغذ کے پرزہ لے کر ایک پر لکھ دیا "مرا پیسہ ہے" پھر دوسرے پر لکھ دیا "جینا ٹھوٹا ہے" دونو کاغذ لے کر بھائی جی نے آکر گورو جی کو دیدیئے۔ گورو جی نے وہ کاغذ لے کر شہر کے مکھی کو دیدیئے۔ اور کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے شہر کا رہتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ واقعی موت پیسہ ہے اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔

(۴)

حضرت نے فرمایا۔ کسی عورت کے ساتھ (سوائے اپنی عورت کے) خلوت میں نہ بیٹھو۔ خواہ وہ راتیں کیوں نہ ہو۔
تشریح :- دھرم شاستروں میں بھی اس طرح کی کتب میں آتی ہیں۔ کہ بڑے بڑے بڑی مٹی عورت کی صورت دیکھ کر مہبت ہو گئے۔ پھر ہم ایسا انسانوں کی قیادت ہی کیا ہے۔

جہاں تا کبیر جی فرماتے ہیں :- سرب سونے کی شدی آدے اس باس

جو جینی ہو اپنی تو بھی نہ بیٹھ پاس

مطلب :- اگر استری کا سارا شیر سونے کے رنگ کی طرح ہو اور اُس سے خوشبو کی پٹیں کیوں نہ آ رہی ہوں۔ تو ایسی استری سے دور ہی رہنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اپنی جینی یعنی اما کے ساتھ بھی ایکانت میں نہ بیٹھنا چاہیئے۔

جہاں تا کبیر جی فرماتے ہیں :- ناری کا سایہ پڑت اندھا ہوت بھنگ

کبیر اتن کی کون گت جو نتاری کے نگ

کہتے ہیں کہ اگر سانپ پر حاملہ استری کا سایہ پڑ جاوے تو وہ مست (اندھا) ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ جب عورت کے سایہ سے سانپ جیسا بھیانک کیر بھی اندھا ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ آدمی جو عورت کا نگ کرتے ہیں۔ عورت کے ساتھ ایکانت میں بات چیت کرتے ہیں۔ کیسے چرچ سکتے ہیں۔ پس یہی مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ استری نگ سے بچے رہنا چاہیئے۔

(۵)

فرمایا۔ دنیا میں عذاب دل کا مرجانا ہے۔ اور دل مرتا ہے دنیا کی محبت سے
تشریح :- دنیا داروں کی نظر میں عذاب کیا ہے؟ بیماری۔ دولت کی کمی (غریبی) بے عزتی۔ مگر عارفوں کی نظر میں غذا ہے۔ دل کا مرجانا۔ اور دل کا مرجانا ہے۔ خدا کو بھول جانا۔

جو شخص پرمانا کو بھول جاتا ہے۔ وہ گویا مردہ ہے۔ عارفوں کی نظر میں یاد خدا زندگی ہے۔ اور بھول موت۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دل مرتا کیسے ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت فرماتے ہیں۔ دل مرتا ہے۔ دنیا کی محبت سے۔ واقعی دنیا بے فانی کی محبت سے انسان کا دل مرجاتا ہے اور انسان اپنے اصلی اُمرت سرور پرمانا کو بھول جاتا ہے اس بارے میں جہاں تا کبیر صاحب فرماتے ہیں :-

مایا آگے جو سب کھڑے رہیں کر جوڑ جن سر جاہل بوند سے تاسے بیٹھے توڑ
مطلب :- تمام انسان دنیا کے غلام (سوائے سنت جہانوں کے) مایا کے آگے ہاتھ جوڑ سے کھڑے رہتے ہیں۔
مگر جس نے پانی کی بوند سے پیدا کیا ہے۔ اس سے تعلق توڑ دیتے ہیں۔ آہ۔ کتنی موزکھتا ہے۔ کہ اپنے پیدا کنندہ پر ریش
کنندہ کو بھول کر فانی مایا میں دل لگا بیٹھے ہیں۔ فانی دنیا میں دل لگانے والا۔ اور مالک کے ساتھ پریم بڑھانے والا۔ عارفوں
اور سنیوں کی نظر میں کیا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے لئے عارفوں کے قول سنئے۔

طالبان دنیا فقہور اند۔ طالبان عقبے مزدور اند اور طالبان مولاے مسرور اند
یعنی دنیا کے طالب تو عذاب آگہی میں رہتے ہیں۔ کیونکہ خواہش دنیا ہی خود عذاب ہے۔ بنیاد کے کا پھر سدا لگا ہی رہتا
ہے۔ دنیا جتنی بڑھتی جاوے۔ اسی قدر حرص بڑھتی جاتی ہے۔ تو پھر خواہش دنیا ہی خود عذاب ہے۔ کیوں کہ نہ کبھی دل کی
خواہش پوری ہوتی ہے۔ اور نہ سکون قلبی حاصل ہوتا ہے۔ اور سکون قلبی کا حاصل نہ ہونا ہی عذاب ہے۔ پھر جو شخص
بہشت (سورگ) کے خواہشمند ہیں۔ اور خواہش جنت کے لئے عبادت کرتے ہیں وہ مزدور ہیں۔ مگر جو صرف مولاے کے
طالب ہیں وہی پرش اس دنیا میں خوش و غم رہتے ہیں۔ پس آنحضرت کے اس قول پر یقین کیجئے کہ دل مرتا ہے دنیا کی
محبت سے اوم شانتی شانتی شانتی

ہر آن ہم کو اشاروں سے وہ بلا لے ہیں

از قلم
پنڈت نرنیدر ناتھ شرما نرنیدر

نظر پڑا کے گڈر پاس سے کیوں جاتے ہیں
کرم نہیں نہ سہی۔ پر یہ بے رنجی کیسی
بگہ کسی سے نہ تقدیر کا کوئی شکوہ
جو چاہو کیجے سلوک ہم سے آپ کی مرضی
خودی میں غرق نہیں نادان غرض کے بندے
کرم کی آس لئے دل میں جی رہے ہیں ہم
ہم ہی نہ موڑ کے منہ جہاں سے ورنہ
رواں ہیں مقام کے دامن کو یاد کے تیری
جہاں میں ایسے بھی پیدا ہوئے الوعزماں
ہزار جہاں سے ان مومنوں پر میں سرباں
سراب دنیا سے یارب نہ تو اسے بہلا

کیوں آستنا میرے سائے سے خوف کھاتے ہیں
بھلا ستم پہ ستم اور کیوں یہ ڈھاتے ہیں
تمہارے ہی اعمال پیش لاتے ہیں
مگر کسی کا ہم احسان کب اٹھاتے ہیں
گرا کے خود کو بھی جو اور کو گراتے ہیں
یہ پاکباز کیوں ناحق ہمیں ڈراتے ہیں
ہر آن ہم کو اشاروں سے وہ بلا لے ہیں
ہزار حادثے کہ راہ میں پیش آتے ہیں
جو حادثات کے سر پر قدم بڑھاتے ہیں
کہ غم کو اور کے جو اپنا غم بناتے ہیں
نرنیدر کو تو تیرے نقش پا ہی بھاتے ہیں

خاص اوم کے سالنامہ کاشتانی اکمل کیلئے

غیر منطوقہ

ادب لطیف

روحانی خواہش !

از قلم منشی جے چمندر پریم جرنلٹ کانپور

تیاگ اور قربانی سے سچے جیون کا مارگ بنتا ہے !
 اس لئے مجھے اپنے جیون میں پریم اور بھلائی کو ۔ تیاگ اور قربانی کو دھارن کر سکنے کی شکنتی دے !
 اے مالک کل ۔ اے دیا کے بھنڈار ۔

مجھے سدا تجھ پر ہی وشواس اور بھروسہ رہے ! اور تیری کپا سے میرا یہ وشواس اٹل ہے ! تیری آرادھنا اور آپاسنا ہی میرا دھرم ہے
 اور میرا جیون ایسا بنے ! کہ جس سے دوسروں کو بھی تیری آرادھنا اور آپاسنا کی شکھشا ملے !
 میں اس سنسار میں تیرے سوا اے اور کچھ نہیں چاہتا !

تیری اچھیا کے الزام کا کام کرنا ہی میرا جیون ہے ۔ اس میں ہی میری سچی بار دک ابھلا سادوں اور منور ہتھوں کی پرتی ہے !

میں تجھے چھوڑ کر کسی بھی وشو سے پریم نہ کروں ! کیونکہ تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب دھوکا ہے ! تیرے سوا جو کچھ بھی ہے
 وہ سب میرے کلیان میں بادھا ڈالنے والا ہے ! فقط تیرا پریم ہی کلیان کا رمی اور منگل رُوپ ہے !
 ”مجھے ایسا بنادے کہ تیری اچھیا ہی میری اچھیا بن جائے ! اور میں بنی نوع انسان کی سیو میں اپنا جیون ادا کر دوں !
 بس فقط یہی روحانی خواہش ہے ۔ پر بھو سو یکار کریں !

ہے پر بھو ! میں اپنے آپ کو پورن رُوپ سے تیرے چروں میں سونپتا ہوں ۔ مجھ کو تیرے سوا اے کسی بھی
 سکھ سادھن کی چاہ نہیں ۔ کسی طرح کے بھوگ پدارتھ ۔ ایشوریہ اور مان بڑائی کی خواہش نہیں !

مجھے فقط تیرا سہارا ہی کافی ہے ۔ اس سچے سہارے کے مقابلہ میں لوک پر لوک کی سپید ابھلی میرے لئے تجھ سے ہے !
 اس لئے مجھے فقط اپنا ہی آشرہ دے ۔ تیرے آسرے کے سوا باقی سب آسرے جھوٹے ہیں !
 میں ابن کر رہے اور میں تیرا بن جاؤں ۔ میرا فقط پریم تجھ سے ہوا ! اور میرے میں میں تجھ سے سچا پریم پا
 سکوں ! بس فقط یہی میری روحانی ابھلا سنا ہے ۔ پر بھو سو یکار کریں !

واحدیت

از قلم : پیڈل ٹریڈر نامہ جی شرمائیںدر

گر اجازت ہو تو پوچھوں تجھ سے رب ذوالجلال
طور کیا ہے جس سے ممکن ہو مجھے تیرا دوسال
پر وہ فطرت کا تیرے رخ پہ ہے جھینا نقاب
غیرت کا بے حقیقت جس کے باعث ہے وبال
میں وہ تو دو تھے پرستش تب ہوئی لازم تجھے
میں ہوئی تحلیل تو میں کس سے کس کا ہونہیال
ذات واحد میں تمیز میں وہ تو ممکن نہیں
میں ہوں یا تو ہے خدایا۔ تو کا ہونا ہے محال
کس لئے خود سے ازل میں کر دیا مجھ کو جدا
ہے معشرہ مصفوت کیا تھی نہ خباہت ذوالجلال
رنج و راحت مرحلے راہ فنا کے ہیں ضرور
دیکھنا ہے لوث نظر، روح تو ہے لازوال
جذب ہو کر ہی نرسیدر راز وا ہوگا۔ مگر
کیف استغراق کا کس سے کہے گا کون حال

رباعی

پاکر جسے نہ اپنا پتہ پاسکا کوئی
کیا جستجو کیا کرے اسکی بھلا کوئی
گر دوں ہے ذرہ ذرہ تجس میں سے
تسکین بغیر وصل نہ پاں پاسکا کوئی

پانی کی ٹوند جاکے جو نہی بحر سے ملی

پایا مقام وہ کہ نہ بتلا سکا کوئی

خود سے جدا سمجھتا ہے جنک اُسے نرسیدر
مستی کی آنکھوں کو نہ سمجھا سکا کوئی۔

عشق حقیقی

نتیجہ فکر : منشی بے چند پریم جرنلٹ

اب سنبھل کر پاؤں رکھتا دھریا اے راہرو
اب ذرا چلنا زمانے کی ہوا کو دیکھ کر
شوق کی منزل کڑی ہے غور کر لو دوستو
صحیح گلشن میں قدم رکھنا فضا کو دیکھ کر
زندگانی میں کسی کو بھی نہیں راحت نصیب
روح کو تسکین دیتا ہوں فت کو دیکھ کر
EAT DRINK AND BE MARRY
ایٹ ڈرنک اینڈ بی میری "کا زمانہ جا چکا
معرفت کا رنگ چڑھتا ہے جلا کو دیکھ کر
کرنے پایا تھا نہ میں شکوہ کسی کے جور کا
بدگماں وہ ہو گئے میری وفا کو دیکھ کر
یاد آ جاتا ہے جب مجھ کو بھی وہ شکر گل
دل کہ ہلاتا ہوں گلشن کی فضا کو دیکھ کر
پریم عالم کو کیا ہے تاب اُسکے حزن نے
دل پل جاتے نہ کیوں اُس دلربا کو دیکھ کر

انسان اور شائستگی

از قلم

شری شانتی سرورپ جی شان

دنیا میں جس سے بھی پوچھو یہی کہتا شانتی دیتا ہے کہ دنیا دار الممن یعنی دکھوں کا گھر ہے۔ لیکن یہ کئی جانتے کی کوشش نہیں کرتا کہ دلوں میں یہ تناؤ، دماغوں میں یہ پریشانی، خیالات میں ہر وقت یہ انتشار و پراگندگی کا آخر کار کیا ہے؟ ہم اس کی تمام تر ذمہ داری بھگوان یا مقدر پر ڈال کر اپنے آپ کو برسی الذمہ قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت سے بے خبر ہیں بلکہ اس سے کوسوں دور ہیں۔ اہلیت یہ ہے کہ سب نانا بانا ہم نے ہی تپا ہے اور ہم نے اس حال میں مگڑی کی مانند اپنے آپ کو بری طرح سے پھنسا لیا ہے۔ اچھے کاموں کا کریڈٹ ہم خود لیتے ہیں اور برے کاموں کے لئے ہم قسمت یا خدا کو آگے لے آتے ہیں۔ کیا یہ انسانی عقل سلیم کا تقاضہ ہے؟ نہیں، ایسا ہرگز نہیں، یہ سراسر ہماری کمزوری بھول، کم فہمی، تنگ نظری اور بے بسی کا ثبوت ہے۔ اور یہ دنیا ہماری اپنی ہی سیہ کاریوں اور بد عنوانیوں کی بدلت و دوزخ بن کر رہ گئی ہے۔

انسان اپنا بھاگیہ خود بناتا ہے "تقدیر کے محل کا معیار خود بشر ہے" اس کے لئے بھگوان کو دوش دینا سراسر حماقت و گناہ انڈیش ہے بھگوان ست، جیت، آئندہ ہے۔ اُسے ستیم، شوم، سُدرم کہا ہے۔ وہ سچائی کا مجسمہ ہے۔ کلیان کاری ہے۔ اور نہ تنا کا پرتیک ہے۔ وہ سچے آئندہ کا بھرپور مخزن ہے۔ اُس ذات پاک سے برائی یا دکھ تکلیف کا نسب کرنا اس کا اپان کرنا ہے۔ اور اس پر کچھ اُچھا لے کے مترادف ہے۔ جو انسان آسمان پر تھوکتا ہے اس کا تھوک اُس کے اپنے منہ پر آکر گرتا ہے اور اُسے آلودہ کر دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں ایسی نازیبا حرکات سے بچنا چاہیے تاکہ ہم اپنے انجان پن میں اپنے پاؤں کی گھڑی اور بھاری نہ کر لیں۔ ہمیں ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے تاکہ بعد میں اس کا نتیجہ بھوگتے وقت ہمیں کسی پرکاری کی اشانتی اور دکھ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

انسان کے دل و دماغ پر آجکل جو یہ ٹینیشن (تناؤ) بنا ہوا ہے۔ اُس کے بہت سے کارن ہو سکتے ہیں جنہیں اہم تر شادریک، مانسک اور آرتھک کارن بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے من کا شکنجہ یعنی دماغی توازن پوری طرح سے قائم رکھنے میں اس قدر رہتا ہے اور وہ ٹھیک ڈھنگ سے نہ ہی سوچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اُچت پرکار سے کام کر سکتا ہے۔ اس کا من ہر وقت وحلت، چشت اور بے چین رہتا ہے۔ نیز شانتی (سکون قلب) کی تلاش میں ڈاکٹروں، حکیموں، سیالوں، پیروں، فقروں اور دیوی دیوتاؤں غرضیکہ ہر جگہ مارا مارا پھرتا ہے لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ کیونکہ شانتی کوئی ایسی دستور نہیں جو باہر سے امپورٹ (درآمد) کی جاسکے۔ یا مال و

دولت سے ہی خریدی جاسکے۔ راستوں میں اس کو پیدا کرنے والا جینرٹور مائے اپنے شریک کے اندر ہی ہے۔ جسے من کہتے ہیں۔ من روپی جزیئر و چاروں کی بجلی (وچارشکتی) پیدا کر کے دماغ کے بجلی گھر میں سٹور کر دیتا ہے اور دماغ اس کرنٹ (وچار دھارا) کو بڑھی کے ٹرانسفارمر کے حوالے کر دیتا ہے تاکہ وہ حسب ضرورت استعمال میں لاسکے۔ اب یہ انسان کی اپنی بڑھی کا کام ہے کہ وہ اس کرنٹ کو کس طرح کس کاریہ کے لئے پریوگ میں لاتی ہے۔ اگر وہ اسے جیون کے دکاؤ اور تھقات کام کر دھو، لوبو، بھو، اہنکار آدی کی پورق کے لئے استعمال میں لاتی ہے۔ تو وہ اُسے لازمی طور پر پستی و تنزلی اور گراؤ کی طرف لے جائے گی۔ جس کا نتیجہ دکھ، درد، غم، فکر، رنج و الم، بے چینی و پریشانی اور رسوائی و ذلالت ہوگا۔ ایسے انسان کے لئے دنیا ہمیشہ ہی دکھوں کا گھر بنی رہے گی۔ کیونکہ پیڑ بوسے جوں کے آم کہاں سے کھائے۔ اس کے برعکس اگر انسان اپنی سوجھ بوجھ کے انوسار اس دچار دھارا کو جیون کے اُٹھان کے لئے بر پھر یہن شیلٹا، تیاگ، پریم اور نرنا آدی کے سادھنوں میں لگتا ہے۔ تو اُس کا دل دماغ صحیح طریق سے کام کرے گا۔ اور اُسے غیر ضروری طور پریشانیوں، ناکامیوں اور شیمانیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ بلکہ اُسے جیون میں سکھ اور شانتی کا انبوہ ہونے لگے گا۔ اور پھر اُس کے لئے یہ دنیا دکھوں کا گھر نہ رہ کر سورگ بن جائیگی۔

انسان کے لئے دنیا میں سب سے مولیہ وال و مستور شانتی یعنی تسکین قلب ہے۔ اگر من میں شانتی ہوگی۔ تو انسان من، بچن، کیا سے ٹھیک طریق سے کام کر سکے گا اور اپنی عاقبت سدا دھار سکے گا۔ شانتی کا پراپتی کے لئے شاستروں نے بہت سے سادھن بتائے ہیں۔ لیکن زندگی کے روزمرہ کے تجربے کے پور کے ادھار پر تسکین قلب کے حصول کے لئے سب سے زیادہ اہم تین امور ہیں (۱) باہمی تعاون (میوچل ایڈجسٹمنٹ) (۲) دنیاوی ضروریات کو کم کرنا (۳) پرکھو نشٹھا (بھگوان پرشودھا)

۱۔ باہمی تعاون۔ ہر فرد و بشر کے لئے زندگی کے ہر شعبے اور ہر سطح بلکہ ہر قدم و ہر لمحہ پر اسٹند ضروری ہے۔ وگرنہ آپس میں تضادم، تھکار و تنازعہ، لڑائی جھگڑا، بد مزگی و بد زنی کا نوبت آتی ہی رہتی ہے۔ اور زندگی اجیرن و مایوس کن بن جاتی ہے۔ میاں بیوی، ساس بھو، باپ بیٹے، بہن بھائی، افسر و ماتحت وغیرہ میں ٹکراؤ اس وقت تک بنا رہتا ہے۔ جب تک وہ ایک دوسرے کے باہمی جذبات کا احترام کرتے ہوئے آپس میں بنا کر رکھنے کا ہمیش بہا اصول ہمیش خاطر نہیں رکھتے۔ ایسا کرنے میں ہمواردل و پرمولی سا ضبط کا چابک رکھتے یا اُسے اُتارنا سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک دوسرے کی بات ماننا ہی گیان اور سکھ کی سیرٹھی ہے۔ اس سے کلیشوں کا ناسخ ہوتا ہے۔ اور شانتی کی پراپتی ہوتی ہے۔ بقول شاعر

گر شانتی چاہے سدا، اور زندگی یہ پُر نزا
یا تو کسی کا بن کے رہ، یا تو کسی کو لے بنا "شان"

(۲) دنیاوی ضروریات کو کم کرنا۔ آج کل انسان نے اپنی ضروریات زندگی اس قدر بڑھالی ہیں۔ کہ رات دن کی اوجڑنا اور ہر تن تنگ و دو میں مصروف رہنے کے باوجود بھی انہیں پوری نہیں کر پاتا۔ نتیجہ مایوسی اور ناکامی کے سوا اُسے کچھ نہیں رہتا۔

کیونکہ انسان کی ترشنا جتنے جی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت میں یہ ضرور ہوا ہے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی کو حقے لوح کم کرتا جا جائے اور دکھاوے اور بناوٹ کو چھوڑ کر سادگی کی طرف مائل ہو۔ ایسا کرنے سے اس کا من و کاروں سے چھڑکارہ پاسکے گا۔ اور ننانوے کے پھر سے نکل کر ترشنا کے چکر میں مارا مارا نہیں پھرے گا۔ اچھاؤں کے دمن سے ہی من کو شانتی ملے گی جس سے وہ اپنا جیون سکھ کے طریق سے گزار سکے گا۔ کیونکہ

آرام زندگی کا پنہاں ہے سادگی میں
جتنی ضرورتوں کو کم کر سکو ہے اچھا
۱۳۱ پر بھونٹا تھا۔ شانتی کی پراپتی کے لئے پر بھونٹا تھا کا ہونا اتنی اوشک ہے۔ بے شک انسان "میں" میں "تین" تین ہی کرتا ہے لیکن یہ ایک نہ بھٹلائے جانے والی حقیقت ہے کہ بھگوان کے حکم کے بنا ایک پتہ تک نہیں ہلتا۔ اس لئے انسان کو یہ واجب و لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ اس کی رضا پر ہی چھوڑ دے۔ اور ترنگا بھرے دل سے کہے۔

توکل پہ تیرے ہی میں جی رہا ہوں تیرے نام کی ساری سدا پی رہا ہوں
لے سائی بنائے توئے خانہ اپنا دل چاک تیرے لئے سہی رہا ہوں "شان"

پر بھونچتیں آتم شکتی (دل پاور) کا سروت ہے۔ انسان کو سب کا یہ شکام روپ سے سراخجام دیتے ہوئے بھگوان کے ارپن کر دینے چاہئیں۔ اور ان کے پھل کی اچھا نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ میں جو چاہتا ہوں تو خود چاہتا ہے۔ دلوں کی تو آواز پہچانتا ہے۔ بنا مانگے دیتا ہے جو چاہتا ہوں۔ رہوں مانگتا کیوں نہ دل مانا ہے "شان"

پاد برہم پریشود سرو دیانی اور انتر مای ہے۔ میں ہر شے میں اُس کی چھٹی کا الوبھو کرنا چاہیئے۔ اور ہر حال میں اُس کا شک کر گزارنا چاہیئے۔ اس سے چپ کر شانتی کا ملنا سبھاؤک ہے۔ اور ایسی شردھا ہونے پر یہ دنیا بھی دکھ مٹا ہونے کے سہاں پر سکھ مٹی ہی بن جائے گی۔ اور وجد کی حالت طاری ہونے پر ناچیں گے اور گائیں گے۔

شیخ تیری پہ جلتے کو چلائے تیرا پروانہ خودی کو چھوڑ کر اب وہ بنا ہے تیرا دیوانہ
اُسے اب زندگی میں نظر آتا تو ہی تو ہے دیا جب سوئے تجھ ہی کو رہا نہ اپنا بیگانہ "شان"

اوم شانتی شانتی شانتی

ضروری نویدن چار روپے ڈاک خرچ کی بچت کریں

آپ اپنی سیعاد غریبہ اری ختم ہونے سے ایک ماہ پیشتر ہی اپنا چندہ ہڈرلیہ منی آرڈر بھیج کر چار روپے کی بچت کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف اٹھائیس روپے ہے۔ مگر وہی پی منگو آنے پر چار روپے زائد دینے پڑینگے (میگر)

رام بھکتی

(شری شانتی سروپ شان چڈیگرہ)

ادم جے شری رام ہرے - پر بھو جے شری رام ہرے
رشی مٹی سب سُرتر، رشی مٹی سب سُرتر - چیتے رام ہرے - ادم جے شری رام ہرے

۱۔ جگ کے پالن ہارے، ہو سب کے داتا - پر بھو ہو سب کے داتا
رام شرن جو آئے، رام چرن جو لاگے - پارس بن جاتا - ادم جے شری رام ہرے

۲۔ دین دکھی کے رکشک، نام منو رنجن - پر بھو نام منو رنجن
تم ہو رام رنجن، تم ہو رام رنجن - سب کے دکھ بھجن، ادم جے شری رام ہرے

۳۔ تلخے دل سے بھگون، جو تم کو دھاتا - پر بھو جو تم کو دھاتا
بھوساگر سے دیاو، جہن مرن سے دیاو - پار اتر جاتا، ادم جے شری رام ہرے

۴۔ کن کن میں ہو دیا پک، جگ کے، نرماتا - پر بھو جگ کے نرماتا
دنیا ناتھ دیاے، دین دیاں دیاے، ہو سب کے گیتا، ادم جے شری رام ہرے

۵۔ چیتن سچدانند، ہو انتر یامی، پر بھو ہو انتر یامی
نارائن رامیشور، نارائن بھکتیشور، ست بھت ہو گامی، ادم جے شری رام ہرے

۶۔ پرمتیا، پریشور، سرشٹی کے کرتا، پر بھو سرشٹی کے دھاتا
کرشناگر ایشور، دیا کے سندھو ایشور، ہو شکٹ ہرنا - ادم جے شری رام ہرے

۷۔ جگدیش نیت پاد، بھکتوں کے پیارے - پر بھو بھکتوں کے پیارے
تین لوک کے سوامی، تین کال کے سوامی، ہو سب سے نیارے - ادم جے شری رام ہرے

۸۔ بھگون ترن تارن، سب کچھ ہے تیرا، پر بھو سب کچھ ہے تیرا
دیووں کے دیو پر بھو - دیووں کے دیو پر بھو، نام جوگن تیرا، ادم جے شری رام ہرے

۹۔ پار برہم پر ماتم، شکساگر بھگون - پر بھو شکساگر بھگون
بھکتا بے بھکتی کی، دان بے سیوا کا، شان کرے دشمن، ادم جے شری رام ہرے

ادم جے شری رام ہرے - پر بھو جے شری رام ہرے
رشی مٹی سب سُرتر، رشی مٹی سب سُرتر - چیتے رام ہرے - ادم جے شری رام ہرے

شانتی حاصل کرنے کیلئے بیہوش کی آزمودہ سچائیاں

ماسٹر ہری کرشن شرما شادانی

۱۔ جو انسان دوسروں کا ہی سہارا لیتا ہے۔ اُسے شانتی اور شادمانی کہاں؟ بالفرض کسی نے موت کر بھی دی تو اس صورت میں اُس کا احسان مند رہے گا۔ اس لئے انسان دوسرے پر انحصار نہ رکھے۔ نائدہ میں رہے گا۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر حق حلال کی روزی کما کر زندگی بسر کرے گا۔ شانتی اور شادمانی کا جیون بسر کرے گا۔ یاد رکھیے انسان کو سب سے زیادہ کمزور کرنے والی چیز ضرورت ہی ہے۔ لہذا کسی سے کوئی امید نہ رکھیے۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اپنی ضمیر کا خون مت کیجئے مرد میدان بن کر ہمت سے کام کیجئے۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی طاقت پیدا کیجئے۔ بے نیازی اور خود مختاری بہت ہی مسرت آمیز حالت ہوتی ہے۔

۲۔ جب کبھی آپ دان پین کرو تو ایسے طریقے اور ڈھنگ سے کیجئے کہ اگر آپ کا دایاں ہاتھ پُن کرتا ہے تو آپ کے بائیں ہاتھ کو بھی بالکل معلوم نہ ہو سکے کہ آپ نے کیا کیا ہے۔

۳۔ ہمارے رشیوں مہینوں اور مہا پرشوں کے اصول "سادہ جیون اور اونچے واسطے وچار" کے مطابق آپ سادہ زندگی بسر کیجئے۔ سادہ خوراک کھائیں۔ سادہ لباس پہنیں۔ اپنی ضروریات محدود کریں۔ کاروبار میں امانداری کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ جفاکشی سے روزی کمائیں۔ نیک اور دھرتا اشخاص کی صحبت اختیار کیجئے۔ اپنے خیالات کو اعلیٰ اور پاک رکھیے۔ نیک عادتیں رکھیے۔ پرتاکا کو حاضر ناظر سمجھیں۔ پرتاکا کی جھگڑتی میں کچھ وقت ضرور گزاریں۔ روزانہ سپید بھی چلیں۔ ہوا خوری سے صحت نہ رہتی ہے۔ خود غرضی کو بالکل چھوڑ دیجئے۔ سچ بولیں۔ کسی کا بُرا نہ سوچیے۔ ان پر کار بند اور عمل کرنے سے آپ کو شانتی اور سکون راحت حاصل ہوگا۔ آزما کر دیکھیے۔

۴۔ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جو آپ اپنے لئے چاہتے ہیں کہ دوسرے آپ سے کریں۔ اگر کوئی بھی کسی دوسرے سے آپ سے ناراض ہے تو سب کام چھوڑ کر اُسے اپنی طرف سے صاف کرو بصورت دیگر آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب ڈھونگ ہے دکھا دے۔ لوگوں کی آنکھوں میں مٹی جھونک رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے آپ کی عزت خاک میں مل جائے گی حضرت شادانی صاحب کا فرمان ہے کہ ایک آدمی کا تین غلطیوں کو معاف کر دیجئے۔ اگر وہ پھر بھی غلطی کرتا ہے۔ تو اُسے پائے استحقاق سے لات مار دیجئے۔ کسی قسم کی گفتگو نہ کیجئے۔

۵۔ مہاتما بدھ جی مہاراج کے قول کے مطابق ایک دن کی پاکیزہ زندگی سو سال کی بُری زندگی سے کئی درجے بہتر ہے ہزاروں

پہلے نغظوں کے مقابلہ میں ایک پُر اثر اور پُر معنی لفظ اچھا ہوتا ہے۔ لاکھوں یگیہ کرنے کے مقابلہ میں لمحہ بھر سچائی کی زندگی بہتر ہے۔ سارے سنار کی فتح سے اپنے نفسِ اللہ کی فتح بہت ہی افضل ہے۔ آدم برسرِ مطلب۔ انسان ان سچائیوں کی تقلید پر دی کرنے سے خوش و خرم رہ سکتا ہے۔ خوشی شادمانی۔ دلی طمانیت مرقہ باہر کی چیزوں سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ اصل خوشی کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس لئے سکونِ دل حاصل کرنے کیلئے سچائی کو اصول بنائیے۔

انسانی زندگی کا بلند ترین آدرش

از قلم شری پائیے لال بی اے

ہری (دیشو بھگوان) پار برہم ہے۔ ہری ہی پر م لگتی ہے۔ ہری ہی آخری خوشی ہے۔ ہری ہی الہی اصول ہے۔ اسی کے ستاس کے گن گاؤ۔ (شری بیاس دیو)

در حقیقت دنیا میں وہی انسان خوش نصیب ہے جو بے شمار مشکلات اور روکاؤں سے دوچار ہوتے ہوئے بھی پرہیزگار کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ اس دنیا میں بہت سے لوگ ایشور کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اس کی ہستی میں اعتقاد رکھنے والوں میں سے بھی بہت سے اسے حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کی عقلِ حیات کے کثیف پردے سے ابر آلود ہو چکی ہے۔ جو کہ تو گن کے عصر کا خاصہ ہے۔ اس تقوڑی تعداد میں جنہوں نے ایشور کو حاصل کرنے کی قدر و منزلت کو پاکیزہ کلام کے سننے اور کتب مقدس کے مطالعہ کرنے سے کی قدر سمجھ لیا ہے۔ اس کی یاد اور حمد و ثنا کی بجائے ناپائیدار دنیاوی لذات کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ ان کی عقلِ بنیاد خواہشات اور آرزوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ متوجہ الذکر سے قدرے آگے بڑھے ہوئے اپنے من کے تو گن کے زیر اثر روحانی مشق کو شروع کرتے ہیں۔ لیکن وہ استقلال اور گرمجوشی سے اس طرف راغب نہیں ہوتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے ابھی اپنے من میں اپنی زندگی کے مقصد کے حصول کے لئے کوئی ارادہ نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے اس راستہ کی روکاؤں اور ان پر عبور پانے کی نسبت بے بہرہ ہوتے ہیں۔ بدین وجہ اس روحانی مشق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بالآخر راہِ راست سے ہٹک جاتے ہیں۔ بھگوان نے بھکوت گیتا میں عینِ راست ہی کہا ہے:-

"ہزاروں انسانوں میں سے بھٹکل چند ایک ہی کمال کو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کامیاب ہونے والوں میں سے بہت قلیل ہی مجھے اصلیت میں دیکھتے ہیں۔" (گیتا ادھیائے ۲)

یا وجود با ایں ہمہ انسانی روح فطرتاً ایثور کے حصول کی زیر دست خواہش رکھتی ہے۔ کیونکہ ہر انسان شانتی کا خواہاں ہے۔ بلکہ مکمل خوشی، خالص خوشی اور ابدی خوشی کا۔ کوئی انسان اس دنیا میں محدود غم آلود یا ناپائیدار خوشی کیلئے تنگ و دو نہیں کرتا ہے۔ البتہ با اوقات ہم ایسی خوشی میں سے جو کہ محدود ہوتی ہے اور جتنے ہم مکمل خیال کرتے ہیں اپنی خواہشات کا حل تلاش کرتے ہیں لیکن پھر بہت جلد ہم اس خواہش میں کسی شے کی کمی کا احساس کرنے لگتے ہیں۔ اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس یہ امر ثابت کرتا ہے۔ وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے تسلی بخش ثابت نہیں ہوتی بلکہ ہم ہمیشہ ابدی خوشی کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور مکمل خوشی یا ایسی خوشی جس میں کسی شے کی کمی نہیں پائی جاتی۔ عین وہی پر مامت کا روپ ہے

جو کہ سرورِ ابدی اور وقت کے تصور سے باہر ہے۔

پس مختلف قسم کے انسان بہت سے دریاؤں کی طرح جو کہ مختلف ندیوں سے نکل کر مختلف سمتوں میں بہتے ہیں اور بالآخر سمندر میں جذب ہو جاتے ہیں۔ وہ مختلف راستوں سے اپنے رُخوں کو ہر سمت میں کر کے ایثور جو کہ ابدی خوشی کا گھر ہے کو حاصل کر رہے ہیں۔ انسانی روح کو ایسی خوشی حاصل کرنے کی یہ ابدی خواہش اس کے ایثور کے ساتھ وصال کی تڑپ کا اظہار کرتی ہے۔ تاوقتیکہ یہ (روح) اپنی منزل مقصود کو حاصل نہیں کر لیتی اس کا پرانا آگے حصول کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن چونکہ ایسا آئندہ یا خوشی ظلت (جہالت) کے پس پردہ ہوتی ہے۔ اسلئے انسانی روح سکھ یا خوشی کی اصلی سیرت کو سمجھنے سے قاصر رہتی ہے۔ بدیں وجہ اسے اس کے روحانی راستہ میں بہت سی روکاؤں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ با اوقات یہ اپنے اصل راستہ سے ہٹک جاتی ہے۔ کبھی راستے میں ہی ٹھہر جاتی ہے۔ کبھی مخالف سمت میں چلنے لگتی ہے۔ کبھی یوں ہو کہ دل چھوڑ بیٹھتی ہے۔ اور آگے کی ترقی سے رک جاتی ہے۔ با اوقات یہ راستے کے کنارے والی سرائے میں اس خیال سے کہ وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچی ہے قیام پذیر ہو جاتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر یہ معمولی یا فانی سکھوں میں غلطی سے اہنیں دائمی و مکمل خیال کرتے ہوئے مستغرق ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی روحیں بیچ یا شہوانی ہوتی ہیں۔ دوسری طرف وہ جنہیں اپنی منزل مقصود کا علم ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ لگاتار اور ہر ممکن کوشش سے اس کے حصول میں لگے رہتے ہیں وہ سادھک یا طالبانِ مکتو کہلاتے ہیں۔ پس روحانی ضبط کے حصول کے لئے انسان کو چاہیے کہ سب سے پیشتر وہ اپنے نصب العین کو قائم کرے اور اپنے آدرش کو دھیان میں رکھے۔

پہرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع

رسالہ اوم دہلی ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو باقاعدہ شائع کیا جاتا ہے۔ اگر کسی صاحب کو وقت نہ ملے تو وہ اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ کے بعد اور ۱۵ تاریخ کے اندر اطلاع دے کر دوبارہ پہرچہ فری منگوا سکتے ہیں۔ دو یا تین ماہ کے بعد شکایت کرنا بیسود ہوگا۔ مینجر اوم دہلی

ابو معین الدین ناصر بن خسرو

از قلم شری پیارے لال بی۔ اے

عظیم ناصر خسرو جن کا صحیح نام ابو معین الدین ناصر بن خسرو (حجیات) تھا۔ وہ فارس کے ایک بلند پایہ شعرا میں سے تھے ان کی شاعری میں پند آمیزی اور تصوف کی جھلک پائی جاتی ہے۔ ان کا جنم ۳۹۴ ہجری مطابق ۱۰۰۳ء میں خراسان میں بلخ کے قریب ہوا تھا۔ وہ علم طب، علم ریاضی، علم نجوم و ہدیت اور یونانی فلسفہ میں کمال رکھتے تھے۔ ان کی وفات ۴۸۸ء میں ہوئی۔ انہوں نے سفر نامہ، دیوان ناصر خسرو، روشنائی نامہ اور سعادت نامہ کتب کی تصنیف کی ہے۔

کتاب سعادت نامہ ۳۰ ابواب پر مشتمل ہے اور ۲۸۷ اشعار۔ یہ علی طور پر اخلاقیات کے اصولوں کا مرقع ہے اور انسان کو نیکی کے راستہ پر لانے کے لئے شعری راہ ہیں۔ میں اس کے باب اول کو بطور نظر انداز پیش کرتا ہوں۔

باب اول

(تسلیم و رضا)

۱۔ اے دل تو ہمیشہ ایشور کی رضا پر قناعت کر۔ جس حال میں کہ تو ہے ہمیشہ پر ماتما کے ساتھ رہ یعنی یاد حق میں وقت گزار۔

۲۔ ہر ایک کام میں ایشور کا ہی ہاتھ سمجھ اور ہر کام کو اسی کے نام کو یاد کر کے شروع کر۔

۳۔ چونکہ پر ماتما نے تجھے مان اور بڑائی کے تاج سے آراستہ کیا ہے پس تو اپنا من کسی دیگر انسان پر کیوں ٹھہراتا ہے۔

۴۔ اگر تو سالک و سادھک ہے تو اس کے ساتھ رہ یعنی اس کی یاد رکھ اور اگر تو اس کا دوست یا سکھ ہے تو

اجنبی مت رہ۔

۵۔ بہشت و دوزخ (نرک و سورگ) کی کہانی کو چھوڑ دے۔ بلکہ محض اس کی ہی جھلکی میں معروف رہ۔

۶۔ پر ماتما نے تمہیں دونوں جہازوں میں سے چن کر جنم دیا ہے (اشرف المخلوقات) آخر اس نے تمہیں کسی خاص

اور ضروری کام کے لئے پیدا کیا ہے (اسے سمجھ اور عمل کر)

۷۔ تمہارا فرض صرف خدمت خلق ہے۔ جبکہ پر ماتما کا حق صرف پروردگاری ہے۔

۸۔ ایشور کے در سے نفرت کرنا واجب نہیں (یاد نہ کرنا) اس بارگاہ سے بہتر دیگر کوئی بارگاہ بہتر نہیں ہے۔

۹۔ اگر تو کسی قسم کی لاف زنی کرنی چاہتا ہے تو صرف مذہب کے بارے میں ایسا کر اور ہمیشہ بگے مذہبی

عقائد پر یقین رکھ۔

۱۰۔ ہر ایک کام میں ایشور کو ہی اپنا مددگار سمجھ۔ جبکہ مصطفیٰ (حقیقی رامنا) میں تمہارا رہبر مذہب و ملت ہے۔

لوگ

از قلم نیدت ست پال جی بھار دواج

لوگ کے لفظی معنی ہیں جوڑ۔ میل یا ملاپ اور جس اُسے سے جوڑ۔ میل یا ملاپ قائم کیا جائے اُس کو بھی لوگ کہہ دیتے ہیں۔ اپنے من کو آتما میں لین کر دینے کو یا آتما کو پرما تما میں جوڑ دینے کو لوگ کا نام دیا گیا ہے۔ اور جس جس آپا سے یا سادھن سے یہ ایختا بنتی ہے۔ اُس کو بھی کچھ ہمارے شش لوگ کہہ رہے ہیں۔ لوگوں کا درجہ سیاسی بھگت اور کرم کا مذہبی ان سب سے اونچا بتایا گیا ہے۔ بھگوان کرشن نے جن کو یوگیشور کہا جاتا ہے۔

بھگوت گیتا کے چھٹے ادھیائے کے شلوک ۴۶ میں فرمایا ہے۔ کہ یوگی تپسوی سے بہتر ہے یوگی گمانی سے بہتر ہے۔ اس لئے ہے اور جن تو یوگی بن

اب دیکھنا یہ ہے کہ لوگ ہوتا کیا ہے۔ لوگ شاستریں ہمارا ج پتہ جی نے کہا ہے ”لوگش چیت برتی نرودھما“ جس کا مطلب ہے کہ من کی سب برائیوں پر قابو پانے کو لوگ کہتے ہیں۔ لیکن بھگوان کرشن نے لوگ کی دیکھا کئی ڈھنگ سے کی ہے۔ بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کے شلوک ۴۸ میں انہوں نے سمایا ایک سار رہنے کو لوگ کہا ہے۔ اور پھر شلوک ۵۰ میں لکھا ہے کہ کسی کام کو آپچھے ڈھنگ سے کرنے کا نام ہی لوگ ہے۔

ہمارے شاستروں میں لوگ کئی پرکار کا بتایا گیا ہے۔ مثلاً راج لوگ (جس کو شتا انگ لوگ بھی کہتے ہیں)۔ ستا لوگ۔ بھٹ لوگ۔ لے لوگ۔ نام لوگ۔ مذہبی لوگ۔ مانس لوگ۔ جیوتی لوگ۔ سرت شبد لوگ (جس کو ناد لوگ بھی کہتے ہیں)۔ اور سچ لوگ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان میں راج لوگ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اور عام طور پر لوگ کا مطلب راج لوگ ہی سمجھا جاتا ہے۔

لوگ کسی خاص دلش یا کسی خاص مذہب کی جاگیر نہیں۔ اور نہ ہی اس کا تعلق کسی دھرم سے ہے۔ ہر ایک شخص قوم۔ مذہب۔ نسل یا دلش کی تمیز کے بغیر اس کا لایہ اٹھا سکتا ہے۔ استری ہوا پُرش۔ برہمن ہوا ہرجن برہمچاری ہوا یا سنیا سی۔ بچہ ہوا پورہا۔ ہر شخص کو لوگ کا ادھیکار ہے۔ اس میں کسی دھارمک اصول کی پابندی نہیں۔ بلکہ لوگ سکھائے جیون بتانے کا ایک آدرش راستہ ہے۔ جس طرح عام لوگ کہتے ہیں کہ آرا دی ہمارا پیدا نشی حق ہے اسی طرح لوگوں کا نعرہ ہے۔ کہ خوشی ہمارا جنم سدا ادھیکار ہے۔ آپ نے اپنے جیون میں بھی دیکھا ہوگا کہ اگر آپ کسی کام کے لئے اپنے من کو ایک گڑ کر لیتے ہیں۔ تو آپ کو اس کام میں ضرور کامیابی ہوتی ہے۔ اس لئے چونکہ لوگ کا من ہر وقت پرما تما میں لین رہتا ہے۔ اُس کے من میں آندھی آندھ ہونا لازمی ہے

جو کہ پریمت کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

جب کافی ابھیاں کے بعد کسی یوگی کو کوئی سدھی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اُس کو سدھ پُرش کہا جاتا ہے۔ ہمارے گزشتوں میں کئی قسم کی سدھیوں کا ذکر ہے جن میں سے کچھ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

- ۱۔ اینیا۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنے شریر کو غائب کر سکتا ہے۔
- ۲۔ مہا۔ جس کے ذریعے یوگی اپنے شریر کو بہت بڑا کر سکتا ہے۔
- ۳۔ گریمیا۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنے شریر کو بہت بھاری کر سکتا ہے۔
- ۴۔ بگیمیا۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنے شریر کو چھوٹا یا ہلکا کر سکتا ہے۔
- ۵۔ پراپتی۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنی اچھا سے ہر قسم کی چیزیں ہٹا کر سکتا ہے۔
- ۶۔ پراکامیہ۔ جس کے ذریعہ یوگی جو کام چاہے کر سکتا ہے۔
- ۷۔ ایشٹو۔ جس کے ذریعہ یوگی چاہے تو حکومت کا درجہ پاسکتا ہے۔
- ۸۔ تیشٹو۔ جس کے ذریعہ یوگی دوسروں کو اپنے بس میں کر سکتا ہے۔

لیکن اصل یوگی ان سدھیوں کا استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ جو لوگ ان سدھیوں میں پڑ جاتے ہیں وہ آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ اور آتم ساکشات کار کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے کئی مہا پرشوں کا درجہ ہے کہ یہ سب آتم ساکشات کار کے راستہ میں ایک قسم کی رکاوٹ ہیں۔

یوگی کا بھون۔ یوگی کا بھون کل کے پھول کے سان ہوتا ہے جس طرح کل ہر وقت پانی میں رہتا ہے پر پانی اُس کے پھول کو کبھی نہیں چھو سکتا اسی طرح یوگی دنیا کے سب کام کرتا ہو ابھی نرلیپ رہتا ہے۔ اُس کا من کبھی چلاٹمان نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ آتما میں لین رہتا ہے۔ مان اور اپمان۔ دکھ اور سکھ۔ غمی اور خوشی۔ اُس کیلئے سب برابر ہیں۔ اُس کے من میں امن کا ربا نکل نہیں ہوتا۔ اور اُس کو نہ کسی سے موہ ہوتا ہے نہ لگاؤ۔ اُس کو لالچ بالکل نہیں ہوتا۔ جو کچھ مل جائے وہ اسی میں گزارہ کر لیتا ہے۔ کام یا شہوت یوگی کو چھو بھی نہیں پاتے۔ وہ سب جیووں میں پریمت کے درشن کرتا ہے۔ اور کوئی اچھا ہو یا بُرا وہ ہر شخص سے پریم کرتا ہے۔ اُس کی نظر میں باپ اور پنیہ دونوں کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ جو کرم بھی کرتا ہے نشکام بھاؤ سے کرتا ہے اور پھل کی کوئی اچھا نہیں رکھتا۔ وہ نہ زیادہ کھاتا ہے نہ کم۔ نہ زیادہ سوتا ہے نہ کم۔ اور نہ زیادہ بولتا ہے نہ کم۔ بلکہ کام میں مراد اسے کام لیتا ہے۔

مہکرت گیتا کے پانچویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے یوگی کا نقشہ اس طرح کیجیائے۔

شلوک ۷۔ شریر اور اندریاں جس کے بس میں ہیں اور جس کا آتما سدھ ہو چکا ہے وہ یوگی پرانی مائر کے آتم مرد پ پریمت میں لین ہو کر سب کام کرتا ہو ابھی کسی بندھن میں نہیں پڑتا۔

شلوک ۱۱۔ سب لگاؤ کو چھوڑ کر یوگی لوگ آتما کو شدھ کرنے کے لئے اپنی اندریوں۔ من اور شریر سے کرم کرتے رہتے ہیں۔

شلوک ۱۲۔ نشتام کرم یوگی کرموں کے پھل کا تیاگ کر کے پر م شانتی کو پالیتا ہے۔ اور جو پرش یوگ کا ابھیاس نہیں کرتا وہ کرم کے پھل کی اچھیا رکھنے کے کارن بندھن میں پڑا رہتا ہے۔

آگے چل کر پچھٹے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے یوگی کے جیون پر پچھ اور روشنی ڈالی ہے وہ بھی سن لیجئے۔

شلوک ۳۔ جب کوئی پرش نہ تو اندریوں کے بھوگ میں لگاؤ رکھتا ہے۔ اور نہ ہی کرموں کے جال میں پھنستا ہے ہر طرح کے شنگھاپ کو تیاگ دیئے والے اُس پرش کو یوگی کہا جاتا ہے۔

شلوک ۸۔ دگیان اور آتم گیان سے جس کا من بھر پور ہو چکا ہے۔ جس کے من میں ہمیشہ شانتی کا راج ہے۔ جس نے اندریوں کو بس میں کیا ہوا ہے اور سونا۔ مٹی اور پتھر جس کے لئے سب برابر ہیں۔ ایسے یوگی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس نے پرما کو پالیا ہے۔

شلوک ۹۔ جو پرش اپنے تیشی۔ متر۔ دشمن۔ اجنبی۔ ثالث۔ دیری اور سمندھی ان سب کو اور چاہے کوئی دھرماتا ہو یا پانی اُس کو بھی ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ سب سے سریشٹ یوگی ہے۔

شلوک ۱۵۔ اپنے من کو بس میں رکھنے والا یوگی اپنے آتما کو پرما کے دھیان میں لگاتا ہوا اُس شانتی کو پراپت کر لیتا ہے۔ جو مجھ میں ہمیشہ موجود رہے۔ اور مکتی کو دینے والی ہے۔

شلوک ۱۶۔ ہے ارجن۔ یوگ نہ تو زیادہ کھانے والے پرش کے لئے ٹھیک ہے۔ نہ تھوڑا کھانے والے کے لئے اسی طرح یہ اُس کے لئے بھی یوگ ٹھیک نہیں جو ہر وقت جاگتا ہی رہتا ہے۔ یا سویا ہی رہتا ہے۔

شلوک ۱۷۔ سب دکھوں کا ناش کرنے والا یوگ تو اُس پرش کے لئے ٹھیک رہتا ہے۔ جو مراد اسے کھاتا پیتا ہے مرادہ سے سزا اور جاگتا ہے۔ اور مرادہ سے سب کام کرتا ہے۔

شلوک ۱۸۔ جب کسی پرش کا پوری طرح سے بس میں کیا ہوا من آتما میں لین ہو جاتا ہے۔ تب اُس پرش کو یوگی کہا جاتا ہے۔ پھر اُس کو کرم کرنے کی بالکل چاہ نہیں رہتی۔

شلوک ۱۹۔ جس طرح بن ہوا والی جگہ پر دیکھ کی لاٹ ادھر ادھر نہیں ہتی وہی حال پرما کے دھیان میں لگے ہونے یوگی کے من کا ہوتا ہے جو بس میں کیا جا چکا ہو۔

شلوک ۲۷۔ جس کے من کو شانتی مل چکی ہے۔ جس کے سب پاپ نشت ہو چکے ہیں اور جس کے جوگن کا ناش ہو چکا ہے۔ پرما میں لین رہتے والے اُس یوگی کو بہت اتم سکھ پراپت ہوتا ہے۔

شلوک ۲۸۔ پاپ سے بھوٹ کر اس طرح آتما کو پرما میں لگاتا ہوا یوگی آسانی سے برہم کے طاپ سے بچنے والے اکھند آند کو پالیتا ہے۔

شلوک ۲۹۔ جو یوگی لوگ کے ابھياس دوانہ پر ماتا کو پا چکا ہے اور سب میں سنان بھاؤ سے دیکھتا ہے وہ پر ماتا کو سب کے اندر اور سب کو پر ماتا کے اندر دیکھتا ہے۔

یوگی پریم پتا پر ماتا کا روپ ہو جاتا ہے۔ اور اُس میں وہ سب شکتیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جو پر ماتا میں ہوتی ہیں۔ سب سدھیاں اُس کے اشارہ پر ناپنے لگتی ہیں۔ اور وہ چاہے تو اس برہمانڈ کے نقشہ کو بدل سکتا ہے کہتے ہیں ایک دفعہ دشوا مترشی نے راجہ ترشنکو کو دردان دے دیا کہ وہ جیتے جی سورگ میں جاسکتا ہے۔ لیکن چونکہ کوئی شخص بھی اس شریہ کے ساتھ وہاں نہیں جاسکتا۔ دیو راج اندر نے راجہ ترشنکو کو سورگ میں جانے سے روک دیا۔ اور اُسے پیچھے گرا دیا یہ دیکھ کر مترشی دشوا متر نے جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے یوگی تھے اپنے لوگ بل سے آکاش اور پرتھوی کے درمیان ایک نیا سورگ بنا دیا۔ جس میں راجہ ترشنکو کو جیل ملے۔ اور ان کا دردان سہل ہو گیا۔

اشٹانگ یوگ

اشٹانگ یوگ کے آٹھ انگ یہ ہیں (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن (۴) پُرانا یام (۵) پرتیا ہار (۶) دھارنا (۷) دھیان (۸) سادھی۔ اب میں ان کی تھوڑی تھوڑی تفصیل آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سب سے پہلا انگ ہے "یم" جس میں بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں کام ہم کو نہیں کرنے چاہیے۔ "یم" پانچ ہوتے ہیں۔ اہنسا۔ ست۔ استیہ۔ برہمچریہ اور اپری گرہ۔ اہنسا کا مطلب ہے کسی کو دکھ نہ دو۔ ست کا مطلب ہے کبھی چوری نہ کرو۔ برہمچریہ کا مطلب ہے دیرج کو ضائع نہ کرو۔ اور اپری گرہ کا مطلب ہے فصول سامان اکٹھا نہ کرو میرے خیال میں ان باتوں کو سمجھنا مشکل نہیں اس لئے میں ان کی اور وضاحت نہیں کروں گا۔ لیکن اگر آپ یوگ کے ابھياس میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ان سب پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یم اور نیم یوگ کے ابھياس کے لئے بنیاد کا کام دیتے ہیں۔ اگر بنیاد کمزور ہو تو عمارت کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے۔

یوگ کا دوسرا انگ ہے "نیم" جس میں بتایا گیا ہے کہ کون سے کام ہمیں ضرور کرتے چاہیے "نیم" بھی پانچ بتائے گئے ہیں۔ شوچ۔ سنتوش۔ تپ۔ سوادھیلے اور ایشور پری ندھان۔ شوچ کا مطلب ہے صفائی یعنی شریہ اور من کو ہر طرح سے صاف رکھنا۔ سنتوش تو آپ سمجھتے ہی ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمیں کسی چیز کا لوبہ نہیں کرنا چاہیے اور جو کچھ مل جائے۔ اسی میں گزارہ کر لینا چاہیے۔ تپ کے معنی میں تپسیا۔ یعنی جسم کی سادھنا اور اندریوں پر قابو پانا۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جنگل میں جا کر شریہ کو کشٹ دیا جائے۔ بلکہ اصل تپسیا وہ ہے جس کا ذکر بھگوت گیتا کے تارھویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کہا ہے۔ وہ ان کی زبانی یہی سن لیجئے۔

شلوک ۱۴۔ دیوتا۔ برہمن۔ گورو اور دردان پرتشوں کی عزت کرنا۔ صاف ستھرا رہنا۔ سادہ جیون تپانا۔ برہمچریہ کا پالن کرنا اور اہنسا کے اصولوں پر عمل کرنا۔ یہ سب شریہ کا تپ ہے۔

شلوک ۱۵۔ کسی کے دل کو نہ دکھانے والی۔ پریم بھری۔ سیٹی متکاری اور سچی بات کہنا اور سوادھیائے کا ابھياس کرنا یہ سب زبان کا تپ ہے۔

شلوک ۱۶۔ من کی خوشی اور شانتی۔ من برت کا ابھياس کرنا۔ من کو قابو میں رکھنا اور انتہہ کرن کی صفائی۔ یہ سب من کا تپ کہا جاتا ہے۔

تپ کے بعد سوادھیائے سے کا ذکر آتا ہے۔ جس کا مطلب ہے اچھی کتابوں کا پائٹھ کرنا۔ ہر ایک مذہب میں کسی نہ کسی دھارمک گرنٹھ کا پائٹھ کرنا ضروری کہا گیا ہے۔ وید تاستر۔ اپنشد۔ رامائن۔ مہا بھارت۔ گورو گرنٹھ صاحب۔ قرآن شریف اور بائبل وغیرہ۔ بہت اعلیٰ قسم کے دھارمک گرنٹھ ہیں جن کے پڑھنے سے من کو شانتی ملتی ہے۔ ان میں سے جس گرنٹھ میں بھی آپ کو شردھا ہو، اُس کا روزانہ پائٹھ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح الیتور پریمی مذہبان کا مطلب ہے آتم سمرن۔ یعنی اپنے جیون کو بھگوان کے ارپن کر دینا۔ اور یہ دشواس رکھنا کہ بھگوان جو کچھ بھی کر رہے ہیں اُس میں ہر طرح سے ہماری بھلائی ہی ہے۔

یوگ کا تیسرا انگ ہے آسن۔ یعنی یوگ کا ابھياس کرنے کے لئے ہمیں کس طرح بیٹھنا چاہیئے۔ آسن کئی پرکار کے بتائے گئے ہیں۔ پر میرے خیال میں سب سے اچھا آسن دی ہے۔ جس سے ہمارے شریر کو نہ کشٹ ہو نہ ٹھکاوٹ۔ لیکن پیٹھ۔ گردن اور سر کو ہر حالت میں سیدھے رکھنا چاہیئے۔ دوسرے نقطوں میں ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ پڑنے پائے۔ عام طور پر کل آسن کو زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ پالٹی مار کر اس طرح بیٹھ جائیں کہ دایاں پاؤں بائیں ران کے اوپر اور بائیں پاؤں دایں ران کے اوپر ہو اور اس کے ساتھ ہی پیٹھ۔ گردن اور سر کو بالکل سیدھا رکھا جائے اس آسن سے شریر کو ٹھکاوٹ نہیں ہوتی۔ اور من کو شانتی ملتی ہے۔

آسن کے بعد چوتھا انگ ہے پرانیام۔ جو کہ راج یوگ کا ایک خاص انگ ہے۔ عام لوگ تو پرانیام کو سانس پر قابو پانا ہی سمجھتے ہیں۔ پر اصل میں اس کا مطلب ہے پران شکتی کو جسم میں داخل کرنا۔ یہ بہانڈ پران شکتی کا ایک اتھاہ سمندر ہے۔ یوگی لوگ جانتے ہیں کہ اس پران شکتی کو ہم کس طرح سے اپنے اندر داخل کر سکتے ہیں۔ اور اُس مادھن کو پرانیام کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کل آسن لگا کر ناک کے دائیں نتھنے کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بند کر کے سانس کو دھیرے دھیرے اندر لے جائیئے۔ اور جتنی دیر سانس کو اندر لیجانے میں لگے۔ اُس سے دگنے وقت کے لئے سانس کو اندر روکنے کی کوشش کریں۔ پھر دائیں نتھنے پر سے انگوٹھے کو اٹھا کر دوسری انگلی سے ناک کے بائیں نتھنے کو بت کر لیں اور سانس کو دھیرے دھیرے باہر نکال دیں۔ اب سانس کو پھر اندر کی طرف لے جائیئے۔

اور پہلے کی طرح اُس کو دگنے وقت کے لئے اندر روکنے کی کوشش کریں۔ پھر بائیں نتھنے پر سے انگلی اٹھالیں اور دائیں نتھنے کو انگوٹھے سے بند کر کے سانس کو باہر نکال دیں۔ سانس کو اندر روکنے کے وقت اپنے پیٹ کو پوری طرح باہر کی طرف پھیلا دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہوا اندر داخل ہو سکے۔ اور سانس کو باہر نکالتے وقت پیٹ کو اندر کی طرف سمیٹ

لین تاکہ سب ہوا بالکل اچھی طرح باہر نکل جائے۔ یہ سارا عمل کرنے سے ایک پرانا ایام ہوا۔ آپ آرام سے جتنی بار اس عمل کو دہرائیں۔ اتنا ہی الیحد ہوگا۔ لیکن شروع شروع میں سات یا کرونا کافی ہوگا۔

یوگ کا پانچواں انگ ہے پرتیاہار۔ جس کا مطلب ہے۔ من کی گتھی کو روکنا یا اس پر قابو پانا۔ ہمارا من بندر کی طرح پھیلنے سے اور کبھی تختہ نہیں بیٹھ سکتا۔ ایک سینکڑ میں یہ آکاش کی سیر کر لیتا ہے۔ اور ایک سینکڑ میں پانی میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کو بس کرنا بہت مشکل ہے۔ پرتیاہار کا مطلب یہی ہے کہ من جس طرف بھی جانا چاہے۔ اس کو وہاں جانے سے روکا جائے۔ جسے کہ اس میں کوئی سنکلیپ یا وکلیپ باقی نہ رہے۔ اور وہ بالکل شانت ہو جائے۔

اب چھٹا انگ ہے دھارنا۔ اس کا مطلب ہے کہ جب من ادھر ادھر دوڑنا چھوڑ کر شانت ہو جائے۔ تو اس کو کسی مقام پر جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عام طور پر یوگی لوگ اپنے من کو بردے کل یا آتما پر جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور باقی سب پرکار کے دھاروں کو من سے باہر نکال دیتے ہیں۔ من کو کسی خاص نکتہ پر جانے کے عمل کو انگریزی میں *CONCENTRATION* کہتے ہیں۔ اور جب اس کو پرماتما پر جایا جائے تو اس عمل کو *MEDITATION* یا دھیان کہتے ہیں جو راج یوگ کا ساتواں انگ ہے دھیان یعنی *MEDITATION* کا مطلب ہے کہ سوائے پرماتما کے اور کسی چیز کو من میں نہ آنے دو اور اپنے آپ کو پرماتما کے دھیان میں لین کر دو اس حالت میں کچھ تو سار کا برہم یعنی اشٹا دیو کی صورتی پر من کو جایا دیتے ہیں اور کچھ لوگ نراکار برہم کا ہی دھیان کرتے ہیں۔ اس ابھیا سے من میں آتما کا پرکاش پھیلنے لگتا ہے جو کہ دھیرے دھیرے بڑھتا ہوا سارے برہما میں چھا جاتا ہے۔ اس وقت یوگی کو ہر طرف پرماتما ہی پرماتما نظر آنے لگتا ہے اور وہ آند کے ساگر میں غوطے کھانے لگتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر یوگی پرماتما کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ اور برہما کے سب بھید اس پر کھل جاتے ہیں۔ اسی حالت کو سادھی کو نام دیا جاتا ہے۔ جو کہ راج یوگ کا آٹھواں اور آخری انگ ہے۔

نام یوگ

"نام یوگ" اس سادھن کو کہتے ہیں جس کے ابھیا سے سادھک اپنے شریہ کے اندر اخند شبد کو سننے لگتا ہے اس کو ناد یوگ۔ ستاراج یوگ اور سترت شبد یوگ بھی کہا جاتا ہے۔

سنت کبیر۔ دادو جی۔ بابا نانک دیو۔ سنت تلسی واس۔ جہا تا غریب واس اور رادھا سوا می بھائی یہ سب نام یوگ میں شردھار کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سارے برہما میں اور ہمارے شریہ کے اندر بھی شبد ہی شبد رہا ہے۔ اور جیسے کہ دیدوں میں کہا گیا ہے۔ "نادو برہم" یہ شبد بھما برہم ہے۔ چونکہ برہم کی طرح شبد کی کوئی حد نہیں اس لئے صدوی اصحاب نے اس کو اخند بھی کہا ہے۔

آجکل کچھ لوگ اپنے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔ برہم کا دیکھنا کیا مشکل ہے۔ آنکھ اور کان بند کر لو۔ جو شبد تم کو سنائی دیتا ہے وہی اخند شبد ہے اور وہی برہم ہے۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بھاری بھول ہے۔ ایک معمولی امتحان پاس کرنے کے لئے نہیں خاص محنت کرنی پڑتی ہے۔ برہم کے درشن اس قدر آسان نہیں ہو سکتے۔ کان بند

کرنے سے جو آواز سنائی دیتی ہے وہ مکن سے خون کے دورہ کی آواز ہو۔ برہم کے درشن کرنے کے لئے تو جنم
جنماتر تک محنت کرنی پڑتی ہے۔ پچاسچہر مہاپریشوں نے فرمایا ہے کہ نام یوگ کے ابھياس کے لئے یقین مشہور مارگ
ہیں یہ۔ پیلکا مارگ۔ مین مارگ۔ اور وینگ مارگ۔

پیلکا مارگ کا ارتھ ہے چوٹی مارگ۔ چوٹی بہت آہستہ آہستہ چلتی ہے۔ اور اگر راستہ میں کوئی رس والی چیز
بل جائے تو وہیں ٹھہر جاتی ہے۔ تمام لوگوں کا یہی حال ہے وہ ابھياس تو ضرور کرتے ہیں لیکن اگر وہ کوئی بہت سی
حاصل کر لیں تو وہیں ٹک جاتے ہیں۔

مین مارگ کا ارتھ ہے۔ مچھلی مارگ۔ مچھلی میں یہ خاص خوبی ہے کہ پانی کتنی بھی اونچائی سے نیچے گر رہا ہو۔ وہ پانی کی
دھاد کا سہارا لے کر اوپر چا پہنچتی ہے۔ اس لئے مہاپریشوں نے سادھک کے لئے اس مارگ کی بہت پرستش
کی ہے۔

وینگ مارگ کا ارتھ ہے پکشی مارگ۔ راج پکشی کسی سہارے کے بغیر آکاش میں اُرتا رہتا ہے۔ اور ہر وقت آند
محسوس کر لیتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے کسی پہلے جنم میں سادھنائی ہو ایدم انحد شبد سننے کے یوگیہ ہو جاتے
ہیں۔ اور اسی جیون میں نکلتی پراپت کر لیتے ہیں۔

راج یوگ کی طرح مہرت شبد یوگ کے بھی آٹھ سادھن بتائے گئے ہیں۔ اخلاقی جیون کی ترقی کے لئے پہلے
چار سادھن ہیں۔ سادگی۔ سہائی۔ سیدا اور ست سنگ۔ اور روحانی جیون کا آند حاصل کرنے کے لئے چار
سادھن ہیں۔ سرن۔ بھجن۔ دھیان اور سما دھی۔ روحانی منزلوں کا لطف لینے کے لئے پہلے اخلاقی جیون کے
سادھنوں کا ابھياس فرمایا ہے۔ اگر بنیاد کمزور ہو تو مکان تعمیر نہیں ہو سکتا۔ جب ان سادھنوں کا ابھياس کرتا ہوا
سادھک سادھی کی اوستھا کو پراپت ہوتا ہے تو اس کو انحد شبد سہوا ہی سنائی دینے لگتا ہے اور اس کی
مہرت یعنی جیو آتما انحد شبد یعنی برہم میں سما جاتی ہے جو کہ ہم سب کے جیون کا لکش ہے۔

مہرت شبد یوگ کے بارے میں گو رو امر داس جی مہاراج نے رام کلی میں آند میں فرمایا ہے:-

آند بھیا میری ماٹھے ستگورو میں پایا
تگور تال پایا ہج سیتی من دھیاں ودھائیاں
راگ رتن پر لوار پریاں شبد گاد ان آئیاں
شبد و تال گا و ہری کیرا من جنہیں وسایا
کہے نامت آند ہویا ستگورو میں پایا (رام کلی محلہ ۳)

ارتھ:- اے میری ماں۔ مجھے اب آند ہی آند ہے۔ میں نے ستگورو (پر ماتا) کو سہج ہی میں پایا
ہے اور من میں ودھائی کی آواز دلی گونج آرہی ہے سب راگ اور رائلیاں اپنے پر لوار کے ساتھ شبد گانے
کیلے آئی ہیں۔ اس لئے اس شبد روپی برہم کے گیت گاؤ جس نے برہم کو اپنے اذربسایا ہوا ہے۔ تاکہ جی کہتے ہیں۔ اب

مجھے اند ہی اند ہے۔ چونکہ میں نے ست گورو (انحد شبد) کو پایا ہے۔
اسی طرح سُرَت شبد کے بارے میں رادھا سوامی مت کے گرنہ میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

سب کا آدی شبد کو جان	انت بھی کا شبد چھان
تین لوک اور چھٹا لوک	شدر چے یہ سب ہی تھوک
شبد سُرَت دوتی دھار سمان	پیش نامی کے پر پروان
شبد ہی کارن شبد ہی کاج	شبد چایا سارا ساج
شبد ہی سیوک شبد ہی سوامی	شبد ہی گھٹ گھٹ انتر یامی
شبد ہی پھلی شبد ہی بیر	شبد بکھانے سنت کبیر
شبد بناویں نانک	شبد لکھاویں تلسی ویر
شبد شاہ اور شبد دزیر	رادھا سوامی کو میرے ویر

ہٹھ یوگ

یوگ کے اُس سادھن کو ہٹھ یوگ کا نام دیا جاتا ہے جس سے شریر کو تدرست رکھا جاتا ہے۔ ہمارا شریر بھی ایک طرح سے عیوان کا مندر ہے۔ اگر ہمارے شریر میں کوئی روگ ہو تو پرماتما کا نام لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے یوگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کا سواستھ ٹھیک رہے۔ اور اُس کے شریر کو کوئی کشت نہ ہو۔ غور سے دیکھا جائے تو یوگ کے ابھياس سے نہ صرف آتمک اور مانسک روگ دور ہوتے ہیں بلکہ شریرک دکھ بھی نشت ہو جاتے ہیں۔ جہاں آتمک اور مانسک روگوں کو دور کرنے کے لئے راج یوگ اکیر کا اثر دکھاتا ہے۔ وہاں شریر کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے ہٹھ یوگ بہت لالچہ داتا ہے۔ ہٹھ یوگ میں بہت پرکار کے آسن بتائے گئے ہیں جن سے شریر کے سب روگ دور ہو جاتے ہیں۔ اور آخری دم تک سواستھ بنا رہتا ہے۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ جن ریگیوں کو ڈاکٹر اور وید بھی جواب دے دیتے ہیں یوگی لوگ اُن کا علاج یوگ آسنوں دوارہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ آسن کرنے کا ڈھنگ کسی یوگی سے سیکھنا چاہیے۔ وہ آپ کو بتا دیگا کہ کون سا آسن کرنے سے کیا لالچہ ہوتا ہے۔ اور وہ آسن کتنی دیر تک کرنا چاہیے۔ اگر آپ کسی یوگی کی سہاقتا کے بغیر یوگ آسن شروع کر دیں گے تو کئی بار فائدہ گی بجائے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ میں تو آپ کو اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ سب آسن آرام سے اور دھیر دھیر سے کرنے چاہئیں۔ اور کسی حالت میں بھی جسم کو تھکا دٹ نہیں ہونی چاہیے۔ یوگ آسن کرنے کے بعد اگر گرم گرم دودھ پی لیا جائے تو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اسی طرح یوگ آسن کرتے وقت اگر آپ پرماتما کا دھیان جلی کرتے رہیں گے۔ یا اُس کے نام کا سمن کرتے رہیں گے تو سونے پر سہاگہ والا کام ہوگا۔

لوگ آسن تو بہت ہیں لیکن ان میں سے جو خاص خاص آسن ہیں ان کے نام یہ ہیں۔
شیرش آسن - سروانگ آسن - بل آسن - متسیہ آسن - بھنگ آسن - سنبھ آسن - دھنر آسن - سیور آسن
اور بنو آسن - ان آسنوں کے کرنے کا طریقہ بھی مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ لیکن ان کا ابھياس کرنے کے لئے
کسی یوگی کی سہا ت ضرور دینی چاہیے۔

۱۔ شیرش آسن - اس کا مطلب ہے سر کا آسن۔ یہ آسن سب آسنوں کا راجہ ہے۔ اس سے نہ صرف دماغ اور
یادداشت کو لا بھ ہوتا ہے بلکہ آتما تک تسکتی بھی بڑھتی ہے۔ خون کے دباؤ کو یہ آسن بالکل ٹھیک کر دیتا ہے اور
منہ سے آنکھ - کان - اور گلے کے سب ردوں کو دور کر دیتا ہے۔ یہ آسن عورتوں کے لئے بہت مفید ہے۔
اس کے ابھياس سے نہ صرف گھر کے سب رنگ دور ہو جاتے ہیں بلکہ کئی بار بانجھ عورتوں کو بھی بچے پیدا ہو

جاتے ہیں۔ اس کا ڈھنگ یہ ہے۔
زمین پر پتھر اتار کر کے یا دھاتی کا گڑا لٹھ لیں اور اس پر اپنے سر کو ٹکا کر لیٹ جائیں۔ اب اپنی ٹانگوں کو دھیرے
دھیرے اوپر کی طرف اٹھائیں جتنے کہ وہ بالکل سیدھی ہو جائیں۔ اور جسم کا سب بوجھ سر پر آجائے۔
شروع شروع میں کسی دوسرے شخص کا یا دیوار کا سہارا بھی لیا جاسکتا ہے۔ پانچ یا دس منٹ کے لئے یہی
حالت میں آئے کھڑے رہیں۔ اور تھکاوٹ محسوس ہونے پر ٹانگوں کو دھیرے دھیرے نیچے لاکر پھر زمین پر

لیٹ جائیں۔
۲۔ سروانگ آسن شیرش آسن سے کافی ملتا جلتا ہے۔ اور اس کے کرنے کا ڈھنگ بھی وہی ہے۔ فرق صرف
یہ ہے کہ شیرش آسن میں شریہ کا بوجھ سر پر ہوتا ہے۔ اور سروانگ آسن میں کندھوں پر۔ اس میں مکر کو دونوں
ہاتھوں کا سہارا دیا جاسکتا ہے۔ لیکن شریہ کا بوجھ ہاتھوں پر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ آسن عام سواستھ کے لئے
بہت مفید ہے اور پیٹ کی خرابی - دماغ کی کمزوری اور سوپن دوس کے ردوں کے لئے خاص طور پر لا بھ دینا ایک

۳۔ بھنگ آسن - یہ آسن کرتے وقت ہمارا شریہ کو برے جیسی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اس کو بھنگ
آسن کہا جاتا ہے۔ چھاتی کے بل زمین پر اٹھے لیٹ جائیے۔ اور دونوں بازوؤں کو جسم کے ساتھ ساتھ رکھیں
اب ہتھیلیوں کو زمین کا سہارا دے کر جسم کے اگلے حصہ کو دھیرے دھیرے اوپر کی طرف اٹھائیے۔ اور
اسے پھلی طرف کو جھکانے کی کوشش کریں۔ جتنے کہ بازو بالکل سیدھے ہو جائیں۔ اور ٹھوڈی اوپر کو اٹھ جائے
یہ آسن پیٹ کی بیماریوں کے لئے بہت مفید ہے۔

۴۔ سنبھ آسن - یہ آسن کرنے کے لئے بھنگ آسن کی طرح چھاتی کے بل اٹھے لیٹ جائیے۔ اور بازوؤں کو جسم
کے ساتھ رکھیں۔ ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر اور ہاتھوں کو زمین کا سہارا دیتے ہوئے اپنی ٹانگوں کو دھیرے
دھیرے اوپر کو اٹھائیے۔ لیکن یہ خیال رکھیں کہ وہ چمکنے نہ پائیں اور بالکل سیدھی رہیں۔ بدھنی اور موٹا پاؤں
کرنے کے لئے یہ آسن بہت مفید ہے۔ یہ آسن قبض کو بھی دور کرتا ہے۔ اور جگر کو ٹھیک کرتا ہے۔ دردریج

اور گردہ کے لئے بھی اس کا ابھياس بہت لالچہ دآئیک ہے۔

۵۔ متنبیہ آسن۔ چونکہ یہ آسن کرتے وقت ہمارا شریر پھیلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کو متنبیہ آسن کا نام دیا گیا ہے۔ سیدھے بیٹھ کر دائیں پاؤں کو بائیں ران پر اور بائیں پاؤں کو دائیں ران پر رکھ لیں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر جائیں۔ اور اسی حالت میں دھیرے دھیرے پھیلی طرف کو جھک جائیں حتیٰ کہ آپ کا سر زمین پر لگ جائے اور چھاتی اوپر کوبہ ہے۔

اس آسن کے ابھياس سے پیٹ کی نالیوں کو بہت لالچہ ہوتا ہے جس سے پیٹ کے سب روگ دور ہو جاتے ہیں۔ بواہر کسی قسم کی ہوا اس آسن کے نکتا نامہ ابھياس سے دور ہو جاتی ہے۔

۶۔ دھنر آسن کا نام دھنش سے لیا گیا ہے۔ زمین پر اٹے بیٹ جائیے۔ اب گھٹنوں کو جھکا کر ٹانگوں کو اوپر کی طرف اٹھائیے۔ اور پاؤں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑیے۔ سر کو بھی دھیرے دھیرے اوپر کی طرف اٹھائیے حتیٰ کہ جسم کا سب بوجھ پیٹ پر رہ جائے۔

اس آسن سے ہمارا ہاضمہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور بھوک خوب لگتی ہے۔ ٹانگوں اور گھٹنوں کے درد کو دور کرتا کیلئے یہ آسن کبیر کا کام دیتا ہے۔ اور ریڑھ کی ہڈی کو بھی طاقت دیتا ہے۔

۷۔ بل آسن۔ زمین پر لیٹ جائیے۔ اور بازوؤں کو جسم کے دونوں طرف اس طرح رکھیے کہ تھیلیاں زمین کے ساتھ لگی رہیں۔ اب ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اوپر اٹھا کر پیچھے کی طرف جھکائیے۔ حتیٰ کہ وہ سر کے پاس زمین پر لگ جائیں۔ ٹانگوں میں خم نہ پڑنے پائے۔ اور کچھ دیر اس حالت میں رہ کر ٹانگوں کو دھیرے دھیرے واپس لاکر سیدھے لیٹ جائیے۔

اس آسن کے ابھياس سے ریڑھ کی ہڈی اور اس کے ساتھ والی نالیوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ مکر درد کو آرام آتا ہے۔ اور سارے جسم میں چھتی محسوس ہونے لگتی ہے۔

۸۔ میوڑ آسن۔ اس آسن کا نام موڑ پشی سے لیا گیا ہے۔ گھٹنوں کے بل زمین پر اس طرح بیٹھ جائیے کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں گھٹنوں کے پاس زمین پر لگ جائیں اور سر پیچھے کی طرف جھک کر زمین پر جائے۔ اب آپ سر کو دھیرے دھیرے اوپر اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور ساتھ ہی ٹانگوں کو سیدھا کر کے اوپر کو اٹھائیں اور جسم کا سب بوجھ تھیلیوں پر ہی رہے۔ یہ آسن کچھ مشکل ضرور ہے پر ابھياس ہونے پر ٹھیک ہونے لگتا ہے اس آسن سے پھیپھڑوں کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور خون کا دوزہ ٹھیک ہونے لگتا ہے۔ بھوک بھی خوب لگتی ہے اور جگر کے دوش دور ہو جاتے ہیں۔

۹۔ شو آسن۔ یہ آسن آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ زمین پر اس طرح بیٹھ کے بل لیٹ جائیے کہ جسم کے کسی حصہ پر بھی دباؤ نہ پڑے اور ایسے محسوس ہو کہ جسم مردہ ہو چکا ہے۔ جسم کی تھکاوٹ کو دور کرنے کیلئے یہ آسن جادو کا کام دیتا ہے۔ اس کے دوسرے آسن کرنے کی بجائے اس آسن کا کرنا بہت لالچہ دآئیک ہے۔ اور کئی لوگ کے ماہر ہر آسن کے بعد شو آسن کر لیتے کہ بہتر نتیجہ

اتم سمرین

اثر خامہ پنڈت چائن رام جی دفا

مالک لون و مکان اے حنائی عالم رحیم
ہر جگہ موجود بھی نہیں اور ناموجود بھی نہیں
وکیلت بھی اوکیلت بھی۔ ظاہر بھی ہیں مستور بھی
آپ کے چہرہ میں اپن ہے یہ تن من اور دھن
جو بھی کچھ تھا پاس میرے سب سمرین کر دیا
ہے اگر درکار تو ہے رہنمائی آپ کی
یہ درڑھ ابھیاں آٹھوں پہر ہی کرتا رہوں
دور کر پا سے تری سب دور ہوں پر مانتا
جھڑج دست ڈرائیور میں ہو انجن حبان من
اور اننت شکتی سے پورن اپنی سب لیا کریں
آپ کے اپن ہوں سب پر مانتن کرتا ہوا
رات دن اتم سمرین ہو میرا مضبوط تر
ہو انگ اور ساکشی لبلا تیری دیکھا کروں
جو تو چاہے وہ ہی کہتا اور کرنا ہے مجھے

اپنی مرضی سے تو بل بل تک نہیں سکتا کبھی
ہوں اُسی میں خوش سدا جہیں خوشی ہے اپنی

اتم چنتن

جو اس جہم میں ہے الگ آتم جسے دید کہتے ہیں پر مانتا

و شرو واپی۔ سرو شلیتان۔ رازق اور کریم
سرو واپک آپ ہیں۔ محدود نامحدود ہیں
ایک اور انیک بھی نزدیک بھی ہیں دور بھی
موہ متا اور اہنگتا چھوڑ کر پر مانتن
آپ نے جو کچھ بھی بخشا تھا وہ اپن کر دیا
کوئی سنا رک متنا اب نہیں باقی رہی
تاکہ تیرا روپ بن کر تجھ میں ہی کھو یا رہوں
مشکلیں اس راہ میں جو بھی مجھے آئیں سدا
کر دیا تیرے حوالے اس طرح اپنا بھون
جس طرف چاہیں چلائیں جو بھی چاہیں کام لیں
چھوڑ کر اہنگار کروں کو اور اس کے پھل سدا
گرم تن ہے تو ہے اے مالک بڑو بحر
تیری اچھیا کے مطابق ہی میں پرشارتھ کروں
تیری اچھیا کے سدا آدھین رہنا ہے مجھے

اٹل - بے تغیر - اچل اور امر
 نہ ہلتی نہ مٹتی نہ گنتی ہے جو
 جسے رنج و راحت نہ محسوس ہو
 نہ کچھ ٹھوک اس کو نہ کچھ پائیں ہے
 اگم اور اگوچر ہے عالی صفات
 نہ بندھو ہے جس کا نہ کوئی سکھا
 نہ مادہ نہ تر ہے بے ذات صفات
 وہی آیت ہوں میں پھیاں لو
 سدا و شہ و یانی جو بے انت ہے
 اسی سے منور ہیں کون و مکان
 چمکتا ہے سورج ہوائے رواں
 ہے بارش سے غلہ اور غلے سے نور
 اسی شہ و یانی کا میں روپ ہوں
 جہاں واک "تت توں اسی" سام کا
 گذر دل میں خواہش کا ہوا نہیں
 میں ذریعہ سدا اسی خواہش کا ہوں
 گو تابع ہیں سب میرے نفس و خواہش
 سدا حکم اس کا بجاتا ہوں میں
 ہوں سب دیکھتا چھپ چھپا کر یہ کہیں
 تماشائی بن کر متا شا کروں
 علاقہ میں جوں اپنے راجہ پھرے
 مگر پھر بھی قیدی وہ ہوتا نہیں
 رسومات نیکی بدی رنج و غم
 میں ہر ایک بندھن سے آزاد ہوں
 نہیں نایاب و نادر کرشمے ترے
 انہیں دیکھ کر مت و سرور ہوں
 نہ بچیں بچوانی - پڑھاپے کا ڈر
 نہ مرنی نہ کشتی نہ جلتی ہے جو
 نہ ہے عشق و الفت سے کچھ واسطہ
 سدا ایک حالت ہے راسخ ہے
 نہیں ہے جو پابند موت و حیات
 نہ ناتاہے جس کی نہ کوئی پستا
 وہ قادر و خالق ہے قائم بالذات
 صفات اور میری ذات سے جان لو
 نہ جس کا کوئی آد اور انت ہے
 اسی سے ہیں روشن زمیں آسمان
 ہر اک شے میں لطف و کرم بیکیاں
 ہے جاندار و بے جان کا جس سے طہور
 اسی کے ہی رشتہ سے منسوب ہوں
 ہے کہتا کہ تم پرہم کی ہو ستا
 میری اپنی کوئی تمت نہیں
 وہ جو کچھ کرتا ہے کرتا ہی ہوں
 میں ہوں ان سے اوجھل لگو اس پاس
 نہ کچھ کام از خود کرتا ہوں میں
 برا اور اس کا ہے انت ہی میل
 کھڑا دور ہی سے میں دیکھا کروں
 اور دن رات دوسے پہ دورا کرے
 مجھے بھی تو آزاد سمجھو یہ نہیں
 خوشی کوئی مجھ کو نہ مجھ کو الم
 اور ہر وقت ہر حال میں شاد ہوں
 نگاہوں میں رہتے ہیں ہر دم بسے
 میں دین و دنی سے بہت دور ہوں

غرض یہ کہ تیرا تماشائی ہوں

دل و جان سے تیرا شیدائی ہوں

نشانی پانے کا منتر

(ہنری سائل شاہ تارا گڑھی)

گھنے جنگل میں سے تین فقیرانہ صورتیں گزر رہی تھیں۔ جنگل میں درختوں کے انجھاؤ کی وجہ سے گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ جا بجا کانٹے دار بھاریاں اور جنگلی جانوروں کے غول دکھائی دے رہے تھے۔ کہیں کہیں راہ چلتے فقروں کو دیکھ کر کوئی خونی آسمان دزدہ خوفناک آواز میں دہراتا ہوا آگے بڑھتا۔ تاہم آگے چل رہی فقیر کی بے نیازی اور نورانی صورت کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتا۔ تمام جنگلی جانوروں میں بلبل مچی ہوئی تھی۔ کوئی اپنی جگہ پر کھڑا دانت پیستا۔ کوئی اچھل اچھل کر بیچینی کا اظہار کرتا اور کوئی دودھ پٹ کچکا تا فقروں کو اس راہ سے چلتے دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔

سب سے آگے چلتے والے درویش ان تمام باتوں سے بے نیاز راستہ پر بڑھے جا رہے تھے۔ تاہم دوسرے دونوں فقیر بار بار مونہہ بٹورتے۔ کانٹوں سے دامن بچاتے اور جنگلی درندوں کے خوف سے کانپتے۔ خود کو محفوظ رکھنے کے لئے ادھر ادھر دیکھتے بمشکل چل رہے تھے۔

ان دونوں فقروں میں سے ایک نے کہا۔ گورو جی! یہ آپ ہمیں کہاں لے آئے؟ جان عذاب میں پڑ گئی ہے دوسرے نے کہا۔ بھائی مردانہ! گورو جی ہمیشہ ہی ایسی راہوں پر چلتے ہیں۔ جن سے گزرنا ان کے بس کی بات نہ ہو۔ بھلا ایسے بھیانک جنگل میں سے گزرنا کچا ضروری تھا۔

پہلے نے کہا۔ بھائی بال! یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس جنگل کا انت تو نہ ہوگا۔ ہاں ہمارا انت فردر ہو جائے گا۔ اور لوگ کہیں گے کہ گورونامک جی نے اپنے دونوں ساتھی پتھ کھنڈ میں بھیج دیئے ہیں۔ آگے چل رہے درویش گورونامک دیو نے ساتھیوں کی بات سنی اور مسکرا کر کہا۔ بھگوان! اب اس جنگل کا انت ہونے ہی والا ہے۔ بڑھے چلے آؤ۔ فقروں کو کسی سے ڈرنا شوبھا نہیں دیتا بھائی مردانہ نے جس کا پاؤں اچانک ہی ایک بھیانک سانپ کے سر پر پڑ گیا تھا۔ چیخ کر بولا۔ گورو جی! یہ دیکھئے یہ کیا ہے؟ اگر میرا پاؤں اس کے سر پر نہ پڑتا تو میں تو ہولیا تھا۔ آپ کہتے ہیں۔ ڈرو

مت۔

گورونامک جی نے کہا۔ بے شک جو دوسروں کو ڈراتا نہیں اُسے خود بھی ڈر نہیں لگتا۔ ہم جب سب کے ہتھی ہیں تو ہمارا کوئی شتر ہو ہی نہیں سکتا۔ بڑھے آؤ۔ دکھ سکھ۔ اندھیرا اور روشنی، اچھا اور بُرا، نیکی اور بدی

یہ تو سدا ہی بیوؤں کے لئے ہیں۔ بیوروں کے لئے تو سب برابر اور دھوپ چھایا کا کھیل ہیں۔ لودیکھو وہ سامنے آجائے نظر آنے لگائے۔ بڑھے جلد.....

کچھ اور آگے بڑھنے پر جنگل ختم ہو گیا۔ اب سامنے ایک دلکش پہانی وادی تھی۔ پھولوں بھری خوبصورت وادی۔ جس میں ایک طرف میٹھے پانی کا بھڑبھڑ رہا تھا۔ جا بجا پھولوں سے لدے درخت کھڑے تھے۔ اور دُور حدنگاہ تک پہلہاتے کھیت اپنی ہار دکھا رہے تھے۔ ایک طرف چند گھروں کی ایک چھوٹی بستی دکھائی دے رہی تھی۔ ذرا آگے بڑھنے پر ایک نیلگوں پانی سے بھرا چشمہ تھا گوردونا تک دیوچی نے چشمہ کے کنارے رکتے ہوئے کہا۔ مردانہ! اگر کہو تو اسی جگہ بیٹھ کر کچھ عرصہ آرام کر لیا جاوے۔ مردانہ نے رباب کے تاروں کو پھیر کر تاروں کی جھنکار کے ساتھ شرملا کر سنتے ہوئے کہا۔ واہ! ایسی پہانی جگہ ہے۔ گوردوچی کچھ عرصہ تو کیا۔ میں تو چاہتا ہوں تمام زندگی یہیں گزار دینی چاہیے۔ اور یہ کہہ کر اپنے پیچھے آ رہے ساتھی کو جواب دے گا۔ پر سے گھٹری اتار کر گڈری بچانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ مخاطب ہو کر کوچھا۔ کیوں بھائی! بال! تمہاری کیا مرضی ہے؟ بال نے چاروں طرف دیکھ کر اور پھولوں کی خوشبو سے معطر ہوا کا گھر اسانس پلٹے ہوئے کہا۔ گوردوچی واقعی جگہ بہت سندر ہے یہاں بیٹھ کر سادھی لگانے اور بھی کیرتن کرنے کا خوب اندر ہے گا۔

گوردونا تک دیوچی سنتے ہوئے چشمہ کے کنارے پڑی ایک پتھر کی سٹلا پر بیٹھ گئے۔ بھائی مردانہ نے رباب کو زمین پر رکھ کر اور بالانے گڈری بچھا کر آسن لگا دیا۔ اور خود دونوں چشمے کے کنارے ہاتھ پاؤں دھوئے لگے۔ تبھی گاؤں کی طرف سے آنے والے رستے پر کسی کے تیز چلنے اور لالچی ٹیکنے کی آواز سنائی دی اور تب ایک ادھیڑ عمر کا آدمی قریب پہنچ کر بولا۔ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے؟ اُٹھیے یہاں سے یہ غلط بات ہے۔ گوردوچی نے اُس کی طرف شانت سہاد سے دیکھا۔ سامنے کھڑا آدمی ادھیڑ عمر کا تھا۔ جس کی کمر کڑی تھی۔ چہرہ بھریوں بھرا حلیم مائل۔ کمزور جسم لالچی کے سہارے کھڑا وہ گوردوچی سے مخاطب تھا۔ گوردوچی نے دھیرے سے کہا۔ یہاں بیٹھنا غلط ہے تو ہم دوسری جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ بتاؤ کہاں بیٹھیں۔

وہ آدمی روندھی ہوئی آوازیں بولا۔ ہمارا ج! میرا مطلب یہ تو نہیں تھا۔ اس بھیانک جنگل میں سے گزر کر کوئی قافلہ بھی کبھی ادھر نہیں آیا۔ دو تین آدمیوں کا آنا اور وہ بھی بیوروں کا آنا حیران کن بات ہے۔ آپ اس وادی میں آئے ہو لاکھ لاکھ شکر ہے۔ لیکن آپ اگر یہاں بیٹھ گئے۔ وہ سامنے بستی میں میرا گھر ہے۔ وہاں چلئے۔ وہاں چل کر رہیے۔ میں آپ کی سیوا کروں گا۔ کپڑے دھوؤں گا۔ جو روکھا سوکھا میسر ہے کھلاؤں گا۔ پاؤں دباؤں گا۔ سیرا کا موقع دیجئے۔ چلیئے میرے ساتھ۔ آج یہ دھرتی دھن ہوگی۔ آج اس دھرتی کے بھاگیہ جاگ اُٹھے۔ اُٹھیئے جہاراج!

گوردونا تک جی نے بدستور اُسی شانت مدھرا میں اُسے دیکھتے اور اُس کی باتیں سننے ہوئے منہس کر کہا۔ بھائی! ہم درویش آدمی ہیں۔ گھروں۔ بستیوں اور گرمہتیوں میں جا کر نہیں رہتے۔ ہمارا ٹھکانہ تو ایسی ہی جگہوں پر ہوتا ہے وہ آدمی بولا۔ جہاراج! میں آپ کی سیوا کرنا چاہتا تھا۔ کیا آپ مجھے سیوا کا موقع نہ دیں گے؟ بات کہنے کا

ڈھنگ ایسا تھا۔ جیسے کوئی سوالی کسی دانا سے سوال کرے اور آٹا دیکھے کہ تراش نہ کیا جائے گا۔ گورداناک نے پریم بھری آواز میں کہا: سنو بھائی! تمہاری سیوا ہم منظر کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں گے یہیں۔ تم جو سیوا کرنا چاہو۔ خوشی سے کر سکتے ہو۔ یہ سنتے ہی اُس آدمی نے بابا جی کے درگاہ آواز کا دچا کر تے ہوئے ہاتھ جوڑے اور واپس پلٹ گیا۔ بالا اور مردانہ ہاتھ پاؤں دھو کر واپس آئے۔ مردانہ نے رباب پکڑ لیا اور چھ مہر میں رباب کی تاروں سے آواز ملا کر بھجن گانے لگا۔

اول اللہ نور اپایا قدرت دے سب بندے
ایک نور تے سب جاگ اپایا کون پھلے کون نشے

گورداناک آنکھیں نموندے نور الہی پر توجہ جاتے سستی کے عالم میں سرشار بیٹھے تھے۔ صبح کا وقت طلوع ہوتے ہوئے سوزج کی رنگین شعلیں آسمان پر بکھرے بادلوں کو منکس کر کے فضا میں مختلف رنگوں کی کیمت ال بکھر رہی تھیں۔ پھولوں کی پنکھڑیاں ہوا میں اڑ رہی تھیں۔ بھنورے گونجا کر کے سنگیت ہری جیگا رہے تھے عجیب جامہ و سامنظر تھا۔ بھجن کے ریلے بول رباب کی سر ملی تاروں کی جھنکار میں مل کر وجدانی کیفیت پیدا کر رہی تھی۔ تینوں فقیر آئند کے گہرے ساگر میں غوطہ زن۔ وصل محبوب سے سرشار ہو رہے تھے۔ تب وہ آدمی واپس لوٹ آیا اور پاس پہنچ کر دودھ سے بھرا کھس اور روٹیوں سے بھری ٹوکری دھرتی پر رکھ کر ہاتھ جوڑتے ہوا بولا۔ مہاراج نہادھو کر ناشتہ لے لیجئے۔ میں اب دوپہر کو کھانا لے کر آؤں گا۔ یہیں رہیے گا۔ چلے نہ جانا۔ مجھے تراش نہ کرنا۔ درویشوں کا کیا بھروسہ۔ بھجن دیجئے آپ یہاں ہی رہیں گے۔

گورداناک جی نے آنکھیں کھولیں۔ اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ گہراؤ نہیں ہم تمہیں طے بنا نہ جائینگے۔ اور روٹیوں کی ضرورت نہیں۔ تم اپنا کوئی کام کرنا ہو تو جاؤ نہیں تو یہیں بیٹھو۔ ہم دوپہر کو الگ کھانا نہ کھا دیں گے اتنا ہی بہت ہے ہم تمہارے پریم کے بندھے اب کچھ دن ضرور یہاں رہیں گے۔ تم ہمارے ساتھ رہ کر بھجن بندگی کا آئندہ لیا کرو۔

وہ دیہاتی تام سیوا کے لئے ادھر ادھر گھومتا رہتا۔ جھاڑیوں سے پکے ہوئے میرفتیا۔ دور دور تک جا کر پکے ہوئے پھل توڑ کر لاتا اور گھر سے لذیذ بھوجن لاکر کھاتا۔ دن رات سیوا میں لگا رہتا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُس کو زور جسم تاواں میں نئی قوت آگئی ہو۔ اور وہ اچانک بہت بڑی دولت پا گیا ہو۔ اور واقعی اُسے وہ دولت مل گئی تھی۔ حقیقی دولت۔ معرفت کا نذرانہ جس کے سامنے دنیاوی جاہ و ثروت اور دولت و قوت بے معنی تھیں۔ صبح شام وادی میں بھجن کیرن کی مدھر دھنیں گونجتی رہتی تھیں۔ اور تمام رات رباب کے سر ملی تاروں میں سے "نرنگار۔ ست کرتار" کا مشبد ہوتا رہتا تھا۔

کامل گورو کی سنگت سے وہ دیہاتی اب ہر گھڑی نرنگار نرنگار کا نام سرن کرتا۔ آئندہ سے سرشار رہتا تھا۔ دن

گزر رہے تھے۔ ایک دن بابا نانک جی نے بوڑھے سے کہا:- پریمی بھائی! اب ہم آگے جائیں گے۔ پریم دور میں بندھے بہت دن یہاں بہت گئے۔ اب جانا ہی ہوگا۔

وہ بولا۔ آپ کا فرمانا سرا آنکھوں پر۔ لیکن میں اب کس کے سہارے رہوں گا۔ کرپا بندھان! میں نے تو ابھی اس راہ حقیقی پر چلنا بھی شروع نہیں کیا۔ صرف راستہ جانا ہے۔ یا تو مجھے اپنے ساتھ لے چلتے یا کوئی ایسا آپاٹے بتائیے جس سے میں بقایا زندگی اسی اشد۔ سرشاری اور سستی کے عالم میں گذار سکوں یہ کہہ کر بابا جی کے چہروں میں گرہ پڑا۔

گورو جی نے اُسے اٹھا کر دھارس دیتے ہوئے کہا:- سنو! میں تمہیں ایک ایسا لافانی منتر بتا دیتا ہوں جسے اگر تم سرن کرتے رہے تو اس سنا کر سب سے پار آ کر سکو گے اور شانتی کی پراپتی بھی ضرور ہوگی۔ لودھیان سے سنو اور یاد کر لو۔ یہ کہہ کر گورو جی نے منتر کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔

”اک اونکار۔ ست نام۔ کرتا پڑکھ۔ برہم جو۔ نرویر۔ اکال مورٹ۔ اجونی سے بھنگ۔
گور پر ساد۔ جوپ آد سچ۔ جگا د سچ۔ بنے بھی سچ۔ نانک ہو سی بھی سچ۔“

دیہاتی گورو جی کی بانی کے ساتھ ساتھ منتر کے شدید دہرا رہا تھا۔ بار بار دہرانے سے جیب اچھی طرح مشد یاد ہو گیا۔ تب چوڑوں کی دھول مارتے پر لگا کر بولا۔ میں اس مہا منتر کا جاب کرتا رہوں گا۔ ہر روز۔ ہر گھڑی۔ ہر مل۔ لیکن آپ میرا دھیان رکھنا۔ مجھے بھارت دینا۔ میں اس زندگی میں پھر ایک بار آپ کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ گورو درشن کے بغیر موکش نہیں ملتی۔ گورو درشن کے بنا شانتی اور سستی رہتی ہے۔ بھوئیے گا نہیں۔ بابا جی منکر دیئے۔ فقیروں کا قافلہ آگے روانہ ہوا۔ آگے کہاں کون جاسے۔ منزل پر پاؤں رکھ کر۔ منزل کا پتہ دوسروں کو بتانے کے لئے جا جا بھٹکنے والے درویشوں کا ٹھکانہ کون جان سکتا ہے۔

رسالہ اوم کے معزز خیریلان سے نویدن

- ۱۔ اوم کے خریداران سے نویدن ہے کہ وہ اپنا نیا خریداری نمبر اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کر لیں۔ یہ نمبر پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینے سے خط و کتابت کرنے میں سہولت رہتی ہے۔ اور تعمیل کرنے میں دیر نہیں ہوتی۔
- ۲۔ ہر سال پتہ والی چٹ نئی چھتی ہے۔ اور خریداری نمبر تبدیل ہوتا ہے۔ اس کو غور سے پڑھیں اور اگر پتہ میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً تحریر کریں تاکہ غلط پتہ کی وجہ سے آئندہ پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔
- ۳۔ پتہ تبدیلی کی اطلاع بھی فوراً دینی چاہیئے۔ پتہ تبدیل ہونے پر بھی نئی چٹ لکھی جاتی ہے۔ اور نمبر خریداری تبدیل کیا جاتا ہے۔ پہلا نمبر منسوخ ہو جاتا ہے۔ اسلئے اپنے نئے خریداری نمبر کا ہی حوالہ دینا چاہیئے۔
- ۴۔ ہم ہر ماہ کی یکم تاریخ کو پرچہ ڈیپچ کرتے ہیں اگر پرچہ وقت پر نہ پہنچے تو اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ ہم دوبارہ پرچہ فری بھیج سکیں اگر ۲۰ یا ۲۱ تک ہمیں شکایت نہ ملیگی تو پرچہ تین ہی مل سکیگا۔ اور شاک میں پرچہ ختم ہو جانے پر ہمیں ہوشیاری

مکتی کا تالاب

(از قلم شری الفت امین آبادی)

جب سے گورو گوبند سنگھ صاحب نے چکور کو چھوڑا تھا۔ انہیں مانا گجری اور دونوں صاحبزادوں زور اور سنگھ اور فتح سنگھ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ گورو صاحب کے کہنے پر ماہی نامی ایک شخص کو سرمنڈ بھیجا گیا تاکہ وہ ان کا پورا پتہ لائے۔ ماہی دو روز کے بعد جس دردناک سانحہ کی خبر لایا۔ اُسے قلبند کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ گورو صاحب نے اپنی پوجیہ مانا اور دونوں چھوٹے صاحبزادوں کی دردناک شہادت کا حال نہایت حوصلہ اور صبر سے سنا۔ دونوں بڑے صاحبزادے اجیت سنگھ اور بھجیا سنگھ ان کی آنکھوں کے سامنے جنگ چکور میں شہید ہو گئے تھے۔ ذرا اندازہ کیجئے، گورو صاحب راج کس دل گردہ کے انسان تھے۔ اتنے انتہائی اور جانگاہ اور ہمت فرما صدات کے باوجود ان کے پاس ہمت میں ذرا لغزش نہ آئی۔ آپ جس من کو لے کر دنیا میں آئے تھے۔ اس کی تکمیل کے لئے کتنی قربانی اکتے ایثار، کتنے عمل کی ضرورت ہے، وہ بھری جانتے تھے۔

آپ مالوہ کے گاؤں گاؤں میں پھرے۔ گورو صاحب کی زبان سے ان کے سارے پرلوار کے خاتمہ کے انتہائی رنجیدہ حالات سن سن کر تمام مالوہ آگ بگولا ہو گیا۔ مالوہ کے دیہات میں پھرتے پھرتے آپ دنیا ضلع فیروز پور پہنچے۔ یہاں لکھیر، سمیر اور تخت مل تینوں بھائی گورو صاحب سے اپنی خاندانی عقیدت کا اظہار کر لے کے لئے آئے۔ یہ تینوں بھائی مشہور دلاور رائے جودھا کے بیٹے تھے جس نے گورو صاحب کے دادا گورو سرگوبند کی قیادت میں گورو سر کے مقام پر فعل جرنیلوں کو شکست فاش دی تھی۔ ان عقیدت مند بھائیوں کی محبت و ارادت کی وجہ سے گورو صاحب دنیا میں چند ماہ ٹھہرے رہے۔ مالوہ کے ایک ایک گاؤں سے لوگ آپ کے درشنوں اور آپ کے ٹکھار بند سے پرجوش سننے کے لئے جوق درجوق آئے لگے۔

دنیا میں سکھوں کے بھاری اجتماع کی خبریں سرمنڈ کے گورنر وزیر خاں کو پہنچ رہی تھیں۔ اُسے خدشہ پیدا ہوا کہ یہ آگ کہیں پھر بھڑک کر سرمنڈ کو خاک و خاکستر نہ بنا دے۔ اُس نے پیشبندی کے طور پر لکھیر اور سمیر کے نام فرمان جاری کیا کہ خود گوبند سنگھ حکومت دقت کے باغی ہیں۔ اگر انہیں نے الفور ہائے سپرد نہ کیا گیا تو اس کے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

لکھیر اور سمیر نے اُسی وقت نو اب سرمنڈ کے ایلی داؤد خاں کے ہاتھ کھلا بھیجا کہ گورو گوبند سنگھ ہماری جان ہیں وہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں۔ ہم ان کے ہر حکم کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے۔ ان کی خاطر ہم اپنا جان و مال نثار کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

گورو مہاراج نے محسوس کیا کہ اُس پرانے دشمن (نواب سرہند) سے جنگ چھڑ جانے کا کسی وقت بھی امکان ہے۔ آپ نے سکھوں کو فرمان بھیجا کہ وہ اب پھر ایک فوج تیار کر رہے ہیں۔ علاقہ کے براڑ جاٹوں نے وسیع بھرتی دی۔ چند دنوں میں گورو صاحب کے پاس تقریباً ۱۲ ہزار فوج حاضر تھی (تاریخ پنجاب لکناٹھم) اس سے پہلے گورو صاحب کی فوج کے تمام سپاہی اپنی خدمات رضا کارانہ پیش کرتے تھے، لیکن اب کچھ باتخواہ بھی رکھے گئے۔ مالوہ کے لوگ گورو صاحب کے مقدس مشن پر جی جان سے فدا ہونے لگے۔ کوٹ پکورا کے چودھری کپور اکے نامور بیٹے سکھیہ اور میرہ بڑی شردھاسے گورو صاحب کی شہنشاہی میں آئے اور اپنی تمام جاگیر گورو صاحب کے چروں میں رکھ دی۔ وہ ایک سو دیہات کے مالک تھے۔ اس پر گورو صاحب نے میرا کو آشیرواد دی کہ اُس کی اولاد دیش کے ایک حصہ پر راج کرے گی۔ فرید کوٹ کا راجہ اُسی میرا کے خاندان سے ہے۔ تلوڈی ساہو (جو اب دمدہ صاحب کے نام سے مشہور ہے) کے مشہور جاگیردار رائے دلا گورو صاحب کی تعلیم اور اُن کے کارناموں سے متاثر ہو کر اُن پر پردانہ دار فریقہ ہو گیا۔ اُس نے نہ صرف اپنی تمام جاگیر گورو صاحب کے چروں میں رکھ دی بلکہ وزیر خاں صوبہ سرہند سے دو دو ہاتھ کرنے کا بھی اعلان کر دیا۔

ادھر نواب سرہند نے بھی سات ہزار فوج لے کر دمدہ صاحب پر حملہ کرنے کے لئے فے الفور یلغار بول دی (تاریخ پنجاب سید لطیف) دشمن فوج فیروز پور ضلع کے اُس مقام تک پہنچی جسے اب مکتسر کہتے ہیں۔ مالوہ کے ۴۰ سکھوں نے جو گورو مہاراج کے درشنوں کو آرہے تھے اس اندھی کی طرح چڑھتی ہوئی فوج کو دیکھا جو گورو صاحب پر حملہ کرنے کی نیت سے آرہی تھی۔ وہ وہیں پانی کے ایک جوہڑ کے ارد گرد گھنے درختوں میں پوزیشن لے کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے تہمتہ کر لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر بھی شاہی فوج کو آگے جانے نہیں دیں گے۔ انہوں نے سوچ لیا تھا کہ ان کے لئے گورو مہاراج کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے "سابقہ گناہ" کے کفادہ کے لئے اس سے بہتر کوئی اور موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ دُوبی ۴۰ سکھ تھے جو آئندہ گڑھ کے محاصرے کے وقت بھوک کی اذیت سے بے صبر ہو کر "بے دعویٰ" پر دستخط کر کے قلعہ سے نکل آئے تھے۔ جب وہ آئندہ گڑھ سے مالوہ پہنچے تو ایک طرف سے حکومت دقت نے اُن پر بھید سختی روا رکھی۔ دوسری جانب اُن کی برادری کے لوگوں نے بھی انہیں نہایت تحقیر سے دیکھا۔ یہاں تک کہ اُن کی عورتیں انہیں طعنہ دیتی تھیں کہ تم "سچے پالتیہ" (گورو گربند سنگھ مہاراج کو ایک نہایت نازک وقت میں پیٹھ دکھا آئے ہو۔ تم سچے گورو سے بے مکھ ہو۔ تکلیفوں۔ اذیتوں اور گولیوں سے ڈرتے ہوئے بھاگ کر چلے آئے ہو۔ اب تم گھر میں بیٹھو اور یہیں اجازت دو کہ ہم دہاں لڑنے جاؤ۔ اور گورو مہاراج کی طرف سے سرخود ہو کر مرے۔

واقعی ان ۴۰ سکھوں کے لئے سرخودی کا وقت تھا۔ جو نہی شاہی فوج کچھ آگے بڑھی۔ گھنے درختوں میں تیار بیٹھے ان ۴۰ سکھوں نے تیروں اور گولیوں کی بوجھاڑ شروع کر دی۔ شاہی فوج وہیں رک گئی۔ اُس نے سمجھا، سکھوں کی کوئی بہت بڑی فوج چھپی ہوئی ہے۔ پہلے تو اُسے آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر چند گھنٹوں کی لڑائی میں وہ آگے بڑھنے میں کامیاب ہو گئی۔ ان سکھوں کا بہادر جتہ اب میدان میں نکلا۔ وہ اس بہادری سے لڑا کہ اُن کی مردانگی یادگار زمانہ بن گئی۔ دشمن کی فوج میں کشتوں کے پستے لگا کر ان میں سے ایک ایک سکھ اپنی اپنی آخری دم تک لڑنا

ہوا شہید ہو گیا۔

”دشمن فوج کا بھاری نقصان اس کی بہت فرسائی کے لئے کافی تھا۔ اس پر ریتلے میدان کی گرمی بلا کی تھی۔ دفعۃً گرد و باد کے شدید طوفان نے دشمنوں کے رہے ہوئے اوسان خطا کر دیئے۔ اس کے علاوہ نواب سرہند نے ان ۴۰ سکھوں کی بے پناہ دلاوری سے اندازہ کر لیا تھا کہ اب پانسہ لٹ چکا ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ (تاریخ پنجاب سید لطیف)

دن ڈھلے گورو صاحب کو اپنے کیمپ میں اس تصادم کی اطلاع ملی تو آپ خود وہاں پہنچے۔ اُس کھلے ریتلے میدان میں لاشوں کے انبار لگ رہے تھے۔ ایک طرف مائی بھاگو کو دیکھا، وہ جوہڑ کے کنارے بیٹھی اپنے سر کے زخم دھوری تھی۔ مائی بھاگو گورو گھرانے کی چار پشتوں سے پرستار تھی اور گورو سکھشا کی سچی پرچارک تھی۔ آئندہ گڑھ سے گورو صاحب کے نکل آنے کے بعد وہ مادہ پہنچی تھی۔ اُس نے گاؤں گاؤں میں گھوم کر گورو گھرانے پر ہونے آیا چار اور مالوہ کے اُن ۴۰ سکھوں کے اس طرح بھاگ آنے کی داستانیں سنائیں تھیں۔ یہ مائی بھاگو ہی تھی جو ان ۴۰ سکھوں کو غیرت دلا کر تپتے پائشہ کی خدمت میں معافی کے لئے لا رہی تھی۔ اُس نے گورو صاحب کو اس لڑائی کا سارا حال سنایا اور بتایا کہ آپ کے وہی ۴۰ سکھ اس میدان میں شہید ہوئے پڑے ہیں۔

گورو مہاراج کا دل بھر آیا۔ جس جہان و کجی کی آنکھیں اپنے نوجوان بیٹوں کی شہادت پر نرناک نہ ہوئی تھیں اُن سے بے اختیار آنسو چھٹک آئے۔ وہ میدان کی طرف بڑھے۔ میدان میں بھی ہوئی لاشوں میں سے اپنے ایک ایک سکھ کو پہچانا۔ ایک ایک کا اپنے دوپٹے سے منہ لپٹ لیا۔ ایک ایک کو چوما اور سینے سے لگا کر روئے۔ سچے پائشہ کو اپنے سکھ بیٹوں سے بھی زیادہ پیارے تھے۔ اُن میں سے اب ایک بھی زندہ نہ تھا۔ جو گورو مہاراج سے کوئی آخری بات کر سکتا۔ ان لاشوں سے پرے ایک اور سکھ کی لاش پڑی تھی۔ گورو صاحب اس طرف بڑھے۔ دیکھا ابھی اُس سکھ میں زندگی کی ریت ماتی ہے۔ وہ آخری دموں پر تھا۔ آپ نے پہچان لیا۔ وہ مان سنگھ تھا۔ گورو صاحب نے جلدی سے اُس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہا:۔

”مان سنگھ، مان سنگھ! کچھ تو بولو، کچھ تو کہو۔“

مان سنگھ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں کو جوڑنے کی کوشش کی۔ وہ گورو صاحب کو پرنام کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے مسرت بھرے آنسوؤں میں بھیگی ہوئی آنکھوں سے گورو صاحب کو دیکھا۔ لڑکھرائی ہوئی زبان سے کہا۔

”ٹٹی گانٹھو“ (یعنی ٹٹی ہوئی پھر جوڑو۔ مطلب یہ تھا کہ آئندہ گڑھ سے نکلے وقت ہم جو رشتہ عقیدت توڑ آئے تھے۔ ازراہ کرم وہ رشتہ پھر جوڑ دو) گورو مہاراج نے وہ ”بے دعویٰ (لا تعلق)“ کا کاغذ فوراً اپنی جیب سے نکالا اور اُس دم توڑتے ہوئے سکھ کے سامنے پھاڑ دیا۔ مان سنگھ کی آنکھوں سے مسرت کے دو آنسو اور گرے اور وہ موت کی ابدی نیند سو گیا۔ ان شہید سکھوں کو گورو صاحب نے ”مکتے“ (نجات یافتہ) کہہ کر پکارا۔ آج بھی سکھوں کے ہر گھر اور ہر گوردوارے میں ارد اس کے وقت ان ”چالیس مکتوں“ کی نیک گامی ”کا ذکر ہوتا ہے اور وہ جوہڑ اب جوہڑ نہیں“ مکتے کا تالاب ”بن چکا ہے“

بھگوان

شری اُفتِ امین آبادی

قائم ہو کوئی رائے، یہ ناممکن ہے تو فہم میں آجائے، یہ ناممکن ہے
بھگوان! ترا رازِ درونِ پردہ انسان سمجھ پائے، یہ ناممکن ہے

انسان اندھیرے میں بھٹکتا ہی رہا نادان سرورہم پٹکتا ہی رہا
سوار بھلائے بھی تری ہستی کو اک تو ہے کہ رہ رہ کے کھٹکتا ہی رہا

تعلیم و ترقی تو بہت پائی ہے دانش ہے کہ افلاک پہ ہو آئی ہے
بھگوان بدستورِ تجارت ہی رہا انسان اُسی طور پہ سودائی ہے

اوجھل ہے مگر روئے نشانات بھی ہے چپ چاپ اشاروں سے مگر بات بھی ہے
کہتا ہے کبھی زور کا جھٹکا دے کر "انسان! خبردار! میری ذات بھی ہے"

"نکتوں میں ترے چلتی ہوا" میری ہے اس سانچے میں جنبش کی ادا میری ہے
جو کچھ بھی ہوا، ہوتا ہے، ہوگا اس جا اے بندہ غافل! وہ رضا میری ہے

مہا بھارت کا شاشی پر پ

شری ناراجی کا یہ ہشتر کو دھیرج دینا اور کرن کا پہلا چتر سنانا

دیشم پاتن جی کہتے ہیں۔ راجن ! اپنے سب سہندھیوں کو تلا بھلی دے کر پانڈو، پندر، دھرتراشٹر اور بھرت نشتی سب کی سب استریاں ان سب نے اپنی آتم شہدی کے لئے گنگا گھاٹ پر نگر سے باہر ایک مہینہ قیام کیا۔ اس وقت دھرم راج یہ ہشتر کے پاس بہت سے رشی متی آئے ان میں وید ویاں، نارو، دیول، کنو اور دیوستان اور ان کے چلے بھی تھے۔ راجہ دھرتراشٹر نے ان سب کا آدرستکار کیا۔ اس کے بعد ان کو سندر اور قیمتی آسنوں پر بٹھایا۔ تب وہ ہرشی گنگا جی کے پوتر گھاٹ پر شوک سے دیا کل یہ ہشتر کی دھیرج بندھانے لگے۔ سب سے پہلے ناراجی نے ویاں وغیرہ مینوں سے بات چیت کر کے راجہ یہ ہشتر کو کہا۔ راجن ! آپ نے اپنے ہاتھ دیول اور بھو ان کرشن جی کی کرپا سے ساری پرتھوی کو جیت لیا ہے۔ سو بھالگیہ کی بات ہے کہ آپ اس گھور سنگرام میں زندہ بچ گئے۔ اب ساری پرتھوی پر ادھیکار پا کر آپ پرشن تو ہیں۔ اس راج لکشی کو پا کر آپ کو کوئی شوک تو نہیں سنانا؟

یہ ہشتر بولے۔ "مئی شری شٹھ! برہمنوں کی کرپا د بھو ان کرشن جی کی سہائتا اور بھیم وارجن کے بل سے میں نے ساری پرتھوی پر ادھیکار پالیا ہے۔ لیکن میرے پردے میں ہر روز جلن رہتی ہے۔ کہ میں نے راج کے لوہ میں اپنی ہی کل کو ختم کر دیا۔ ابھنیو اور درویدی کے پانچوں پوتر بھی میرے اس لالچ کی بھینٹ ہوئے۔ درویدی سدھام لوگوں پر اپنے جیوں کو بھی بچھا کر رہنے پر تیار رہتی ہے۔ لیکن اس بیچاری کے سب پتر اور بھائی مارے گئے۔ جب میں اس کی طرف دیکھتا ہوں تو میری چھاتی شوک کے مارے جلنے لگتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ایک اور دکھ مجھے بہت جلا رہا ہے۔ وہ یہ کہ مانا کنتی نے کرن کے جنم کا بھید رکھ کر مجھے اور بھی دکھ میں ڈال دیا ہے۔ جس میں دس ہزار ہاتھی کا بل تھا۔ جو بڑھیمان۔ دانی اور دردھ برتی تھا۔ جو پھرتی سے استر چلانے والا اور وچتر ڈھنگ سے یہ کہنے والا تھا۔ جس کا پر اکرم ادبھت تھا۔ وہ جہادیر کرن ہمارا بڑا بھائی تھا۔ جل دان کرتے وقت کنتی نے یہ بھید بتلایا۔ جب کہ رادھا کا پتر سمجھتے ہوئے راجن نے اسے مار دیا تھا۔ ہاں! میں نے انجان پن میں راج کے لوہ میں اس اپنے ماں جایا بھائی کو بھی مردا دیا۔ جب اس بات کی یاد آتی ہے تو میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔ ہم پانچوں میں کوئی بھی انہیں اپنے بھائی کے روپ میں نہیں جانتا تھا۔ لیکن وہ ہم لوگوں کو جانتے تھے۔

منسا ہے۔ میری مانگتی ہم لوگوں سے اس کا میل کرانے کے لئے اُس کے پاس گئی تھی۔ اور اُسے بتایا کہ تم رادھا کے بیٹے نہیں ہو۔ میرے پتر ہو۔ لیکن کرن نے اُن کی اچھلاش پوری نہ کی۔ وہ میل بلاپ کرنے پر رضامند نہ ہوئے۔ انہوں نے یہی اتر دیا "ماں میں راجہ درویدھن کو اب نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر تمہاری بات مان کر اب یہ ہشتر سے مل جاؤں۔ تو بیچ دھو کے باز اور نمک کرام کہلاؤں گا۔ لوگ مجھے کرتھن کہہ کر میری گھوڑ بند کریں گے۔ لوگ یہ بھی کہیں گے۔ کہ کرن ارجن سے دور گیا۔ اس لئے رن میں کرشن سمیت ارجن کو جیت کر بس بعد میں یہ ہشتر سے میل کروں گا۔" یہ سن کر میری ماما نے کہا "اچھا بیٹا! تم ارجن سے بیٹھ کر دو۔ لیکن اپنے باقی چاروں بھائیوں کو ابھے دان دو۔" اتنا کہہ کر ماما کا پسینہ لگی۔ تب بدھیان کرن نے کہا "دولی! تمہارے ان چاروں پتروں کو میں جان سے نہیں ماروں گا۔ اگر میں مارا گیا تو ارجن رہیں گے اور ارجن مرے تو میں رموں گا اس پر کار تمہارے پانچ پتر ہی ہر حالت میں زندہ رہیں گے۔ تب کنتی یہ کہہ کر کہ اپنے بھائیوں کا کلیان کرنا "گھر چلی گئی۔ اس بات کا بھید نہ تو کنتی لئے کھولا اور نہ خود کرن نے ہی۔ اس لئے بھائی کے ہاتھ سے ماں جایا بڑا بھائی مارا گیا۔ اس سے میرے ہر دے میں بڑی جلن ہو رہی ہے۔ کرن اور ارجن کی سہانتا پا کر تو میں اندر کو بھی جیت سکتا ہوں۔ دھرتراشٹر کے در آتا پتر جب بھائی میں درویدی کو کلیش دے رہے تھے۔ اور کرن بھی کھڑو رہا تھا۔ اُس وقت مجھے کرن پر بڑا کرودھ ہوا تھا۔ لیکن کرن کے چروں کو دیکھ کر میرا کرودھ شانت ہو گیا تھا۔ اس طرح جب کبھی مجھے کرن پر کرودھ آتا۔ تو اُس کے چروں کو دیکھ کر شانت ہو جاتا۔ کیوں کہ مجھے کرن کے دونوں پاؤں مانا کنتی کے چروں جیسے ہی معلوم ہوتے تھے۔ لیکن بہت سوچنے پر بھی ہو، اس کا کارن نہیں جان پاتا تھا۔ بھگون! کرن کے پیٹے کو پر قوی کیوں نکل گئی؟ میرے بھائی کو ایسا شاپ کیوں پراپت ہوا؟ یہ مجھے بتائیے۔ میں آپ سے یہ سبھی باتیں ٹھیک ٹھیک جاننا چاہتا ہوں۔ کہیں کہ آپ سر دگیہ میں اور تینوں کال کی ساری باتیں جانتے ہیں۔

ولیشم پائن جی کہتے ہیں۔ "راجن! نارادجی نے یہ ہشتر کی یہ بات سن کر کہنا: عبادت! یہ دیوتاؤں کی گپت بات ہے۔ جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ ایک دفعہ کرن نے ایکانت میں درون سے جا کر پراگتھنا کی کہ گوردیو! میں برہم استر کو چھوڑنے اور لوٹانے کی وڈیا جاننا چاہتا ہوں۔ کرن کی ارجن کے ساتھ ایرش تھا۔ اس لئے درون نے اُسے یہ وڈیا سکھانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ شاستر وڈھی کے اوسار برہم چریہ کا پالن کرنے والا برہمن یا کھتری ہی برہم استر سیکھنے کا اہلکاری ہے۔ دوسرا نہیں۔ تب کرن ہیندر پر بت پر شری پرش رام جی کے پاس پہنچا۔ اور اپنے آپ کو بھرگو وشنی برہمن بتا کر انہیں گرو بدھی سے جھک کر پرنام کیا۔ پرش رام جی نے اُس کے گوترو پوچھ کر اُسے شش روپ میں سو بیکار کیا۔ اور کہا "ات! تمہارا وداگت ہے۔ تم پر سنیا لوروک یہاں رہو۔" کرن ہیندر پر بت پر رہ کر وڈھی پوروک برہم استر کا ابھاس کرنے لگا۔ اُس وقت وہاں اُسے گندھو درائشش، یکش اور دیوتاؤں سے ملنے کا موقع ملتا تھا۔ اس لئے ان سب کے ساتھ اُس کا بڑا پریم ہو گیا۔ ایک دن کی بات ہے۔ وہ آشرم کے پاس ہی سمندر کے کنارے کنارے ٹہل رہا تھا۔ وہ اکیلا تھا اور ہاتھوں میں تلوار۔ اور دھنش تھے۔ اُس وقت ایک وید پانٹھی برہمن کی گاٹے ادھر آنکلی۔ منی اگتی ہو تر میں لگے ہوئے تھے۔ کرن نے دور سے دیکھ کر کوئی جھگی درندہ سمجھا اور لٹ نہ بنا کر اُسے مار ڈالا۔ جب معلوم ہوا۔ تو اُس نے برہمن سے کشما مانگی اور کہا کہ مجھ سے انجان پن کی وجہ سے یہ گائے ماری گئی ہے

اس لئے آپ میرا پرادھ کشما کر دیجئے۔" برہمن بگڑا اٹھا اور کروہ میں بھر کر بولا۔ "دُر آچاری! تو مار ڈالنے کے یوگیہ ہے۔ اس لئے اب اپنے کئے ہوئے کی سزا پا۔ انت سے میں پر تھوڑی تیرے رتھ کے پیچھے کو بگل جائیگی۔ اُس وقت جب تو گھرایا ہوا ہوگا تو شتر و تیرا ستک دھڑ سے الگ کر دے گا۔" یہ شاب سُن کر کُن نے بہت سی گٹھیں، دھن، ترن دے کر برہمن کو پرسن کرنے کی چیشٹا کی۔ تب اُس نے پھر کہا "سارا سار مل کر بھی میری بات جھوٹی نہیں کر سکتا" اُس کے ایسا کہنے پر کُن کو بڑا بچے ہوا۔ دین بھاؤ سے اُس کا منہ نیچے کی طرف جھک گیا۔ پھر من ہی من اُس دُر گھٹنا کو یاد کرتا ہوا وہ پرشرام جی کے پاس لوٹ آیا۔

کُن کی بھاؤں کا بل، گود و جھگتی اور اندر یہ نگرہ کو دیکھ کر پرسن رام جی اُس پر بہت پرسن ہوئے۔ انہوں نے پریوگ اور نوارن دیا سمیت اُسے سمیوں برہم استر و دھجی پور دک سکھا دیا۔ اُس کے بعد ایک دن پرشرام جی کُن کے ساتھ اپنے آشرم کے پاس ہی گھوم رہے تھے۔ برت رکھتے رکھتے اُن کا شریہ دُر بل ہو گیا تھا۔ انہیں وہاں نیند ستانے لگی۔ اُس لئے کُن کی گود میں اپنا سر رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں ایک بھانک کیرا کُن کے پاس آیا۔ اور اُس کی جانگھ پر چڑھ کر اُس نے کان کو کاٹا۔ اس پر جانگھ پر گھاؤ کر کے وہ کیرا خون پینے لگا۔ اس طرح کیرے کے کاٹنے سے اُسے بہت تکلیف ہونے لگی۔ لیکن یہ سوچ کر کہ میں اگر کیرے کو مار کر پرے پھینکوں تو گود و جی کی نیند میرے پلٹے جھلنے سے ٹوٹ جائیگی۔ اُس نے کیرے کو دود نہیں ہٹایا۔ بلکہ اُس کو نظر انداز کر دیا۔ کُن کی جانگھ سے نکلے ہوئے خون سے پرسن رام جی کا شریہ بھگنے لگا تو وہ اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے "کُن! تو اشدھ ہو گیا ہے یہ خون کیوں بہہ رہا ہے؟" تب کُن نے ساری گھٹنا کہ سنائی۔ پرسن رام جی نے جب کیرے کی طرف دیکھا تو وہ کیرا لوپ ہو گیا۔ اور آکاش میں ایک راکشس دکھائی دیا۔ اُس راکشس نے کہا۔ برہمن! میں نے بھرگو جی کا ایمان کیا تھا۔ انہوں نے مجھے شاب دے دیا کہ تو کیرا ہو جا۔" جب میں نے منت سماجت کی تو انہوں نے کہا بھرگو جی پرشرام جی کے درشن کر کے تجھے اپنی پور و یونی بل جائیگی۔" اس کے بعد میں کیرا ہو گیا۔ اور اب آپ کے درشن کر کے میرا کس پانی یونی سے ادھار ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ مہان اُس پرشرام جی کو پرنام کر کے چلا گیا۔

اب پرسن رام جی کروہ میں بھر گئے۔ اور کُن سے کہا "مورکھ! تم نے کیرے کے کاٹنے سے جو بھینکر پیرا سہن کی ہے اسے برہمن کبھی سہن نہیں کر سکتا۔ تیرا دھیزل کھشتری کے سماں جان پڑتا ہے۔ سچ سچ بتا تو کُن ہے۔ اُن کا پرسن میں کر کُن شاب کے بچے سے ڈر گیا۔ اور انہیں پرسن کرنے کی چیشٹا کرتے ہوئے بولا۔ گورو دیو! میں سوٹ جاتی ہوں۔ برہم استر کے لوبھ سے میں نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ مجھ پر کر پائیجئے۔ دیا دینے والا گودو تپا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کے پاس اپنا بھار گودو تپا دیا۔" یہ کہہ کر کُن ماتھ جھڑ کو پر تھوڑی پر کر پڑا اور پھر پھر کانپنے لگا۔ یہ دیکھ کر پرسن رام جی نے ہنستے ہوئے کہا "مورکھ! تو نے برہم استر کے لوبھ سے جھوٹ بول کر مجھے دھوکا دیا ہے۔ اس لئے سنکر ام میں جب تو یہ دھاکے سامنے ڈٹ کر بیٹھ کر بے گا۔ اور تیری موت نزدیک آجائے گی۔ اُس وقت تجھے دینے ہوئے میرے اس برہم استر کی یاد نہ رہے گی۔ اب تو یہاں سے چلا جا۔ جھوٹے کے لئے یہاں پر کوئی جگہ

نہیں ہے لیکن میرے آشیر واد سے یدھ میں کوئی بھی کھشتی تیرا سامنا نہیں کر سکے گا۔" ریش رام جی کے ایسا کہنے پر کرن انہیں پر نام کر کے وہاں سے لوٹ آیا اور درلودھن سے آکر کہا کہ میں برہم استر سیکھ آیا ہوں۔

یہ ہشت کا سنسار سے ویرا گبیہ اور بن جانے کا وچار کرنا۔ ارجن بھیم کا اسکا درودھ کرنا ناروجی نے کہا "ارجن! ایک بار کرن کی جراثندھ کے ساتھ بھی ٹھہر جونی تھی۔ اس میں جراثندھ پر است ہو گیا تھا۔ اس نے کرن کو اپنا مہتر بنا لیا اور اسے انعام میں چپا نگری دیدی۔ پہلے کرن صرف انگ دیش کا راہ تھا۔ لیکن اس کے بعد وہ درلودھن کی اجازت سے چپارن میں بھی راج کرنے لگا۔ اسی پر کار ایک دفعہ اندر نے آپ کے بہت کے لئے کرن سے کوچ اور کنٹل کی پیک مانگی تھی۔ وہ دوویہ کوچ اور کنٹل کرن کے شریہ کے ساتھ ہی پیدا ہوئے تھے۔ تو بھی اس نے اندر کو یہ دوویہ وادان میں دے دی تھیں۔ اس لئے ارجن شری کرشن کے سامنے اسے مارنے میں سہل ہو گئے۔ ایک نو اسے لگتی ہوئی برہمن نے شاپ دیا تھا۔ دوسرے پرشرام جی نے بھی شاپ دیا تھا۔ اس نے خود بھی کنتی کو دردان دے دیا تھا۔ کہ میں تمہارے چار پتروں کو نہیں ماروں گا۔ اس کے سوا ہمارے حقوں کے ناموں کی گنتی کرتے وقت ہمیشہ جی نے کرن کو اور دھرتی کہہ کر اس کا بھاری پان کیا تھا۔ پھر یدھ کے وقت ہمارا جشلیہ نے بھی کرن کے تیج کی ہانی کی تھی۔ اور بھوان کرشن کی نیستی بھی کام کر رہی تھی۔ اتنی باتیں کرن کے الٹ ہوئیں اور ارجن کو روضہ اندر ایم، درن، کبیر، درون اور کرپا آچاریہ سے دوویہ استر لے ہوئے تھے۔ جن کو استعمال کر کے ارجن کرن کو مار سکے تھے۔ اس لئے ایسا ہمارے شکتی شالی ویر شوک کرنے کے یوگیہ نہیں ہے۔ دیشم پان جی کہتے ہیں۔ اتنا کہہ کر دیورشی ناروجی تو چپ ہو گئے۔ لیکن راجا یہ ہشت چیتا میں ڈوب گئے ان کی یہ دستھا ویکھ کر گنتی ہوئی۔ بیٹا! کرن شوک کے یوگیہ نہیں ہے۔ اس نے ویر گتی پائی ہے۔ میں نے کوشش کی تھی کہ تم سب بھائی ایک ہو جاؤ۔ لیکن وہ کال دس ہو کے اپنی فتنہ پر قائم رہا۔ اس لئے میں نے بھی اسے نظر انداز کر دیا۔" ماما کی بات سن کر دھرم راج کی آنکھوں میں آنسو پھر آئے۔ وہ روتے ہوئے کہتے تھے "ماں! تم نے اس بھید کو چھپا لے رکھا۔ اس لئے ہی آج مجھے یہ کشت بھوگنا پڑا ہے۔" پھر انہوں نے دکھی ہو کر سنسار کی استریوں کو شاپ دے دیا۔ آج سے کوئی بھی استری گت بات کو چھپا کر نہیں رکھ سکے گی۔ اس کے بعد وہ سرے ہوئے اپنے پتر پوتوں، سمبندھیوں اور ہنیشیوں کو یاد کر کے بہت دیا کل ہو گئے۔ اور ارجن کی طرف دیکھ کر کہنے لگے "ارجن! اگر ہم لوگ درشن ونشی اور اندھک ونشی کھشتروں کے نگرہوں میں جا کر بھکشا سے اپنا جیون بسر کر لیتے تو آج کل کا شگھار کر کے ہمیں یہ دُر گتی نہ بھوگنی پڑتی۔ کھشتروں کے آچار، بل، مردانگی اور کرودھ کو دھکا دے۔ جس کی وجہ سے ہم اس مصیبت میں پڑ گئے تھے۔ کشما، دم، سوچ، ویرا گبیہ، سان بھاو، اہنا اور سپج لونایہ بن واسیوں کے دہرم ہی سر بھین۔ لیکن ہم لوگ تو وہ اور لوہے کے کارن راج پانے کی اچھا سے دھو

اور مان کا آشروہ نے کہ اس دردِ دشت میں پھنس گئے ہیں۔ اس وقت تینوں لوگوں کا راج دے کر بھی کوئی نہیں پریشان ہو سکتا۔ ہاتھ ہم نے اس پر تھوی پر راج پانے کے لئے نہ مارنے والوں کو بھی مار ڈالا۔ اودہ ! جن بندھو بیٹوں کو ہم نے مارا ہے۔ انہیں تو ساری پر تھوی، سورن کے ڈھیر اور بہت سے گائے، گھوڑے وغیرہ کی پراپتی ہونے پر بھی نہیں مارنا چاہیے تھا۔ لیکن ہم نے انہیں مار ہی ڈالا۔ یہ شوک میں چین نہیں لینے دیتا دھنچے ! منشیوں کا کیا ہوا پاپ شیخہ کرموں کے آچرن سے، دوسروں کو کہہ کر سنانے سے۔ پشچا تاپ سے اور دان۔ تب۔ تیاگ۔ تیرتھ یا تیرا اور شرعی سمرتیوں کا پاٹھ کرنے سے بھی نشٹ ہوتا ہے۔ شرعی کہتی ہے کہ تیاگی پر شش کو جنم مرن کی پراپتی نہیں ہوتی۔ وہ امرت تو کو پراپت ہو جاتا ہے۔ اس کے انوسار یوگ مارگ۔ کو پراپت کر کے جب اس کی مدھی نچل ہو جاتی ہے۔ اس وقت منش پر ماتم بھاؤ کو پراپت ہو جاتا ہے یہ سوچ کر میں بھی گرمی، سردی وغیرہ دوندوں سے رہت ہو کر منی ورتی سے رہ کر گیان حاصل کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے سب راج، سکھا اور دھن سمیتی وغیرہ کو تیاگ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب میں ممنا اور شوک سے رہت ہو سب طرح کے بندھنوں سے چھوٹ کر جنگل میں چلا جاؤں گا۔ مجھے راج اور اس کے بھوگوں سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ یہ کہہ کر دھرم راج چپ ہو گئے۔

تب ارجن بولے "ہمارا راج ! یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور حد درجے کی بزدلی ہے جو آپ الہک پاکرم کر کے حاصل کی ہوئی اتم راج نکشی کو ٹھکرانے پر تیار ہو گئے ہیں۔ اس کو اگر تیاگ ہی دینا تھا تو کرو دھ میں بھر کر اس قدر کھشتریوں کا سنگھار کیوں کر دیا؟ اپنے ایشوڑیہ بیکت اس راج کو تیاگ کر جب ہاتھ میں کھیر لے کر آپ گھر گھر بھیک مانگنے لگیں گے۔ تو اس وقت سنسا کیا کہے گا؟ کیا وجہ ہے کہ سب طرح کے شبہ کرموں کو تیاگ کر آپ گنوار منشیوں کی طرح بھکت مانگنا پسند کرتے ہیں؟ اس اتم راج ولس میں جنم لے کر اور پر تھوی پر ادھیکار جما کر اب آپ دھرم اور ارتھ کا تیاگ کر کے بن کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ نور کھت نہیں تو کیا ہے جب آپ ہی یگیہ آدی شیخہ کرموں کا تیاگ کر دیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی ان کرموں کو چھوڑ دیں گے۔ اس دشت میں اس کا سارا پاپ آپ کو ہی لگے گا۔ سب کچھ تیاگ کر بھیک مانگنا یہ راجاؤں کا دھرم نہیں ہے۔ راج دھرم کا پالن تو دھن سے ہی ہوتا ہے۔ دھن سے دھرم اور کامنائیں پوری ہوتی ہیں۔ اور سورگ کی پراپتی کو انے والے یگیہ آدک کرم بھی سب دھن سے ہی ہوتے ہیں۔ دھن کے بغیر تو سنسا کا نرباہ ہی نہیں ہو سکتا۔ جس کے پاس دھن ہوتا ہے۔ اسی کے بہت سے تر اور بندھو ہوتے ہیں۔ وہی مرد سمجھا جاتا ہے اور وہ تپت مانا جاتا ہے۔ نر دھن منش جب دھن چاہتا ہے تو اسے اس کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر دھن دان کا دھن بڑھتا ہی جاتا ہے۔ جیسے جنگل میں ایک ہاتھی کے پیچھے بہت سے ہاتھی چلے آتے ہیں۔ اسی پر کار دھن ہی دھن کو کھینچ لیتا ہے۔ دھن سے دھن کا پالن، کامنا کی پوری، سورگ کی پراپتی، آند

اور شاستروں کا ابھياس یہ سب کچھ ممکن ہے۔ دھن سے ونش کی مراد ادا بڑھتی ہے۔ اور دھن سے دھرم بھی بڑھتا ہے۔ نر دھن کو نہ اس لوک میں سکھ ہے۔ اور نہ پرلوک میں ہی۔ کیوں کہ دھن کے بنائش دھارما کام نہیں کر سکتے جس کے پاس دھن کی کمی ہے۔ گنوؤں اور سیوکوں کی کمی ہے۔ جس کے ہاں مہانوں کا آنا جانا نہیں ہوتا وہی منش ڈریل ہے۔ صرف شری کی کمزوری سے ہی کوئی کمزور نہیں ہوتا۔ راجہ کو ہر طرح سے دھن کھا کر نا چاہیے۔ اور اُس سے یگیہ وغیرہ شجہ کرم کرتے رہنا چاہیے۔ یہی سنا تن کال سے دید مراد اچلی آتی ہے۔ دھن سے منشیہ یگیہ کرتے اور کراتے ہیں۔ پڑھنے و پڑھانے کا کام بھی دھن سے ہی پورا ہوتا ہے۔ راجہ لوگ دوسروں کو یدھ میں جیت کر بھی اُن کا دھن لے لیتے ہیں۔ اسی سے وہ شجہ کرموں کا اوشٹھان کرتے ہیں۔ کسی بھی راجہ کے پاس ایسا دھن نہیں ہے جو دوسروں سے چھین کر نہ لایا گیا ہو۔ پراچین کال میں جو راج رشی ہوئے ہیں۔ اور اس وقت سورگ میں لو اس کرتے ہیں۔ انہوں نے راج دھرم کی ایسی ہی دکھایا کی ہے۔ راجن! پہلے یہ پرتھوی راجہ دلپ کے ادھیکار میں تھی۔ پھر باری باری اس پر ہنس۔ امیش اور مان دھاتا کا راج ہوا۔ وہی آج آپ کے آدھین ہوئی ہے۔ اس لئے اُنہی راجاؤں کی طرح آپ کے لئے سروسو دکشن نامی دروید یگیہ کرانے کا سہ آپ کو پراپت ہوا ہے۔ جن کا راجہ دکشنا یکت اشو میدھ یگیہ کرتا ہے۔ وہ سبھی پرجائیں یگیہ کے انت میں اور تھ اشنان کر کے پوتر ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ سب پرانیوں کے کلیان ارتھ یگیہ کیجئے۔ کھستریوں کے لئے یہی سنا تن دھرم ہے۔ یہی کلیان کا مارگ ہے۔

”یدھ شسٹر لو لے۔“ ارچن! ذرا من کو ایسا کر کے میری بات سنو۔ اور اُس پر بار بار دجاہ کر دو۔ پھر تم بھی میرے ہم خیال ہو جاؤ گے۔ کیا تمہارے کہنے سے اُس مارگ پر نہ چلوں جس پر کہ مریشٹھ پُرش چلتے آئے ہیں۔ نہیں مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔ میں تو سب سنسارک بھوگوں کو تیاگ کر ضرور اُسی مارگ پر چلوں گا۔ اور بن میں بھل پھول کر کھنٹھنٹھیا کر دوں گا۔ صبح شام اشنان کر کے انگی میں آہوتی ڈالوں گا۔ شری پر مرگشالا دھان کر کے مشک پر جائیں رکھوں گا۔ سردی، گرمی، بھوک، پیاس کا کٹھ سہن کر دوں گا۔ اور تپ سے اپنے شری کو کُکھا ڈالوں گا۔ ایکانت میں رہ کر تودجاہ کیا کر دوں گا۔ کچا پیتا، جو میل مل جائے گا۔ اُس سے ہی پیٹ کی انگی بجاؤں گا۔ اسی پر کاربن و اسی نئی جنوں کے سے کھنڈر نیم کا پائن کرتا ہوا شری کی عمر ختم ہونے کا انتظار کر دوں گا۔ پر یہ اپریہ کا دجاہ چھوڑ کر پرد کے نیچے لو اس کر دوں گا۔ کسی کا کبھی نہ شوک کر دوں گا نہ پرشش۔ ہندا اور استنی کو سان سمجھوں گا۔ آشا اور مٹا کو تیاگ کر نر دھند ہو جاؤں گا۔ کبھی کسی بھی دستو کا سنگر نہ کر دوں گا۔ آتا میں ہی من کرتا ہوا سدا پرست رہوں گا۔ دوسروں کے ساتھ کبھی کوئی بات نہیں کر دوں گا۔ اندھے گونگے اور بہروں کی طرح دچتر رہوں گا۔ کسی جیو کی بھی ہتیا نہیں کر دوں گا۔ سب پرانیوں پر میری سمان بدتی ہوگی۔ کسی کی ہندا اور اپمان نہیں کر دوں گا۔ نہ ہی کسی سے راگ و دولیش کر دوں گا۔ سب اندریوں کو دش میں کر کے سدا شانت چت رہوں گا۔ کوئی بھی

راہ پر گزرتے بڑھتا رہوں گا کسی سے بھی راستہ نہ پوچھوں گا۔ کسی خاص دیش یا دشا میں جانے کی اچھیا نہیں رکھوں گا۔
 یا تو گا کوئی خاص ادیش نہ ہوگا۔ نہ آگے بڑھنے کی لالسا ہوگی۔ نہ پیچھے پھر کر دیکھوں گا۔ چت میں کوئی دکار نہیں رکھوں
 گا۔ دیہہ ابھیان سے رمت ہو کر انتر آتما پر درستی رکھوں گا۔ جیسی بھکشا ملے گی۔ اس میں سنتشٹ رہوں گا۔ سات
 گھروں تک بھکشا مانگوں گا۔ آٹھویں پر نہیں جاؤں گا۔ جب گھروں میں دھواں نکلتا بند ہو گیا ہو۔ مومل رکھ دیا گیا
 ہو۔ انگارے بچھ گئے ہوں۔ سب دگ کھاپی چکے ہوں۔ پروسی ہوئی تھائی کہ ادھر ادھر لے جانے کا کام ختم
 ہو چکا ہو۔ بیک ننگے بھکشا لے کر لوٹ گئے ہوں۔ ایسے وقت میں میں ایک ہی وقت بھکشا کے لئے جھایا
 کروں گا۔ سب طرف سے آسکتی چھوڑ کر زمین پر دھرتا رہوں گا۔ نہ جیون سے راگ ہوگا نہ مرتیو سے دویش۔ اگر
 ایک منش میری ایک بھجا کو بسولے سے کاٹا ہو۔ اور دوسرا میری دوسری بھجا پر چدن پڑھاتا ہو تو میں ان دونوں پر
 سان بھاؤ رکھوں گا۔ نہ ایک کا بھلا چاہوں گا اور نہ دوسرے کا بُرا۔ صرف شریر نراہ کے لئے کھانے پینے وغیرہ
 کا کاریہ کروں گا۔ مگر ان میں بھی آسکتی نہ رکھوں گا۔ سب اندریوں کو دوش کر کے من پر قابو جاؤں گا۔ بدھمی کے
 مل دوش کو دھو کر سب پر کا دی آسکتی سے تمک ہو جاؤں گا۔ اس طرح راگ دھت دھرتے سے مجھے سدا
 آندکی پراپتی ہوگی۔ اس سدا سنسار میں جنم، مرن، بڑھاپا، روگ اور نیکلیوں کا دار ہوتا رہتا ہے۔ اس کا رن پہا
 کا جیون سدا دکھ مٹے رہتا ہے۔ اسے تو تیا گئے میں ہی سکھ ہے۔ آج بہت دنوں کے بعد مجھے دو یک روپی امرت ملا ہے
 اس سے میں سدا رہنے والے نروکار اور ساتن پد کو پراپت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے ایسے نیوں کا پالن کرتے ہوئے
 میں سدا دھرتا ہو اجم مرن روگ بڑھاپا وغیرہ سے بھرے ہوئے اس شریر کا انت کر کے بڑھے پد کو پراپت ہو جاؤں گا
 یہ سن کر بھیم سین بولے۔ "راجن! جب آپ نے راج دھرم کی بنداکر کے آسیدئے جیون بسر کرنے کا تشیج
 ہی کر رکھا تھا۔ تو بیچارے کو روڈوں کا ناش کرانے میں کیا لایہ تھا؟ آپ کا دھار اگر پہلے ہی معلوم ہو گیا ہوتا۔ تو
 ہم لوگ نہ ہتھیار اٹھاتے نہ کسی کا خون کرتے۔ آپ ہی کی طرح شریر نیا گئے کا سنگھ لے کر ہم بھی بھیک مانگتے۔ ایسا
 کرتے سے راجاؤں کے ساتھ یہ بھینکے سنگرام تو نہ ہوتا۔ بدھیمان پرشوں نے کھشتریوں کا تو یہ دھرم بتایا ہے کہ
 وہ راج پر ادھیکار کریں اور اگر اُس میں کچھ لوگ رکاوٹ ڈالیں تو انہیں مار ڈالیں۔ دشت کو رو بھی ہمارے
 لئے راج مارگ میں ایک زبردست رکاوٹ تھی۔ اس لئے ہم نے ان کو مار گرایا۔ اب آپ دھرم پروردک اس
 پر تھی کا راج سکھ بھو گئے۔ نہیں تو ہم لوگوں کے کئے کرانے پر پانی پھر جائے گا۔ جیسے کوئی منش من میں کسی
 طرح کی آشا دکھ کر بہت بڑی منزل طے کر لے اور وہاں پہنچنے پر اُسے نہ اس لوٹنا پڑے۔ یہی دشا ہم لوگوں کی
 بھی ہوگی۔ آپ جس سنیا س کی بات سوچتے ہیں۔ اس کا یہ وقت نہیں ہے۔ جن کی دھار دشتی سوکھت ہے۔ وہ
 بدھیمان پرش ایسے موقع پر تیاگ کی تعریف نہیں کرتے۔ وہ تو اسے اپنے دھرم کا انگھن سمجھتے ہیں۔ جو پتر پوتوں کے
 پالن میں اسمرت ہو۔ دیونا۔ رشی اور پتروں کا ترپ نہ کر سکے اور اتھیلوں کو بھوین دینے کی شکتی نہ رکھتا ہو۔ ایسا منش

جنگلوں میں جا کر موز سے اکیلا جیون گزار سکتا ہے۔ آپ جیسے شکتی شالی پرشوں کا یہ کام نہیں ہے۔ راجہ کو تو کرم ہی کرنا چاہیے۔ جو کرموں کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اُسے کبھی سبکدھی نہیں ملتی۔

ارجن نے کہا۔ "ہمارا ج! اسی دشنے میں ایک بار تپسیوں کے ساتھ اندر کا سنو اد ہوا تھا۔ وہ پراچین اتھاس میں آپ کو سناتا ہوں۔ کچھ برہمن بالک جو ابھی بہت نادان تھے۔ گھر بار چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے اور سنیا سی ہو گئے۔ اسی کو دہرم مان کر وہ بہت پرسن ہوئے۔ بھائی بندھو اور ماں باپ کی سیول سے منہ موڑ کر وہ برہمچریہ کا پالن کرنے لگے۔ ایک دن اُن پر اندر دیوی کی کپا ہوئی۔ وہ سنہری پکشی کا روپ دھارن کر کے اُن کے پاس گئے۔ اور انہیں سنا کر کہنے لگے "یگیہ سے بچے ہوئے اُن بھوجن کرنے والے ہمارا دل نے جو کرم کیا ہے۔ وہ دوسرے منشوں سے ہونا کھٹن ہے۔ اُن کا یہ کرم بڑا پوتر اور جیون بڑا اتم ہے۔ اُن کا منور تھ سچل ہوا۔ اور وہ ہمارا پرسن اتم گتی کو پراپت ہوئے ہیں۔"

رشیوں نے کہا۔ "واہ! یہ پکشی یگیہ سے بچے ہوئے اُن بھوجن کرنے والوں کی استی کرتا ہے۔ یہ تو ہم لوگوں کی پر سنسا ہوئی کیوں کہ ہم لوگ ہی یگیہ سے بچے ہوئے بھوجن کو کھاتے ہیں۔ پکشی نے کہا۔ "ارے میں تمہاری پر سنسا نہیں کرتا۔ تم تو جو کھا کھا تو اُلے اور مور کھ ہو۔ پاپ بونی کچھ میں پھنسے ہوئے ہو۔ یگیہ سے بچا ہوا بھوجن کھانے والے تو اور ہی ہوتے ہیں۔"

رشیوں نے کہا۔ "پکشی! یہ بڑا کلیان کاری سادھن ہے۔ ایسا سمجھ کر ہی ہم اس مارگ کا سہارا لئے بیٹھے ہیں۔ اب تمہاری بات سن کر تم پر ہماری شزدھا ہوئی ہے۔ اس لئے جو بھی پر م کلیان کرنے والا سادھن ہو وہی میں بتاؤ۔"

پکشی نے کہا۔ "اگر تمہارا عجیب پر دشواس ہے، تو میں تمہارا تھ بات بتاتا ہوں۔ سنو! چوپاؤں میں گاٹے دھاتوں میں سونا، شدوں میں اونکار، منردوں میں گاستری اور منشوں میں برہمن سر شیمہ ہے۔ برہمن کے لئے جات کرم آدی سنسکار کرنا شاستروں میں لکھا ہے۔ برہمن جب تک زندہ ہے۔ دقت وقت پر اُس کا سنسکار ہوتے رہنا چاہیے۔ مرنے کے بعد اُس کا شمشان بھومی میں انتیشی سنسکار اور گھر پر شرادھ دیوہ دیدو دھی کے انوسار ہونا اچتر ہے۔ دیدو کرم یگیہ دیوہ اُس کے لئے سورگ پر اپتی کا سادھن ہیں۔ دیدو کرم ہی سدھی کشیتر ہے۔ سچی پانی اس کی اچھیا رکھتے ہیں۔ جہاں ان کرموں کا ودھی پوروک انوشٹان ہوتا ہے۔ اور گہمت آشرم ہی سب سے بڑا آشرم ہے۔ جو کرم کی سندا کرتے ہیں انہیں گرام ہی سمجھا جاتا ہے۔ انہیں بڑا پاپ لگتا ہے دیوی یگیہ، پتری یگیہ اور پریم یگیہ یہی سنان مارگ ہیں جو مور کھ ان کو چھڑ کر کسی دوسرے مارگ پر چلتے ہیں وہ دیدوں کے اٹل مارگ پر چلنے والے ہیں۔ ہوں سے دیوتاؤں کو سوادھیائے سے رشیوں کو اور شرادھ سے پتروں کو تریٹ کرنا۔ یہ سنان دہرم ہے۔ اس کا پالن کرتے ہوئے گوجوؤں کی سیوا کرنا ہی کٹھور تپ ہے۔ اس کٹھن تپیا کو کر کے

ہی دیوتاؤں نے بہت بڑی بیھوتی پائی ہے۔ جو کسی سے حد نہیں کرتے۔ جو سب پرکار کے دونوں سے رہت نہیں ایسے برہمن اسی کو تپ مانتے ہیں۔ سنسار میں برت کو ہی تپ کہتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی نسبت ٹھٹھا درجے کا ہے۔ جو یگیہ سے بچے ہوئے بھیجن کو کھاتے ہیں۔ انہیں اواناشی پد کی پراپتی ہوتی ہے۔ دیوتاؤں، پتروں، اتمیوں اور پرلوار کے دوسرے لوگوں کو ان سے کہ جو خود پیچھے کھاتے ہیں۔ وہ ہی یگیہ سے بچے ہوئے ان بھیجن کرنے والے کے لئے ہیں اپنے دہرم پر ڈر رہ رہ کر سنسار برت کا پالن اور ستیہ بھاشن کرتے ہوئے وہ اس جگت کے گورو سمجھے جاتے ہیں۔

ابن کہتے ہیں: ہمارا ج! وہ برہمن کس ریکشٹی روپ دھاری اندر کی دہرم اور ارتھو نیکت باتیں سن کر اس فیصلے پر پہنچے کہ ہم لوگ جس حالت میں ہیں وہ کلیان کاری نہیں ہے۔ اس لئے وہ سنیا س جھوڑ کر گھروٹ گئے۔ اور گہرت دہرم کا پالن کرنے لگے۔ اس لئے آپ بھی دھیرج دھارن کر کے سب بھونڈل کا نش کٹنگ راج بھو گئے۔

نکل سہدیو اور درویدی کا یدھشٹر کو سمجھانا

نکل نے کہا۔ "راجن! وشاکھ یو پ نامی کھشیتھر میں سب دیوتاؤں سے کی گئی گئی ستھاپنا کے نشان موجود ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیوتا بھی ویدک کرموں اور ان کے پھلوں میں وشواس رکھتے ہیں۔ جو ویدوں کی آگیا کے اٹل جلتے ہیں انہیں تو مہان ناتک ماننا چاہیے۔ ویدک کرموں کا تیاگ کر کے کوئی بھی سورگ میں نہیں جاسکتا۔ ویدو تیا ویدوان کہتے ہیں۔ یہ گہرت آشرم سب آشرموں سے سریشٹھ ہے۔ شروترتہ برہمنوں کی رائے سن لیجئے" جو دہرم پوروک دھن کھاتے ہیں اور اس سے یگیہ وغیرہ کرم کرتے ہیں۔ وہ شدھ آتامنش ہی تیاگی ہیں۔ جن کا کوئی گھربار نہیں۔ جو ادھر ادھر دھرتے اور مون رہ کر برکش کے نیچے سو رہتے ہیں۔ جو کبھی رسوئی نہیں بناتے اور من اور اندر لوں کو دش میں رکھتے ہیں۔ ایسے تیاگیوں کو سنیا سی کہتے ہیں۔ جو براہمن کرودھ اور ہرش نہیں کرتا۔ کسی کی خجلی نہیں کرا جو ہر روز ویدوں کا سوادھیا کرتا ہے۔ وہ تیاگی کہلاتا ہے۔ ایک دفعہ ہرشوں نے چاروں آشرموں کو اپنی ویدک روپی ترازو پر تول۔ تین آشرم ایک طرف تھے اور ایکلا گہرت آشرم دوسری طرف۔ لیکن وہ چار سے ان تینوں آشرموں سے سریشٹھ سمجھا گیا۔ تب سے انہوں نے نشیچہ کیا۔ کہ یہی منشوں کا مارگ ہے۔ یہی لوگ دیوتاؤں کی گتی ہے۔ جو ایسی بھادنا رکھتا ہے وہ بھی تیاگی ہے۔ گھر چھوڑ کر جنگل میں چلے جانے سے کوئی تیاگی نہیں ہوتا۔ جنگل میں جا کر بھی جس کے ہر دے میں جاگرتی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اس کے گلے میں یم راج موت کا پھندا ڈال دیتے ہیں۔ شرم۔ دم۔ دھیرج۔ ستیہ دھارنا اور دہرم ان سب کا ہی سدا پالن رشیوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ پتروں، دیوتاؤں اور اتمیوں کا پوشن تر گہرت آشرم میں ہی ہوتا ہے۔ صرف اسی آشرم میں دہرم ارتھ اور کام تینوں پرست ارتھ بدھ ہوتا ہے۔ یہاں وہ کہ ویدو دھمی کا پالن کرنے والے تیاگی کا کبھی نانش نہیں ہوتا۔ وہ پرلوک کے سکھ کو پالیتا ہے۔ کچھ رشی سدگرمیوں کا سوادھیا سے روپ یگیہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ کچھ کعبان یگیہ میں لگے رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ من میں ہی دھیان

رُوپ جہان یگیہ کا دستار کرتے ہیں۔ چیت کو ایجا کر کرنا جو سادھن مارگ ہے۔ اُس کا آشرہ لینے والا برہمن برہم رُوپ ہو جاتا ہے۔ دیوتا بھی اُس کے درشن کی لاسا کرتے ہیں جس پر سادے کٹھ کا بھاد ہو۔ اُس راجہ کے لئے گھر کا تیساک کرنے کا ودھان کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اُسے تو راجشوا شرمیدھ یا اور کوئی شاستریہ یگیہ کر کے اُس میں دھن کا دان کرنا چاہیئے۔ واجہ کی لاپرواہی سے بیڑے طاقت پکڑ کر پرجا کو ٹوٹے لگتے ہیں۔ اُس اوستھا میں اگر راجہ نے پرجا کو شرن نہیں دی تو اُسے کل جگ کا مورتی مان سرُوپ ہی سمجھنا چاہیئے جو دان نہیں دیتے۔ شرناگتوں کی رکش نہیں کرتے۔ وہ راجہ پاپ کے بھاگی ہوتے ہیں۔ انہیں دکھ ہی دکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ سیکھ انہیں کبھی نہیں ملتا۔ اندر یا باہر جو چیزیں بھی من کو پھنسانے والی ہیں۔ انہیں چھوڑنے سے منش متیگی بنتا ہے۔ صرف گھر چھوڑ دینے سے کوئی متیگی نہیں بنتا۔ جوش سترودھان میں سدا لگا رہتا ہے۔ اُس کی کبھی ہانی نہیں ہوتی۔ ہمارا ج ! پہلے راجاؤں نے جس کا سیون کیا ہے۔ اُس اپنے دہرم میں درُپدہ رہ کر شتر دُوں پر فتح پا کر بھلا آپ کے سوا اور بھی کوئی شوک کرنا ہونگا !

سہا دلونے کہا۔ "بھادت ! صرف باہر کے پدارتھوں کو تیاگ دینے سے سہا بھی نہیں ملتی۔ شتر برہمنیدھ رکھنے والی وستوؤں کو چھوڑ دینے سے بھی سہا ملتی ہے یا نہیں۔ اس میں سندیہ ہے۔ باہری پدارتھ چھوڑ کر دیہہ کے سکھ بھوگوں میں آسکتے رہنے والے کو جو دہرم یا سکھ پراپت ہوتا ہے۔ وہ تو ہمارے دشمنوں کو ہو۔ لیکن دیہہ کے سوارتھ میں کام آنے والی چیزوں میں ممتا کو چھوڑ کر آسکتے بھاد سے پرتھوی کا سانشن کرنے والے کو جس دہرم اور سکھ کی پراپتی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے ہتیشی متروں کو ملے۔ دو اکثر وں کا عم (یہ میرا ہے) ایسا بھاد مزیو ہے۔ اور تین اکھشروں کا عم (یہ میرا نہیں ہے) ایسا بھاد امرت سنان برہم ہے۔ ہمارا ج ! اگر حیونتیہ ہے۔ اُس کا ادا سنی ہونا نچت ہے۔ تو صرف شتر یروں کے مارے جانے سے داستو میں پرائیوں کی ہنسا نہیں ہوگی۔ اس کے الٹ اگر شتر برہم جہم اور مرن کے ساتھ جد کا جمننا اور مرنا مانا جائے۔ تب تو سارا ویدک کرم مارگ ہی دیرتھ سہا ہوگا۔ اس لئے گیانی پُرسن کو ایکانت میں رہنے کا دیار چھوڑ کر پور و پُرسنوں نے جس مارگ کی پیروی کی ہے۔ اُسی کا آشرہ لینا چاہیئے۔ بن میں رہ کر دہاں کے پھول پھلوں سے سرباہ کرتا ہوا بھی جو سنساری وستوؤں میں ممت رکھتا ہے۔ وہ موت کے مکھ میں ہی ہے۔ پرائیوں کا باہری سرُوپ کچھ اور ہوتا ہے۔ اور انترک سرُوپ کچھ اور۔ آپ اُس پر وجہا کیجئے۔ جو سب میں سہت آتا کو دیکھتے ہیں۔ دُہی جہان بھے سے چھٹکارہ پاتے ہیں۔ آپ میرے پتا۔ ماما۔ بھائی اور گورو سب کچھ میں۔ میں دیا کل ہوں اس لئے دیا کل اوستھا میں نہ جانے کیا کیا کہہ گیا ہوں۔ آپ اُسے کشما کریں۔ میں نے بھلا برا جو کچھ بھی کہا ہے۔ وہ آپ کے چروں میں بھگتی ہونے کے کارن ہی کہا ہے"

تب درویدی سیٹھی بانی سے بولی "ہمارا ج ! آپ کے یہ بھائی آپ کا سنگھ پسن کر سوکھ گئے ہیں۔ پیسے کی طرح نٹ لگا رہے ہیں۔ پھر بھی آپ انہیں اپنی باتوں سے پسن نہیں کرتے۔ کیوں؟ یہ سدا آپ کے لئے دکھ ہی دکھ اٹھاتے آئے ہیں۔ اب تو انہیں بیٹھی بائیں سنا کر پسن کیجئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دویت بن میں جب یہ آپ کے بھائی کشٹ پشٹ

سہن کر بیٹھے تھے۔ تب آپ نے انہیں دھڑ دھڑ دیتے ہوئے کہا تھا۔ ”بھائیو! ہم لوگ درلودھن کو مار کر اس پر تھوی کا راج
 ہو گئے۔ اُس وقت بڑے بڑے بیگمہ کر کے اور کافی دان دکھنا بانیٹے رہنے سے تھارا بن باس کا یہ دکھ سکھ
 میں بدل جائے گا۔“ دہرم راج! اگر یہی کرنا تھا تو اُس وقت آپ نے ویسی باتیں کیوں کہیں؟ جب خود ایسی باتیں
 کہہ کر اُن کا حوصلہ بڑھایا۔ تو اب کیوں آپ ہم لوگوں کا دل توڑ رہے ہیں؟ آپ کو پر تھوی کا راج شاسن کرنا چاہیے
 کیوں کہ ایسے کرتے کے بغیر آپ کی شو بھانہیں ہے۔ جو راجہ اپنے راج میں بیٹروں کو دُڈ دے کر پر جاکر رکھتا نہیں کرتا وہ
 نشٹ ہو جاتا ہے۔ راجاؤں کا پرہم = ہرم تو یہی ہے کہ وہ دُشٹوں کو دُڈ دیں۔ ستیہ پرستوں کا پالن کریں۔ اور بدھ میں

کبھی پیٹھ نہ دکھادیں۔“

جو موقع دیکھ کر کشما بھی کرتا ہے اور کر دھ بھی۔ دان دیتا ہے اور ٹیکس لیا ہے۔ شتر دُوں کو پیٹے دکھاتا ہے اور
 شتر ناگتوں کو بڑھنے کرتا ہے۔ دُشٹوں کو دُڈ دیتا ہے اور دین دُکھیوں پر دیا کرتا ہے۔ وہ راجہ دھرتا کہلاتا ہے۔
 آپ کو یہ پر تھوی نہ دُشتر ستانے سے ملی ہے۔ نہ دان سے۔ نہ ہی آپ نے کسی کو سمجھا بچا کر اُسے حاصل کیا ہے اور نہ ہی
 اسے کسی بیگمہ میں پر اپت کیا ہے۔ نہ ہی اسے بھیک مانگ کر پایا ہے۔ آپ نے شتر دُوں کی پربل سینا کا سنگھار کر کے
 اس پر وجے پائی ہے۔ اس لئے آپ اس پر تھوی کا راج سکھ بھو گئے۔ ہمارا راج! آپ نے بہت سے دیشوں سے
 یگت سمپورن جمو دوپ پر کر لگایا (خراج وصول کیا) جمبو دوپ کے سان ہی جو میر و پربت کے کچھ کر دپ دویپ میں
 اُن پر بھی ادھیکار جمایا۔ میرو سے پُورو دشا میں جوشک دویپ ہے۔ اُس میں بھی خراج وصول کیا۔ میرو سے اُتر
 کی طرف بھدرا شود دویپ ہے۔ اُس کے اوپر بھی شاسن کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو بہت سے دیشوں کے آشرہ
 بھوت دویپ اور اُتر دویپ ہیں۔ سمندر لاکھ کر اُن پر بھی آپ نے شاسن جمایا ہے۔ بھائیوں کی سہما سہما سے ایسے
 لامانی پر اکرم کر کے سب براہمنوں سے سمانیہ ہو کر بھی آپ پرست کیوں نہیں ہو جاتے؟ میری پرار تھنا سو بیکار کیجئے اور
 اپنے بھائیوں کو پرستن کیجئے۔

ہمارا راج! میری ساس نے کبھی تھوٹ نہیں بولا۔ وہ سر دگیہ ہیں اور سب کچھ اُن کی درشتی کے سامنے ہے۔ انہوں نے
 مجھ سے کہا۔ ”پنچال راجکاری! راجہ بدھ شتر بڑے پر اکرمی ہیں یہ ہزاروں راجاؤں کا سنگھار کر کے تمہیں بڑے سکھ
 سے رکھیں گے۔“ لیکن آج آپ کا موہ دیکھ کر اُن کی بات بھی ٹھوٹی ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ جب بڑا بھائی کر تو یہ موٹھ ہو جاتا
 ہے۔ تو چھوٹے بھی اُن کی پر دی کرنے لگتے ہیں۔ آپ کے موہ سے بھی پانڈو موہیت سے ہو گئے ہیں۔ اُن کو موہ میں ڈال کر آپ
 کا کبھی بھلا نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ آپ کو تو اُن کے موہ کو دُور کرنا چاہیے۔ ستار کی سبھی استریوں میں ہی سب سے نیچ استری
 ہوں۔ جو بیٹیوں کے مارے جلنے پر زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ یہ سب لوگ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر بھی آپ مانتے نہیں
 میں سچ کہتی ہوں۔ آپ ساری پر تھوی کا راج چھوڑ کر اپنے لئے خود ہی مصیبت کھڑی کر رہے ہیں۔ راجن! آپ مان دھانا اور
 امریش کے سان تیجی ہی ہیں۔ سمپورن پر جاکر دہرم پوروک پالن کرتے ہوئے پربت بن اور دویپوں سمیت اس پر تھوی کا

شاسن کیجئے۔ اُداس نہ ہوئیے۔ طرح طرح کے پیگھے کر کے برہمنوں کو دان دیجئے۔

راجن کا راجہ بدھشتر کو دندیتی کا درن کرنا اور بھیم کا انہیں راج پر مائل کر نی کی کوشش کرنا

لیشتم جی کہتے ہیں۔ "درویدی کی باتیں سن کر راجہ بدھشتر کی آگیا لے کر راجن پھر کہتے لگے۔ "راجن! دند ہی سب پر جا کا شاسن اور اُن کی رکھتا کرتا ہے۔ سب کے سوا جانے پر بھی دند جاگتا رہتا ہے۔ اس لئے دودوانوں نے دند کو راجہ کا دھرم بتایا ہے۔ دند سے ہی دھرم ارتھ اور کام کی رکھتا ہوتی ہے۔ دند ہی دھن اور دھان کی رکھالی کرتا ہے اس لئے آپ دند دھارن کیجئے۔ سنسار کی طرف دیکھئے۔ کتنے ہی پانی دند کے ہی بھے سے پاپ نہیں کرتے۔ دند سے ہی سارا انتظام ٹھیک ٹھیک چلتا ہے۔ بہت سے منش دند کے در سے ہی ایک دوسرے کا ناش نہیں کرتے اگر دند سب کی رکھتا نہ کرتا تو سنسار کے پرانی گھور اندھ کار میں ڈوب جاتے۔ یہ گستاخ منشوں کو داتا ہے۔ اور منشوں کو دند دیتا ہے۔ اس لئے دودوان پریش اسے دند کہتے ہیں اگر برہمن اپرا دھ کرے تو اسے پانی سے دھکا دینا اُس کا دند ہے۔ کھتری کو بھوجن مائے کے لئے دھن دے کر سیدنا اُس کا دند ہے۔ برہمانہ وصول کرنا دیش کا دند ہے۔ اور شودر کے لئے سیوا کے بغیر اور کوئی دوسرا دند نہیں ہے۔ اُس سے دند کے روپ میں بھی کام ہی لیا جاتا ہے منشوں کو پرما د سے بچانے اور اُن کے دھن کی رکھتا کرنے کے لئے ایک مراد اماندی گئی ہے۔ اسی کو دند کہتے ہیں۔ برہمچاری، گرہست، بان پرست اور سنیا سی۔ یہ سب دند کے بھے سے ہی اپنے اپنے مارگ پر تھکتے رہتے ہیں۔ بتائے گئے نہ کوئی پیگھے کرتا ہے نہ دان دیتا ہے۔ اور نہ پرتگیا پالن پر ہی درٹھ رہنا چاہتا ہے۔ اندر اگنی، ورن وغیرہ دیو گن بھی دند دینے والے ہیں۔ اس لئے اُن کے سامنے سب لوگ ماتھا ٹیک کر انہیں پرنام کرتے ہیں۔ میں تو سنسار میں کسی کو ایسا نہیں دیکھتا جو اسنا سے اپنا شیریر بڑا کرے۔ جو بدھانا کا دھانا ہے۔ اُس میں دودوان پریش کو موہ نہیں ہوتا۔ مہاراج! جس جاتی میں آپ کا جنم ہوا ہے۔ اُسی کے اوسار آپ کو بڑاؤ کرنا چاہئے۔ پانی میں بے شمار جیو ہیں۔ پرقوی پر اور درختوں کے پھلوں میں بھی بہت سے جیو ہوتے ہیں۔ کوئی بھی منش ایسا نہیں جو اُن کی اہنسا سے بچا ہو۔ کتنے ایسے شوکھ شتم کیڑے ہوتے ہیں۔ جن کا اگومان سے ہی پتہ لگتا ہے۔ منشوں کے پلک گرانے مائے سے وہ جیو مر جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے جیو دں کی ہنسا سے کہاں تک بچاؤ ہو سکتا ہے۔ دندیتی سے ہی سنسار کے سب کام ٹھیک طرح چلتے ہیں۔ سنسار میں پھلے بڑے کی تیز کرنے والا اگر دند نہ ہوتا تو اندھیر جج جاتا۔ جو ویدوں کی مراد اکو نشٹ کر نیوالے ناشک پریش ہیں۔ وہ بھی دند کے پھے سے سیدھی راہ پر آ جاتے ہیں منش اپنے آپ ہی شدھ ہو۔ ایسا منش ملنا کھٹن ہے۔ بہت سے منش تو دند کے در کے مارے مراد اکا پالن کرتے ہیں دند کے پھے سے ہی لوگ مراد اکا پالن کرتے ہیں۔ چاروں درنوں کے لوگ آند سے رہیں۔ نیک بڑاؤ کریں۔ اور دھرم دار تھ کی رکھتا کریں۔ اُن کے لئے ہی بدھانا نے دند کا دھانا کیا ہے۔ دند سے در کے مارے ہی منشوں، پشوؤں کو نہیں کھاتے۔ اگر دند نہ ہوتا تو طاقتور کمزور کو کھا جاتا۔ اگر دند نہ ہوتا تو ورن آشرم دھرم اور

ساری مرلہ کا لوپ ہو جاتا۔ نہ کوئی یگیہ ہی کرتا اور نہ کوئی وڈیا ہی پڑھتا۔ دڈ سے پڑنے کا ڈر نہ ہوتا تو اونٹ، بیل، گھوڑے، رتھ اور چھکڑے نہ کھینچتے۔ سیوک اپنے سوامی کا اور بالک پتا، ماما کا کہتا نہ مانتے۔ اور جوان استری اپنے تہی برت دھرم پر بھکت نہ رہتی۔ دڈ سے ہی ساری پر جا لٹی ہوئی ہے۔ منٹوں کا یہ لوک اور پر لوک سب دڈ کے آدھار پر ہی ہے۔ جہاں دڈ کا ٹھیک استعمال ہے۔ وہاں چھل، پاپ اور بھٹگی دیکھنے میں نہیں آتے۔ دھن بھی دڈ کے آدھیں ہے جو سب کا دیہ کی جڑ ہے۔ دیکھئے دڈ کی کتنی مہا ہے۔ لوک یا ترا کے لئے دھرم کا ہی ایک آئینہ ہے۔ لیکن کوئی بھی دستو ایسی نہیں جس میں سب کے سب یاسب کے سب اوٹن ہوں۔ اچھائی، بُرائی، دونوں ہی ساتھ ساتھ دیکھنے میں آتی ہیں۔ ان سب باتوں کا وچار کر کے آپ بھی براہین دھرم کا پالن کیجئے۔ یگیہ کیجئے۔ دان دیجئے اور پر جا اور متروں کی رکھت کیجئے۔

ارجن کی بات ختم ہونے پر بھیم سین کہنے لگے۔ "راجن! آپ سب دھرموں کے گیتا میں آپ کو کچھ بھی سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کئی بار کہنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن زیادہ دھم دھم سے بولنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کے اس موہ کو دیکھ کہ ہم لوگ ویاکل اور نرمل ہو رہے ہیں۔ آپ سنا کی سب گئی گئی کر جانتے ہیں۔ تینوں کالوں میں آپ سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔ ایسی حالت میں بھی آپ کو راج کی طرف کھینچنے کی جو وجہ ہے وہ سنو۔ منٹوں کو دو طرح کی یاد دھیاں ہوتی ہیں۔ ایک تادیرک اور دوسری مانسک۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے آشرت بڑھتی ہیں۔ ایک کے بنا دوسری کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ کبھی تادیرک ویا دھی سے مانسک ویا دھی ہوتی ہے۔ کبھی مانسک سے تادیرک ویا دھی۔ جو منٹ گڈرے ہوئے تادیرک اور مانسک دھم کے لئے شوک کرتا ہے۔ وہ ایک دھم سے دوسرے دھم کو پراپت کرتا رہتا ہے۔ اسے دونوں طرح کے اترتھوں سے کبھی چھپکارہ نہیں ملتا۔ اس لئے جیسے بھیشم اور دژن کے ساتھ آپ کا بیڑہ ہوا تھا۔ اُسی پر کار اپنے من کے ساتھ بھی آپ کو لڑنا چاہیے۔ اس کا وقت اب آگیا ہے اس بیڑہ میں بغیر باتوں اور بندھوؤں کی سہاٹا سے اکیلے آپ نے لڑنا ہے من کو جیت کر آپ فرد کرتا رہو جاتیں گے پرانیوں کے آواگن پر وچار کر کے اپنی بیڑی کو بستر کیجئے۔ اور باپ دادا کا راج چلائیے۔ سو بھائیہ کی بات ہے کہ پانی درلودھن سینا سمیت مارا گیا۔ اب آپ اشمیدھ یگیہ کر کے دکھنا دیجئے۔ ہم سب آپ کے داس ہیں۔"

یدھشٹر کا بھیم کو سمجھانا، منی ورتی کی پرشسا، ارجن کا راجہ جنک کے درشنات انہیں سمجھانا

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ "بھیم سین کی بات سن کر یدھشٹر بولے بھیم! استوش۔ پرما۔ مد۔ راگ۔ ابھیمان۔ اشانتی۔ بل۔ موہ۔ اور خلیت۔ ان پر بل پاپوں نے تمہارے من کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اس لئے تمہیں راج کی اچھائی ہوتی ہے۔ بھائی بھوگوں کی آسکتی چھوڑو اور سب بندھنوں سے چھوڑ کر شانت اور سکھی ہو جاؤ۔ آگ میں اگر ایندھن نہ ڈالا جائے۔ تو وہ کتنی ہی دہکتی کیوں نہ ہو بجھ جاتی ہے۔ اس طرح تم بھی اپنا اہار کم کر کے پیٹ کی آگ شانت کرو۔"

یہ آج کل بہت بڑھ گئی ہے۔ پہلے اپنے پیٹ کو جیتو۔ پھر ایسا سمجھا جائے گا کہ اس جیتی ہوئی پرتھوی سے تم نے کلیان پر فتح پائی ہے۔ بھیم سین! تم کام، بھوک اور ایشوریہ کی تعریف کرتے ہو۔ لیکن جو بھوگوں سے رحمت اور تمہاری نسبت بہت ڈر بل ہیں وہ رشتی مٹی ہی سر و آتم پد کو پراپت کرتے ہیں۔ جو پتے کھا کر یا ہوا اور پانی کے ادھار پر جیتے ہیں۔ ان پتسولوں نے ہی نرک کو جیتا ہے۔ ایک طرف چکرورتی راجہ ہے اور دوسری طرف پتھر اور سونے کو سامان سمجھنے والا مٹی ہے۔ ان دونوں میں مٹی ہی کرتا رتھ ہے راجہ نہیں۔ اپنے منور ہتھوں کے پیچھے پڑ کر بڑے بڑے کام شروع نہ کرو۔ آسا اور مٹا چھوڑ دو۔ اس سے تمہیں اس لوک اور پرلوک میں شوک رہت ہو مگر ملے گی۔ جنہوں نے بھوگوں کی آسکتی چھوڑ دی ہے وہ کبھی شوک نہیں کرتے۔ پھر تم مکینوں بھوگوں کی چنتا کر رہے ہو؛ اگر سب بھوگوں کا تیاگ کر دو تو اس مٹھیا داد و داد سے چھوٹ جاؤ گے۔ پرلوک کے دو مارگ ہی مشہور ہیں۔ دیویان اور پتریان۔ سکام یگیہ کرنے والے پتریان سے جاتے ہیں۔ اور موکش کے ادھیکاری دیویان سے۔ ہرشی گن تب برہمچریہ اور سوادھیائے کے بل پر ایسے راج میں پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں مرتیو کا دخل نہیں ہے۔ راجہ جنک سب دندوں سے رحمت اور جیون مکت پرورش دیتے۔ انہیں موکش سروب آتما کا سا کھٹا نکار ہو گیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کی نظر میں میرے پاس بہت سا دھن ہے۔ لیکن میرا اس میں کچھ بھی نہیں۔ ساری مٹھیا جل جائے تو بھی میرا کچھ نہ جلے گا۔ جو خود درشتاروپ سے رہ کر اس پر پتھ کو دیکھتا ہے۔ وہی آنکھوں والا اور بدھیماں ہے۔ تنو کا بودھ کرانے والی ورتی کو بدھی کہتے ہیں۔ جب منش خدا جدا پرانیوں کو ایک ہی پر ماتا میں مہکت دیکھتا ہے۔ اور اسی سے سب کا دستار ہوا مانتا ہے۔ اُس وقت وہ برہم رومی ہو جاتا ہے۔ بدھیماں اور پتوی ہی اُس آتم گتی کو پراپت ہوتے ہیں۔ بڑا گمبائی اور تب نہ کرنے والے وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ راستہ میں سب کچھ بدھتی میں ہی سمٹت ہے۔ یوں کہہ کر راجہ یدھشٹر چپ ہو گئے۔ تب ارجن پھر لوٹے۔

ارجن نے کہا۔ "ہمارا راج! گمبائی لوگ راجہ جنک اور اُن کی استری کا سواد کہا کرتے ہیں۔ راجہ جنک نے بھی راج کو چھوڑ کر کے بھکت ورتی جیون نرباہ کرنے کا دھار کیا تھا۔ اُس وقت اس کی دانی نے دُکھی ہو کر جو کچھ کہا تھا۔ وہ میں آپ کو سناتا ہوں۔"

کہتے ہیں ایک دن راجہ جنک پر موہ چھا گیا۔ وہ دھن سنتان استری اور طرح طرح کے رتن اور اگنی ہوتر کا بھی تیاگ کر کے بھکشوؤں کی طرح مٹھی بھر بیٹھنے ہوئے جو کھا کر رہنے لگے۔ سوامی کو اس اوستھ میں دیکھ کر دانی بڑی گھبرائی۔ اُس نے اُن کے پاس ایکانت میں جا کر کہا "راجن! آپ کو مٹھی بھر جو کھا کر رہنا مناسب نہیں ہے آپ کی یہ پرتگیا اور چٹھا سب راج دھرم کے اٹھ ہے۔ اس بڑے بھاری راج کو چھوڑ کر اگر آپ تھوٹے سے اُن سے جیون نرباہ کر کے سنشٹ ہیں۔ تو اتنے سے اتھی، دیوتا، رشی اور پتروں کا پالنے پر مشن کس طرح ہوگا آپ کے رہتے ہوئے آپ کی اما آج سے پتر ہیں ہوئی۔ بھلا! کہتے تو یہ طرح طرح کے بستر، زلیور اور سمستی کو چھوڑ کر آپ کس لئے سنیا سی ہو رہے ہیں؟ شکریہ جیون کیوں سبر کرنا چاہتے ہو؟ آپ سب بھوگوں کے بے پناہ

کے سامں ہیں۔ سبھی آپ کے یہاں اپنی پیاس بجھانے آتے ہیں۔ ایک وقت ایسا تھا جب آپ پھلوں سے لدے ہوئے پیڑ کی طرح سب کی بھوک مٹایا کرتے تھے۔ لیکن اب مٹھی بھر جو کے لئے خود لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے۔ جب سب کچھ چھوڑ کر بھی آپ مٹھی بھر جو کے لئے دوسروں کی کڑیا چاہتے ہیں تو اس تیاگ میں اور راج کرنے میں فرق ہی کیا رہ گیا ہے؟ دونوں ایک سے ہی ہیں۔ پھر کیوں کشٹ اٹھا رہے ہیں؟ جب مٹھی بھر جو کی ضرورت نہی ہی رہی تو پھر سب کچھ تیاگ کرنے کی پرتگیا کہاں رہی؟

مہاراج! اگر مجھ پر آپ کی کرپا ہو۔ تو اس پر تھوی کا پالن کیجئے۔ اور راج محل، سیج، سواری، بستر اور زیوروں کو استعمال میں لا۔ پیئے۔ جو دوسروں سے دان لیتا ہے۔ اور جو سدا خود دان کرتا رہتا ہے۔ اُن دونوں میں کیا فرق رہ گیا؟ ان میں کون مرثیہ ہے؟ اسے آپ سمجھئے۔ سنار میں سادھو منستوں کو آن دینے والے راجہ کی ضرورت ہے۔ اگر دان دینے والا راجہ نہ رہے تو موکش چاہنے والے ہاتھ پائروں کا جیون نرباہ کیسے ہو۔ اُن سے ہی پران بڑھتا ہے۔ اس لئے اُن دینے والا پران داتا ہوتا ہے۔ گہمت آشرم سے الگ ہو کر بھی تیاگی لوگ گہمتوں کے ہی سہارے جیون نرباہ کرتے ہیں۔ جو آسکتی دہمت ہوا سب پرکار کے بندھنوں سے مُکت ہے۔ جو شسترو اور مہتر میں سامں بجاو رکھتا ہے۔ وہ کسی بھی آشرم میں رہے۔ وہ سدا مُکت ہی ہے۔ بہت سے لوگ تو دان لینے یا پیٹ لینے کے لئے سرمنڈا کر گرو سے کپڑے پہن کر گھر سے نکل جاتے ہیں۔ وہ طرح طرح کے بندھنوں میں بندھے ہونے کے کارن بھوگوں کی ہی کھوج میں پھٹکے پھرتے ہیں۔ ہر دے کا راگ اور دلیش دور نہ ہو تو گیر والی بستر دھارن کرنا دمجہ آچار ہے۔ میرا تو دشوا س ہے۔ کہ دہرم کا ڈھونگ دجانے والے یہ لوگ اپنی روزی کے لئے ہی ایسا پاکھنڈ رچاتے ہیں۔ لیکن آپ کے لئے تو یہی مناسب ہے کہ سادھو ہاتھ پاؤں کا پالن پوشن کرتے ہوئے جندریہ ہو کر پُرن لوگوں پر ادھیکار پر اپت کیجئے۔ جو ہر روز گورو کے لئے سمدھالاتا ہے اور سدا بہت سی دکھشنا دالے لگیے کرتا رہتا ہے اس سے بڑھ کر دہرم پران اور کون ہوگا؟ اس طرح رانی کے سمجھانے بھجانے پر راجہ جنک نے سنیا س کا دوا چار چھوڑ دیا راجہ جنک سنار میں متو دیتا کے روپ میں پرستہ ہیں۔ لیکن انہیں بھی موہ ہو گیا تھا۔ انکی طرح آپ بھی موہ میں نہ پڑیئے۔ اگر ہم لوگ سدا دان اور تپ میں لگے ہوئے اپنے راج دہرم کا پالن کریں گے۔ دیا دان ہو کر پر جاکا شناسن کریں گے۔ تو ہم گورو جنوں کی سیوا کرتے ہوئے اُردھو گتی کو پر اپت ہوں گے۔ اس طرح برہمنوں کی سیوا کرتے ہوئے اور ستیہ بھاشن کرتے ہوئے اور دیوتا ایتھی اور سب پرانیوں کی ودھی پوروک سیوا کرتے ہوئے ہیں پن لوگوں کی پراپتی ہوگی۔

راجہ بیکھشستر نے کہا۔ "بھیا! میں دہرم شاستر اور اپر برہسم کا نردین کرنے والے دونوں طرح کے شناسروں کو جانتا ہوں اور مجھے کرم لوگ اور تیاگ پر زور دینے والی شرتیوں کا بھی گیان ہے۔ اُن کے علاوہ وردھ ارتھ کا ورن کرنے والے واکوں کا بھی مجھے گیان ہے اور اُن واکوں کے تا تیر یہ کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم تو صرف شسترو دیا ہی جانتے ہو اور کھشا تر دہرم پالن کرتے ہو۔ شاستر کے پتھار تھ مرم کو تم کسی پرکار نہیں سمجھ سکتے۔ جو

لوگ شستر کی باریکیوں کو جانتے ہیں اور دھرم کا رنہ کرنے کی لوگ تار کھتے ہیں۔ تمہاری طرح وہ بھی مجھے اُپدیش نہیں دے سکتے۔ تو بھی بھڑا تری پریم کو سنسکھ رکھ کر جو تم نے کہا ہے۔ وہ ٹھیک ہی ہے۔ اس سے مجھے بھی تم پر پرستیا ہی ہوتی ہے۔ بدھ کے دھرموں میں اور بدھ کرنے میں تم سے بڑھ کر تو شیوں لوگوں میں کوئی نہیں ہے۔ لیکن جن مہا بھاد کی بدھی پر مارتھ میں لگی ہوئی ہے۔ اُن کا وچار ہے کہ تپ اور تیاگ دلدہی آپس ہیں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ارجن! تم جو ایسا سمجھتے ہو کہ دھن سے بڑھ کر کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ سو ٹھیک نہیں ہے۔ دراصل دھن کوئی بڑائی والی چیز نہیں ہے۔ یہ بات جس طرح سمجھ میں آجائے وہی تمہیں بتا دیا ہوں۔ اس دنیا میں تپ کرتے اور دیدول کو پڑھتے ہزاروں پر مشن دکھائی دیتے ہیں۔ وہ تپسوی رشی ہی ہیں۔ جو آخر میں سناٹن لوگوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ انیکوں ایسے بھی اجات شتر و دھیرج وان بن باسی ہیں۔ جو بن میں رہ کر سوادھیائے کرتے ہوئے سب بگ لوک پراپت کر لیتے ہیں۔ کوئی مہا پرش اندریوں کو اپنے ونیوں سے روک کر اودیک سے پیدا ہوئے گیان سے مکت ہو کر دیوان مارگ پر چڑھ کر برہم لوک کو پراپت ہوتے ہیں اور کئی پتریان مارگ سے پن لوک کو پراپت ہوتے ہیں۔ لیکن موکش مارگی پرشوں کی گئی تو انہیں دھن ہے۔ اس لئے لوگ ہی سب سادھنوں میں پردھان مانا گیا ہے۔ لیکن اس کا سروپ جانا بہت کھن ہے۔ و دو ان لوگ ستیہ استیہ کا دیک کرنے کے لئے سدا شستروں کا سوادھیائے کرتے رہتے ہیں اور وہ اپنے سروپ میں بھت ہوئے یہیں مکت ہو جاتے ہیں یہ اتم تنو بے حد سوکھم ہے۔ نیتروں سے اسے دیکھا نہیں جاسکتا۔ اور بانی سے کہا نہیں جاسکتا۔ جو بڑے مہیم کی کشل و دو ان ہیں وہ بھی اس اتم تنو کے بارے میں چکے میں پڑ جاتے ہیں۔ پھر سادھان جیووں کا تو کہنا ہی کیا۔ اسی طرح بڑے بڑے بدھیان، شروتریہ اور شاسترگیوں کے لئے بھی وہ دروگہ ہے۔ لیکن ارجن! تنو دیتا لوگ۔ تپ گیان اور تیاگ سے اُس بیتیہ مہان سکھ کو پراپت کر لیتے ہیں۔

مہرشی دیوستان اور ارجن کا راجہ بدھشتر کو سمجھانا

دیشم پائن جی کہتے ہیں۔ "ارجن! بدھشتر کی بات پوری ہونے پر وہاں بیٹھے ہوئے دیوستان نامی ایک مہرشی نے بدھشتر کو سمجھاتے ہوئے کہا "اجات شتر و! آپ نے کھت تر دہرم انوسا یہ ساری پر تھوی جیتی ہے۔ اسے آپ کو ویرتھ ہی نہیں تیاگ دینا چاہیئے۔ ارجن! برہمچریہ، گرہت آشرم، بان پرتھ آشرم اور سنیا س یہ چاروں آشرم برہم کو پراپت کرنے کی چار سیڑھیاں ہیں اور ان کا ذکر دیدول میں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ کو انہیں ترتیب وار پار کرنا چاہیئے۔ آپ ابھی بڑی بڑی دکھنا والے یگیہ کیجئے۔ سوادھیائے یگیہ تو رشی لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور کوئی کوئی گیان یگیہ بھی کرتے ہیں۔ گرہتہ تو یگیہ کے لئے ہی دھن سنگھ کرتے ہیں۔ وہ اگر صرف اپنے شریر اور یوگیہ کام کے لئے اُس کا در آپوگ کرتے ہیں۔ تو وہ گرہ پات جیسے دوش کے بھاگی بنتے ہیں۔ برہانے یگیہ کے لئے ہی دھن کی رچائی ہے۔ اور یگیہ کے لئے ہی پرش کو اُس کا رکشک مقرر کیا ہے۔ اس لئے یگیہ کے لئے سارا دھن خرچ کر دینا چاہیئے۔ اس کے بعد جلدی ہی کامنا کی سدی ہو جاتی ہے۔ ارجن! ادکشت کے پتر راجہ مرث نے

بڑی دھوم دھام سے اندر کی آرا دھنائی تھی۔ اُن کے یگیہ میں لکشمی دیوی خرد آتی تھی۔ اور اُن کے بھی یگیہ پاتر سوتے کے تھے۔ راجہ ہریش چندر نے بھی بڑا دھن خرچ کر کے اندر کا آرا دھن کیا تھا۔ اُس سے وہ بیٹیوں کے بھائی ہوئے اور شوک رہت ہو گئے۔ اس لئے سارا دھن یگیہ میں لگا دینا چاہیے۔ راجن! منش کے من میں سنتوش ہونا سوگ سے بڑھ کر ہے۔ سنتوش ہی سب سے بڑا سکد ہے۔ سنتوش بھی ہوتا ہے۔ جب منش کچھ سے کے انگوں کی طرح اپنی سب کا منادوں کو سب طرف سے سمیٹ لیتا ہے۔ اُس وقت فوراً ہی اتم جیوتی سرورپ پر ماتا کا اپنے اتہ کرن میں پرتیکش اُبھو ہوتا ہے۔ جب منش کسی سے بچے نہیں مانتا تو اُس سے بھی کسی کو کوئی ڈر نہیں رہتا وہ کام اور دلش کو جیت لیتا ہے۔ اور آتما کا ساکت تکار کر لیتا ہے۔

کئی لوگ شانتی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور کوئی اڈلوگ (غل) کے گن گاتے ہیں۔ کوئی ان میں سے ہر ایک کو ہی اچھا اچھا بتاتے ہیں۔ اور کوئی ایک ساتھ دونوں کو ہی اچھا بتاتے ہیں۔ کوئی یگیہ کو ہی اچھا بتاتے ہیں۔ کوئی سناسن کو اور کوئی دان کو ہی اچھا سمجھتے ہیں۔ کوئی سب کچھ چھوڑ کر بھگوان کے دھیان میں مگن رہتے ہیں۔ اور کوئی راج پا کر پر جاکا پالن کرتے رہنا ہی اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن ان سب باتوں پر وچار کر کے بڑھیانوں نے ہی نشیچہ کیا ہے کہ کسی سے درود (دھوکا) نہ کرنا۔ سچ بولنا۔ دان دینا۔ سب پر دیا رکھنا۔ اندر یہ نگہ، اپنی ہی استری سے پتر پیدا کرنا۔ اور غمنا۔ بجا اور خچلت کا نہ ہونا۔ یہ ہی پردھان دہرم ہے۔ اور ایسا ہی سومیہو تھی نے بھی کہا ہے۔

راجن! آپ بھی اسی راج یوگ کا ہی پالن کریں۔ راجہ کا یہ دہرم ہے کہ اندریوں کو بالکل اپنے قابو میں رکھے پرتیہ اپنیہ میں سماں ہے۔ یگیہ اوشٹھان سے جوئے اسی ان کا سیون کرے۔ شاستر کے رہیہ کو جانے اوشٹوں کا دمن کرتا رہے۔ سا دھوؤں کی رکھش کرے۔ پر جاکو دہرم مارگ پرے جا کر اُس کے ساتھ دہرم اوسا راجو ہار کرے۔ اور آخر میں پتر کو راج لکشمی سوپ کر بن میں چلا جائے۔ وہاں بھی بن کے چل مول دیو سے نرباہ کرتا ہوا اکیہ تیاگ کر شاستر دھمی کے اوسا رکھوں کا ہی آچرن کرے۔ جو راجہ اس پر کار بڑا کرتا ہے وہی دہرم کے جاننے والا ہے۔ اُس کے لوک پر لوک دونوں دھر جاتے ہیں۔ اس پر کار جو دہرم کا پالن کرتے تھے۔ شتیر دان اور تپ کرنے میں لگے رہتے تھے اور کام کرودھ وغیرہ دوشوں سے رہت تھے۔ سدا پر جاپالن میں ہی لگے رہتے تھے۔ اتم دہرم کا آچرن کرتے تھے۔ برہمن اور گوتی رکھش کے لئے یدھ تک کرنے سے بھی نہ ڈرتے تھے۔ ایسے انیکوں راجہ اتم گتی پر اپت کو چکے ہیں۔ اسی طرح زور آدتیہ اور سادھیہ دیوہ راج رشیوں نے بھی اسی دہرم کا آشرہ لیا تھا۔ اور سدا سادھان رہ کر اپنے پوتر کر موں کا آچرن کرتے ہوئے سوگ پایا تھا۔

دلش پالن جی کہتے ہیں۔ "راجن! اس طرح جب دیوستان مئی اپنا بھاشن دے چکے تو ارجن نے اپنے بھائی یدھ شتر کر پھر آداس دیکھ کر کہا۔ راجن! آپ دھر یگیہ ہیں۔ آپ نے کشت تر دہرم کے اوسا ہی زور لہر راج پایا ہے۔ پھر آپ اتنے دکھی کیوں ہیں؟ ہمارا راج آپ کشت تر دہرم کا دچار کیجیے۔ کھستری کے لئے تو دہرم یدھ میں مرجانا انیکوں بیٹیوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ تپ اور تیاگ تو برہمنوں کے دہرم ہیں۔ دوسرے کے دھن سے نرباہ کرنا یہ کھستری

کا دھرم نہیں ہے۔ آپ دھرم تائیں اور بدھماں ہیں۔ آپ ان سبھی دھرموں کو جانتے ہیں۔ اس لئے آپ کھشتر دھرم پر در دھر رہتے ہوئے نیگیہ اور دان کرتے ہوئے راج شکھ بھو گئے۔ دیکھئے اندر کشپ برہمن کا پتر تھا لیکن اپنے کرم سے وہ کھشتری ہو گیا تھا۔ اُس نے ننانوے پانی جاتیوں کو مار ڈالا تھا۔ لوگ میں اس کے اس کرم کو اچھا ہی مانا گیا ہے۔ اس لئے جو کچھ ہو چکا ہے۔ اُس کے لئے شوک نہ کریں۔ یہ سب دیر کھشتر دھرم کے افسار بدھ ہیں لڑکر کٹ مرے ہیں۔ اور پرم گئی کو پراپت ہوئے ہیں۔

مہرشی دیاس کا شنکھ، لکھت اور راجہ دیگر یو کی کھت اُس کا کریدھشٹر کو پر جاپالن کیلئے
اُتہ دلانا، اور بدھشٹر کا پھر ارجن کے پاس اپنے شوک کو پر گٹ کرنا

ویشم پائن جی کہتے ہیں "جینیجہ! ارجن کے اس پر کار سبھانے پر کنتی نندن بدھشٹر نے کوئی اُتر نہیں دیا۔ تب مہرشی دیاس جی کہنے لگے "سوئے! ارجن کا کہنا ٹھیک ہے۔ گرہست دھرم بہت اتم ہے۔ اور شاستروں میں اس کا وزن کیا گیا ہے۔ تم شاستر افسار اپنے کھشتر دھرم کا ہی پالن کرو۔ تمہارے لئے گھر چھوڑ کر جانے کا ودھان نہیں ہے۔ دیکھو دیوتا پتر آتھی اور سیوک ان سب کا بڑا گروہستی ہی کرتے ہیں۔ اس لئے تم ان سب کا پالن کرو۔ پتو۔ پنچہ اور سب پرانیوں کے پرٹ بھی گروہستی ہی بھرا ہے۔ اس لئے گروہستی ہی سب سے مہریشٹھ ہے۔ تم وید کے گیان سے واقف ہو۔ اور تم نے بہت بڑی تپسیا کی ہے۔ اس لئے اپنے اس باپ دادا کے راج کا بعد اٹھانے میں تم اچھی طرح سے سرفہ ہو۔ راجن! تب۔ نیگیہ۔ ودیا۔ بھکشا۔ اندر یہ نگہ، دھیان ایکانت واس۔ سنشوش۔ اور شاستر گیان یہ سب باتیں تو برہمنوں کو سب دھنی دینے والی ہیں۔ اگرچہ تم کھشتر دھرم کو جانتے ہو تو بھی تمہیں سنانا ہوں۔ نیگیہ۔ ودیا۔ ابھیاں۔ شستروں پر چڑھانی کرنا۔ راج بکشی کی پراپتی میں کبھی سنشوش نہ کرنا۔ دڈ دینا۔ دبہ رکھنا۔ پر جا کا پالن کرنا۔ سب ویدوں کا گیان پراپت کرنا۔ تب، سدھیا۔ دروہ سنگہ اور سپا تر کو دان دینا۔ کھشتریوں کے یہ سب کرم اُسے اس لوگ اور پر لوگ میں سکھ دینے والے ہیں۔ ان میں بھی دڈ دھارن کرنا اس کا سب سے پردھان دھرم ہے۔ اس کے لئے اس میں سدھیل دھنا چاہئے کیوں کہ بل سے ہی دڈ دیا جاسکتا ہے۔ راجن! کھشتریوں کو تو اپنے ان ورن دھرموں کے اچرن کرنے پر سدھی پراپت ہو سکتی ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ راج رشی۔ سدھو من نے دڈ دھارن کرنے سے پرم سدھی پالی تھی۔ اس دشتے میں میں تمہیں یہ پراچین اتھاس سنانا ہوں۔ دھیان دے کر سٹو۔

"شنکھ اور لکھت نامی دو بھائی تھے۔ وہ بڑے تپسوی تھے۔ باہو دا ندی کے گھاٹ پر اُن کے الگ الگ آشرم تھے۔ جو بڑے ہی سندر اور پھل پھول سے لدے رہتے تھے۔ ایک دفعہ لکھت شنکھ کے آشرم پر آئے۔ دیو لوگ سے اُس وقت شنکھ باہر گئے ہوئے تھے۔ لکھت نے بھائی کی غیر حاضری میں وہاں کے پیڑوں

کے بہت سے بچے ہوئے پھیل توڑ لئے۔ وہ انہیں وہاں بیٹھ کر کھانے لگے۔ اتنے میں شکھ وہاں آ گئے۔ انہوں نے نکھت کو پھیل کھاتے دیکھ کر کہا "تہیں یہ پھیل کہاں سے ملے۔ تب نکھت نے اپنے بڑے بھائی شکھ کے پوچھنے پر سامنے والے پیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر شکھ نے کہا "تم نے مجھے پوچھے بنا ہی پھیل توڑ کر چوری کی ہے۔ اس لئے تم راجہ کے پاس جاؤ اور اسے اپنا سب کچھ سنا کر کہو۔ راجن! رہنا پڑے دوسرے کی چیز لے کر میں نے چوری کا اقرار دیا ہے۔ اس لئے تم اپنا دھرم پالن کر سکتے ہوئے مجھے دہی سزا دیجئے جو چور کو دی جاتی ہے۔ تب بھائی کی آگیا کا پالن کر سکتے ہوئے نکھت راجہ سد دیو من کے پاس گیا اور ان سے بولا۔ کہ میں نے بنا اجازت اپنے بھائی کے پیڑ سے پھیل توڑ کر کھائے ہیں۔ اس لئے آپ مجھے اس چوری کی سزا دیجئے۔ اس کی بات سن کر راجہ سد دیو من نے کہا "برہمن! اگر آپ دنڈ دینے میں راجہ کو پرمان مانتے ہیں تو کشما کرنے کا بھی اسے ادھیکا ہے۔ اس لئے تم جاؤ میں نے تمہیں کشما کیا۔ اس کے بغیر میرے یوگیہ اور کوئی سیوا ہو تو مجھے آگیا دیجئے۔ میں اسے پالن کرنے کی کوشش کروں گا۔" لیکن راجہ کے بہت پر ارتھنا کرنے پر بھی نکھت نے دنڈ کے لئے اصرار کیا۔ تب راجہ سد دیو من نے چوری کا دنڈ دیتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ کٹوا دیئے۔ اس طرح دنڈ پا کر وہ شکھ کے پاس گیا اور بڑے دین بھاد سے پر ارتھنا کی کہ مجھے دنڈ مل گیا ہے۔ اب آپ مجھ موڑ دیتی کہ کشما کیجئے۔ شکھ نے کہا بھیا! میں تم پر غصے نہیں ہوں۔ تم تو دھرم کو جاننے والے ہو۔ تم سے دھرم کا آنگھن ہو گیا تھا۔ اب تم جلد ہی ہی بانو ندی کے تٹ پر ودھی پوروک دیوتا اور پیروں کا ترپن کرو۔ آئندہ کبھی ایسا کام نہ کر بیٹھا۔" شکھ کی بات سن کر نکھت نے باہودا کے پوتر جل میں انسان کیا۔ اور پھر وہ جوں ہی ترپن کرنے کو تیار ہوئے کہ ان کی بھجائوں میں کسل کے سمان سندر دو ہاتھ پر گٹ ہوئے۔ اس سے انہیں بڑی حیرانی ہوئی اور اپنے بھائی کے پاس جا کر سب حال کہہ سنایا۔ تب شکھ نے کہا "بھائی! شذکانہ کرو۔ میں نے اپنے تپ کے پر بھاد سے یہ ہاتھ پیدا کر دیئے ہیں۔" اس پر نکھت نے کہا "برہمن سریشٹھ! اگر آپ کے تپ کا ایسا ہی پر بھاد تھا تو آپ نے میری بدھی کو پہلے ہی شدھ کیوں نہ کیا۔ شکھ بولے۔ "یہ ٹھیک ہے۔ لیکن دنڈ دینے کا ادھیکا صرف راجہ کو ہی ہے۔ اس سے راجہ کی بھی شدھی ہوئی ہے۔ اور پیروں سمیت تم بھی پوتر ہو گئے ہو۔" اسی پرکار چتیاؤں کے شر دکھش نے بھی اتم بدھی پر اپت کی تھی۔ پر جادوں کا پالن کرنا ہی کھشروں کا دھرم ہے۔ اس لئے راجن! آپ شوک نہ کیجئے۔ اپنے بھائی راجہ کی نیک صلاح کو مانئے۔ کھشروں کا پردھان کر تو یہ تو دنڈ دھارن کرنا ہے۔ موڑ نہ ڈانا ان کا کام نہیں۔

"ات! بن میں رہتے وقت تمہارے بلوان بھائیوں نے جو منور تھ کئے تھے۔ انہیں سہیل ہونے دو۔ تم یاتی کے سان پر بھوی کا پالن کرو۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ دھرم ارتھ اور کام کا بھوک کرو۔ آخری دستھا میں بن کو چلے جانا۔ پہلے ارتھیوں (مرد و تہمنہ) پیروں اور دیوتاؤں کے رن سے مکت ہو لو۔ اس کے بعد جو اچھا ہو کرنا۔ ابھی تو اشتو میدھ یگیوں کا اوشٹھان کرو۔ اگر تم اپنے بھائیوں کے ساتھ بڑی بڑی

دکھنا والے بگھے کر دے تو تمہیں بہت لیش اور کیرتی ملے گی۔ راجن! میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں۔ اُس پر دھیان دو۔ ویسا کرنے سے تم اپنے دھرم سے نہیں کرو گے۔ دیکھو! جو راجہ کر (ٹیکس) آسانی کا چھٹا حصہ لے کر بھی دیش کی رکشا نہیں کرتا وہ اپنی پرچاکے چوتھائی پاپ کا بھائی ہوتا ہے۔ اگر راجہ دھرم شاستر کا انگن کرتا ہے۔ تو پت ہو جاتا ہے۔ اور اگر دھرم کا پالن کرتا ہے تو نر بھی ہو جاتا ہے۔ اگر کام کر دھ کو چھوڑ کر وہ تپا کے سلمان ساری پرچاکے تیش سم درشتی رکھے تو اس کی کھشا تر دھرم کے پالن سے وہ پاپ سے پھوٹ جاتا ہے شتر دوش کو اپنے تیج اور برہمی کے بل سے قابو میں رکھنا چاہیے پاسوں کے ساتھ کبھی میل نہیں کرنا چاہیے۔ اور اپنے راج میں پیہ کرموں کا اوشمٹھان کرنا چاہیے۔ شور ویر، شریٹھ۔ ستیہ کرم کرنے والے دوان، وید پانٹی، برہمن اور دھوان کی خاص طور پر رکشا کرنی چاہیے۔ جو دوان ہوں۔ انہیں دھرم کا ریم میں لگا رکھا چاہیے۔ اور کسی وقت میں بھلے ہی کتا دوان کیوں نہ ہو کبھی وشواس نہیں کرنا چاہیے۔ جو راجہ پرچاکے رکشا نہیں کرتا ظالم ہے۔ شریٹھ پُرشوں کا آدر نہیں کرتا اور گنوں میں بھی دوش درشتی کرتا ہے۔ وہ پاپی ہے۔ اور وہ دُرگنی کو پراپت ہوتا ہے اگر کبھی پرچا بادش نہ ہونے یا زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے یا اس طرح کی دیوی سنکٹوں سے نشٹ ہو رہی ہو اور راجہ اُس کی رکشا نہ کرے۔ اور نہ ہی لیٹروں سے پرچا کو بچائے وہ راجہ ہی دوش کا بھائی ہوتا ہے۔ لیکن اگر راجہ اپنی پوری شکتی سے ان دیوی سنکٹوں کو سلجھانے میں لگا ہوا ہے۔ تو بھلے ہی وہ ناکام ہو جائے پھر بھی اُسے کوئی پاپ نہیں ہوتا۔

راجن! اس وقت میں تمہیں راج برشتی دیگر لو کی کھاشا سنا ہوں۔ وہ بڑا شور ویر اور پوتر کرم کرنے والا تھا۔ اُس نے اپنے باہوبل سے پہلے تو اپنے سب دشمنوں کو دبا دیا تھا لیکن دیو گتی سے موقع پا کر اُن دشمنوں نے اُسے مار ڈالا۔ وہ دشمنوں کو دبانے اور پرچا پالن کرنے میں بڑا ہی ناہر تھا۔ اس سے اُسے بڑی کیرتی بھی ملی تھی۔ اُس نے انہار کو پاس نہیں آنے دیا اور نیاے پُردک اپنے کھش تر دھرم کا پالن کیا۔ اُس نے بہت سے بگھے کئے تھے۔ اس پر کار سب لوگوں میں اس کا لیش چھا گیا۔ اور اب وہ سورگ میں سکھ بھوک رہا ہے۔ اُس نے بگھے کرتے اور دُذدھارن کرنے سے دو طرح کی سر بھی پائی تھی۔ اور دھرم شاستر کے اوسا پرچا کا پالن کیا تھا۔ وہ بڑا دوان، تیگی، شر دھالو اور کرتگی تھا۔ اس لوک میں اُس نے انیکوں پیہ کرم کئے۔ اور پھر شر پُرشوں کو ان پیہ لوگوں کو پراپت کیا جو دوان کو اور پریاگ وغیرہ تیرتھ استھانوں میں شر پُرشوں نے والے کو ملتے ہیں۔

راجہ پیدھنٹر نے کہا: "بھگون! اس پر پھوی کے راج اور طرح طرح کے بھگوں میں رچی نہیں ہے۔ مجھے تو شوک کھلے جارہا ہے جن کے پتی اور پتر نشٹ ہو گئے ہیں ایسی ابدالوں کا دلاپ سن کر مجھے ذرا بھر بھی چین نہیں ہے۔ تب وید ویتا بھگون ویاس جی نے کہا: "راجن! جو لوگ مارے گئے ہیں وہ تو اب کسی بھی کرم بگھے سے مل نہیں سکتے۔ اور نہ کوئی ایسا پُرش ہے جو اتھیں لا کر دے دے۔ مذہبی یا شاستروں کے سوا دھیائے سے بھی کوئی دستور بے وقت نہیں مل سکتی۔ یہ منش کے وش کی بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی تو مورکھ منش کو بھی اتم دستور مل جاتی ہے۔ اصل میں کاری کی سبھی میں کال ہی کی پردھانتا ہے کاریگری۔ منتر اور اوشدھیوں کا میابی میں منت بن جاتی ہیں۔ وقت آنے پر ہی بادل جل برساتے ہیں۔ بنا دقت کے دشمنوں

میں پھل پھول نہیں لگتے۔ خاص خاص وقت آنے پر پچھی، سرب، برگ، ہاتھی اور ہرنوں میں کام ڈالنا پھر کتی ہے۔ استروں کے گریہ دھارن کرنے کا بھی خاص وقت ہوتا ہے۔ وقت آنے پر بالک بولنے لگتا ہے۔ جوانی کا بھی خاص وقت ہوتا ہے۔ بیج بھی اپنے لوگہ سے پر ہی اگتا ہے۔ اسی پر سورج، چندرما وغیرہ دویشکتیوں کا چڑھنا، چھینا، گھٹنا، بڑھنا اپنے اپنے مناسب وقت پر ہی ہوتا ہے۔ "راجن! اس دشنے میں راجہ سین جت نے جو کچھ کہا تھا وہ پراچین اتھاس میں تمہیں ملے گا۔"

راجہ نے کہا تھا "یہ بھانک کال پکڑ سبھی منشوں پر اپنا پر بھاد ڈالتا ہے۔ پرقتوی کے بھی پدارتھ وقت آنے پر کمزور ہو کر نشٹ ہو جاتے ہیں۔ دھن، استری، پتر اور پتیا کے نشٹ ہو جاتے پر پش "ہائے کیسا دکھ ہے" ایسا سوچ کر ہی پھر اس دکھ کی توری کا آٹے کرتا ہے۔ لیکن تم مودک بن کر شوک کیوں کرتے ہو۔ جو شوک روپ ہی تھے۔ ان کے لئے شوک کیا کرتا۔ تمہارے دکھ ماننے سے دکھ کی اور بھیے ماننے سے بھی کی دردھی ہوگی۔ نہ تو یہ شریہ میرا ہے اور نہ یہ پرقتوی میری ہے یہ جلیبی میری ہے۔ دسی کا اور سب کی ہے۔ ایسی درشتی رکھنے سے جو کبھی موہ میں نہیں پھنستا۔ شوک کے ہزاروں ستھان ہیں اور خوشی کے بھی ہزاروں موقع ہیں لیکن ان کا پر بھاد روز روز مودک منشوں پر ہی پڑتا ہے۔ دودالوں پر نہیں۔ سندسار میں تو صرف دکھ ہی دکھ ہے سکھ تو ہے ہی نہیں۔ اس لئے لوگوں کو دکھ ملتا ہے۔ یہاں سکھ کے پیچھے دکھ اور دکھ کے پیچھے سکھ لگا ہی رہتا ہے سکھ کا انت دکھ ہی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی دکھ سے بھی سکھ کی پراپتی ہو جاتی ہے۔ اس لئے چھتہ سنکھ کی اچھا ہو دکھ اور دکھ دونوں کو تیاگ دے۔ سکھ یا دکھ بھلایا برا جو کچھ بھی ملے۔ اس کا پر بھاد ہر دے پر نہ پڑنے دے اور پرست سے اُنہیں جن کرے۔ بھائی! اپنے استری اور پتروں کے تیش ان کی مرضی مطابق دھرنے میں مٹوری سی ڈھیل دکھا دو۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون کبھی کارن سے کس طرح سمجھتی ہے۔

یہ دھنٹر! یہ سکھ دکھ کے مرم کو جاننے دے دھر گیہ جہان پدھماں سین جت کا کھن ہے۔ جس پرش کو جو دکھ ستا رہا ہے۔ اس سے اسے کبھی شافی ملنے والی نہیں ہے۔ دکھوں کا انت کبھی نہیں آتا۔ ایک کے پیچھے دوسرا دکھ بڑھتا رہتا ہے سکھ دکھ۔ جن ہرن، لاجہانی اور گھٹیا بڑھایا بار بار آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے دھیر پرشوں کو ان کی وجہ سے شوک نہیں کرنا چاہیے۔ راجاؤں کا لوگ تو پڑھ کی دکھ شایا۔ یہ دھکرنا۔ دھنیت کا صحیح استعمال کرنا اور گیہ میں دکھنا اور دان دینا ہے۔ ان کوں سے ہی راجہ کے انت کرن کی مشورہ جی ہوتی ہے۔ جو راجہ جھماں ہے اور نیا ہے سے راج کرتا ہے۔ انہکا رتیاگ کر گیہ کرتا ہے۔ سب پر جاؤں کو دھرم کے اوسر چھٹا ہے۔ یہ دھ میں دھے پاکر ویش کی دکھ کرتا ہے۔ سوم یاگ کرتے ہوئے پر جا کا پل کرتا ہے۔ یکتی سے بندھ دھارن کرتا ہے۔ ویدت استروں کا اچھی طرح ابھاس کرتا ہے۔ اور چاروں دونوں کو اپنے اپنے دھرم میں سخت رکھتا ہے۔ وہ مشدھ جت ہو کر آئیر میں سوگ کے بھوک بھوکتا ہے جس کے سوگ سدھار جلتے پر اس کے پڑوسی پر یوار اور منتری پر شتا کرتے ہیں۔ اسی راجہ کو سرشمہ گھنا چاہیے۔

ویاس جی کے اس طرح کہنے پر یہ دھنٹر سہہ ارجن سے کہا "بھیا! تم جو سمجھتے ہو کہ دھن سے بڑھ کر اور کوئی دوست نہیں ہے اور نہ دھن کو سوگ ملے اور ارتھ کی بھی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ انیکوں سنوں نے تپیا میں لگے رہ کر ہی اتن لوگوں کو پراپت کیا ہے۔ جو دھرم پر ان پرش برہمچریہ آشرم میں رہ کر ویدوں کے سوا دھیا سے سے ریشوں

کی پریم پرانی رکھت کرتے رہتے ہیں۔ دیوگن انہیں گریہ میں کہتے ہیں۔ جو لوگ سوادھیائے میں لگے ہوئے گیان نشہ اور دھرم نشہ میں آن کو ہی تم رشتی سمجھو۔ بان پرستوں کے کہنے سے تو ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ راج کے سب کام بھی گیان نشہوں کے ہاتھ میں رکھے۔ آج۔ پرشش۔ سکت۔ ارن اور کینو وغیرہ ریشیوں نے سوادھیائے سے ہی سورگ پراپت کیا تھا۔ دان، یگیہ اور اندر یہ نگرہ وغیرہ سب کرم بہت کٹھن ہیں۔ ان دیک کرموں کا آشرہ لے کر لوگ کٹھن مارگ سے سورگ لوگ میں جاتے ہیں۔ لیکن جو نیم کے ارنسار اتر مارگ پر دوستی رکھتا ہے۔ اُسے یوگیوں کو پراپت ہونے والے سنا تن لوگوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ پراچین کال کے ودوان ان دونوں میں سے اتر مارگ کی ہی تعریف کرتے ہیں۔ اصل میں سنتوش ہی سب سے بڑا سورگ ہے۔ سنتوش سے بڑھ کر کوئی سکھ نہیں ہے۔ جن پرشوں سے کروہ اور پرش کو دش میں کر لیا ہے۔ اُن کو ہی اتم سدھی ملتی ہے۔ اس دشنے میں راجہ ییاتی کی بھی گئی یہ گاتھا پرستہ ہے جس پر دھیان دینے سے منش کچھوا جیسے انگوں کو سیکڑ لیتا ہے۔ ویسے اپنی سب واسناؤں کو سیکڑ لیتا ہے۔ راجہ ییاتی نے کہا ہے جب پرش کسی سے نہیں ڈرتا اور اس سے بھی کسی کو بچے نہیں رہتا اور اسے کسی وستو کی اچھیا یا کسی سے دولش نہیں رہتا۔ اُس وقت یہ برہم کو پراپت ہو جاتا ہے۔ جب یہ من کرم بچن سے کسی کا برا چنن نہیں کرتا تو اُسے برہم کی پراپتی ہو جاتی ہے جس کے مان اور موہ دب گئے ہیں۔ جس نے بہت پرشوں کا بنگ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اُس اتم دیتا کے لئے موکش سلجھ ہو جاتا ہے۔

ارجن ! جو پرش دھن کے پیچھے پڑا ہوا ہے وہ تیا گنے کے یوگیہ کرموں کو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ سادھو پن اُس کیلئے در لیج ہے۔ شوک اور بے سے رمت ہونے پر بھی جو پرش سدا چار سے گرا ہوا ہے۔ اُسے دھن کی تھوری سی اچھیا ہونے پر بھی وہ دوسروں سے دشمنی ٹھان لیتا ہے۔ اور اُسے پاپ کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ برہما نے یگیہ کے لئے دھن اور یگیہ رکھت کے لئے منشوں کی رچنا کی ہے۔ اس لئے سارا دھن یگیہ میں ہی لگا دیتا چاہیے۔ اُسے بھوگ میں نگانا اچھا نہیں ہے۔ دھن کسی ایک کا نہیں ہے۔ شردھا دان پرشوں کو اُسے دان یگیہ میں لگاتے رہنا چاہیے۔ دان دینے میں بھی دو غلطیاں ہوا کرتی ہیں۔ ایک تو کپا تر کے پاس دھن پہنچ جانا اور دوسرے پاتر کو نہ ملنا۔ ارجن ! اس بُدھ میں ابھینیو ! در دپدی کے سپتر دھرشٹ دیومن، وراٹ در وپد، برشیمن اور دھرشٹ کیتو۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے راجہ لوگ کام آچکے ہیں۔ اُن سب کا خون میرے گردن پر ہے۔ ہائے میں بڑا ہی راج کا لہجہ اور ظالم ہوں۔ میں نے اپنے کشمیو کا بھی سروناش کر دیا۔ ان باتوں کو سوچ کر میرا شوک بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ میں کیسا مودکھ اور گورو گھاتی ہوں۔ بھلا یہ راج کتنے دن رہنے والا ہے۔ اس کے لاپرچ میں پڑ کر میں نے اپنے دادا بھیشم کو بھی مروا دیا۔ انہوں نے تو میں بچپن سے پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ گورو درون کو میرے سچ بولنے پر دشو اس تھا۔ اسی لئے پتر کے مارے جانے کی بابت انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا۔ لیکن میں نے ہاتھی کی آڑ لے کر جھوٹ بول دیا۔ ایسا بھاری پاپ کر کے بھلا میری کس لوگ میں گئی ہوگی؟ ہائے مجھ سے بڑھ کر اور کون پاپی ہوگا؟ میں نے اپنے بڑے بھائی کرن کو بھی مروا ڈالا۔ اس راج کے لوبھ میں میں نے بالک ابھینیو کو بھی گوروں کی سینا میں

بھونک دیا۔ تب سے تو تمہاری اور میری آنکھیں ہی نہیں اٹھتیں۔ بیچاری درویدی کے پانچوں پتر مارے گئے۔ اُن کا شوک بھی میرے کلیجے کو چیر رہا ہے۔ اب تو تم مجھے جانے کے لئے تیار بیٹھا ہی سمجھو۔ میں یہاں بیٹھے بیٹھے اپنا شریہ نکھٹا ڈالوں گا۔ اس گنگاٹ پر ہی میں اپنے پرانوں کو نشٹ کر دوں گا۔ مجھے اس پر تسلیت کے لئے آگیا دیجئے۔

شری دیاس جی کا بدھشٹر کو اشٹامنی کا کہنا ہوا دھرم اپدیش سنانا

دیشم پائن جی کہتے ہیں۔ ”جینچے! شوک سے ویاکل ہوئے پران تیا گئے کے لئے تیار بدھشٹر کو دھیرج بندھانے کے لئے شری دید دیاس جی بولے۔ اس دشنے میں اشٹامنی کا کہنا ہوا پراچین اپدیش میں تمہیں سنانا ہوں۔ ایک دفع شوک اور مودہ میں پڑے ہوئے راجہ جنک نے اپنے بدھیمان برہمن اشٹا سے پوچھا کہ اپنا کلیان چاہنے والے پُرش کو کیا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اس پر اشٹا نے کہا ”راجن! اجنم کے ساتھ ہی دکھ شکہ شریر کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ وہ اُس کے گیان کو اُسی طرح نشٹ کر دیتے ہیں جس طرح ہوا بادلوں کو ترتر بتر کر دیتی ہے۔ اس سے منش کے ہر دے میں ”میں کلین ہوں“ کوئی سادھان منش نہیں ہوں“ ایسی باتیں گھس جاتی ہیں۔ اُن کے لئے میں بھر کر وہ اپنے باپ دادا کی پوجی نشٹ کر پھر دوسروں کے دھن کی طرف تاکنے لگتا ہے۔ اُسے مراد کا بھی کوئی خیال نہیں رہتا۔ وہ جائز ناجائز طریقوں سے دھن اکٹھا کرنے لگتا ہے۔ یہ دیکھ کر راجہ لوگ اُسے دُند دیتے ہیں۔ اس لئے منش کے اوپر جو شکہ اور دکھ اُن پڑے اُسے سہنا چاہیئے کیوں کہ اُسے دُور کرنے کا کوئی آپا سے بھی تو نہیں ہے۔ اپریہ جنوں کا بنوگ، پریہ جنوں کا دیوگ، اشٹ انشٹ اور شکہ دکھ اُن کی پراپتی قہمت کے اوسار ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح جنم مرن، ہانی لاہ بھی دیو آدھین ہے۔ دیودوں کو روگی اور بلوانوں کو زہل ہوتے دیکھا جاتا ہے۔ اور شرمیانوں کو بھی کنگال ہوتے دیکھا گیا ہے۔ یہ کال کا الٹ پھیر بڑا ہی ترا لا ہے۔ اچھے کل میں جنم، پرستارتھ، تندرستی، روپ، سوبھاگیہ اور البشوز یہ سب پرا بدھ سے ہی ملتے ہیں۔ کنگالوں کے چاہنے پر بھی کئی پتر ہو جاتے ہیں اور دھنوں کے چاہنے پر بھی پتر نصیب نہیں ہوتا۔ بدھاتا کا برا لکھیل ہے۔ روگ، آگنی، جل، شستر، بھوک، پیاس، مصبت، زہر، بخار، موت اور اوجیہ بدوی سے گونا گونا یہ سب جو کہ جنم کے وقت ہی نپخت ہو جاتے ہیں۔ اسی نیم کے مطابق اُسے ان حالتوں میں سے گھزنا پڑتا ہے۔ آج تک کوئی بھی اس سے چھوٹ نہیں سکا ہے۔ اس پرکار کال کے پربھاو سے سب جیوؤں کا اشٹ اور انشٹ پدارتھوں کے ساتھ سمبندھ ہوتا ہے۔ والو، آکاش، آگنی، چندرما، سورج، دن رات نکھشتر اور پرتوں کو بھی کال کے بغیر اور کون بناتا ہے۔ اور کھڑے رکھتا ہے۔ سردی، گرمی اور بارش کا چکر بھی کال کے یوگ سے چلتا ہے۔ یہی بات منشوں کے دکھ شکہ کے بارے میں بھی ہے۔ جب نش پر بڑھاپے اور موت کا زور پڑتا ہے۔ تو اوشدھی منتر ہوم اور جب کوئی بھی اُسے بچا نہیں سکتا۔ سمندر میں دو ٹکڑیوں کی طرح پُرش سنار میں ایک دوسرے سے ملتے اور جدا ہوتے ہیں۔ اس سنار میں ہمارے ہزاروں مانا پتا اور سینکڑوں استری پتر

ہو چکے ہیں۔ لیکن سوچو تو وہ دراصل کس کے ہوئے اور ہم اپنے کو کس کا کہیں؟ اس جیو کا کوئی سمجھ ہی نہیں ہے راستے میں چلتے ہوئے مسافروں کی طرح ہمارا پٹر، استری وغیرہ پر یوار سے سہاگم ہو جاتا ہے۔ اس لئے دوپٹی پرش کو بار بار دھار کرنا چاہیئے۔ کہ میں کہاں ہوں؟ کہاں جاؤں گا؟ "کون ہوں؟" یہاں کس کا رت سے آیا ہوں؟ کس لئے کس کا شوک کروں؟ یہ سنسار اُنتیہ ہے۔ اور چکر کے سہاگم متا ہے۔ کلیان چاہنے والے پرش کو چاہیئے کہ شاستر گیان کا لنگھن نہ کر کے اُس میں شردھار کھے۔ پتروں کا شردھ اور دیوتاؤں کا پوجن کرے۔ یگیہ کرے اور دہرم ارتھ اور کام کا سیون کرے۔ یہ سارا سنسار اکادھ کال سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس میں بڑھاپا اور موت جیسے بھیاں بک مگر بچے ہیں۔ لیکن اُسے کچھ ہوش ہی نہیں ہے۔ وید لوگ بھی بڑے کڑے کڑے جوشاندے پیتے دیکھے گئے ہیں۔ لیکن مریو کا پار نہ پاسکے۔ طرح طرح کے رسائن دروید کھانے والے بڑھاپے سے بچے ہوئے دیکھے نہیں گئے۔ ایس طرح تپسوی۔ سوادھیائے شیل۔ دانی اور یڑے بڑے یگیہ کرنے والے بھی بڑھاپے اور موت پر پار نہیں پاسکتے۔ جنم لینے والے سبھی جیوؤں کے دن رات، ماس برس، اور پکش ایک بار گزر کر پھر کبھی نہیں لوٹتے۔ موت کا یہ لمبا راتہ سب جیوؤں کو ملے کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے سبھی دھرامنش ہیں۔ اور سبھی کو کال کے دش میں ہو کر نکلنا پڑتا ہے۔ اس میں اتری پتر وغیرہ کا سہاگم راہگیروں کے سہاگم کچھ ہی پلوں کا ہے۔ ان میں سے کسی کے بھی ساتھ منش کا سدا سمجھ نہیں رہ سکتا۔ جب اپنے شری کے ساتھ ہی اس کا بہت دنوں تک سمجھ نہیں رہتا تو دوسرے سمجھ ہیوں کے ساتھ تو رہ ہی کیسے سکتا ہے؟

راجن! آج تمہارے باپ دادا کہاں ہیں؟ اب تو تم ہی انہیں دیکھتے ہو اور نہ وہ تمہیں ہی دیکھتے ہیں۔ سورگ اور ترک تو منش ان نیتروں سے دیکھ نہیں سکتا۔ انہیں دیکھنے کے لئے تو ستیہ پرش شاستر روپی آنکھوں سے ہی کام لیتے ہیں۔ اس لئے تم شاستر کے اوسار ہی آچرن کرو۔ منش کو پہلے برہمچریہ کا پان کرنا چاہیئے۔ اُس کے بعد وہ گرسبت آشرم سویکار کر کے پتر، دیوتاؤں کے دن سے مکت ہونے کے لئے اولاد پیدا کر کے یگیہ کرے۔ ایسے سوکھشمن دشمنی گرسبت کو اپنے ہر دے کا شوک تیاگ کر اس لوک، سورگ لوک اور پرما تہا کی آرادھنا کرنی چاہیئے۔ جو راجہ شاستر اوسار دہرم کا آچرن اور دروید سنلہ کرتا ہے اُس کا سند ریش سارے سنار میں پھیل جاتا ہے۔ دیاس جی کہتے ہیں۔ "یدھشتر! اتھنا منی سے اس پرکار دہرم کا دہیہ جان کر راجہ جنک کی بدھی شدھ ہوگئی۔ اُس کا سب منورثہ پورا ہو گیا۔ اور وہ شوک ہن ہو کر منی سے آگیا لے کر اپنے بھون کو چلا گیا۔ اس پرکار تم بھی شوک تیاگ کر کھڑے ہو جاؤ، من کو پرسن کرو۔ اور شاستر دہرم کے اوسار جیتے ہوئے اس پر بھوئی کے راج سکھوں کو بھوگو۔"

رسالہ ادم کا باقاعدہ مطالعہ من کی اکا کرتا میں مدد دیتا ہے

شری کرشن جی کا یہ شٹر کو سمجھانا

دیشم پائن جی کہتے ہیں۔ راجن ! دیاس جی کا یہ اپیش سن کر یہ شٹر جی چپ ہی رہے۔ اُن کو چپ دیکھ کر راجن نے سر پریشان جی سے کہا "مادھو ! دھرم راج یہ شٹر بندھو جنوں کے شوک سے بہت دکھی ہیں۔ وہ شوک ساگو میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں دھرج دیجئے۔" راجن کے اس پرکار کہنے پر مکمل نیتر لھکوان کرشن جی یہ شٹر کے پاس بیٹھ گئے۔ دھرم راج شری کرشن جی کی بات نہیں ٹال سکتے تھے۔ کیوں کہ بچپن سے ہی شری کرشن کے ساتھ اُن کی راجن سے بھی بڑھ کر پریتی تھی۔ تب شری کرشن جی نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بچوں سے پرسن کرتے ہوئے کہا۔ "راجن ! اب آپ شوک نہ کریں۔ یہ آپ کے شری کرشن کو سکھا رہا ہے۔ جو لوگ یہ دھ میں مارے گئے ہیں۔ وہ تو اب ملتے سے رہے۔ جس طرح جاگنے پر پسینے کے پدا تھ سب ٹھہر جاتے ہیں۔ اُسی پرکار اس مہا یوگ میں جو کھ شری مارے گئے ہیں۔ انہیں تم گئے ہوئے سمجھو۔ اُن سب نے کھ ترو دھرم اوسار دن بھوی میں لوہا پلتے ہوئے پران تیا گئے ہیں۔ شستروں سے مارے جانے کی وجہ سے وہ سب سوگ کو گھٹے ہیں۔ آپ اُن کے لئے شوک نہ کیجئے۔ وہ بھی شور ویر کھ شاترو دھرم میں درڑھ رہنے والے اور وید دیانگوں کے گیتا تھے۔ انہوں نے دیر گئی پالی ہے۔ اس لئے آپ کسی طرح کی بھی چٹانہ کیجئے۔ اس دشتے میں میں آپ کو ایک پراجپن پر سنگ سنا ہوں۔

"ایک دفعہ راجہ سرنجے پتر شوک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اُس وقت اُن سے نارو جی نے کہا۔ "سرنجے ! سکھ ! دکھ سے تو میں تم اور ساری پر جا میں سے کوئی بھی بچا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے اس کے لئے کیا شوک کیا جائے۔ تم اپنے شوک کو شانت کرو اور میں جو بات کہتا ہوں۔ اُس پر دھیان دو۔ یہ پراجپن راجاؤں کا بڑا منہ پر سنگ ہے۔ اسے سننے سے پاپ بھاگ جاتے ہیں اور عمر بھی لمبی ہوتی ہے۔"

راجن ! ہم لوگ سنتے ہی ہیں کہ راجہ سہو تر مر گیا۔ وہ بڑا ہی اتھتی سیوا کرتے والا تھا۔ اندر نے ایک سال تک اُس کے راج میں سونے کی بارش کی تھی۔ ندیوں میں بھی سورن ہی ہوتا تھا۔ اندر نے اُن کے کچھوے۔ لیکڑے، ناکے اور مگر چھ بھی سونے کے بنا دیئے تھے۔ راجہ سہو نے سب سورن برہمنوں کو یگیہ میں دان کر دیا۔ سرنجے ! وہ ارتھ کام، دھرم، موکھش چاروں ہی میں تہادی نسبت شریٹھ تھا۔ لیکن انت میں وہ بھی مر گیا۔ اس لئے تمہیں اپنے پتر کا شوک نہیں کرنا چاہیئے۔ سرنجے ! اوشی ز کے پتر شوی کے مرنے کی بات بھی ہم نے سنی ہے۔ پرجاتی برہما جی بھی راج کا بھار سنبھالنے میں اُس کے سامان بسی وہ سرے راجہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ تمہارا پتر نہ تو دکھ شنادینے والا تھا اور نہ ہی یگیہ کرتا تھا۔ تمہارے اور تمہارے پتر کی نسبت تو شوی دھرم ارتھ کام موکھش چاروں باتوں میں بڑھ چڑھ کر تھا۔ لیکن وہ بھی مر گیا۔ اس لئے تم اپنے پتر کے لئے شوک نہ کرو۔

دشیت کے پتر بھرت نے ہزار اشو میدھ اور ستو راجو یگیہ کے تھے۔ وہ بھی تم اور تمہارے پتر سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ جب وہ بھی موت کے منہ میں چلا گیا۔ تو تم اپنے پتر کے لئے شوک کیوں کرتے ہو۔ سرنجے ! سنا جاتا ہے کہ

دشتر تھ نندن رام پر جا کو اپنی سنان کے سامن سمجھتے تھے۔ اُن کے راج میں کوئی استری ودھو یا انا تھ نہیں تھی۔ اہل وقت پر بارش کرتے تھے۔ اُن وقت پر بکٹا تھا۔ اور پر جا ہر طرح سے خوشحال تھی۔ اُن کے وقت میں کوئی جیو پانی میں ڈوب کر نہیں مڑا تھا۔ کسی کو آگ سے کشت نہ پہنچتا تھا۔ اور روگ بھی کسی کو نہ ساتے تھے۔ استروں اور پرنشوں کی ہزاروں سال کی عمر ہوتی تھی۔ داد و داد استروں میں بھی نہیں تھا۔ پھر پرنشوں کی بات ہی کیا ہے۔ پر جا دہرم پران سنشٹ اور ستیہ وادی تھی۔ انہوں نے بڑی دکھنا دالے دس اشومیدھ یگیہ کئے تھے۔ جس میں اُنے دالے کسی کو بھی روک ٹوک نہیں تھی۔ بھگوان رام نتیہ نے جو ان۔ شبام دلاں۔ لال نیزوں دالے، زافٹک یا ہومبل دالے۔ سندرمکھ دالے اور شیر کے سان بل سالی کندھوں دالے تھے۔ انہوں نے ہزاروں سال ایودھیا کا راج کیا۔ جب وہ بھی پر لوک سدھا ر گئے تو تمہارے پتر کی تو بات ہی کیا ہے! تم اس لئے شوک نہ کرو۔ راجن! راجہ بھاگیرتھ نے بہت ساسوتا دان کیا تھا۔ بہت سی گائیں۔ گھوڑے، ہاتھی اور رتھ اور سورن اپنی کنیاؤں کو دان میں دیا تھا۔ لوگوں کو پتر کرنے والی گنگا کی کو انہوں نے بڑا کھن تپ کر کے پرگٹ کیا تھا۔ لیکن دیکھو وہ بھی مر گئے۔ اس لئے اپنے پتر کے لئے تم شوک نہ کرو۔

سر نیچے! راجہ دلیپ کے کارناموں کو اب تک برہمن لوگ یاد کرتے ہیں۔ اُن کے یگیہ میں اندر دغیرہ دیوتاؤں نے پرتیش ہو کر اپنا بھاگ لیا تھا۔ جن لوگوں نے اُن ستیہ وادی جاتا دلیپ کا درشن کیا تھا۔ وہ بھی سورگ کے ادھیکاری ہو گئے۔ تھے۔ اُن کے راج محل میں دیدننروں کی گوبخ، دھنش کی شکار اور مانگنے والوں کا شور یہ تینوں شبہ کبھی بند نہیں ہوتے تھے۔ لیکن موت نے انہیں بھی نہ چھوڑا۔ اس لئے تم اپنے پتر کے لئے شوک نہ کرو۔ راجہ مان دھانا بڑے ہی شور ویر اور ایشوریہ بکیت تھے۔ وہ بڑے ہی دھرماتما اور دلیر تھے۔ ساری پرتھوی اُن کے ادھیکار میں تھی۔ انہوں نے سوا اشومیدھ اور تنو راجہ یگیہ کئے تھے۔ اور بہت ساسورن دان برہمنوں کو دیا تھا۔ لیکن آج اُن پر تالی سمرات مان دھانا کا نام و نشان نہیں ہے۔ پھر تم اپنے پتر کے لئے شوک کیوں کرتے ہو۔ راجہ امبریش نے یگیہ کر کے اتنا دان دیا تھا کہ برہمن لوگ کہتے تھے کہ نہ ایب یگیہ پہلے کسی نے کیا ہے۔ اور نہ کوئی کرے گا ہی۔ لیکن کال نے اُن کو بھی اپنا گراس بنا لیا۔ جب وہ بھی نہ رہے تو تم اپنے پتر کا شوک کیوں کرتے ہو؟ راجن! پتر تھ کا پتر ششوندو بھی مر گیا۔ اُس کے بہت سی رانیاں اور پتر تھے۔ انہوں نے ایک اشومیدھ یگیہ میں اپنا سارا دھن برہمنوں کو دان دے دیا تھا۔ تم نے تو وہ دہرم ارتھ کام موکھش چاروں باتوں میں بڑھ چڑھ کر تھے۔ وہ بھی موت کے منہ میں چلے گئے۔ اس لئے تم اپنے پتر کا شوک نہ کرو۔

سر نیچے! موت رائے کے پتر "گئے" کی موت کے دشے میں بھی ہم سنتے ہی ہیں۔ ایک بار یگیہ میں اگنی دیو اُن پر بہت ہی پریشان ہوئے اور اُن کو در مانگنے کے لئے کہا۔ تب "گئے" نے کہا۔ کہ اگنی دیو! آپ کی کرباسے میرا خزانہ سد بھر پور ہے۔ دہرم میں میری شردھانی رہے۔ اور سچائی میں میرا سد اہرم ہے۔ انہوں نے انیکوں اشومیدھ یگیہ کئے۔ ان میں بے شمار دھن اور سورن دان دیا۔ وہ لاکھوں گائیں برہمنوں کو دان میں دے چکے تھے۔ لیکن کال نے انہیں بھی نہ چھوڑا۔ اس لئے تم اپنے پتر کا شوک مت کرو۔

راجن! ایشوا کو کے دنش میں پیدا ہوئے راجہ سگ کا نام تم نے سنا ہی ہو گا۔ اُن کے بہت سے پتر تھے جو ان

کے آگیا کاری تھے۔ اپنے بازو دہلی سے وہ پرتھوی بھر کے سمرٹ بنے۔ انہوں نے ہزار اشومیدھ یگیہ کر کے دیوتاؤں کو پرسن کیا تھا۔ انہوں نے ساری پرتھوی کو کھڑا ڈالا تھا۔ ان کے نام پر ہی سمندر کا ساگر نام پڑا تھا۔ لیکن آخر کار وہ بھی مر گئے۔ جب وہ پرتاپی سنگر بھی نہ بچ سکے تو تم اپنے پتر کے لیے شوک کیوں کرتے ہو؟

سرنبجے! راجہ پرتھوی آج نہیں ہیں۔ مہرشیوں نے بن میں انہیں راج ملک دیا تھا۔ یہ سوچ کر کہ یہ سنار میں دہرم کی مریدا کو قائم رکھیں گے۔ ان کا نام پرتھو رکھا گیا۔ ساری پر جا ان سے پرسن تھی۔ پرتھوی بے شمار اناج پیدا کرتی تھی۔ ادش دھیاں ریلی ہوتی تھیں۔ ان کے راج میں گٹھیں بہت دودھ دیتی تھیں۔ منش تندرست، منشت اور زربھے تھے۔ سمندر بھی ان کی آگیا کا پان کرتا تھا۔ انہوں نے اشومیدھ یگیہ کر کے برہمنوں کو بے شمار دھن اور سورن کے ڈھیر دان کٹے تھے۔ لیکن آخر کار موت نے انہیں بھی نہ چھوڑا۔ پھر تم اپنے پتر کا شوک کیوں کرتے ہو۔

اس پر کار سرنبجے کو اپدیش دے نار دجی نے پوچھا۔ "راجن! تم چپ چاپ کیا سوچ رہے ہو؟ کیا میری باتوں پر تم نے دھیان دیا؟

سرنبجے نے کہا "مہرشی! آپ کا اپدیش دیرتھ نہیں ہوا ہے۔ آپ کا درشن کر کے میرا سب شوک دور ہو گیا۔ آپ کی باتیں سننے کی میری آشت ابھی تک بنی ہوئی ہے۔ پھر بھی میری اچھیا ہے کہ آپ کی کرپا سے ایک بار مجھے اپنے پتر کے درشن ہو جائیں۔

نار دجی بولے "راجن! مہرشی پریت نے تمہیں سورنٹھوی نامی یہ پتر دیا تھا۔ وہ تو اب نشت ہو گیا۔ اس کے لیے میں میں تمہیں بڑی لمبی عمر والا ہرنیہ نامی دوسرا پتر دیتا ہوں۔ میری آشتیرواد سے تمہارے گھر اس کا جنم شیگر ہی ہوگا۔"

شری کرشن جی کی بات سمایت ہونے پر نار دجی نے بھی ان کی آستی کی۔ اور راجہ یڈھشٹر کو بھی سورنٹھوی کا سارا چہر تر سنا کر کہا۔ راجن! جب سرنبجے نے اپنے مرے ہوئے پتر کو زندہ کرنے کے لیے جند کی تو میں نے اس کو زندہ کر دیا۔ اس سے اس کے ماما پتا کو بڑی خوشی ہوئی۔ پتا کی مرتیو ہونے پر سورنٹھوی نے بہت کال تک راج کیا۔ اس کے بعد وہ سورگ سدا ہارا۔

دھرم راج! اب تم بھی اپنے ہر دے کی دیا کلتا کو چھوڑ دو۔ اور شری کرشن اور ویاس جی کے کہنے کے مطابق اپنے دنش پر پرا کے اس راج کا شائن کرو۔ یہ سب کرتے ہوئے بڑے بڑے یگیہ دان کرنے سے تم پر دم پد کو پراپت ہو گے۔

رسالہ اوم دہلی کے پرمیوں کا فرض بنتا ہے کہ اس کے مزید گاہک بنا کر اشاعت بڑھائیں

شری دیاس جی کا راجہ یدھشٹر کو راج دھرم کا اپدیش دینا

پاپ اور اُن کے پراسنچت کا وزن

ویشم پائن جی کہتے ہیں: "راجن! ناودجی کی بات سن کر راجہ یدھشٹر چپ ہو گئے۔ تب ہرشی دیاس جی پھر کہنے لگے پیدھشٹر! راجاؤں کا دھرم تو پر جا کا پائن کرنا ہی ہے۔ اس لئے تم اپنے باپ دادا کا راج سنبھالو۔ ویدوں نے تپ کو تو برہمنوں کا ہی دھرم بتلایا ہے۔ کھتری تو سب طرح کے دھرموں کی رکشا کرنے والا ہی ہے۔ جوشن وشیوں میں اندھا ہو کر دھرم دوجی کا النھن کرتا ہے۔ وہ لوگ مراد کا گھانگ ہے۔ کھتری کو اپنے بازو بیل سے ایسے لوگوں کو دبا دینا چاہیے۔ جو شخص موہ دش ہو کر ستر پرمان کو نہ مانے وہ اپنا سیوک ہو پتر ہو۔ پیسوی ہو یا کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ اُس پانی کو سب پرکار دبا کر نشٹ کر دینا چاہیے۔ جو راجہ اس کے الٹ چلتا ہے اُسے پاپ لگتا ہے۔ جو راجہ نشٹ ہوتے ہوئے دھرم کی رکشا نہیں کرتا وہ دھرم کا گھانگ ہے۔ تم نے تو اُن انیائی اور دھرم گھانگ کو روڑوں اور اُن کے سہانگوں کا ہی ناش کیا ہے۔ اس لئے تم تو اپنے دھرم میں ہی ستمت ہو۔ پھر شوک کیوں کرتے ہو؟ راجہ کا تو یہی دھرم ہے کہ دشمنوں کا سنگھار کرے۔ سپاٹر کو دان دے اور پر جا کی رکشا کرے۔"

راجہ یدھشٹر نے کہا۔ "بھگوان! آپ دھرمگیوں میں ستر راج ہیں۔ آپ کے بچنوں میں مجھے دتی بھر بھی سنبھال نہیں۔ لیکن بھگوان! اس راج کے لئے میں نے ان جا پرتشوں کو بھی مار ڈالا۔ جن کو مارنا نہیں چاہیئے تھا۔ میرے وہ پاپ کرم ہی مجھے جھلا رہے ہیں۔"

دیاس جی بولے۔ "راجن! سرکش پرتشوں کو دڈ دینا راجہ کا کر تو یہ ہے۔ اسی نیم کے اوساد تم نے کوروں کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے تم من میں شوک نہ کرو۔ بڑا کرم معلوم ہونے پر بھی اپنے دھرم کا پائن کرتے ہوئے تمہیں اس طرح من میں شوک کو جگہ نہیں دینی چاہیئے۔ یہ تمہیں شو بھا نہیں دیتی۔ ستروں میں جو پاپ کرموں کے پراسنچت بتلائے انہیں بھی شری دھاری ہی کر سکتا ہے۔ شری تیاگ دینے پر تو وہ بھی نہیں کئے جاسکتے۔ اس لئے مات! اگر تم زندہ رہو گے تو اپنے پاپ کا پراسنچت کر سکو گے۔ پراسنچت کئے بنا ہی اگر شری جھوٹ گیا تو تمہارے ہاتھ صرف پشچا آپ ہی لگے گا۔"

یدھشٹر نے کہا۔ "دادا جی! میں نے راج کے لوبھ سے اپنے پتر، پوتے، بھائی، چاچا، سسر، گرو، ماما، دادا انیکوں کھتری دیر، سبندھی، پتر، ہم عمر بھائی، جانی بھائی اور سدا جیدا دیشوں سے آئے ہوئے راجاؤں کو مار ڈالا اُس کا مجھے کیا دڈ ملے گا؟ اس چننا سے بار بار میں جھلا رہتا ہوں۔ جب میں پرتھوی کو اُن شری شری راجاؤں اور کھتریوں سے خالی دیکھتا ہوں اور اپنے اور شری وپکش کے مارے گئے کروڑوں ویدوں کو یاد کرتا ہوں تو مجھے بڑا پچھتاوا ہوتا ہے۔ آہ! آج جو ابائیں اپنے پتی، پتر، بھائی اور پتا سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں۔ اُن کی کیا دشا ہوگی؟ وہ اُن کا ماش

کرنے والے ہم پانڈو اور یادوؤں کو کوس رہی ہوں گی۔ اور بے حد دکھی ہوئی پر پھوی پر پڑی ترپ رہی ہوں گی۔
 ”مٹی ور! اُن استروں کا اپنے مرے ہوئے سمبندھیوں سے جیسا پریم ہوگا۔ مجھے تو اندیشہ ہے کہ وہ بھی ان کے شوک
 میں پران تیاگ دیں گی۔ دہرم کی گئی بڑی سوکھم ہے۔ اس لئے اُن استروں کے مرنے کا پاپ بھی نہیں ہی ننگے گا۔
 اپنے بندھو جنوں کو مار کر ہم نے بڑا گھور پاپ کیا ہے۔ اس لئے اب میں سر نیچا کئے نرک میں ہی گرنا پڑے گا۔ اس
 لئے اب ہم گھور پتسا کر کے اپنے شریر کو تیاگ دیں گے۔ آپ کی درستی میں تپ کرنے کے یوگیہ کوئی تپوہن ہو تو
 کرپا کر کے نبلا دیجئے۔“

ویاس جی نے کہا۔ ”راجن تم کشتریوں میں سراج ہو۔ تم نے اپنے دھرم کے اوسادھی ان کشتریوں کو
 مارا ہے۔ اس لئے تم شوک نہ کرو وہ سب تو اپنے ہی اپرادھ سے مارے گئے ہیں۔ تم اپنے بھائیوں سمیت انہیں
 مارنے والے نہیں ہو۔ ان کا نگھار تو کال نے ہی کیا ہے۔ اُس کا تو نہ کوئی ماتا ہے نہ پیتا ہے۔ وہ کسی پر دیا نہیں کرتا۔ وہ
 تو پر جا کے کرموں کا ساکھشی ماتر ہے۔ تمہارا یدھ تو صرف منت ماتر ہے۔ کال اسی طرح ایک پرانی سے دوسرے پرانی
 کی ہتیا کر داتا رہتا ہے۔ اس نگھار کرم کے لئے وہ بھگوان کا ہی ایک سرور ہے۔ اس کے ہوا مہیں کو روؤں کے پاپ
 کرموں پر بھی دھیان دینا چاہیے۔ جن کی وجہ سے انہیں موت کے منت میں جانا پڑا ہے۔ جس طرح لوہار کا بنایا ہوا جھتر اپنا
 کام کرنے میں اُس کے آدھین رہتا ہے۔ اسی طرح یہ سارا جگت کال آدھین کرم کی پریرنا سے پرورد ہوا ہے۔ پھر بھی
 تمہارے چیت میں جو اُن کے مردانے کا فضول شوک بھرا ہوا ہے۔ اُس کے دوش سے چھوٹنے کے لئے تم پر انجخت کر
 لو۔ راجن! تم نے سنا بھی ہے کہ پہلے دقتوں میں راج نکشی کیلئے اسروں اور دیوتاؤں میں بھیانک شکر ام ہوتا رہا
 ہے۔ دیوتاؤں نے اسروں کو مار کر سدرگ اور پھوی کا ادھیکار پایا تھا۔ جو لوگ دھرم کا ناش کر کے ادھرم کو پھیلاتا
 چاہتے ہیں۔ انہیں مادی ڈالنا چاہیے۔ اسی سے دیوتاؤں نے یدھ میں اٹھاسی ہزار شا لاوہ نامی اسروں کو بھی
 دار ڈالا تھا۔ اگر ایک پُرش کو بھی مار کر کٹنبھ کے باقی پُرشوں کو شکھ بٹے یا ایک کٹنبھ کا صفایا کرنے سے ویش میں شانتی
 کی تنہا پنا ہو سکتی ہو تو اُسے نشٹ کرنے میں کوئی دوش نہیں ہے۔ راجن! کسی وقت ادھرم دکھائی دینے والا کرم
 ہی دہرم ہو جاتا ہے۔ اور دہرم دکھائی دینے والا ادھرم بن جاتا ہے۔ اس طرح بدھیان پُرش کو دھرم ادھرم کا
 رہتیہ اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ دھرم راج! تم نے شاستروں کو شنا ہے۔ اس لئے دہرم ادھرم کے وشے میں اپنی
 بدھی ستر کر دو۔ دیکھو! پورو کال میں جو دیوتاؤں کا دہرم مارگ تھا۔ اسی کو ہی تم نے اپنا یا ہے۔ تم جیسے دہرم پران پُرش
 نرک کا دوار بھی نہیں دیکھتے۔ اس لئے تم اپنے بھائیوں اور مہتر سمبندھیوں کو دھیز دو۔ جو پُرش ہر دے میں
 پاپ کی بھادنا رکھ کر کسی بڑے کرم میں لگتا ہے۔ اور آتے کر کے بھی کسی طرح شرم نہیں مانتا۔ اُسی کو پاپ کا
 بھائی ہونا پڑتا ہے۔ اب شاستروں کا منت ہے۔ ایسے پاپ کا نہ کوئی پر انجخت ہے اور نہ کبھی ناش ہی ہوتا
 ہے۔ تمہارا ہر دے تو شدھ تھا۔ یدھ کی اچھیا نہ ہونے پر بھی شترؤ کے اپرادھ کے کارن تمہیں یدھ کو مار پڑا اور
 اب کرم کو کر کے پشچاپ بھی کر رہے ہو۔ اس کیلئے اتمویدھ نگیہ بڑا اچھا پر انجخت ہے۔ اس کا ارشٹان کرو۔ تم

نشیاب ہو جاؤ گے۔ اندر سے بھی مروتوں کی سہائیا سے اپنے شتر دؤں کو مار کر نساؤ شومیدہ بیگیہ کئے تھے۔ اس طرح سورگ پر ادھیکار کر کے انہوں نے پاپ کا پرانشچت کیا تھا۔ سورگ لوگ میں دیوتا اور رشی بھی اُن کی آپاستا کرتے ہیں۔ تم نے بھی اس پر بھڑکی کو اپنے پراکرم سے جیتا ہے۔ اور اپنے بازو بل سے شتر دؤں کو مار کر آیا ہے۔ اب تم اپنے مہر دؤں کے ساتھ اُن کے دلش اور راجدھانیوں میں جا کر اُن کے بھائی پتر اور پوتوں کو اُن کے راج پر بٹھاؤ۔ جن راجاؤں کے اُتر ادھیکاری ابھی گر بھ ہی میں ہیں۔ اُن کی پرچا کو سمجھا بھجا کر ان کی تسلی کراؤ۔ اس پر کار سب پرچا کو سنشٹ کرتے ہوئے سر بھڑکی کا پالن کرو۔ جن راجاؤں کے پتر نہیں ہیں۔ اُن کی گدھی پر اُن کی لڑکی کو بٹھا دو۔

بھرت شریٹھ! اس طرح سارے راج میں شانتی سہا پان کر کے تم اندر کی طرح اشومیدہ بیگیہ کر کے بھلو ان کی آرادھنا کرو۔ راجن! اس بیٹھ میں جو کھشتری مارے گئے ہیں۔ اُن کے لئے تمہیں شوک نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ تو کال کی شکتی سے موبت ہو کر اپنے ہی نیچ کرموں کی وجہ سے موت کے مکھ میں پڑے ہیں۔ تمہیں کھشتر دہرم کے پالن کا پورا پھیل ملا ہے۔ اس کا پالن کرتے ہوئے تم دہرم کی رکھش کرو۔ مرنے پر کلیان کرنے والی ہی چیتہ ہے۔

میدھشتر نے پوچھا۔ ”پتامہ! اگر پا کر کے یہ بتائیے کہ کن کرموں کے کرنے سے منش پرانشچت کا بھاگی بنتا ہے اور ایسی سختی میں کیا کرنے سے وہ پاپ سے مکت ہوتا ہے؟“
ویاس جی نے کہا۔ جو منش شستریہ کرموں کو نہ کر کے نشدھ کرم کو بیٹھتا ہے۔ اُسے ایسا آچرن کرنے سے پرانشچت کا بھاگی بنتا پڑتا ہے۔ جو برہمچاری سورج نکلنے وقت یا چھپنے وقت ستارے یا جس پریش کے ناخن اور دانت کا لے ہوں۔ انہیں پرانشچت کرنا چاہیئے (شاستر کے مت کے الزام سے ایسے پریش پچھلے جن میں چور اور شرابی ہوتے ہیں)۔ اس طرح بڑے بھائی کے کنوارا رہتے ہوئے بیاہ کر داتے والا بھائی۔ برہمن کا خون کرنے والا۔ نشدہ کرنے والا۔ چھوٹی کنیا کا بیاہ ہو جانے پر اُس کی بڑی بہن سے بیاہ کرنے والا۔ بڑی بہن کے کنوارا رہتے ہوئے اُس کی چھوٹی بہن سے بیاہ کرنے والا۔ سارے گرام کو نشٹ کرنے والا۔ انسین بیچنے والا۔ آگ لگانے والا۔ پیسے لیسکر وید پڑھانے والا۔ گورو اور استری کو مار دینے والا۔ دوسروں کا گھر جلاسنے والا۔ جھوٹ بول کر میٹ پالنے والا۔ گورو کا اپان اور سداچار کی مراد کا انکھن کرنے والا۔ یہ سبھی پاپی مانتے جاتے ہیں۔ انہیں پرانشچت کرنا چاہیئے۔

ان کے علاوہ جو لوگ اور وید سے دزدہ نہ کرنے دیگیہ کرموں کو کرتا ہے۔ یعنی دہرم کو تیاگی۔ دوسرے کے دہرم کا آچرن کرنا۔ بیگیہ کرنے کے ادھیکاری نہ ہونے پر بھی بیگیہ کرنا۔ ابھکششی (ممنوع اشیاء مثلاً مائش شراب) پتوؤں کا گرہن کرنا۔ شرنانت کو تیاگنا۔ مانتا پتا اور پالن پوشن کے ادھیکاری سیوک وغیرہ کا پالن پوشن نہ کرنا۔ دودھ دہی وغیرہ رسوں کو بیچنا۔ پشو پھٹیوں کو مارنا۔ شکتی ہونے ہوئے بھی اگنی ہوتر نہ کرنا۔ گنور اس وغیرہ نت والوں کو نہ دینا۔ برہمنوں کو دکھشنا نہ دینا۔ برہمنوں کا دھن چھین لینا، دہرم متو کے جاننے والوں نے یہ سبھی کرم نہ

کرنے دیگئے تھے۔ راجن! جو پتھر تیا کے۔ تو جھگڑا کرتا ہے۔ گورد استری کے ساتھ سالم کرتا ہے۔ اور رتو کال ہونے پر اپنی استری کے ساتھ سہواں نہیں کرتا۔ وہ دہرم کا نیاگ کرنے والا ہے۔ اس پر کار نکھپ سے اور دستار سے جو یہ سب کرم کہے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کو کرنے پر کچھ کو نہ کرنے پر منش پر انسخت کا بھاگی بنتا ہے۔ اب جن جن کارنوں سے ان کارموں کو کرنے پر منش کو پاپ نہیں لگتا۔ وہ سنو۔ اگر رن بھوی میں کوئی وید ویدانت کا گیتا برہمن بھی ہاتھ میں ہتھیار لے کر مارنے کے لئے آوے تو اُسے مار ڈالنے پر برہم ہتیا کا پاپ نہیں لگتا۔ اگر کوئی پُرش اپنے دہرم سے گرے جسے آنتانی برہمن کو مار ڈالے تو اُس سے بھی وہ برہم ہتیار نہیں ہوتا۔ انجان پن میرا پران سنگھ کے وقت اگر شراب پی لے تو بعد میں دھرم تھاؤں کی آگیا اوسار اُس کا پھر سنگار ہوا چاہیے۔ اسی طرح دوسرے نہ کھانے پونگیہ پدارتھوں کے بارے میں بھی سمجھو یہ اچا ہیئے۔ اگر کبھی ایسی کوئی بھول ہو جائے تو پر انسخت سے ہی اُس کی شدھی ہوتی ہے۔

چوری کرنا سدا بشدھ ہی ہے۔ لیکن اگر کسی ہتیا کال میں گورد کے لئے چوری کی جائے تو اُس میں دوش نہیں ہے۔ اگر چوری کرنے میں کسی سوار تھ کی دل میں کا منانہ ہو۔ اُس سے پراپت ہوتی دستو کو خود نہ ہوگا جائے۔ اور اپت کال میں برہمنوں کی سیوا کرنے کی نیت سے کسی کا دھن لے لیا جائے تو بھی چوری کا پاپ نہیں لگتا۔ اگر کسی دہم سے پسنے میں دیر پاٹ ہو جائے تو اُس سے برہمچریہ برت نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اس کے لئے اُسے دلچسپی لگنی میں لگی کی آمویتیاں دیکر پر انسخت کو ناچاہیئے۔ اگر بھائی پتت ہو جائے یا منیاں لے لے تب اُس کے کنوارا رہنے پر بھی پہلے چھوٹے بھائی کے بیاہ ہو جائے میں کوئی دوش نہیں ہے۔ اگیاں دس کسی اپاتر برہمن کو دان دینے سے یا سپاتر کو نہ دینے سے بھی کوئی دوش نہیں۔ دھچا رنی استری کا نادر کرنے میں بھی کوئی دوش نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے اُس کی شدھی ہی ہوتی ہے۔ اور اُس کا اپن پوشن نہ کرنیوالے کو بھی کوئی دوش نہیں لگتا۔ جو بیوک کام کاج کرنے میں اسمر تھ ہے۔ اُسے تیاگ دینے میں دوش نہیں ہے۔

پر انسخت یوگیہ کرم۔ ان کی شدھی اور دان کے ادھیکاری کے بار میں

سو مہو منی کا پر سنگ

ویاس جی بولے۔ "راجن! اس دشنے میں ایک پراچین انتاس مشہور ہے۔ ایک بار بہت سے تپتوی رشی اکٹھے ہو کر سو مہو منی کے پاس گئے اور ان سے دہرم کا سروپ پوچھتے ہوئے بولے۔ دان ادھین تپ۔ کاریہ اور اکاریہ ان کا سروپ کیا ہے؟

ان کے اس طرح پوچھنے پر منی جی نے کہا۔ "میں نکھپ اور دستار سے دہرم کا یہ تھ سروپ بتاتا ہوں۔ آپ دھیان دیکر سنیں۔ مشاستر میں جن پاؤں کے پر انسخت کا ذکر نہیں ہے۔ ان کی نورتی کے لئے منتر جب اہوم اور برت کرے۔ آتم گیان پراپت کرے۔ پوتر ندیوں میں استنان کرے اور جہاں پر انسخت کرنے والے لوگ رہتے ہوں۔ ان جگہوں میں

رہے۔ ان پنیہ کرکوں میں سے بہاگری وغیرہ پوتر پرتوں پر رہنے سے جن ندیوں میں رتن ہوں ان ندیوں یا سردوروں میں استھان کرنے سے۔ سون کھانے سے۔ دیوا استھان پر جانے سے اور گھی کھانے سے منس کی شدھی ہو جاتی ہے۔ منس کو کبھی انہکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر لمبی عمر چاہتا ہو تو کچھ رست کی ودھی سے تین دن تک گرم دودھ۔ گھی اور جل کاسیوں کرنا چاہیئے۔

بنیادی ہوئی دستور کو نہ لیتا۔ دان، ادھین اور تپ میں لگے رہنا۔ اہنیا ستیہ۔ اگر دودھ اور گیہ یہ سب دھرم کے مکشن ہیں۔ ایک ہی کریا، دیش اور کال کے بھید سے دھرم یا ادھرم ہو جاتی ہے۔ چوری کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ ہنسنا کرنا وغیرہ ادھرم بھی کبھی کسی خاص اوستھ میں دھرم مانے جاتے ہیں۔ دوپہی لوگ جانتے ہیں۔ کہ دھرم اور ادھرم یہ دونوں ہی دیش کال کے بھید سے ادھرم اور دھرم دونوں ہو سکتے ہیں۔ پروردی دھرم اور نورنی دھرم یہ دھرم کے دو بھید ہیں۔ ان میں نورنی دھرم کا پھل موکشش روپی اترتو ہے۔ اور پروردی دھرم کا پھل جنم مرن ہے۔ اشو کرم سے اشو پھل ملتا ہے۔ اور شمو کرم سے شمو پھل۔ پھلوں کے شمو اور اشمو ہونے کے کارن ہی ان دو پرکار کے کرموں کو شمو اور اشمو کہتے ہیں۔ اگر جان بوجھ کر کوئی اشمو کرم ہو جائے۔ تو اس کے لئے شسترنے پر انشخت کا ودھان کیا ہے۔ راجہ اگر سزاوار کو سزا نہ دے تو اس کی شدھی تین دن ایواں کرنے سے ہوتی ہے۔ لیکن جو پریش اپنی مباتی آشرم یا کل کے دھرم کو تیاگ دیتے ہیں۔ ان کی شدھی کسی پر انشخت سے نہیں ہو سکتی۔ اگر دھرم ہرنہ میں کوئی دودا ہو تو وید اور دھرم شاستروں کو جانتے والے دس یا تین برہمنوں کو بلا کر ان سے اس کا ہرنہ کراوے اور وہ جیسا کہیں ویسا کرے۔

اب ان کے بارے میں سنتو۔ پریش کے ہمت زایا ہوا ان۔ شوبک کا ان دس دن سے پہلے نہیں کھانا چاہیئے۔ اسی طرح نئی بیابی ہوئی گائے کا دودھ بھی دس دن تک نہیں پینا چاہیئے۔ راجہ کا ان تیج کو نشٹ کرنا ہے۔ شوبہ کا ان برہمن تیج کو نشٹ کرنا ہے۔ دودھا اور پترہین استری کا ان عمر کو کم کرتا ہے۔ سودخور کا ان گندگی کے سامان ہے۔ جنہیں سماج یا گاؤں نے دوشی ٹھہرایا ہو جو ناپاک اپنی روزی کھاتا ہو۔ اور جس نے اپنے بھائی کے غیر شادی شدہ ہونے پر اپنا بیاہ کر لیا ہو۔ ان کا اور بھاٹ اور جوار یوں کا ان بھی کھانے یوگیہ نہیں ہے۔ جو بائیں ہاتھ سے لایا گیا ہو پاسی ہو۔ جس پر شراب کے چھینٹے پڑے ہوں۔ جو جوٹھا ہو اور جسے کشتھ سے چھپا کر اپنے لئے رکھا ہو۔ وہ ان کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اسی پرکار جو پدارتھ آئے، دودھ یا ساگ کو بگاڑ کر تیار کئے گئے ہوں۔ وہ بھی نہیں کھانے چاہئیں (مثلاً ٹھیری دستور پر پڑے وغیرہ) سنتو۔ جو کی کھیلیں۔ اور وہی میں ملے ہوئے سنتو یہ زیادہ دیر کے ہو جانے پر کھانے کے قابل نہیں رہتے۔ کھیر، کھوڑی اور مال پوڑے اور دوتا کے ادیش سے بنائے جائیں تو نہیں کھانے چاہئیں۔ گرمست پُرش، دوتا، رشی، استھتی، پنر اور کل دوتاؤں کو کھلا کر ہی بھرن کرے۔ گھر میں سنیا سی کی طرح ناسکت بھاؤ سے ہی رہنا چاہیئے۔ جو اس طرح اپنے پرچار کے ساتھ گھر میں رہتا ہے۔ وہ دھرم کا پورا پھل پراپت کر لیتا ہے۔ دھرماتما پریش کو چاہیئے کہ لیش کے لوبھ سے بچے کے کارن، یا اپنا آپکار کر نیو اسے کو

دان نہ دے۔ جو ناچنے لگتے والے۔ بھانڈے۔ شرابی۔ پاگل۔ چور۔ نندا کرنے والے۔ تیج پرین، بونے۔ دُشت۔ کل پرین یا سنکار پرین پریش ہوں انہیں بھی دان نہیں دینا چاہیئے۔ جو وید دیتا نہ ہو ایسے برہمن کو بھی دان نہ دینا چاہیئے۔ ودھی کے الٹ دان دینا اور لینا دونوں ٹھیک نہیں۔ جس پرکار پتھر کی شہلا کا آشرہ لینے والا پریش دریا میں ڈوب جاتا ہے ویسے ہی ایسے دان کا آشرہ لینے ہوئے دانی اور دان لینے والا دونوں ہی نرک میں جاتے ہیں۔ جیسے لکڑی گیلی ہونے پر لکھی کو بھادیتی ہے۔ ویسے جس برہمن میں تپ سوا دھیائے اور سد اچار نہیں۔ اُس کو دیا ہوا دان ہانی پہنچا تاہے۔ جس پرکار منش کی کھوپڑی میں بھرا ہوا جل یا گنے کی کھال میں بھرا ہوا دودھ آشرہ دوش سے اوتڑ ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی در آچاری کے تنگ سے شاستر ابھاس بھی دُشت ہو جاتا ہے۔ جو برہمن وید اور شاستر نہیں جانتا لیکن سنتوشی اور دوسروں میں دوش نہیں دیکھتا اُسے بھی دان دینا چاہیئے۔ لیکن یہ شستا چارہ ہے یا اس سے پن ہوگا۔ ایسی آستانہ رکھنی چاہیئے۔ کیوں کہ لکڑی کا ہاتھی اور چام کارن جس طرح نام ماتر کے ہی ہاتھی اور ہرن ہیں۔ ویسے ہی موڑھ برہمن بھی نام ماتر کا برہمن ہے۔ جس پرکار سوکھا کنڈال اور راکھ میں کیا ہوا ہون ویرتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح ٹوکھ کو دیا ہوا دان بھی دیرتھ ہوتا ہے۔ دان لینے والا نوکر کہ تو فنا کا شتر ہوئے۔ وہ اُن کے دھن کو ہڑپ کرتا ہے۔ اور دیوتاؤں اور پتروں کی ہومی (ہوم) کا ناشل کرتا ہے۔ اُسے دان دینے والا پنوک کو پراپت نہیں کر سکتا۔ راجن! یہ سو سمجھو مٹی کا پرنگ بھی کلیان چاہنے والے منشوں کو سنا چاہیئے۔

ویاس جی اور شترکیشن کی آگیا مان کرید ہشتر کا ہشتنا پورا آنا

راجہ ہیشتر نے پوچھا۔ مٹی در! میں راجاؤں کے اور چاروں دروں کے دھرموں کو دستار سے سنا چاہتا ہوں کہ پا کر کے بتلائیے کہ سنکٹ کے وقت انہیں کس نیتی سے کام لینا چاہیئے۔ آپ نے پراسنچت کے سلسلے میں مجھے جو کچھ سنایا ہے۔ اُس سے مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے۔

ویاس جی بولے۔ ”یڈ ہشتر! اگر تم دہرم کا پورا پورا رہیہ سننا چاہتے ہو۔ تو کر دکل کے ہیشتر کے پاس جاؤ۔ وہ گونگا جی کے پتر سرودگیہ اور سب پرکار کے دہرم کا رم جاننے والے ہیں۔ اس لئے دہرم سمیٹھی تمہارے سن میں جو جو بھی شکا ہے۔ ان سبھی کا وہ سدا دھان کریں گے۔ جس دہرم شاستر کو شکا آچاریہ اور برہمنی جی جانتے ہیں۔ اُسی کو کر دشریشٹھ ہیشتر جی نے بھی شکا آچاریہ جی سے پراپت کیا ہے۔ انہوں نے برہمنیہ برت کی دیکھشالے کر دشت جی سے انک اپاگ بہت دیدوں کا ادھین کیا ہے۔ برہما جی کے شتریشٹھ پتر سنت کار جی سے ادھیاتم ودیا پائی ہے۔ مارنڈے جی سے پوری طرح جتی دہرم سیکھا ہے۔ اور پریش رام اور اندر سے استر ودیا پائی ہے۔ منشوں میں پیدا ہو کر بھی انہوں نے موت کو اپنے قابو میں رکھا ہے۔ پوتر چتر دالے برہمن رشی اُن کے سجا سدا تھے۔ جب کبھی گمان پیچھے ہوتے تھے تو اُن میں ایسی بات کوئی نہ ہوتی تھی جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ وہ دہرم اور اتھ کا سوکھ شتم تو جانتے ہیں۔ وہ ہی تمہیں دہرم کا اپدیش کریں گے۔ اب کچھ دنوں بعد وہ اپنے پرانوں کو چھوڑنے والے ہیں۔ اس لئے

تم ان کے پران تیا گئے سے پہلے ہی پہنچ جاؤ۔

یڈھشٹر نے کہا۔ "بھگون! میں نے تو اپنے بندھنوں کا بھاری اور رونگٹے کھڑے کرنے والا سنگھار کیا ہے میں بھی لوگوں کا اپرا دھی اور پرستوی کا ستیا ناس کرنے والا ہوں۔ بھیشم جی سدا ہی سرتا سے بڑھ کرتے رہے ہیں۔ اور میں نے چھل کر انہیں مار گرایا ہے۔ ایسی ستمی میں میں کبیں پرکار انہیں منہ دکھلاؤں۔

سرکپیشن نے کہا۔ "نرب شرسٹھ! اب آپ شوک کو ہی نہ پکڑے رکھیں۔ بھگون واپس جیسا کہہ رہے ہیں دیا ہی کریں۔ یہ جہاں تیجسوی اور آپ کے گورو کے سامان ہیں۔ ان کی آگیا مان کر آپ برہمنوں کا۔ اپنے مہروں کا۔ درویدی کا اور سپہ سالار لوگوں کا کلیان کریں۔"

شری کرشن جی کے ایسا کہنے پر مہاراجہ یڈھشٹر سب لوگوں کی بھلائی کو منہ نہ رکھتے ہوئے اپنے آسن سے اُٹھے۔ وہ وید۔ اپنشد۔ میانا اور نیتی وغیرہ بھی شاستروں کے گیا تھے۔ اس وقت اپنا کروتیہ نشجٹ کر کے انہیں بڑی شناسی ہوئی۔ وہ مہاراجہ دھرتراشٹر کو آگے کر کے شری کرشن جی اور اپنے بھائیوں وغیرہ کے ساتھ ہستنا پور آئے۔ نگر میں بدرویش کر کے وقت انہوں نے دیوتاؤں اور برہمنوں کی پوجا کی۔ وہ سفید رنگ کے سولہ سیلوں سے بچتے ہوئے نئے رتھ میں سوار ہوئے۔ وہ رتھ ادنیٰ بستر اور چڑے سے بڑھا ہوا تھا اور سفید رنگ کا تھا۔ بھیم سین رتھ کو چلا رہے تھے۔ ارجن چتر لئے ہوئے تھے۔ اور کل۔ سہیو چنور اور پنچا ہلا نے گئے۔ وہ پانچوں بھائی رتھ پر سب سے ہوئے پانچوں جہانجو کی طرح شو بھا پارہے تھے۔ مہاراجہ یڈھشٹر کے پیچھے ایک رتھ پر یوتیسو چلا ان کے بعد ایک نند رتھ پر جس میں شیوئی اور سنگھو نام کے گھوڑے بچتے ہوئے تھے۔ بھگون کرشن اور ساتی چلے۔ دہرم راج کے آگے ایک پانکی میں مہاراجہ دھرتراشٹر گاندھاری کے ساتھ جا رہے تھے۔ ان سب کے پیچھے کنتی اور درویدی وغیرہ کو دلی کی استریاں رتھوں میں سوار جا رہی تھیں۔ بدرجی ان کی دیکھ بھال کرتے پیچھے چل رہے تھے۔ ان کے پیچھے سب طرح کے ساز، بازے سے بچے ہوئے بہت سے رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑے اور پیلوں کی پلٹن تھی۔ موت اور مالکھا استی کرتے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اس پرکار مہاراجہ یڈھشٹر نے ہستنا پور میں پرویش کیا۔

ہستنا پور خوب سجایا گیا تھا۔ راج محل شو بھا پارہے تھے۔ سڑکوں پر رنگ برنگے پھول بکھرے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ جھنڈے لہرا رہے تھے۔ سڑکوں پر بہت سی سنگدھت دستوں میں چھڑکی جا رہی تھیں۔ راج محل کو سنگدھت دستوں کے چوڑے اور طرح طرح کے پتھروں کی جھالروں سے سجایا گیا تھا۔ سب طرف سے منور اور میٹھی زبان میں مہاراجہ یڈھشٹر کی استی کے گان سنائی دے رہے تھے۔ اس پرکار اپنے بھائیوں اور مہروں کے دہرم راج یڈھشٹر نے بڑی سحر و ج کے ساتھ ہستنا پور میں پرویش کیا۔ سینکڑوں پور داسی لوگ انہیں دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ بہت سی استریاں چوراہوں پر کھڑی پانچوں بھائیوں کی جگہ جگہ پر نشا کر رہی تھیں۔ وہ سب درویدی کی سرانہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں پ

"کلیانی! تم مضیہ ہر جہتیں دیوتا سروپ پانڈوؤں کی سدا کرتے کا موقع ملا ہے۔ نگر بھر میں دھرم دھام خوب ہو رہی تھیں۔"

اس طرح راجہ یدھشتر دھیرے دھیرے راج مارگ سے چلتے ہوئے راج محل کے دروازے پر آئے۔ تب سب درباری۔ نگر نواسی اور دلش کے کچھ لوگ اُن کے سامنے آئے اور پرنام کر کے اُن کی استغاثہ کرنے لگے۔ "دہرم راج ! سو بھائیگی کی بات ہے جو آپ نے اپنے دہرم اور کھٹا تریل سے اپنے کھوئے ہوئے راج کو حاصل کر لیا ہے۔ پر نامتا کرے آپ سو برس تک ہمارے راج رہیں اور دہرم پوروک پر جا کا پٹن کریں۔ اس پرکار سب لوگوں نے راج دوار پر منگل مئے بچوں سے اُن کا تنکا لیا اور برہمنوں نے آشیروداد دیا۔ تب ہمارا راج یدھشتر ریت سے اترے اور محل میں پدھار سے۔ محل کے اندر جا کر انہوں نے کئی دیوتاؤں کے درشن کئے۔ اور رتن چنڈا اور مالا دیو سے اُن کی پوجا کی۔ اس کے بعد دھیرے محل کے باہر آئے۔ اور وہاں ہاتھوں میں منگل مئے دروید لے کر کھڑے ہوئے۔ برہمنوں کے درشن کئے۔ تب ہمارا راج نے گوند دھوئے اور راجہ دھرتراشتر کو آگے کر کے اُن کی پھول رتن، سورن، گائے اور بستر وغیرہ سے ودھی پوروک پوجا کی۔ سیوک لوک برہمنوں سے پوچھ پوچھ کر کہ آپ کی کیا اچھیا ہے۔ انہیں من چاہ ہے پدارتھ دیتے تھے۔ برہمن لوگ آشیروداد دے رہے تھے۔ وید منتر پڑھ رہے تھے جس سے سب کو آند ہوتا تھا۔ سب طرف سے بے بے کاری آوازیں آ رہی تھیں اور شکھ اور دند بھی بوج رہے تھے۔

ہمارا راجہ یدھشتر کی تاجپوشی، راج کا انتظام اور اُن کا اپنے مرتک سبندھیوں کا شرا دھ کرانا

دیشم پاتن جی کہتے ہیں۔ "راجن ! ہمارا راج یدھشتر شوک سے مکت ہو کر پورپ کی طرف نکل کر کے سورن مئے سندر سنگھاسن پر بیٹھے۔ اُن کی طرف نکل کر کے ایک چمکدار سورن کے سنگھاسن پر سائی اور شری کرشن جی بیٹھے۔ اور اُن کے دونوں طرف دو مئی مئے سنگھاسنوں پر ارجن اور بھیم سین بیٹھے۔ ایک طرف سورن جڑت ہاتھی دانت کے آسن پر نکل اور سہیلو کے ساتھ گنتی بیٹھی۔ اس طرح کوردوں کے پروہت سندرما، بدر، دھومئے اور کورد راج دھرتراشتر بھی الگ الگ سندر سنگھاسنوں پر براجمان ہوئے۔ جہاں ہمارا راج دھرتراشتر تھے اور ہری یوٹیو۔ سنے اور گاندھاری نے آسن لگایا۔

ہمارا راج یدھشتر نے آسن پر بیٹھ کر سفید پھول ربھوی، سورن، چاندی اور نیوں کو سپریش کیا۔ سنگھاسن کے پاس مٹی۔ سورن۔ طرح طرح کے رتن۔ جل سے بھرے ہوئے تانبے، چاندی، اور مٹی کے رتن۔ پھول۔ دھان، گورشن، منی پیل اور پالش کی سدھائیں شہد۔ گھی۔ گولر کا سڑا اور شکھ یہ سب سامگری اکٹھی کی گئی۔ پھر شری کرشن کی آگیا پاکر پروہت دھومئے نے پورب اور اتر کے کونے میں نیچے ستھان پر ودھی پوروک دیدی بنائی۔ اس کے بعد منگل مئے آسن پر یدھشتر اور درویدی کو بٹھا کر اُن سے وید منتر پڑھا کر ودھی پوروک ہون کرایا۔ تب سکدان کرشن کھڑے ہوئے اور انہوں نے پانچ بنیہ شکھ میں جل بھر کر دہرم راج کی رسم تاجپوشی ادا کی۔ پھر اُن کے کہنے پر راج رشی دھرتراشتر اور

سب درباریوں نے پانچ جنبہ تنگہ سے بدھشٹر پر جل کے پھینٹے دے کر انہیں اپنا راجہ سویکار کیا۔ تاج پہنتے ہی نقارے اور باجے بجنے لگے۔ ہمارا جیدھشٹر نے پرچا کی جھینٹ سویکار کی۔ اور بہت سا انعام دیکر پرچا کا آدر کیا۔ اس کے بعد برہمنوں کو ہزاروں ٹہریں دکھنا میں دیں۔ برہمنوں نے پرسن ہو کر آشیر واد دیا "راجہ ! سچے ہو"۔ راجہ ! بڑے ہی سو بھاگیہ کی بات ہے کہ آپ کی فتح ہوئی۔ آپ اپنے پر اکرم سے دہرم کی رکشا کرنے میں سمرتہ ہوئے۔ یہ پرچا کا سو بھاگیہ ہی تھا کہ آپ اپنے بھائیوں سمیت کشل سے ہیں۔ اب آپ جلدی ہی راج کے سارے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔" اس کے بعد سب آئے ہوئے برہمنوں نے دہرم راج جیدھشٹر کا ستکار کیا۔ اور انہوں نے اپنے سمبندھیوں کی مدد سے اس دشالی سامراجیہ کا بھار اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

پرچا کے ان استی بھرے بچوں کا اتر دیتے ہوئے ہمارا جیدھشٹر نے کہا۔ "ہمارا ج دھرتراشٹر میرے چاہیے۔ ہمارے لئے وہ اشٹ دیو کے سامن ہیں۔ جو لوگ میرا پرہ کرنا چاہیں۔ انہیں ان کی آگیا کا پالن کرنا چاہیے۔ اور انہیں جو کچھ اچھا لگے وہی کام کرنا چاہیے۔ میرا بھی کتویہ انکی سیوا کرنا ہے۔ اگر آپ لوگ مجھ پر کوئی کرپا کرنا چاہتے ہوں تو میں یہی بھٹکا مانگتا ہوں کہ ان کا پیلے جیسا ہی آدر سنگار قرب۔ میرے، آپ کے اور ساری پرتھوی کے سوامی یہ ہیں۔ یہ سارا راج اور پاندو لوگ ان کے آدھین ہیں۔ آپ سب لوگ میری پراگھنا ہر دہ سے سویکار کریں۔

اس کے بعد کڈ راج جیدھشٹر نے سبھی پرنواسی اور دیش نواسیوں کو وداع کیا۔ اور بھیم سین کو یوراج بنایا۔ مہا بھیمان پادرجی کو راج کاج کے کاموں میں صلاح دینے کا، نشچ کرنے کا اور صلح، زالی، ستی، آشرو اور دوسرے راجوں سے ہترتا جوڑنے کے ادھیکار سونپ دیئے۔ کیا کام کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ اس کا وجہ اور خزانے کا انتظام بننے کے ہاتھوں میں سونپا۔ سینا کے سمبندھ میں سب ادھیکار نکل کو سونپ دیئے۔ بشترو کے دیش پر چڑھائی کرنے اور دوشٹوں کو دڈ دینے وغیرہ کے کام پر ارجن کو مقرر کیا گیا۔ برہمنوں اور دیوتاؤں کی پوجا وغیرہ کا کام پروہت دھرمئے کو سونپ دیا گیا۔ سہدیو کو اپنے ساتھ رکھا۔ ان کو سب وقت راجہ کی رکشا کا کام سونپا گیا۔ راجہ نے جن جن لوگوں کو جس جس کام کے یوگیہ سمجھا۔ ان کو اس کام پر لگا دیا۔ انہوں نے بدر، سچے اور پوتیسٹو سے کہا۔ آپ سب لوگ ساودھان ہو کر سدا میرے ماتا پتالی سیوا کریں۔ ان کا جو بھی کام ہو اسے ٹھیک ٹھیک پورا کرنا چاہیئے۔ ہمارا ج کو ہر وقت پرسن رکھا۔ آپ لوگ اپنا فرض سمجھیں ویشم پائن جی کہتے ہیں۔" اس کے بعد راجہ جیدھشٹر نے بدھ میں مرے ہوئے اپنے کنبھھیوں کے الگ الگ شرادھ کروائے۔ دھرتراشٹر نے اپنے پتروں کے شرادھ میں ان۔ دھن۔ گنوں اور بہت سے قیمتی رتن دیئے۔ خود راجہ جیدھشٹر نے دروپدی کو ساتھ لے کر درون، کرن، دھرتش دیومن۔ اہمینیو۔ گھٹوت کچ، درات وغیرہ ہنزداجاؤں اور راجہ دروپد اور اس کے پتروں کا شرادھ کیا۔ انہوں نے ہر ایک کے نام پر برہمنوں کو دھن، رتن اور گنوں دیکر سنتشٹ کیا۔ اس کے بعد جن راجاؤں کا کوئی پتر نہیں بچا تھا۔ ان کے بھی شرادھ کروائے۔ تب اپنے سمبندھیوں کے نام پر بہت سی دھرم شالاہیں۔ گنوں اور باڈیاں وغیرہ بناٹے گئے۔ دھرتراشٹر، گاندھاری، بدر اور دوسرے کو درون

بزرگوں کا وہ پہلے کی ہی طرح آدر کرتے تھے۔ جن کے پتی اور پتریدھ میں مارے گئے تھے۔ اور کورول کی استریوں کا یہ شتر خاص خیال رکھتے تھے۔ اور ان کے پان پوتن کا بھار اپنے اوپر لے رکھا تھا۔ دین دیکھیں۔ اندھوں۔ اناہوں کے رہنے کے لیے گھر بنائے۔ اور ان کے پان پوتن کا بھی سرکاری طور پر بندھ کیا۔ وہ سب کے ساتھ کو ملتا کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور دین دیکھیں پر دیا کرتے تھے۔

یہ شتر کاشتری کرشن کی استی کرنا اور اپنے بھائیوں کنبھیوں کا شکار کرنا

ویشم پان جی کہتے ہیں: یہ شتر کی رسم تاج پوشی ہو جاتے پر وہ بھگوان کرشن سے ہاتھ جوڑ کر بولے: "بھگوان! آپ کی ہی کرپا۔ یقینی۔ بل اور بھی اور پر اکرم سے مجھے اپنے باپ دادا کا راج بلائے۔ کمل نیترا! میں آپ کو بار بار پر نام کرتا ہوں۔ شدھ اندھ کرشن والے برہمن آپ کی ہزاروں ناموں سے استی کرتے ہیں۔ یہ سب سنار آپ کی یسلا ہے۔ آپ سے ہی اس کی اتنی ہوئی ہے۔ آپ ہی اس کے آتما ہیں۔ آپ کو شکار ہے۔ آپ سوویا پاک ہونے کے کارن دشنو اور دھمی ہونے کے کارن جتنو کہلاتے ہیں۔ ہری آپ ہی سچا اندھ سروب شری کرشن اور کشر اکشر پش سے اتم پر شوم نہیں۔ آپ نے سات بار آدنی کے گربھ سے اقدار لیا ہے۔ ودوان لوگ تینوں یگوں میں پرگٹ ہونے کے کارن آپ کو تری یگ کہتے ہیں۔ آپ کی کیرتی بڑی پوتر ہے۔ آپ اندریوں کے پریرک اور یگیہ سروب ہیں۔ آپ ہنس (شدھ آتما) کہلاتے ہیں۔ آپ ہی تین نیتروں والے بھگوان شتکر ہیں۔ بارہ، اگنی، سورج، دھرم، گڑ دھوج، ایک ساہ (شتر) سینا کا زور سہ لینے والا پش۔ یگیہ مورتی اور باسن وغیرہ آپ کے ہی نام ہیں۔ آپ سب سے شری شتھ اور اگر سینا پتی نہیں۔ ستیہ سروب۔ آن داتا اور سوامی کا ترکیہ بھی آپ ہی ہیں۔ آپ ہی کامناؤں کی بارش کرنے والے دھرم ہیں۔ یگیہ سروب۔ اندھ کے ابھیان کو چور کرنے والے اور دشنو آپ ہی ہیں۔ آپ ہی سمندر، بزرگن، پرمانا، سورج، چندرما اگنی اور والو ہیں۔ اوپر نیچے اور مدھیہ تین دشا میں بھی آپ ہی ہیں۔ آپ نے اپنے بکینڈ دھام سے آکر اس پر تھوی پر اقدار دھارن کیا ہے۔ آپ سمرٹ، وراٹ، سوراٹ اور دیواراج اندھ ہیں۔ یہ سنار آپ ہی سے پرگٹ ہوا ہے۔ آپ ہی کرشن (سب کو اپنی طرف کھینچنے والے) اور کرشن ورتما (اگنی) ہیں آپ ہی اشوئی کاروں کے پتا، کپل مٹی، باسن یگیہ، گڑ اور یگیہ سین ہیں۔ آپ موریکھ دھاری اور پرانیوں کو مایا سے باندھنے والے ہیں۔ آپ ہی برہما۔ پوتر دھام اور دھام کے گیتا ہیں۔ آپ ہی ہرنیہ گربھ۔ سودھا، سواہ وغیرہ ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ کرشن! آپ ہی ابس جگت کے آدمی کارن ہیں۔ آپ ہی اس کی سرشٹی کرتے ہیں۔ اور آپ ہی اس کی پرلے کرتے ہیں۔ آپ سب جگت کی یونی نہیں۔ اس لیے وشو یونی کہلاتے ہیں۔ یہ سمپورن وشو آپ ہی کے آدھین ہے۔ شتھ، چکر، اور گدا دھارن کرنے والے پرمان ہیں! میں آپ کو بار بار شکار کرتا ہوں۔

اس پر کار سبھا میں جب یدھشٹر نے شری کرشن کی استی کی تو انہوں نے بھی پرسن ہو کر یدھشٹر کی سرانجامی۔ اس کے بعد راجہ نے دربار میں آئے ہوئے پر جاجوں کو وداع کر دیا۔ وہ سب لوگ ان کی آگیا سے اپنے اپنے گھر چلے گئے اس کے بعد یدھشٹر نے بھیم سین، ارجن، نکل اور سہیل کو تسلی دیتے ہوئے کہا "پر یہ بھائیو! شتر وڈوں نے بہت سے تیکھے استر شتر چلا کر تمہارے شریروں کو بہت زخمی کر دیا ہے۔ اس سے تم بہت تھکے ہوئے ہو۔ اس لئے اب جا کر آرام کرو۔ آرام کرنے کے بعد جب تمہارے شریر تندرست ہو جائیں گے اور طبیعت سنبھل جائیگی تو پھر کل میں تم لوگوں سے ملوں گا۔"

تب راجہ دھرتراشٹر کی آگیا سے یدھشٹر نے درپودھن کا محل بھیم سین کو دے دیا۔ اس میں طرح طرح کے ساز و سامان، دھن، جواہرات اور ہیرے وغیرہ موجود تھے اور داس اور داسیاں بھی سیوا کے لئے حاضر تھیں۔ جہاں بھیم اس محل میں چلے گئے۔ دوشاسن کا سندر محل جو درپودھن کے محل سے بڑھ کر تھا۔ ارجن کو سونپ دیا گیا۔ سونے اور مینوں سے سجا ہوا دُر مشن کا سندر محل جو راج محل کو بھی مات کرتا تھا وہ ہمارا ج یدھشٹر نے نکل کو دے دیا۔ دُر مکھ کا سورن منڈت محل سہیل کو دے دیا گیا۔ یو تیسو، بدر، سنجے، سُدھرا اور دھوٹے یہ لوگ بھی اپنے اپنے بھونوں کو چلے گئے۔ بھگوان شری کرشن ساتھی کو ساتھ لے کر ارجن کے محل میں چلے گئے۔ اس پر کار سب راجاؤں نے اپنے اپنے سہانوں پر جا کر کھان پان کر کے بڑی پرستار کے ساتھ رات گزاری اور پھر سویرے اٹھ کر سب راجہ یدھشٹر کی سیوا میں حاضر ہو گئے۔ جینجی نے پوچھا "بھگوان! راجہ یدھشٹر نے راجہ بن جاتے کے بعد کیا کیا؟ ان کے سب پر تروں کو بتلایئے۔" ویشم پائن جی نے کہا "راجن! کتنی تند یدھشٹر نے راج حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے چاروں وڈوں کی یوگیتا آئے انوسار انکو اپنے اپنے کر تو یہ پرستھر کیا۔ پھر ہزاروں برہمچاریوں کو ہزاروں سورن مدرائیں دان کیں۔ اور ان کی روزی کا بھار سرکاری خزانے پر ڈالا۔ تنزائتوں اور اتیمیوں کو ان کی مرضی مطابق پدارتھ دے کر خوش کیا۔ غریبوں اور مانگنے والوں کی سب کامنایں پوری کیں۔ اپنے پر وہت دھوٹے کو انہوں نے ہزاروں گھوٹیں، دھن، سورن، چاندی اور طرح طرح کے بستر دان کئے۔ کرپا آچاریہ کا گورو کی طرح پوجن کیا۔ اور بدر جی کا بھی بہت سناٹ کیا۔ پھر اپنے استر پرشوں کو کھانے پینے کے پدارتھ۔ طرح طرح کے بستر، پلنگ اور آسن دے کر پرسن کیا اسی پر کار انہوں نے راجہ دھرتراشٹر اور ان کے پتر یو تیسو کا بھی بہت سدا کیا۔ دھرتراشٹر، گاندھاری اور بدر جی کی سیوا میں اپنا سارا راج ہی اپن کر کے یدھشٹر بڑے بے فکر اور سکھی ہو گئے۔

یدھشٹر کا بھگوان شری کرشن کی آگیا سے ان کے ساتھ بھیشم جی کے پاس جانیکا وچار ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ "اس پر کار سب نگر نواسیوں کو سنٹ کر کے ہمارا ج یدھشٹر بھگوان شری کرشن جی کے پاس گئے۔ انہوں نے دیکھا بھگوان رتن جڑھت ایک سورن کے پلنگ پر بیٹھے ہیں۔ شیام سندر شریہ

نیل منی کے سمان شوہا پارہا ہے۔ شریر کے انگ اٹکے تیج برس رہا ہے۔ اُن کا پیتا مہر دھاری شام شریر سون
 جڑت نیل منی کے سمان جان پڑتا تھا۔ اس منوہر جھانکی کی تینوں لوگوں میں کہیں بھی اُپا نہیں تھی۔ دشمن کرنے کے
 بعد مہاراج یدھشٹر بھگوان کے نزدیک جا کر کہنے لگے: "بھگوان! آپ کی ہی کربا سے ہم نے راج پایا ہے۔ آپ ہی کی
 دیا سے ہم لوگ دیے پاسکے ہیں۔ اور آپ کی کربا سے ہی ہم دہرم سے بھرنٹ نہیں ہونے پائے" اس پر کار دہرم راج
 نے کئی باتیں کہیں لیکن بھگوان چپ رہے۔ وہ اُس وقت دھیان مگن تھے۔ اُن کی اس دشا کو دیکھ کر دہرم راج نے کہا۔
 "بھگوان! آپ کس کا دھیان کر رہے ہیں؟ یہ تو بڑے آشچریہ کی بات ہے۔ مادھو! آپ کے رونگٹے کھڑے ہو
 گئے ہیں۔ شریر ذرا بھی ہلتا نہیں۔ بدھی اور من بھی ستر ہے۔ آپ کی یہ مورتی پتھر۔ کالھ اور دیوار کی طرح بے جان
 سی دکھائی دے رہی ہے۔ شریر بالکل ہلتا جلتا نہیں جیسے ہوا کے بغیر دھپک کی لو کا پتی نہیں۔ ویسے ہی آپ نشپیل
 بیٹھے ہیں۔ مانو پتھر کی مورتی ہوں۔ اگر میں سننے کا ادھیکاری سمجھا جاؤں اور یہ مجھ سے چھپانے کی بات نہ ہو تو آپ بھی
 میرے سندبہ کو دُور بھیجے۔ میں آپ کی سترن میں آکر بار بار یہی پرارتھا کرتا ہوں۔ پر شوتم! آپ ہی اس جھٹ کو
 بنانے اور بگاڑنے والے ہیں۔ آپ ہی کھشور اور اکھشور پُرس ہیں۔ آپ کا ادب نہ انت۔ آپ سب کے آدی کارن ہیں
 میں آپ کا شرناگت ہوں۔ اور ماتھائیک کر آپ کے چروں میں پرنام کرتا ہوں۔ آپ مجھے اس دھیان کا رہسیہ
 بتا دیجئے۔"

یدھشٹر کی پرارتھنا سن کر من، بدھی اور انڈیوں کو اپنے اپنے ستھان پر قائم کر کے بھگوان شری کرشن مکھن لے ہوئے
 بولے۔ "بھیا! باؤں کی سچ پر سوئے ہوئے بھیشم جی اس وقت میرا دھیان کر رہے ہیں۔ اس لئے میرا من بھی ان میں لگ
 گیا ہے۔ جنہوں نے تیس دن تک پرشرام جی کے ساتھ یدھ کیا اور اُس سے پرست نہ ہو سکے۔ وہ ہی بھیشم جی سب
 اندریوں کی دتوں کو ایک کر کے بدھی سے من کو اپنے آدھین کر کے میری سترن میں آگئے تھے۔ اس لئے میرا بھی من
 اُن میں لگ گیا تھا۔ بھگوانی لنگانے جنہیں جنم دیا۔ جنہوں نے ہر شری دشمن ابھی سے وڈیا پر اپت کی جو ست، دویہ
 استروں اور انگوں سمیت چاروں ویدوں کے گیتا ہیں۔ جوتینوں کال کی باتیں جانتے ہیں۔ جاتاؤں میں سریشٹھ میں
 اُن بھیشم جی کے پاس اس وقت من ہی من پہنچ گیا تھا۔ نریشٹھ بھیشم جی کے سورگ و اسی ہو جانے پر یہ پرتھوی
 اماؤں کی رات کی طرح اپنی شوہا کھو بیٹھے گی۔ اس لئے آپ لنگانندن بھیشم جی کے پاس چل کر اُن کے چروں میں پرنام
 کیجئے اور آپ کے من میں جتنے سندبہ ہوں۔ اُن سب کو اُن سے پوچھئے۔ دہرم ارتھ کام اور موکھش۔ ان چاروں
 پرستار تھوں کے سروپ کو بگنیہ وغیرہ گروں کو چاروں آشرموں اور راجاؤں کے سب دہرموں کو آپ اُن سے پوچھئے۔
 کرودنش کا بھار سنبھا لینے والے بھیشم روپی سوربہ جس دن است ہو جائیں گے۔ اس وقت سب طرح کے گیانوں کا پرکاش
 نٹ ہو جائے گا۔ اس لئے میں آپ کو وہاں چلنے کے لئے کہتا ہوں۔"

بھگوان کرشن کی تیار تہ باتیں سن کر یدھشٹر کا گلا بھر آیا وہ آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگے۔
 "مادھو! آپ بھیشم جی کا جیسا پر بھاؤ تبار ہے ہیں۔ وہ سب ٹھیک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ مجھے بھی

اُن کا پر بھاؤ معلوم ہے۔ اُن کے ہمان سو بھالیہ اور پر بھاؤ کے دشنے میں میں نے کئی ددوان برہمتوں کی بانیں سنی ہیں۔ آپ تو سب جگت کے بدھاتا ہی ہیں۔ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بھلا ٹھیک کیوں نہ ہو۔ بھگوان! اگر آپ مجھ پر انوکھہ دکھانا چاہتے ہیں تو آپ کو ہی آگے کر کے ہم لوگ بھیشم جی کے پاس جانے کا دھچکا کرتے ہیں۔ سورج کے اُترائے جوتے ہی وہ دیولک میں چلے جائیں گے۔ اس لئے اب انہیں بھی آپ کا درشن ملنا ہی چاہیے۔

دھرم راج کی بات سن کر شری کرشن جی نے سانگی سے کہا: "تم رتھ تیار کرو" آگیا پاکر ساتکی محل سے باہر نکلا۔ اور دارک سے رتھ تیار کرنے کو کہا۔ دارک نے رتھ تیار کر لیا۔ بھگوان کے اُس رتھ میں سب طرف سینا چڑا ہوا تھا۔ اُس کا اندر کا حصہ قیمتی مینوں سے سجایا ہوا تھا۔ سورج کی کرنوں کے پڑنے سے رتھ کی شوبھا دو گنی بڑھ گئی تھی۔ اُس میں شیوی اور سکر دیو وغیرہ گھوڑے بچتے ہوئے تھے۔ اس پر کار رتھ تیار کر کے دارک بھگوان کے پاس گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر اُس نے اُن کو رتھ تیار ہو جانے کی اطلاع دی۔

بھیشم جی کا بھگوان شری کرشن کی استی کرنا

راجہ جینجے نے پوچھا۔ منی در! باتوں کی سیج پر پڑے ہوئے بھیشم جی نے کس طرح اپنے شریر کا تیاگ کیا؟ اُس وقت انہوں نے کس یوگ کی دھارنا کی۔

دیشم پائے جی نے کہا: "تم شدھ ہر دے سے من کو یو کو کے ہاتا بھیشم جی کے دیہ تیاگ کا حال سنو۔ جب دکھنا سن ختم ہو گیا۔ اور سورج اُترائے پر آگئے۔ اُس وقت بھیشم جی نے دھیان مگن ہو کر من کو پر ماتا میں لگایا۔ اُن کے اُس پاس بہت سے اُتم برہمن بیٹھے ہوئے تھے۔ دیدیتا دیاس جی۔ دیورشی ناروجی۔ دیوستھان۔ واسیہ۔ اشک۔ مینو۔ جینی۔ شانڈلیہ۔ دیول۔ میترے۔ وششٹ۔ وشومتر۔ لوش۔ ڈاترے۔ سنت کمار۔ برہمتی۔ شکر۔ کپل۔ والمیک۔ کر۔ پرشرام۔ ہلاد۔ والو۔ مریچی۔ انکرا۔ کاشیہ۔ گوتم۔ دھرمے۔ مارکنڈے۔ بھاسکر۔ اور پراں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے سو بھالیہ شالی منی جو شرمہام اور شرم دیوہ گنوں سے نیکت تھے۔ بھیشم جی کو گھرے ہوئے تھے۔ اُن رشیوں کے بیچ میں بھیشم جی گہروں سے گھرے ہوئے چند رماں کے سمان شوبھا پارہے تھے۔ باتوں کی سیج پر بیٹھے ہی بیٹھے وہ ہاتھ جوڑ کر پرتھوا سے دھیان کرنے لگے۔ دھیان کرتے کرتے وہ بڑے پرسن ہو گئے اور اند میں بھر گئے۔ اُن کے گلے کے شدھ صاف سائی دینے لگے۔ وہ سسار کے سوامی یوگیشر شری کرشن جی کی استی کرنے لگے۔

بھیشم جی بولے: "میں شری کرشن جی کے آرادھن کی اچھیا سے جن شدھوں کا اُچارن کرنے لگا ہوں وہ نکھپ میں ہوں یا دستار میں ہوں۔ انہیں سن کر وہ پرشتم پرسن ہوں۔ جو آپ شدھ ہیں۔ جن کی پراتی کا مارگ بھی بالکل شدھ ہے جو سب سے دکھکش نہیں سروپ ہیں۔ جو پر جادوں کا پالن کرنے والے پریم پرش پر ماتا ہیں۔ اُن کی میں شرن میں ہوں۔ سب چوچو جگت کو دھارن کرنے والے شری ہری پار برہم پر ماتا ہیں۔ اُن کا نہ آدب نہ انت ہے۔ انہیں نہ دیتا جان سکتے ہیں نہ رشی۔ ایک ماتر وہ نارائن ہیں سب کچھ جانتے ہیں۔ نارائن سے ہی رشی پرگٹ ہوئے ہیں۔ سدھوں اور بیٹے

بڑے ہاتھیوں کی پیدائش بھی اُن سے ہوئی ہے۔ دیوتا اور دیو رشی بھی اُن کے دشت میں اتنا ہی جانتے ہیں کہ وہ ادناشی پر ماتا ہیں۔ ان باتوں کا یہ تھار تھار گیان، دیو، دانو، گندھرو، کیش، راکشس اور سرپوں میں سے کسی کو نہیں ہے۔ اُن ہی میں سمپورن پرانی ٹھہرتے ہیں۔ اور اُن ہی میں وہ لین ہو جاتے ہیں۔ جیسے دوری میں منکے پروٹے جاتے ہیں۔ اُن ہی پر کار اُن ٹھوٹوں کے ایشور پر ماتا ہیں۔ سمپورن تری گن آتمک بھوت پروٹے ہوئے ہیں۔ بھگوان کبھی نہ ٹٹ ہوئے والے ایک تھے ہوئے لمبے سوت کے سمان ہیں اُن میں یہ کاریہ کارن روپ جگت اسی طرح پرو دیا ہوا ہے۔ جیسے سوت میں مالا۔ سمپورن وشو انہیں کے ادھار پر بٹکا ہوا ہے۔ یہ اُن کی ہی رچا ہے۔ اُن تری ہری کے ہزاروں متک، ہزاروں پاؤں اور ہزاروں نیمتر ہیں۔ ہزاروں بھاؤں، ہزاروں مکھوں۔ اور ہزاروں مکھوں سے وہ پرکاشمان رہتے ہیں۔ دوسری اس جگت کے پر م ادھار ہیں۔ اُن کو ہی نارائن کہتے ہیں۔ وہ سوکھ شرم سے بھی سوکھ شرم اور سھول سے بھی سھول ہیں۔ بھاری سے بھاری اور اتم سے اتم ہیں۔ چاروں ویدوں میں جس برہم کی استی کی گئی ہے وہ برہم ستیہ کرما بھگوان واسد دیو ہی ہیں۔ وہ ہی ویدوں میں کہے گئے پر مارتھ تو ہیں۔ شدھ انتہ کرن میں اُن کا سدا واس ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھگتوں کا سدا پالن کرتے رہتے ہیں۔ شری کرشن، پردیومن، بلہدتر، اور انیروڈھ ان چاروں روپوں میں وہ ہی پرگٹ ہوتے ہیں۔ بھگت جن ان چار ویدی ناموں سے اُن کی پوجا کیا کرتے ہیں۔ بھگوان واسد دیو کی پرستنا سے ہی ہتھتپ کا انوشٹھان کیا جاتا ہے۔ وہ ہی سب کے بھتر براجمان ہیں۔ وہ سب کے آتما سب کو جاننے والے۔ سروروپ اور سب کو پیدا کرنے والے ہیں سمپورن کاماڈوں کا تیاگ کر کے انقیہ بھاو سے بھت رہنے والے سادھک موکھش کے ادیش سے اپنے شدھ انتہ کرن میں جن شدھ بدھ آماروپ گوبند کا گیان درشی سے ساکھنا نکار کرتا ہے جن کا پر اکرم اندر اور دایو سے بہت بڑھ کر ہے جن کے رتج کے سامنے سورج کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ جن کے سوروپ تک من بدھی اور اندریوں کی پہنچ نہیں ہو سکتی۔ اُن پر جاکر پانا کرنے والے پریشور کی میں شرن لیتا ہوں۔

پرائوں میں جن کا پریش نام سے وزن کیا گیا ہے۔ جو گوں کے شروع میں برہما اور یگوں کے انت میں نکرشن کہے گئے ہیں اُن پریشور کی میں اپنا سنا کرتا ہوں۔ جو ایک ہو کر بھی انیک روپوں میں پرگٹ ہوئے ہیں۔ سب کاماڈوں کو پورن کرنے والے ہیں پیگیہ آدی کریموں میں لگے ہوئے انیہ بھگت جن کا آرادھن کرتے ہیں۔ جنہیں ستار کا آدی کارن کہا جاتا ہے۔ جس میں یہ سمپورن پر جایش سھت ہیں۔ پانی میں تیرنے والے جل چر جیوں کی طرح جن کے ہی اور سب جگت کی چیشا میں سو رہی ہیں۔ جو پر مارتھ ستیہ سروروپ اور ایک اکھشر برہم ہیں۔ جو ست است دولو سے دنکشن ہیں۔ جن کا آدھیمہ اور انت نہیں ہے۔ جنہیں دیوتا اور رشی بھی ٹھیک ٹھیک نہیں جان پاتے اپنے من کو قابو کر کے سب دیوتا۔ اسر۔ گندھرو اور بدھ جن کی سدا پوجا کیا کرتے ہیں۔ جو ستار روپنی دکھ کے چھڑانے کے لئے سب سے بڑی جڑی بوٹی ہے جو جنم مرن سے پرے سوکھو اور ستائن دیوتا ہیں۔ جو ان منترول اور بدھی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ اُن بھگوان نادان کی میں شرن لیتا ہوں۔ جو اس وشو کے بدھاتا اور چاچر بھگت کے سوامی ہیں۔

سمپورن بھونوں کا شکار کر کے جو اس جگت کو جل مٹے کر دیتے ہیں۔ اور خود کال کاروپ دھارن کر کے اکھٹے بٹلے کے پتے پر آرام کرتے ہیں۔ اُن مایا مئے بال مکند کو منسکار ہے۔ جن کے سہارے یہ دشتو کھڑا ہے۔ وہ برہان مکمل جن مکمل نیتر بھگوان کی ناجھی سے پرگت ہوا ہے۔ اُن مکمل روپ دھاری پر میثور کو منسکار کرتا ہوں۔ جو انتر یامی روپ سے سب کے بھیتر بر اجمان ہیں۔ جن کا سر روپ کسی حد میں بانڈھا نہیں جاسکتا جو کھنسر ساگر پر آرام کرتے ہیں۔ اُن لوگ بندرا روپ بھگوان کو منسکار ہے۔ جن کے متک کے بالوں کی جگہ میگھ ہے شری پر کی سندھیوں میں ندیاں ہیں۔ پیٹ میں چاروں سمندر ہیں۔ اُن جل روپی پر ماتما کو منسکار ہے۔ جن میں سب کی پیدائش قیام اور پر لے ہوئی ہے۔ اُن کارن روپ پر میثور کو منسکار ہے۔ جو رات میں بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور دن میں ساکشی روپ میں سخت رہتے ہیں۔ اور جو سدا ہی سب کے جملے بڑے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اُن درشنا روپی پر ماتما کو پر نام ہے۔ جنہیں کوئی بھی کام کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ جو دھرم کا کام کرنے کو سدا تیار رہتے ہیں اور جو بیٹھ دھام کے سروپ ہیں۔ اُن کاریہ روپ بھگوان کو منسکار ہے۔ جنہوں نے دھرماتما ہو کر بھی کرودھ میں بھر کر دھرم کے گوڑو کا لکھن کر نیوالے کھتری راجاؤں کا دیکھ میں اکیس بار نگہار کیا۔ اُن رور بھیس دھاری بھگوان پر شمرام جی کو پر نام ہے۔ جو ہر ایک شری پر کے اندر والو روپ میں سخت ہوا ہے کو پران اپان دیان وغیرہ پانچ روپوں میں بنا کر سمپورن پرانیوں کی سب کریاؤں کو دھارن کرتے ہیں۔ اُن دیو روپ پر میثور کو پر نام ہے۔ جو ہر ایک ایک میں لوگ مایا کے بل سے اذکار دھارن کرتے ہیں اور ماس رتو اور برسوں کے ذریعے سرکشی اور پر لے کرتے رہتے ہیں۔ اُن کال روپ پر ماتما کو منسکار ہے۔ برہمن جن کے نکھ ہیں۔ کھتری جن کی بھجائیں ہیں۔ ویش خنگھا۔ اور پیٹ ہیں۔ اور شودر جن کے چرنوں کے آشرت ہیں۔ اُن پتر دن روپ پر میثور کو منسکار ہے۔ اگنی جن کا نکھ ہے۔ سورگ متک ہے۔ آکاش ناجھی ہے۔ پرتھی پاؤں ہے۔ سورج نیتر ہے۔ اور دشا میں کاش ہیں۔ اُن لوک روپ پر ماتما کو پر نام ہے۔

جو کال سے پرے ہیں۔ یگیہ سے بھی پرے ہیں۔ اور پرے سے بھی بہت پرے ہیں۔ جو سمپورن دشتو کے آدی ہیں۔ لیکن جن کا آدی کوئی بھی نہیں ہے۔ اُن دشتو آتما ہر ماتما کو منسکار ہے۔ دیشینک درشن میں بتائے ہوئے روپ دس وغیرہ سے موہ میں پڑ کر جو لوگ دشیوں کے سیون میں پرورت ہو رہے ہیں اُن کی دشیوں کی آسکتی سے جو رکشا کر نیوالے ہیں۔ اُن رکشتک روپ پر ماتما کو منسکار ہے۔ جو اُن جل روپی ایندھن کو پا کر شری پر کے اندر دس اور پران شکتی کو بڑھاتے ہیں اور سمپورن پرانیوں کو دھارن کرتے ہیں۔ اُن پران آتما پر میثور کو منسکار ہے۔ پرانوں کی رکشتا کے لئے جو چار طرح کے اُن کا بھوک لگاتے ہیں اور خود ہی پیٹ کے بھیتر اُنی روپ میں سخت بھوجن کو پجاتے ہیں۔ اُن پاجپک روپ پر میثور کو منسکار ہے۔ جن کا زسنگھ روپ دانو راج ہرنیہ کشیپ کا انت کرنے والا ہے۔ اُس وقت جن کے کندھے کے بال پیلے دکھائی پڑتے تھے۔ بڑی بڑی داڑھیں اور ناخن ہی جن کے ہتھیر تھے۔ اُن بھیانک روپ دھاری بھگوان زسنگھ کو پر نام ہے۔ جنہیں نہ دیوتا نہ گندھرو نہ آسرنہ دانو ہی ٹھیک ٹھیک جان پاتے ہیں۔ اُن سوکشم سروپ پر ماتما کو منسکار ہے جو مریا پک

بھگوان نیش ناگ کے روپ میں پرتھوی کو اپنے متک پر دھارن کرتے ہیں اُن شکتی شالی پریشور کو عسکار ہے جو اس سرشتی پریم پرانی رکھنا کے لئے سمپورن پرانیوں کو پریم کی دوری میں باندھ کر موہ میں ڈالے رکھتے ہیں۔ اُن موہ روپ بھگوان کو عسکار ہے۔ اُن سے وغیرہ پانچ کوشوں میں بہت انتہر تم آتما کا گیان ہونے کے بعد شدھ بدھی سے ودوان پرکش جنہیں پراپت کرتے ہیں۔ اُن گیان سروپ پر پریم کو پرنام ہے۔ جن کا سروپ کسی پرمان کا دشر نہیں ہے۔ جن کے بدھی روپی نیتر سب طرف دیابت ہو رہے ہیں۔ جن کے بھتر انت و سٹے ساجاتے ہیں۔ اُن دویہ آتما پریشور کو عسکار ہے۔ جو بٹا اور دند دھارن کرتے ہیں۔ وصال شریہ والے ہیں اور جن کا کنڈل ہی تو نیر کا کام دیتا ہے۔ اُن برہما کے روپ میں بھگوان کو پرنام ہے۔ جو ترشول دھارن کرنے والے ہیں اور دیوتاؤں کے سوامی ہیں۔ جن کے تین نیتر ہیں۔ جو ہاتھ ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے شریہ پر بھوتی رما دکھی ہے۔ اُن رور روپ پریشور کو عسکار ہے۔ جن کے متک پر اردھ چندر کا منکٹ اور شریہ پر سرپ کا بیگو پویت شو بھا دے رہا ہے۔ جو اپنے ہاتھ میں تپاک اور ترشول دھارن کرتے ہیں اُن اگر روپ دھاری بھگوان شنکر کو پرنام ہے۔ جو سمپورن پرانیوں کے آتما اور اُن کی جنم مرتیو کے کارن ہیں۔ جن میں کرودھ دروہ اور موہ کا لیش ماتر بھی نہیں ہے۔ اُن شانت آتما پریشور کو عسکار ہے جن کے بھتر سب کچھ رہتا ہے۔ جن سے سب اپن ہوتا ہے۔ جو خود بھی سرو سروپ ہیں۔ جو سب طرف دیا پک ہو رہے ہیں۔ اور سرو آتما کو پرنام ہے۔

اس دوشکی رچا کرنے والے پریشور! آپ کو پرنام ہے۔ وشو کے آتما اور وشو کی اپتی کے ستھان بھوت جگدیشور! آپ کو عسکار ہے۔ آپ پانچوں بھوتوں سے پرے ہیں۔ اور سمپورن پرانیوں کے لئے موکش روپ پریم ہیں۔ تینوں لوگوں میں دیابت ہوئے آپ کو عسکار ہے۔ تینوں لوگوں سے پرے رہنے والے آپ کو عسکار ہے۔ سمپورن دوشوں میں دیا پک آپ پر بھو کو عسکار ہے۔ آپ سب پار تھوں سے پورن بھٹا رہیں۔ سنسار کی اپتی کرنے والے اداشی بھگوان وشنو ہیں۔ آپ کو عسکار ہے۔

پرشی کیش! آپ سب کے جنم دانا اور شگھا کرنا ہیں۔ آپ کسی سے پراحت نہیں ہوتے۔ میں تینوں لوگوں میں آپ کے دویہ جنم کریم کار ہیشہ نہیں جان پاتا۔ میں تو تہو درشتی سے آپ کا جو سنان روپ ہے۔ اُسی کو اپنا دھیم ماننا ہوں۔ سو رگ لوگ آپ کے متک سے۔ پرتھوی دیوی آپ کے پاؤں سے اور تینوں لوگ آپ کے تین قدموں سے دیابت ہیں۔ آپ ساتن پرکش ہیں۔ دشا میں آپ کی بھائیں، سورج آپ کے نیتر اور پرجاتی شکر آچاریہ آپ کے ویریہ ہیں۔ آپ نے ہی ہاتھ جو ویالو کے روپ سے اوپر کے ساتوں لوگوں کو دیابت کر رکھا ہے۔ جن کی کانتی اسی کے پھول کی طرح سالوئی ہے۔ شریہ پر پیتا بر شو بھا دیتا ہے۔ جو اپنے سروپ سے کبھی جلا مان نہیں ہوتے۔ اُن بھگوان گوبند کو جو لوگ عسکار کرتے ہیں۔ انہیں کبھی بچے نہیں ہوتا۔ بھگوان کرشن کو ایک بار پرنام کیا جائے۔ تو وہ دس اشو میدھ بھگنوں کے آخیر میں کئے ہوئے استھان کے سان پھل دینے والا

شریکین جی کا بھیشم کی اور بھیشم جی کا شریکین کی استی کرنا اور شریکین کا بھیشم سے دھرم آپدیش کے لئے کہنا

بھیشم پائن جی کہتے ہیں۔ "راجن! راستے میں بھگوان کرشن نے یڈھشٹر کو پرشرام جی کا پر اکرم کہہ سنایا۔ جس طرح کہ انہوں نے سہسرا ہنوکو مارا تھا۔ اور جب اُس کے لڑکوں نے کرودھ میں بھر کر پرشرام جی کے پتا جدا گنی کا متک کاٹ ڈالا۔ تو پرشرام جی نے پرتگیا کر کے انیس بار کھشٹروں کا سنگھار کر کے ساری پرتھوی اُن سے چھین لی اور وہ اشومیدھ یگیہ کر کے کھیشپ جی کو دان میں دیدی۔ تب کھیشپ جی نے بچے کچھے کھشٹروں کی رکھٹ کے لئے پرشرام جی کو دکھشن سمندر کے کنارے چلے جانے کو کہا۔ اور پرشرام جی وہاں جا کر رہنے لگے دیگرہ دیگرہ پرشرام جی کے پر اکرم کی کھٹائیں کہتے کہتے کرودھشیترا میں اُس سٹھان پر پہنچے۔ جہاں پر کہ بھیشم جی بالوں کی سیج پر سوئے ہوئے تھے۔ وہ جگہ ادگھ دتی ندی کے کنارے پر تھی۔ دور سے ہی بھیشم جی کو دیکھ کر شریکین۔ راجہ یڈھشٹر اور چاروں پانڈو اور کربا اچار یہ دیگرہ سب لوگ اپنے اپنے رتھ سے اتر پڑے اور جہاں رشتی منڈلی بیٹھی تھی۔ وہاں آئے۔ اُن سب لوگوں نے پہلے وہاں دیگرہ چہرٹیوں کو پرنام کیا۔ اور بھیشم جی کی سیوا میں حاضر ہو کر انہیں چاروں طرف سے گھر کر بیٹھ گئے۔ تب شریکین جی نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

بھیشم جی! آپ کو بالوں کی جو چوٹ لگی ہے۔ اُس سے شریر میں پڑا تو نہیں ہے؟ کیوں کہ مانسک دکھ سے شادیرک دکھ بڑا پر بل ہوتا ہے۔ شریر میں ایک چھوٹا سا بھی کاٹا چھید جائے۔ تو وہ بڑا کشت دیتا ہے۔ پھر آپ بالوں کی سیج پر سو رہے ہیں۔ آپ کی پڑا کا تو کتنا ہی کیا؟ لیکن آپ چونکہ جنم مرن کے رستہ کو جانتے ہیں۔ اس لئے دیو کا ودھان سمجھ کر آپ گھبراتے تو نہ ہوں گے؟ آپ تینوں کال کی بالوں کو جانتے ہیں۔ آپ کا گیان سب سے بڑا ہے۔ آپ دیوتاؤں کو بھی آپدیش دینے میں سمرتھ ہیں۔ پرانیوں کے سنگھار کے کارن وقت اور پھل کا آپ کو پورا پورا گیان ہے۔ آپ راج کے ادھیکاری تھے اور پوری طرح صحت مند تھے۔ اور ہزاروں استروں کے بیچ میں رہتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ اکھنڈ پھریہ برت کا پالن کرتے ہیں سچل رہے۔ میں نے تینوں لوگوں میں ستیہ وادی دھرم پرائن۔ شور ویر اور مہا پر اکرمی آپ کے سوا کوئی نہیں دیکھا جو بالوں کی سیج پر اس طرح پڑا ہوا اپنی مرتیو کو روکنے میں سمرتھ ہو سکا ہو۔

ستیہ وادی۔ تپسوی۔ دانی۔ شدھ انتہہ کرن دید دیدانت کے گیتا اور جتندریہ پریش آپ کے سمان دوسرا کوئی نہیں ہے۔ آپ سب گندھروں۔ راکشسوں اور منشوں کو ایتسے ہی جیت سکتے ہیں۔ آپ لوہی و سودوہی آپ اپنی شکتی سے دیوتاؤں میں بھی پرستھ ہیں۔ آپ سپیون گنوں کے بھنڈار ہیں۔ اس لئے جے مہا پوجا یہ مہاراج یڈھشٹر اپنے کنبھیوں کے سنگھار سے بہت دکھی ہیں۔ آپ اِن کا شیک دھور کیجئے۔ ورن اشرم دھرم کے آپ پورن گیتا ہیں۔ لوگ اور سانگھ میں جو سناٹن دھرم ورن ہے۔ وہ سب آپ ویا کھیا سمیت جانتے ہیں۔

دیش کال اور جاتی کے دھرم کو بھی آپ جانتے ہیں۔ اتھاس اور پوان کے بھی آپ پورن گیتا نہیں۔ دھرم شاستر تو خدا آپ کے ہر دے میں تخت ہے۔ شنگاؤں کا نوارن کرنے میں آپ سے بڑھ کر کشل اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے آپ پھٹر کے شوک کو دور کر کے انہیں شانت کیجئے۔

شری کرشن جی کی بات سن کر ہمیشہ جی نے ذرا اپنے سر کو اٹھایا اور دونو ہاتھ جوڑ کر بھگوان کی استی کرنے لگے۔ سمپورن لوگوں کے آدمی کاژن بھگوان : آپ کو غم کا رہے۔ آپ ہی سب کی پیدائش اور پرلے کرتے ہیں۔ آپ دشو کے آتما ہیں۔ یہ سمپورن دشو آپ کی رجائے۔ آپ تینوں لوگوں میں دیاست ہیں۔ یونیورسٹی آپ ہی سب کو شرن دینے والے ہیں۔ آپ کو غم کا رہے بھگوان : آپ نے میرے سمندھ میں جو بات کہی ہے۔ اس کے ہی پر بھاؤ سے میں تینوں لوگوں میں دربان آپ کے دوہیہ بھاؤں کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے سناٹن سروپ کا مجھے ساکھتا نکار ہونے لگا ہے۔ آکاش آپ کے متک سے اور پرتھوی دیوی آپ کے چرنوں سے دیاست ہے۔ سب دشائیں آپ کی بھجا اور سورج آنکھیں میں آپ کا اسی کے پھول کے سان شیانم شری پیتا میر پنے رہنے سے بجلی سمیت میگھ کی طرح جان پڑتا ہے۔ کل نیتر بھگوان : میں آپ کا شرنانگت بھکت ہوں۔ اور برم کھی پانا چاہتا ہوں۔ جس سے میرا کلیان ہو۔ وہ آپ سے آپ ہی سوچئے۔

شری کرشن نے کہا : پرشش شریٹھ ! مجھ میں آپ کی پرا بھگتی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو اپنے دوہیہ سروپ کا شرن کر لیا ہے۔ بھارت : آپ کا سجاوہیت سرل ہے۔ ساتھ ہی آپ تینہ دیہ پتھوی ، ستیہ داوی ، دانی اور برم پوتھ ہیں۔ اس لئے آپ اپنی پیتا کے بل سے میرا دشن پانے کے ادھکاری ہیں۔ آپ کی سیوا کے لئے وہ دیو لوک حاضر ہے جہاں جانے پر پھر اس لوک میں واپس آنا نہیں پڑتا۔ اب آپ کے جیون کے کلی چھین دن باقی ہیں۔ اس کے بعد آپ اس شریٹھ کا تیاگ کر کے اپنے شنبہ کوئوں کے پھل سروپ آتم لوگوں میں جائیں گے۔ دیکھئے ! یہ دیوتا اور دوسو بالوں میں بیٹھ کر آکاش میں کھڑے آتران سورج ہونے پر آپ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جہاں پرشش جن لوگوں میں جا کر پھر اس سنار میں نہیں آتے۔ آپ بھی وہاں جائیں گے۔ اس لوک سے آپ کے چلے جانے پر سارے گیان لوپ ہو جائیں گے۔ اس لئے چ سب لوگ اپنی دھرم سمندھ شنگاؤں کا نوارن کر لئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اس لئے اب آپ دھرم ، ارتھ اور لوگ کی تھار تھ باتیں سننا کر جلدی ہی ان کا شوک نوارن کیجئے۔

بھگوان کرشن جی کا ہیشتم کو وردان دینا اور سب کا واپس ہستنا پور لوٹ جانا
صبح پھر عاظر ہو جانا

دیشم پائن جی کہتے ہیں : شری کرشن جی کا یہ دھرم اور ارتھ بھرا بچن سن کر ہمیشہ نے دونو ہاتھ جوڑ کر کہا : بھگوان پور آپ کی لمبی بھجائیں ہیں۔ کلیان کا ہی ناران : آپ اپنی جہا سے کبھی چلا بیٹن نہیں ہوتے۔ آج آپ کی بات سن کر میں آندھ مگن ہو رہا ہوں۔ بھلا میں آپ کے ہونے ہوئے کیا کہہ سکوں گا۔ جب کہ باقی کا جو کچھ بھی دشتر ہے۔ وہ سب

آپ کی وید روپ بانی میں سخت ہے۔ جو منشی دیوراج اندر کے نزدیک دیولک کا حال سننے کی جرأت کر سکے۔ وہی آپ کے سامنے دہرم ارتھ کام اور موکش کی بات کہہ سکتا ہے۔ مٹھو سون : ان بانوں کے گڑنے سے بھاری کٹھ ہو رہا ہے جس سے میرامن ویاکل جو رہا ہے۔ سارا شریر پڑا کے مارے شعل پڑ گیا ہے۔ بدھی میں دچار کرنے کی شکتی نہیں رہی۔ دس اور آگ کے سماں یہ بان مجھے چلائے جا رہے ہیں۔ میرے پران بھلے کو بقرار ہو رہے ہیں۔ طاقت گھٹی جا رہی ہے۔ کمزوری کی وجہ سے زبان بول نہیں سکتی۔ ایسی دشا میں میں کیسے آپ کی استحق کر سکتا ہوں۔ بیگون : آپ مجھ پر پرسن ہو جائیے۔ کشا کیجئے میں کچھ بول نہیں سکتا۔ آپ کے پاس دھرم اپدیش کرتے ہوئے تو برہمنی جی بھی ہچکچا جائیں گے۔ میری تو پھر باطنی کیا ہے۔ مجھے تو اب نہ دشاؤں کا گمان رہا ہے۔ اور نہ پرتھوی اور آکاش ہی دکھائی دیتے ہیں۔ صرف آپ کی شکتی سے ہی جی رہا ہوں۔ اس لئے آپ ہی دھرم راج کے ہت کے لئے انہیں اپدیش کیجئے۔ آپ سب شاستروں کے بھی شاستر ہیں۔ شری کرشن : آپ جگت کے کرتا اور سناں پُرش ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے میرے جیسا کوئی بھی پُرش کیسے اپدیش کر سکتا ہے؟ کیا لارو کے ہوتے ہوئے چو اپدیش دینے کا ادھیکار ہی ہے؟

شری کرشن جی نے کہا : لنگانڈن : آپ نے جو کچھ لہا وہ آپ کے یوگیہ ہی ہے۔ کیوں کہ آپ سب دشیوں کے گیتا ہیں۔ اس کے سوا بانوں کے وار سے ہو رہے کٹھ کے سمبندھ میں جو کچھ آپ نے کہا۔ اس کے لئے پُرش ہو کر میں آپ کو ور دیتا ہوں۔ اسے سوکار کیجئے۔ اب آپ کو نہ کوئی دیا کلتا ہوگی اور نہ مورجھا۔ نہ دروہنگا نہ روگا۔ بھوک اور پیاس کا بھی کٹھ نہ ہوگا۔ آپ کے انتہ کرشن میں سب طرح کے گیانوں کی پھرتی ہوگی۔ آپ کی مدھی کسی دشنے میں بند نہیں ہوگی۔ من سدا ستوگن میں سخت رہے گا۔ آپ جس کسی دھرم یا ارتھ بھرے دشنے کا چشمن کریں گے۔ اس میں بدھی بڑی کامیابی سے آگے بڑھتی جائیگی۔ آپ بدیہ درشنی پاکر چاروں طرح کے پرانیوں کو دیکھ سکیں گے۔ اور اپنی گمان درشنی سے سنا رہندھن میں پڑنے والے جیوؤں کا بھی ساکتا تکار کر سکیں گے۔

دیشتم پائن جی کہتے ہیں : اس کے بعد دیاس وغیرہ ہرشیوں نے بجر اور سام وید کے ستروں سے بھگوان کرشن جی کا پوجن کیا۔ آکاش سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ اتنے میں سوربہ دیو پچھ کی طرف چھینے لگے۔ اس وقت سب ہرشی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور شری کرشن بھیشم اور یجھشتر سے جانے کے لئے پوچھنے لگے۔ تب پانڈوؤں سمیت بھگوان کرشن ساتھی۔ سنے۔ اور کرپا آچاریہ نے انہیں پرنام کیا۔ اس کے بعد وہ ہرشی کل پھر ملنے کا وعدہ کر کے فوراً اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ تب شری کرشن اور پانڈوؤں نے بھی بھیشم جی سے جانے کی آگیا مانگی اور آگیا لے کر سب اپنے سندرتھوؤں پر سوار ہوئے۔ پھر چترانگنی سینا کے ساتھ وہ لوگ استنا پور کی طرف چل دیے۔ پانڈو ہارھتھوں کے آگے اور تیجھے دونوں طرف سینا چل رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پُرب دشا میں چندرما چڑھ آیا۔ چندرما کا پرکاش پاکر پانڈوئے خوش ہوئے۔ سب لوگ استنا پور پہنچ گئے۔ اور اپنے اپنے محلوں میں جا کر آرام کرنے لگے۔

بھگوان کرشن اپنے پلنگ پر سو رہے تھے۔ جب آدھا پہر رات باقی رہ گئی تو آپ بستر سے اٹھ بیٹھے اور سناں برہم سروپ کا دھیان کرنے لگے۔ اتنے میں شرق اور پراؤں کے گیانا منشی وہاں آکر استحق کرنے لگے۔ بشکھ اور مزدنگ

بچنے لگے۔ پینا اور بانسری کا منہ بند نہائی دینے لگا۔ راجہ یڈھشٹر کے محل میں گانے بجانے ہونے لگے۔ اور ہر بھگوان کوکشن نے پلنگ سے اٹھ کر اشنان کیا۔ پھر گائتری کا جاپ کر کے اگنی کے پاس بیٹھ گئے اور ہون کیا۔ پھر ہمنوں کو بہت سی گوتھیں دان میں دیں۔ تب منگل نے دستوؤں کو چھو کر ساکی کو رتھ تیار کروانے کا آگیا دی اور رتھ تیار ہونے پر ساتھی سے کہا کہ "یڈھشٹر کے محل میں جا کر تہہ لگاؤ کہ ان کے چلنے میں اب کتنی دیر ہے۔ شری کوکشن کی آگیا پاکر ساکی فوراً راجہ کے پاس گئے۔ اور یڈھشٹر کو جا کر بتلایا کہ شری کوکشن جی رتھ تیار کر کے انتظار کر رہے ہیں۔ پسٹن کر یڈھشٹر نے بھی ارجن کو رتھ تیار کروانے کو کہا اور یہ بھی کہا کہ آج سینا ساتھ نہیں جائے گی۔ اور آگے چلنے والے لوگوں کو بھی روک دیا جائے۔ کیوں کہ آج ہمیشہ جی دھرم سمندھی کو رتھ تو کا وزن کریں گے۔ اس لئے جن کی اسے سنتے ہیں رچی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی بیڑ دہاں نہیں ہونی چاہیے"

یڈھشٹر کی آگیا پاکر ارجن نے ویسا ہی کیا۔ رتھ تیار ہونے پر سب کاموں سے نورت ہو کر دھرم راج اپنے چاروں بھائیوں سمیت ایک ہی رتھ میں سوار ہوئے۔ اور ساکی وکشن جی بھی ایک رتھ پر سوار ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوئے وہاں آ پہنچے۔ جہاں پر کہ پرتیابی بھیشم جی بانوں کی سیج پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی سب لوگ رتھوں سے اتر پڑے اور اپنے دائیں بائیں اٹھا کر ریشیوں کا ستکار کرنے لگے۔ آخر سب کے ساتھ راجہ یڈھشٹر نے بھیشم جی کے درشن کئے۔

شریکرشن اور بھیشم کی بات چیت، بھیشم کی آگیا پاکر یڈھشٹر کا پرشن کرنے کے لئے تیار ہونا

دیشم پائن جی کہتے ہیں: "جینے! وہاں نار دوغیرہ ہرشی گن اور بہت سے سبتھ پُرش بھی پدھا رہے تھے۔ وہ راجہ یڈھشٹر ارجن۔ بھیم۔ بک۔ سہیلو۔ سریکرشن۔ دھرتراشٹر اور بھیشم جی کے پاس جا کر بیٹھ میں رنے والے کر دوڑوں پودھاؤں کی مرتبہ پر شوک کرنے لگے۔ تب نار دوجی نے تھوڑی دیر تک سوچ دھا کر پانڈوؤں سے کہا "مہا نوبھاو! بھیشم جی سورج کی بھانت اب چھپ جانے والے ہیں۔ اس لئے یہ وقت ان سے کچھ پوچھنے کا ہے۔ کیوں کہ حاروں ورنوں کے جو نانا پرکار کے دھرم ہیں ان کا انہیں پرین گیان ہے۔ اس لئے آپ لوگ دھرم سمندھی سب شنگاؤں کا ان سے سدا دھان کر دیتے۔"

نار دوجی کے ایسا کہنے پر سب لوگ بھیشم جی کے نزدیک آئے۔ لیکن کسی کو بھی ان سے بات چیت کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ سب ایک دوسرے کا منہ تاکنے لگے۔ تب راجہ یڈھشٹر نے شری کوکشن جی سے کہا "دھو سودن! آپ کے بغیر اور دوسرا کوئی پُرش پیامہ جی سے پرشن کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے پہلے آپ ہی بات چیت شروع کیجئے۔ ہم لوگوں میں سے تو آپ ہی سب سے بڑے دھرم گاہی ہیں۔"

یڈھشٹر کے ایسا کہنے پر بھگوان شری کوکشن جی نے بھیشم سے کہا "راجندر! آپ کی رات تو سکھ سے گزری ہے نہ،

اب تو آپ کی بدھی میں وجہار شکتی جاگرت ہو گئی ہوگی۔ آپ کے ہر دے میں کوئی دکھ تو نہیں ہے؛ من کی گھبراہٹ دور ہو گئی ہے نہ؟

بھیشم جی نے کہا: "واسد یو۔ آپ کی کرپا سے میرے شریر کی جلن اور پڑا دور ہو گئی ہے۔ اب مجھے تینوں کال کی باتیں صاف دکھائی دے رہی ہیں۔ وید اور ویدانت ان سبھی پرکار کے گیاروں کو میں آپ کے وردان کے پر بھاد سے جان گیا ہوں۔ شتریشٹھ پرشوں نے جسے دھرم کہا ہے اس کا پورن گیان بھی مجھے سپھرن ہو گیا ہے۔ چاروں درون کے نانا پرکار کے دھرموں کا بھی مجھے گیان ہے۔ جن دشنے میں جو کچھ بھی کہنے لو گئے باتیں ہیں۔ ان سب کا میں وزن کر دیا۔ آپ کے دھیان سے مجھ میں بڑی طاقت آ گئی ہے۔ اور اب میں کلیان کاری اپدیش دینے میں سرھنوں۔ تو بھی میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ خود کیوں نہیں یدھشٹر کو کلیان کاری اپدیش دیتے۔" شتریکرشن جی نے کہا: "بھیشم جی! لیش اور کلیان کا مول میں ہوں۔ یہ سب ست اور است مجھ سے ہی پیدا ہوا ہے۔ اس لئے میں لیش سے پری پورن ہوں۔ اب میں آپ کے لیش کو بڑھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں نے آپ کی بدھی میں دو یک شکتی پیدا کی ہے۔ جب تک یہ پرتھوی رہے گی۔ تب تک اس سنار میں آپ کا لیش اور کیرتی رہے گی۔ یدھشٹر کے پوچھنے پر آپ جو اپدیش کریں گے۔ وہ وید کے سدھانتوں کی طرح پرمان مانا جائے گا۔ سنار میں آپ کا لیش زیادہ سے زیادہ کیے بڑھے۔ یہ سوچ کر ہی میں نے آپ کو دو یہ بڑھی دے دی ہے۔ یہ یدھ سے بچے ہوئے راجہ لوگ دھرم اپدیش سننے کے لئے آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ انہیں اپدیش کیجئے۔ آپ بزرگ ہیں۔ اور شاستر گئے ہیں۔ راج دھرم اور درن اشرم دھرم کا آپ کو پورا پورا گیان ہے۔ آج تک کوئی بھی دوش آپ میں دیکھنے کو نہیں آیا۔ سب راجہ اس بات کو مانتے ہیں کہ آپ سمورن دھرموں کے گیتا ہیں۔ آپ نے سدا دیوتاؤں اور رشیوں کی آپاسنا کی ہے۔ اس لئے آپ کو ضرور ہی دھرم کا اپدیش کرنا چاہیے۔ ویدواؤں کو جب کوئی پرش پوچھنے جائے تو انہیں سننے کی اچھا والے پرشوں سے اس کا اثر دینا چاہیے۔ جو سوال کرنے پر بھی اپدیش نہیں دیتا۔ اس کو بڑا پگھتا ہے۔ اس لئے جگیا سا بھاؤ سے پوچھنے پر آپ ان لوگوں کو ضرور ہی اپدیش کریں۔" بھیشم جی بولے: "گوبند! میرا من سقر ہے۔ اب بولنے کی بھی شکتی ہے۔ دھرماتما یدھشٹر مجھ سے پرشن کریں۔" شتریکرشن جی نے کہا: "بھارت! دھرم راج یدھشٹر کو آپ کے پاس آنے میں بڑا سکوچ ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کو اپراوھی مان کر بڑے ڈرے ہوئے ہیں۔ جو پوچھتے تھے۔ آدر کے پوچھتے تھے۔ جن کی ان میں بھگت تھی۔ اور جو گورو جن۔ سمبندھی۔ بندھو جن اور ارگھ پاتے لیکھ تھے۔ ان سب کو انہوں نے بالوں سے پھلنی کر ڈالا ہے۔ اسی ڈر کے مارے وہ آپ کے پاس نہیں آتے۔"

بھیشم جی بولے: "شری کرشن! جیسے دان۔ ادھین اور تپ یہ براہمنوں کا دھرم ہے۔ اسی طرح یدھ میں اپنے شتر کو مار کر انا بھی کھتری کا دھرم ہے۔ تاؤ۔ چاچا۔ بابا۔ بھائی۔ گورو۔ سمبندھی اور بندھو جن۔ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ استید مارگ پر چل رہا ہے۔ تو یدھ میں اسے مار ڈالنا دھرم ہی ہے۔ گورو بھی اگر لو بھو بھی

پھنس کر پاپ کا ساتھ دیتا ہو اور اپنے نیت آچار کا تیاگ کر چکا ہو۔ تو اُسے بھی یدھ میں مار دینا کھشتی کا دھرم ہے۔ سگرام
میں شترو کے للکارنے پر کھشتی کا لڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔ منوجی نے کہا ہے کہ یدھ کھشتی کے لئے سگرام دلائے
والا اور لوک میں لیش پھیلانے والا ہے۔ بھیشم جی کے ایسا کہنے پر راجہ یدھشٹر بڑی نرا کے ساتھ اُن کے پاس گئے
اور اُن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پھر اُن کے چرزل میں تنک جھکا یا۔ بھیشم جی نے بھی انہیں حوصلہ دے کر پرسن کیا۔
اور اُن کا تنک سونگہ کر کہا سیدھا! بیٹھ جاؤ۔ ڈرو مت۔ سنوچ چھوڑ کر جو کچھ پوچھنا ہو بلا جھجک پوچھو۔
بھیشم جی کا راجہ کے دھرم اور گنوں کا ورثہ اگلی آفات میں پڑھیں

بھگوان کرشن کی استنی (اردو جملہ ۵)

”گودوارجن دیو جی مہاراج پانچویں پادشاہی امت بانی“ (گودگرنتھ صاحب صفحہ ۱۰۳۲)

اچیت پار برہم پریشور انتریاہی	مَدھو سون داہودر سوامی
رکھی کیش گودروہن دھسادی	مُری منوہر ہری رنگا
موہن مادھو کرشن مُرادے	جگدیشور ہری جیو، اُسر شگھارے
جگ جیون اوناشی ہٹاکر	گھٹ گھٹ واسی ہے سنگا
دھرنی دھرایش نرسنگھ نارائن	دارھا اگرے پربھتی دھسائن
بادن روپ کبیا یدھ کرتے	سب ہی سیتی ہے چنگا
شری رام چندر جس روپ نہ دیکھیا	بنوالی چکر پانی دس الپا
سہس نیتز موت ہے سہسا	اک دانا سب ہے منگا
بھگت چھٹل ناتھ ناتھ	گوپی ناتھ سنگل ہے ساتھ
واسودو نربخن داتے	برن نہ ساکوں گن انگا
ممکند منوہر لکشمی نارائن	درویدی بجا زوار ادھارن
کلاکنت کرے کنتول	انشد وندوی نہہ سنگا
امگھ دس اجونی سمبھو	اکال موت جس کرے ناہیں کھو
اوناشی ابجت اگوچر	سب کچھ تجھ ہے لگا
سری رنگ بیکنٹھ کے واسی	تجھ کچھ کورم آگیا او تراسی
کیسہ چلت کریں نرالے	کیتا لوڑیں سم ہوئیگا
نراہاری نہرویر	دھار کھیل چتر بچ کہاٹیا

سازل سندر روپ بنا دیں
بن مالا و بھوکھن کنول نین
سنگہ چکر گدا ہے دھاری
پیت پیتھر تر بھون دھنی
سازنک دھر بھگوان بیھولا
نہ کننگ نہ کیول کیے
مرت لوک پیال سمیت
تیت پاون توکھ بھے تبجن
بھگتی تو کھت دین کرپالا
زنکار اچھل او دیو
سو میلے جس آپ بلائے
آپے گوی آپے کامہا
آپ اپاویں آپ کھپاویں
ایک چہرہ گن کون بکھائے
نوتن نام جھے دن راتی
اوٹ گھی جگت پت سرنایا
ہوؤو کرپال اچھا کر راکھ
درشت مان ہے سگل متھینا
متک لائی پریم پد پاؤو
جن کو کرپا کرے سکھ داتے
سگل نام بدھان تن پائی
کرتم نام کھتے تیرے جہا
کہو نانک بھگت ہے سرنائی
تیری گت مت تو ہی جانے

بین سنت سب مو سینکا
سندر کنڈل نمکٹ بین
مہا سارتنی سنت سنگا
جگن ناتھ گوپال مکھ بھنی
میں گھت نہ اوے سرینکا
دھنے جل قتل ہے جیت
استھر بھتان جس ہے بھگا
انکار نوارن ہے بھو کھنڈن
گھنے نہ کت ہی ہے بھگا
جوت سروپی سب جگ موؤو
آپو کوئی نہ پاوے گگا
آپ گمہ چراویں مانا
تدھ یپ نہیں اک تل رنگا
سہس پینی سکھ انت نہ جانے
اک گن نہیں پر بھ کے سنگا
بھے بھیانک جھڈوت دترے مایا
سادھ سنتن کے ننگ سنگا
اک مانگوں دان گو بند سنت رینا
جس پر اپت سو پاوے گگا
تن سادھو چرن لے بڑے پراتے
انحد شبہ من واجنگا
ست نام تیرا پرا پوربلا
دیو ورس من رنگ گگا
تو آپے کھتیں تے آپ بکھانیں

نانک داس داسن کو کری ہو
ہر بھادے تال راکھ سنگا

اشٹا و کریتا

منظوم اردو ترجمہ

از قلم کوی ہر کرشن لال جی (۱۱۶) گیتا کالونی دہلی ۱۱۶

گیان ایسا دو کہ جس میں دویں ہونہ رگ ہو
رحم بخشش ستیہ تپتی پی پی ہے آبِ حیات
سب ہیں تیرا لڑ لیکن تو ہے ان سب سے جدا
موکھیہ ہے وہ سکھ کسی شے کی نہ ہو کچھ آرزو
نگ تچ دل کی خوشی سے کچھ نہیں یہ کمناات
نہ تو کرتا بھوگت نرلیپ آتم آپ نے
ایک تو دیا پک ہے سب میں اس سے ملتی پائیگا
میں نہیں کرتا یہ امرت کام دے قریاق کا
پھونک بے علی کا جنگل دکھ جہاں کا خواب ہے
ہو مگن آند میں بس تو ہے رُوح جادواں
جیسی مت ویسی گتی مانو اٹل پرمان سے
مکت چیتن بس بھرم سے بھاستا سنا ہے
جگ بھرم سے بھاستا ہے تو مٹا اسکا نشان
کاٹ دے جنوں کے بندھن گیان کی تلوار سے
بے عقل لائے سدا ہی آپ اپنی جستجو
ناش کر سنکاپ سے چینیہ ہو چننا مٹ
شانت سیتل مکت سمجھو دھارنا کوئی نہ ہو
تو امر ہوگا تو آدا گون خود چھٹ جھٹے گا
ایسے ایشور رُوح میں تجھ کو نظر آ جائے گا

۱۔ اے پر بھو بندھن کے مُکتی ملے ویراگ ہو
۲۔ زہر سمجھو چھوڑ دل سے عیش ورسنا خواہشات
۳۔ نہ خلا نہ آگ پانی نہ تو مٹی نہ ہوا
۴۔ جسم ہو رُوح سے الگ دل آتما میں محو ہو
۵۔ مذہب و دھرم و کرم سے ہو نہیں سکتی نجات
۶۔ دل سے ہی شادی غمی دل کیلئے پن پاپ ہے
۷۔ دھسرا مانے گا تو بندھن میں خود آجائیگا
۸۔ میں ہوں کرتا سانپ مغروری کا ڈستائے سدا
۹۔ ایک ہوں قابل یقین کا گیان بھی اک آگ ہے
۱۰۔ سانپ رسی کا حقیقت میں سمجھو سارا جہاں
۱۱۔ مُکت ہوں مُکتی ملے گی بس اسی ابھیان سے
۱۲۔ آتما ساکشی ہے دیا پک شانت نروکار ہے
۱۳۔ آتما ساکشی رہا ہے شتیہ چیتن لا مکان
۱۴۔ باندھا مغروری کی رسی جسم کو سنسار سے
۱۵۔ لاکھ سورج سے زیادہ خود بخود روشن ہے تو
۱۶۔ آتما میں جگ پر دیا جگ بھرم پیدا کیا
۱۷۔ آتما نر پیکہ نہ بھرم واسنا کوئی نہ ہو
۱۸۔ جسم فانی رُوح نشپل کا یقین جب پائے گا
۱۹۔ جس طرح شیشے میں اپنے عکس کو تو پائیگا

۲۰۔ ہر گھرے میں عکس ہے پر آسمان تو ایک ہے ایسے ہے سب میں تومی - تیرا نشان تو ایک ہے

دوسرا ادھیائے

- ۲۱۔ میں نرجن ثابت تھا مایا گئی حیرت سے یہ
 ۲۲۔ جیسے دل روشن کیا ویسے کیا سنسار کو
 ۲۳۔ جسم ہے رُوح سے الگ اور تیاگ ہی ایمان ہے
 ۲۴۔ رُوح سے نکلی ہے دُنیا جیسے جل سے بلبلا
 ۲۵۔ بیج میں پودا چھپا ہے پر نظر آتا نہیں
 ۲۶۔ جیسے گئے میں ہے شکر رُوح میں سنار ہے
 ۲۷۔ رُوح روشن کو نظر آتی ہے یہ دنیا فضا
 ۲۸۔ نور فطرت کی قدرتی مجھ میں سما یا اس طرح
 ۲۹۔ واہ دورنگی کا دھوکا ہی تھا دُنیا مٹی فنا
 ۳۰۔ مجھ سے پیدا ہو کے دُنیا مجھ میں جاتی ہے سما
 ۳۱۔ سجدہ خود کو اس لئے ہے میں امر مومن بے مثال
 ۳۲۔ سجدہ خود کو ہے کہ ہو کر جسم رُوح بیکراں
 ۳۳۔ سجدہ خود کو اس لئے ہے میں عجب مومن ہوشیار
 ۳۴۔ سجدہ خود کو ہے بیانِ دلِ زباں سے مومن پر
 ۳۵۔ علم عالم بے علم عارف ہے تینوں سے بری
 ۳۶۔ دویت سے سب جاگ دکھی دکھ کے بنا کوئی نہیں
 ۳۷۔ بن بچارے ستیہ آتا تھا نظر اگیان سے
 ۳۸۔ مجھ میں دُنیا واہ بندہ موکھیا اب کچھ بھی نہیں
 ۳۹۔ جسم ہو کر ہے یقینِ کامل جہاں کچھ بھی نہیں
 ۴۰۔ جسم سُدُگ و نرک بندہ موکھیا ہے سب وہم تھا
 ۴۱۔ واہ جیوں میں بھی رہ کر بے تعلق بے ریا
 ۴۲۔ جسم ہوں نہ جیو ہوں، چھینے کی اچھیا بھی نہیں
 ۴۳۔ بحر ہوں بادِ تخیل موج ہے طوفان ہے
- جسم ہو پھر بھی امر ہوں آپکی رحمت ہے یہ
 ہوس کے مالک میں نے تیاگ موہ مایا پیار کو
 دیکھا ہوں اب تو اپنے آپ میں ہسکواں ہے
 رُوح میں قائم الگ سنار کی ہستی ہے کیا
 ذرتے ذرتے میں خدا ہے پر نظر آتا نہیں
 رُوح کا دیار ابدی زندگی کا سار ہے
 سانپ رسی کا تھا دھوکا نور سے جانا رہا
 گویا میرے نور سے جگ جگ گائے جس طرح
 سیپ چاندی سانپ رسی اب بھی سراب تھا
 سونا زلور، لہر دریا جیسے مٹی کا گھرا
 برہما کیڑی تک مئے میرا نہ ہو کچھ بھی زوال
 میں کہیں آتا نہ جاتا چلتا پھرتا ہے جہاں
 رُوح ہو کر بھی اٹھا رکھا ہے اس دُنیا کا بار
 اور وہ سب کچھ ہوں لیکن اس جہاں سے ہوں پر
 ہیج ہو بدھی جہاں وہ رُوح ہے ہستی مری
 جسم ایجو کے سوا اس کی دوا کوئی نہیں
 جھوٹ آتا ہے نظر پر پنج آتم گیان سے
 بقرم سہارا کلپنا سوچا ہے سب کچھ بھی نہیں
 کلپنا مجھ رُوح جیتن میں کہاں کچھ بھی نہیں
 عکس تھا مایا مٹی جھوٹی رُوح ہوں میں ہوں بقا
 سب ہیں جھوٹے ہر طرح کا پیار دل سے ٹھٹ گیا
 ہے یقین چیتن ہوں مغرور دکرتا بھی نہیں
 مجھ سے یوں پیدا ہوئی دُنیا کا یہ امکان ہے

پر اربھ ندی سمندر میں بہا کو لے گئی
کھیل کر مجھ میں سما جاتی ہیں ہو کر بے نشان

۴۴- دل ہوا ٹھہری واپسی جو کشتی جسم کی
۴۵- واہ میں ہوں بھر پھر میں اور موجیں بے کراں

تیسرا ادھیائے

زر کا کیوں محتاج پھر آتا ہے تو مجھ کو نظر
سیپ میں چاندی کا دھوکا ہے فقط وہم و گماں
دین ہو کر دوڑتا ہے کیوں یہ سب کچھ جان کر
پھر بھینے بھوکوں میں وہ نور کھ بنا ہے جان کر
عارف کا بل ہے تو ہر اک میں ہے وہی نہاں
حیف ہے شہوت تاشے ایسے عارف کو اگر
کیا قریب المرگ خواہش بھوک کی کوئی کرے
حیف وہ غلگین ہو دنیا سے جانے کے لئے
دیکھتا ہے روح کے جلوے کو عارف ہر کہیں
غم خوشی عارف کے دل سے اس طرح کا فوریہ
موت کے آنے کا ڈر عارف کو ہوتا ہی نہیں
ترک یا حاصل کبھی شے کی تمت کچھ نہیں
کون ہے اس کے برابر اس کی کچھ تلنا نہیں
دکھ یا شکہ ہر تہم کا محسوس تک کچھ نہ کرے

۴۶- روح میں دنیا ہے دنیا میں ہے روح یہ مان کر
۴۷- واہ عارف پریت دمن سے دنیا سچی ہے کہاں
۴۸- دنیا لہروں کی طرح ہے یہ یقیں سے مان کر
۴۹- شدہ سندر روح ہے یہ دیکھ کر اور مان کر
۵۰- برہم کی لڑی آتما میں اور روح میں سارا جہاں
۵۱- مکت ڈوئی چھوڑ کر جو روح سے ہو باخیر
۵۲- نفس دشمن آتما کا اس کو عارف جیتے
۵۳- لوک و پرلوک تارک مکتی پانے کے لئے
۵۴- کھانا پینا نہ دیا استت خوش نہیں اور غم نہیں
۵۵- جسم ہو روح سے الگ جیسے الگ کوئی دور ہو
۵۶- جاں ہے ماما کا دنیا اور فنا کا ہو یقیں
۵۷- جس کی سجادت نظر میں ساری دنیا کچھ نہیں
۵۸- ایسا عارف جس کو مکتی کی بھی کچھ اچھیا نہیں
۵۹- بے طلب بے حرص ہو کر رزق پریشا کرے

چوتھا ادھیائے

نور سے کیا میل وہ تیاگی ہے وہ تیاگی نہیں
زعم ہے ان میں خودی کے ترک سے جلوت بے
مبسطرح دھواں آسمان میں رہ کے رہتا ہے جدا
ایسے یوگی پر صرف رکھے کوئی طاقت کہاں
ہے یہ عارف میں کیا قدرت وہ ہوس سے دور ہے
اپنے نشکا موں کی غلطی سے بھی گھبراتا نہیں

۶۰- یوگی کرنے سے بھی پن اور پاپ کا بھاگی نہیں
۶۱- دیوتا ترسیں مگر عارف کو وہ نعمت بے
۶۲- یوگی پن اور پاپ سے اس طرح رہتا ہے جدا
۶۳- جس نے ہر ذرے میں جلوت لڑ کی دیکھی جیاں
۶۴- برہما سے کیڑی تلک خواہش میں خود مجبور ہے
۶۵- سب میں ایشور دوسرا کوئی نظر آتا نہیں

پانچواں ادھیائے

- ۶۶۔ نہ کسی سے ننگ ہونہ ترک کا ابھیمان ہو
۶۷۔ بلبلے جیسے سما جاتے ہیں اٹھ کر بحر میں
۶۸۔ سامنے دکھتی ہے بعد از خواب دنیا کچھ نہیں
۶۹۔ غم خوشی آتازات دل سے یکساں جان کر
- روح میں ایسے سما جیسے جسم میں جان ہو
من سمودے روح میں پانی ہو جیسے لہریں
سانپ کا دھوکا ہے رستی کے سوا کچھ بھی نہیں
مکت ہو جیون مرن نیچے برابر مان کر

چھٹا ادھیائے

- ۷۰۔ میں بھی ہوں اک آساں دنیا ہے مٹی کا گھڑا
۷۱۔ میں سمندر موج دنیا موج کی ہستی ہے کیا
۷۲۔ سیپ میں چاندی کا دھوکا تھا یہ عالم کچھ نہ تھا
۷۳۔ میرا ہی جلوہ ہے سب میں کچھ نہیں میرے سوا
- ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا

ساتواں ادھیائے

- ۷۴۔ بحر ہوں دنیا کی کشتی من کی دالو سے رواں
۷۵۔ میں سمندر ہوں کبھی گھٹت نہیں بڑھتا نہیں
۷۶۔ میں روحانی بحر ہوں یہ وہم ہے سارا جہاں
۷۷۔ روح فوری ہے الگ بے تعلق نور ہے
۷۸۔ واہ میں چینی ہوں جادو ہے یہ سارا جہاں
- بحر رہتا ہے وہیں ہوتا ہے وہ پہلے جہاں
لہر ہے دنیا اٹھے اٹھ کر سما جائے کہیں
روح میں قائم سکون ہستی ہے میری لامکاں
بے خودی اور بے نیازی سے یہ دل مسرور ہے
پھر مجھے جادو بھری چیزوں سے مطلب ہے کہاں

آٹھواں ادھیائے

- ۷۹۔ حرص پوری ہو نہ ہو بندھن سے چھکارہ نہیں
۸۰۔ مکت ہے بے لوث دل حرم دہوس سے ہو بری
۸۱۔ بندھ ہے دل کا لگاؤ ہوا امید واپس سے
۸۲۔ میں کی مفردی ہے بندھن چھوڑ تو آزاد ہے
- رنج و راحت شوق و نفرت ترک بن چارہ نہیں
شوق و نفرت خوف چھوڑے چھوڑے رنج و خوشی
بندھ کٹ جاتا ہے لذت ترک کے احساس سے
مکت کرو دل کے کہے تو مکت ہے تو شاد ہے

ناواں ادھیائے

- ۸۳۔ کچھ نہ کچھ کرتا ہے یہ فطرت سے انساں ہر گھڑی
خود کو کز مات سمجھ ہوگا اجڑے تب بری

- ۸۴۔ کوئی اک لاکھوں میں عارف عیش و عشرت چھوڑے
- ۸۵۔ حادثے تینوں میں فانی ڈرتا رہتا ہے بشر
- ۸۶۔ رنج و راحت فطرتاً خاصہ ہے ہر انسان کا
- ۸۷۔ جتنے مذہب لوگ سا دھن مت متاقت رہیں
- ۸۸۔ روح کی تصویر دیکھے خود ترے سوا سے
- ۸۹۔ جسم کے انگوں کی حرکت روح کی پہچان ہے
- ۹۰۔ ترک دنیا جسم کو تو چھوڑ دے تقدیر پر
- خود خوشی سے جیتے جی جیتنے کی چاہت چھوڑے
- بے ثباتی مان کر بے لوث رکھ قلب و نظر
- بے تمنا کو نہ ہو احساس جسم و جہاں کا
- سب میں ذاتی غرض عارف ہر تمنا سے جدا
- وہ گورو مانوں حقیقی ذات کے دیدار سے
- جو عناصر دیکھ تیری روح پھر کبھی ان ہے
- گیان کی خواہش بھی خواہش ہے اسے بھی ترک کر

دسوال ادھیائے

- ۹۱۔ نفس و زرتن پروری کی خواہشوں کو ترک کر
- ۹۲۔ گھر زمیں زن بتر بھائی خواب و اندر جال ہے
- ۹۳۔ جتنی چیزوں کی تمنا ہے انہیں دنیا سمجھ
- ۹۴۔ خواہشیں بندھن ہیں دوزخ بندھ کا انجام ہے
- ۹۵۔ تین چیزوں کا جہاں ہے ایک آتم گیان ہے
- ۹۶۔ راج سکھ پچھلے جنم کے جوی بیٹے اب کہاں
- ۹۷۔ حرص و زر اور نیک کاموں کی بھی خواہش ترک کر
- ۹۸۔ جانے کتنے جنم پائے دل زباں سے کیا کیا
- رہ کے دنیا میں بھی تو بے لوث رکھ اپنی نظر
- پندرہ روزہ ہیں حقیقت میں فنا ہر حال ہے
- گرسکھی ہونا ہے دل کی حرص کو مردہ سمجھ
- خواہشوں کو مار دے نکستی اسی کا نام ہے
- دوسری دنیا ہے تیجا ہے علم حیوان ہے
- اس جنم کا وارج کتبہ مر کے ہو گا بے نشان
- دنیا اک جگہ ہے اس میں بے فکر ہو کر گذر
- اب ذرا آرام پا۔ حرص و ہوا سے دل ہٹا

گیارہواں ادھیائے

- ۹۹۔ سب کی پیدائش فنا قدرت کی مرضی جان کر
- ۱۰۰۔ ایک ہی ایشور ہے پیدا جو کرے سارا جہاں
- ۱۰۱۔ سوئیپ دی جہت کو جس نے اپنی شادی دہنی
- ۱۰۲۔ مرنا جینا عنہم خوشی اسکا بکھا ملتا نہیں
- ۱۰۳۔ فکر دنیا چھوڑ دی جس کو کوئی چننا نہیں
- ۱۰۴۔ تن کی مغروری کہ چھوڑے روح کو جانے بقا
- ۱۰۵۔ برہما سے تنکے میں ہوں بے غرض دل کامل یقین
- ۱۰۶۔ دنیا حیرت جھوٹ ہے بے حرص ہو دشواں کر
- دامی سکھ اپنی یقین سے ہی تو پاتا ہے بشر
- وال ناخن جسم سے پیدا کرے روح نہال
- شا کر رزق و رضا کو دکھ نہیں دیتی کبھی
- یہ سمجھ کر کام کا عارف کو پھسل ملتا نہیں
- وہ سکھی ہے الجھنوں میں پھر کبھی پھنستا نہیں
- محبت میں کچھ نہیں محسوس کرتا کیا ہوا
- بے تمنا ہے حرص غمیں کبھی ہوتا نہیں
- خود شناسی یہ ہے اپنی روح کا احساس کر

بارہواں ادھیس

- ۱۰۷۔ دل زباں کے کام تھے جو پہلے وہ غم چھوڑ کر
 ۱۰۸۔ جب ہوں تعریف بند اپریت انکی چھوڑ کر
 ۱۰۹۔ محبت وہ ہے سادھی میں وہ محبت نہیں
 ۱۱۰۔ اب نہ ملتے کی خوشی جانے کا دل کو غم نہیں
 ۱۱۱۔ قوم دجاتی اور فرقے اُن کے مذہب چھوڑ کر
 ۱۱۲۔ ترک و حاصل کا دکھا وا بھی ہے جاہل کے لئے
 ۱۱۳۔ ہے تصور بھی اُسے محدود کرنے کا خیال
 ۱۱۴۔ اس طرح جو رُوح کا دیدار حاصل کر گیا
- ہو گیا ہوں رُوح میں قائم محبت توڑ کر
 رُوح میں قائم ہوا ہوں رُوح میں من چھوڑ کر
 رُوح کی خلوت سے بڑھ کر کوئی بھی خلوت نہیں
 رُوح میں قائم ہوں یکساں مجھ میں بیش و کم نہیں
 رُوح میں قائم ہوں دکھلائے کے بندھن توڑ کر
 بے تعلق مخلصی ہوتی ہے کامل کے لئے
 اس لئے ترک تصور میں بلا کامل جمال
 دھنیہ ہے جیتے ہوئے سنار ساگر تر گیا

تیرہواں ادھیس

- ۱۱۵۔ ترک ہے دل سے نگوئی سے نہیں ہوتا کبھی
 ۱۱۶۔ تن سے من سے بولنے سے کام تنیں چھوڑ کر
 ۱۱۷۔ جسم کی خاطر کئے کاموں میں مغروری نہیں
 ۱۱۸۔ کام تن کرتا ہے لیکن اُن میں مغروری نہیں
 ۱۱۹۔ اچھے کاموں کی تو کیا تن کی بھی کچھ چاہت نہیں
 ۱۲۰۔ جانتے سوتے یا چلتے مست ہوں یکساں ہوں میں
 ۱۲۱۔ نیند کو محنت کو دل سے اک برابر مان کر
 ۱۲۲۔ جیرو جنوں سے جہنم کے دکھ اٹھاتا ہی رہا
- رُوح میں قائم ہوں دل سے چھوڑ کر خواہش سہی
 رُوح میں قائم ہوں سارے دل کے بندھن توڑ کر
 اُس کی مرضی پر ہوں راضی اپنی مجبوری نہیں
 اُس کی مرضی پر ہوں راضی اپنی مجبوری نہیں
 رُوح میں قائم ہوں مغروری نہیں الفت نہیں
 لالچ ہانی ترک کر کے رُوح میں شاد ہوں میں
 رُوح میں قائم ہوں دل کو بے تمت جان کر
 نیک و بد کاموں کو دل سے چھوڑ کر بے غم ہوا

بہودہواں ادھیس

- ۱۲۳۔ دنیا داری میں بھی اُس قدرت کا پورا ہاتھ ہے
 ۱۲۴۔ علم و دولت یا عشرت اب میرا کچھ بھی نہیں
 ۱۲۵۔ ذات کا اصفا کے نکتے سے جلوہ پایا
 ۱۲۶۔ باطنی کتنا سکون ہے پھر یہ سادہ زندگی
- کھانا پینا جاگت سونا رضا کے ہاتھ ہے
 بے تمنا دل میں حسرت گیان بھی باقی نہیں
 فکر عجب کو اب نجات و بندھ کا پھر کیا رہا
 میری اس مستی کا اب عادت ہی سمجھ کا کوئی

پندرہواں ادھیائے

- ۱۲۷۔ رنگ چڑھتا ہے گورو کا پاک دل انسان پر
 ۱۲۸۔ شوق بندھن اور ترک شوق ہے مکتی تیسری
 ۱۲۹۔ علم عرفان اسی گنگا کرے ودوان کو
 ۱۳۰۔ نہ تو فاعل جسم و غنہ روح ہے تو پاک ہے
 ۱۳۱۔ دوستی یا دشمنی کیا دل نہیں تو نور ہے
 ۱۳۲۔ دیکھ سب میں روح اپنی سب کو خود میں جانے
 ۱۳۳۔ تو سمندر موج دُنیا ہے تجھی سے رونما
 ۱۳۴۔ کر یقین پیارے جگ یہ ہی یقین عرفان ہے
 ۱۳۵۔ جسم جاتا ہے مگر یہ روح کہیں جاتی نہیں
 ۱۳۶۔ جسم مٹ جائے ابھی یا سو برس قائم رہے
 ۱۳۷۔ موج دُنیا تجھ سمندر سے ہوئی ہے رونما
 ۱۳۸۔ اک ترے جلوے سے جب سارا جہاں معمور ہے
 ۱۳۹۔ جو نظر آتا ہے سب میں ایک تو ہے جدہ گر
 ۱۴۰۔ میں یا تو ایسے ہٹا دل میں کبھی دوئی نہ ہو
 ۱۴۱۔ جہل کی نظروں میں دو پہلو ہیں ہر انسان کے
 ۱۴۲۔ ہے فقط دھوکا نظر کا درد دنیا کچھ نہیں
 ۱۴۳۔ تو ہی تھا تو ہی رہے گا جگ ہے بحر بیکراں
 ۱۴۴۔ حرص خواہش اور تنہا چھوڑ کر دل شاد ہو
 ۱۴۵۔ مت تصور کر پر بھوکا وہ نہیں تجھ سے جدا
- ۱۲۷۔ بے اثر ہے علم ساری زندگی حیوان پر
 ۱۲۸۔ یہ سمجھ کر اب کرو جیسے بھی ہے مرضی تیسری
 ۱۲۹۔ جانتے اچھا نہیں عیاش اس عرفان کو
 ۱۳۰۔ بے تعلق ہے مشاہد زعم سے بے باک ہے
 ۱۳۱۔ غم اداسی کا اندھیرا تجھ سے کوسوں دور ہے
 ۱۳۲۔ خو ہو جا اپنی ہستی میں غرور و ترک سے
 ۱۳۳۔ شک نہیں یہ ستیہ ہے آند ہے روح بخت
 ۱۳۴۔ موہ تج دے روح تیری ہی اصل بھوکا ہے
 ۱۳۵۔ پاک بکھے روح تو پھر جسم میں آتی نہیں
 ۱۳۶۔ روح کا عزن کمی بیشی سے رہتا ہے پرے
 ۱۳۷۔ بحر کا کچھ بھی نہ بگڑے موج کی ہستی ہے کیا
 ۱۳۸۔ اس سے کچھ پانے کی خاطر کس لئے مجبور ہے
 ۱۳۹۔ ایک سونے کے ہی زیور مختلف آئیں نظر
 ۱۴۰۔ دل مطمئن ہوتا نہیں جینک کہ کیوں نہ ہو
 ۱۴۱۔ بھید دنیاوی ختم ہوتے ہیں آتم گیان سے
 ۱۴۲۔ ہے تناد دل کو کرتا ہے سکھی کا بل یقین
 ۱۴۳۔ مکت ہے تو تجھ کو مکتی اور بندھن ہے کہاں
 ۱۴۴۔ روح میں قائم غم دُنیل سے اب آزاد ہو
 ۱۴۵۔ تو پر بھو ہے دھیان پھر کرتا ہے کس کا بتا

سولہواں ادھیائے

- ۱۲۷۔ پاکے متعقد نشاستروں سے پھر انہیں دل سے نکلا
 ۱۲۸۔ کام کر چاہے سبھی چاہے سدا دمی بھی گنا
 ۱۲۹۔ فکر روزی مت کر دے کام ہے تعذیر کا
 ۱۳۰۔ جتنا زیادہ ہے یو پاری اتنا زیادہ ہے دکھی
- ۱۲۷۔ دل کتاؤں میں پھنسا ہو چین پاسکتا ہے کب
 ۱۲۸۔ بے تنہا بندھنوں سے مکت رہتا ہے سدا
 ۱۲۹۔ دکھ اٹھاتا ہی نہیں عارف کسی تدبیر کا
 ۱۳۰۔ آنکھ جھپکانے کو دکھ جانے وہ عارف ہے سکھی

- ۱۵۰۔ نیک و بد کاموں سے دل کو جبراً نہ ہو خوف سزا
 ۱۵۱۔ گریہست میں نفرت نہ ہو قابو ہو دل سنار میں
 ۱۵۲۔ بیج بے علمی کا پید ا دل سے کرتا ہے بشر
 ۱۵۳۔ ترک میں نفرت نہ ہو حاصل میں کچھ الفت نہ ہو
 ۱۵۴۔ دنیا داری سے دکھی ہو کر کوئی چھوڑے جہاں
 ۱۵۵۔ تارک الدنیا کی مغروری ہے وہ غافل نہیں
 ۱۵۶۔ برہا دشمنو بنو اگر اپدیش آکر بھی کریں
- وہ نجات دین و دنیا کچھ نہ چاہے پھر جزا
 فرق ہے خواہش کا عارف اور دُنب دار میں
 بیج ہی عارف نہ بولے گا تو ہوگا کب شجر
 دل ہو پتے کی طرح تیز میں رغبت نہ ہو
 عارف بے آرزو کو اس جہاں کا غم کجاں
 عالم و عارف بھی ہو جاہل ہے وہ کامل نہیں
 خواہش نہ چھوڑے تو اگر وہ دکھ تیرا کیسے ہریں

سارہواں ادھیٹ

- ۱۵۷۔ پاک دل صابر جو تنہا رہتا رہتا ہے سدا
 ۱۵۸۔ کوئی عارف کو دکھائے وہ نہیں ہوتا دکھی
 ۱۵۹۔ مست اس دنیا کی لذت پر نظر کرتا نہیں
 ۱۶۰۔ جو عیش کر کے چھوڑے جو عیش کرنی ہوتی تھی
 ۱۶۱۔ عیش اور مکتی کے طالب ہیں کر وڑوں ہی بشر
 ۱۶۲۔ ترک چاروں مزاجینا غم خوشی کچھ بھی نہ ہو
 ۱۶۳۔ واسطہ دنیا کے منے سے کچھ رہنے سے ہو
 ۱۶۴۔ آنکھ ناک اور کان منہ ہر انگ میں ہو بخودی
 ۱۶۵۔ انگ ڈھیلے ترک دل سے محو خود میں ہو گیا
 ۱۶۶۔ جاگت سونا نہ آنکھیں بند کرنا کھولنا
 ۱۶۷۔ ہر جگہ ہر حال میں تسکین و صابر جو رہے
 ۱۶۸۔ دیکھنا سننا یا کھانا سونگھنا دل سے چھٹا
 ۱۶۹۔ نند است لینا دینا غم خوشی کچھ بھی نہ ہو
 ۱۷۰۔ محفل معشوق ہو یا موت کی آغوش ہو
 ۱۷۱۔ مرد و عورت رنج و راحت زریا غربت ایک ہو
 ۱۷۲۔ رجم و بے رحمی غرض سے ہاتھ پھیلاتا نہیں
- علم کا اصلی ریاضت کا اُسے پھسل بل گیا
 وہ یہ سمجھے میں سکھی میری یہ کل دنیا سکھی
 میٹھے پتے کھا کے ہاضمی نیم کو چسرتا نہیں
 لاکھوں میں ہوتا ہے کوئی جو دل پہ پاتا ہے دیم
 عیش و مکتی چھوڑ دے ورنہ کوئی آسے نظر
 کون ہے ہوتے ہوئے اور جیتے جی کچھ بھی نہ ہو
 جینے لائق پا کے خوش ہو پوچھنے لائق ہے وہ
 خود شناس ہو کر نہ سمجھنے خود شناسی بل گئی
 بحر دنیا کا فنا عارف نے دل سے کر دیا
 ایسی حالت کا بیاں بے کار ہے کچھ بولن
 سب سے یکساں سب تنہا دل رکھتا ہو پیسے
 شوق اور نفرت کو عارف دل سے رکھتا ہے جدا
 مکت کو امید و حسرت کی غمی کچھ بھی نہ ہو
 مکت دونوں حالتوں میں ایک سا باہوش ہو
 مرد کامل میں کمی بیشی کی صورت ایک ہو
 زعم و حسرت انکساری اور گھبراہٹ نہیں

- ۱۷۳۔ ترک میں نفرت نہیں ملنے کی کچھ چاہت نہیں
 ۱۷۴۔ جس کو نہ کچھ فائدے نقصان کا آدے خیال
 ۱۷۵۔ ختم کر دیں خواہشیں ممتا خودی بھی مرٹ گئی
 ۱۷۶۔ ہوش بے ہوشی کی طرح حال ناقابل بیان
 جو بلے اس میں گن کچھ لوبھ یا رغبت نہیں!
 ایسے عارف میں ہی پوشیدہ ہے قدرت کا کمال
 کام سب کرتا ہے کاموں کی گن جاتی رہی
 نور دل کا ہو رہا ہو روح کی جانب روال

اٹھارہواں ادھیٹا

- ۱۷۷۔ جس نے دنیا خواب سمجھی حامل عرفان ہے
 ۱۷۸۔ زربڑھے تو عیش سے کچھ روگ بھی بڑھ جائیگے
 ۱۷۹۔ جل گیا من کرم روپی جس کا شمش آگ سے
 ۱۸۰۔ دہم ہے یا خواب ہے ورنہ یہ دنیا کچھ نہیں
 ۱۸۱۔ روح کو مرمت دے سمجھو دل میں ہے جیسے خیال
 ۱۸۲۔ خود شناسی ہے کہ خود میں روح کا دیدار ہو
 ۱۸۳۔ ہے خیالی عکس دنیا روح ہے انہی بقا
 ۱۸۴۔ آمت اور جان میں پردہ ہے دل کے دہم کا
 ۱۸۵۔ وہ رہے خاموش سب میں روح اپنی دیکھو
 ۱۸۶۔ چین بے چینی خوشی غم ہوش و ہوشی نہیں
 ۱۸۷۔ راج ہو یا بھیکہ جنگل یا نفع نقصان ہے
 ۱۸۸۔ دین و دنیا کام سب کرنا کرنا چھٹ گیا
 ۱۸۹۔ کام اپنے دل سے عارف کوئی بھی کرتا نہیں
 ۱۹۰۔ دل میں عارف کے دنیا ہے نہ مکتی کا خیال
 ۱۹۱۔ جس نے دنیا دیکھ حیا کہ یہ دنیا ہے نہیں
 ۱۹۲۔ جس نے خود میں روح اقدس کا نظر اکر لیا
 ۱۹۳۔ دل میں بے چینی ہو کر شش چین کی ہوگی تبھی
 ۱۹۴۔ رسم دنیا میں بھی عارف کو پریشانی نہیں
 ۱۹۵۔ خود میں ہے بھر پور نندا استی سب بے اثر
 ایسے عارف کو کروں سجدہ کہ وہ بھوکا ہے
 ترک جب سب کچھ کریں تب چین دل کا پائیں گے
 شانتی پاتا ہے امرت کی طرح دیر آگ سے
 ہے وہ عارف جس کو دنیا کے فنا کا ہے یقین
 ہے نشان بے نقص ہے ہر مان ہے اسکا وصال
 اتنی مخموری ہو مستی آنکھ سے اظہار ہو
 جان کر پیٹت بھی بچوں کی طرح کرتا ہے کیا
 روح کو عارف سمجھتا ہے بقا ت کو فنا
 وہ دوتی سے پاک اور بے لوث دکھتا ہے نظر
 دل پہ عارف کے کوئی حالت اثر کرتی نہیں
 اک برابر جانتا ہے ایک ہی گذران ہے
 ہر خیال آنا چھٹا، دل کا ستنا چھٹ گیا
 زندگی جیسی بھی گزرے کچھ ہوس رکھتا نہیں
 دھیان اور حسرت تمنا کٹ گیا دنیا کا جال
 دل کی آنکھوں کو یہ بندھن کچھ نظر آتا نہیں
 یوں سمایا روح میں خود سے کنار اکر لیا
 ہو سکوں حاصل وہ کوشش چین کی ہوگی تبھی
 نہ سادھی بسندھ اسکو لاکھ یا ہائی نہیں
 عام لوگوں کو نظر آتا ہے معمولی بشر

ہٹھ نہیں کرتا سکون دل سدا دل میں ہے
 سوکھاتہ جیوں ہوا کے زور سے اڑتا پھیر
 مکت کی طرح سدا ہر بات میں تسکین ہے
 لینے دینے کی غرض سے دل کو رکھتا ہے خدا
 بے نیازی مان سے اپمان سے ابھیمان سے
 چھٹ گیا کرنے کے پھل سے جو کرے ایسا یقیں
 موہ سے بچتا ہے عزت ملان سے رہتا ہے وہ
 دل زباں آنکھوں سے وہ کرتے ہوئے کچھ نہ کرے
 ہو سادھی پر نہ عارف مکت کی خواہش کبھی
 سب کرے عارف بنا ہنکار کے چھٹ جائیگا
 فکر و صدمہ آرزو دل میں نہ ہوتا شک و شبہ
 تب بھی یہ کرتا ہے اپنے آپ کی کچھ دیکھ بھال
 جبکہ دل کامل ہے وہ مجھول آتا ہے نظر
 مست آتا ہے نظر جیسے ہے وہ سویا ہوا
 جس سے روشن ہے جہاں اس روح کو جانیں ہیں
 جس سے روشن ہے جہاں اس روح کو جانیں نہیں
 مست عارف کو نیاں کوشش کے طبعی ہر نبات
 روح کو پالنے کا نکتہ مست کو معلوم ہے
 مکت ہو سکتا نہیں جاہل وہ جاہل ہی رہے
 بے طلب عارف بناں کوشش سکون میں ہی ہے
 روح بنا عارف کو سچا کچھ نظر آتا نہیں
 خود بخود دل پاک کر دیتا ہے عارف کا یقیں
 دونوں باتوں سے الگ رہتا ہے عارف کا یقیں
 زندگی بھر چین آسکتا نہیں جانے بغیر
 عارفوں کی عقل اپنی روح میں قائم مدام
 کندرا میں جا چھپیں دل کو بچانے کے لئے
 شیر نر عارف کی سیوا، لوگ کرتے ہیں سبھی

۱۹۶۔ کام کچھ کرنا بھی پڑ جاوے وہ مستی میں کرے
 ۱۹۷۔ کام جو کرتا ہے سب کچھ اس کی مرضی سے کرے
 ۱۹۸۔ نہ کبھی دل کو خوشی نہ غم سے وہ غمگین ہے
 ۱۹۹۔ روح میں رہتا ہے عارف دل ہے شیتل سدا
 ۲۰۰۔ زندگی عارف کی گدھے سے اک نرالی شان سے
 ۲۰۱۔ کام تن کرتا ہے روح پاک کچھ کرتا نہیں
 ۲۰۲۔ جو چلے اس کی رضا پر شان سے رہتا ہے وہ
 ۲۰۳۔ چھوڑ کر دینی کو عارف روح میں قائم ہے
 ۲۰۴۔ مکت پانے کو سادھی جہل کرتے ہیں سبھی
 ۲۰۵۔ کچھ نہ کرنا ڈھونگ ہے خواہش سے قابو آئیگا
 ۲۰۶۔ دل سے ہے گھیر عارف زعم و خواہش سے جدا
 ۲۰۷۔ جب یہ دل ہوتا ہے یک سو چھوڑ کر سائے خیال
 ۲۰۸۔ ذہن جاہل پر نہ ہوگا معرفت کا کچھ اثر
 ۲۰۹۔ جہل یک سوئی کی کوشش کرتا رہتا ہے سدا
 ۲۱۰۔ برت سادھی یوگ والے برہم کو جانیں نہیں
 ۲۱۱۔ یوگ برت کرتے ہیں لیکن روح کو جانیں نہیں
 ۲۱۲۔ جہل کو علوں سے ہوتا ہی نہیں دیدار ذات
 ۲۱۳۔ بے علم روحانیت اور روح سے محروم ہے
 ۲۱۴۔ جو گردن ستر بناں کوشش سے دل یکسو کرے
 ۲۱۵۔ بے سکون رہتا ہے جاہل لاکھ وہ کوشش کے
 ۲۱۶۔ جہل دنیا ست جانے دیدہ حق پاتا نہیں
 ۲۱۷۔ صبر سے دل پاک کرتا ہے کر سکتا نہیں
 ۲۱۸۔ کوئی دنیا مانتا ہے کوئی مانے ہے نہیں
 ۲۱۹۔ جہل کرتا ہے تصور روح کو مانے بغیر
 ۲۲۰۔ جاہلوں کو عقل دنیا میں رہے محو حشرام
 ۲۲۱۔ لذتوں کے باگھ سے تن کو چھپانے کے لئے
 ۲۲۲۔ ڈر کے ہاتھی شیر سے جیوں بھاگ جاتے ہیں سبھی

کھانا پینا دیکھنا ہر رنگ میں دل شاد ہے
 نہ اُداسی نہ خوشی وہ سوچتا کچھ بھی نہیں
 بے خود و المت کا ہر کام کرتا ہے خدا
 رسم اور بندش سے وہ آزاد رہتا ہے سدا
 مان لے جب دل تو کرنے کا اجر ملتا نہیں
 جھوٹے تارک کا جلد دل پر نہیں کرتا اثر
 مکت ہے دل میں کبھی وہ کلپنا کچھ نہ کرے
 بے تمنا کا ہر اک سے ایک سا وہ ہار ہو
 اپنی اس توہین کا اُس پر نہیں ہوتا اثر
 اُس کو اس جیسا سمجھ سکتا ہے عارف ہو اگر
 رُوح میں رہتا ہے قائم دل سے گھبراتا نہیں
 کام سب کرتے ہوئے نچلی ہے عارف ہر جگہ
 لولتے دوہا کرتے پیتے کھاتے مست ہے
 رنج و غم کو وہ سمجھتا ہے فقط خواب و خیال
 پانے والا پا کے منزل رُغم میں آتا نہیں
 بے تعلق دل سے ظاہر کام وہ سارے کرے
 اور عارف رُوح پر کرتا ہے اپنا دل فدا
 وہ نتیجے کو بھی سمجھے بے نیاز و بے خودی
 بس میں اک اور کان آنکھیں کھانے پینے میں رہے
 رُوح آتی ہے نظر ہر شے میں ہر سو ہر کہیں
 جھومتا رہتا ہے مستی کی سادھی میں سدا
 اُس کے ذمے زندگی کا کام باقی کیا رہا
 اُس کی فطرت میں سکون قلب رہتا ہے سدا
 پیار نفرت شوق کوشش دل میں کچھ رہتا نہیں
 رنج و راحت مکت بندھن کچھ نہیں کرتا اثر
 بے تمنا عارف کابل کا چہرہ کھل گیا
 ہو گیا وہ دین و دنیا علم و فن سے بے خبر

۲۲۳۔ شک نہیں تیر نہیں بندش سے دل آزاد ہے
 ۲۲۴۔ مست کے دل پر اثر اچھا بُرا کچھ بھی نہیں
 ۲۲۵۔ ہر کام ہے اُس کی رضا طبع بچے کی طرح
 ۲۲۶۔ رُوح کے عرفان سے دل شاد رہتا ہے سدا
 ۲۲۷۔ جب یقین ہوتا ہے کابل کچھ بھی میں کرتا نہیں
 ۲۲۸۔ بچے تارک کا جلوہ چہرے سے آتا ہے نظر
 ۲۲۹۔ چاہے وہ سب کچھ کُورے چاہے کُفایاں وہ رہے
 ۲۳۰۔ گنگا تیر تھ راجہ مندر چاہے کل پر یوار ہو
 ۲۳۱۔ لڑکا لڑکی بوی نوکر کوئی دُرکار سے اگر
 ۲۳۲۔ سکو میں دکھ میں ایک سام تھا ہے جو کابل بشر
 ۲۳۳۔ دُنیا کے کاموں کا عارف کو خیال آتا نہیں
 ۲۳۴۔ جہل کچھ کرتا نہیں بے چین رہتا ہے سدا
 ۲۳۵۔ بیٹھتے اُٹھتے ہوئے آتے یا جاتے مست ہے
 ۲۳۶۔ دل ہے عارف کا سمندر اور چہرے پر جلال
 ۲۳۷۔ جہل رُغم ترک سے منزل کبھی پاتا نہیں
 ۲۳۸۔ جہل گھر کو چھوڑتے ہیں تپا عارف گھر رہے
 ۲۳۹۔ جہل دل کے شوق میں مغرور رہتا ہے سدا
 ۲۴۰۔ ایک بچے کی طرح عارف گذارے زندگی
 ۲۴۱۔ ہے مبارک ایک سی مستی جو جینے میں رہے
 ۲۴۲۔ خواہشِ جنت نہیں اور یگیہ وہ کرتا نہیں
 ۲۴۳۔ خواہشِ دونوں جہاں سے دل ہے عارف کا حبا
 ۲۴۴۔ جان کر پہنچ دُنیا ترک دل سے کر دیا
 ۲۴۵۔ رُوح اور پر پُنج دُنیا پر یقین جب کر لیا
 ۲۴۶۔ نور حق جب دیکھتا ہے رُوح میں حق اقیں
 ۲۴۷۔ ہے میرا جس کی مایا جہاں سے اپنی نظر
 ۲۴۸۔ عقل سے دُنیا کا پردہ جب نظر سے اُٹھ گیا
 ۲۴۹۔ آتا ہے خود امر عارف کو کرتی ہے امر

دل میں کرتا ہے وہ مقصد کے خیالوں کا دچار
 دل کا جاہل پن کبھی ہوتا نہیں دل سے جدا
 بے تمنا دل میں کرنے کا کمال رہتا نہیں
 پیار یا عارف کے دل میں بدگمانی کچھ نہیں
 کتنی بے خوفی ہے نغظوں سے عیاں ہوتی نہیں
 روح کا جلوہ ہے باقی کچھ نہیں جس کے لئے
 فائدے کی فکر ہانی کا گلہ کرتا نہیں
 نہ بُرے کو بد کہے سجدہ دعا کرتا نہیں
 نہ وہ زندہ نہ وہ مردہ کیا عجب ہے زندگی
 اُس کے چہرے پر ہے نقصان جلوہ صد فخر و ناز
 جو ملے اُس کی رضا سے اُس پر وہ راضی ہے
 اُس کو کیا پرواہ ہے وہ مٹا یا عیثار ہے
 بے تعلق زندگی کرتا ہے دنیا میں بسر
 دیکھ کر نہ دیکھتا ہو یہ ہے عرفانی نظر
 ایسے عارف کی جہاں میں کس سے دی جائے مثال
 دیکھ کر نہ دیکھتا ہو یہ ہے عرفانی نظر
 جس کا دل دنیا کی مایا سے کنار کش ہوا
 مست کو مستی سے مطلب اور نہ شک شبہ
 وہ کہا جاتا نہیں کہ لطف وہ ہوتا ہے کیا
 خواب میں ہے جاگتا صوٹے ہوئے سوتا نہیں
 مغرور مغروری نہیں کچھ کام کے قابل نہیں
 نہ شکمی ہے نہ دکھی ہے تارک الدنیا نہیں
 نہ وہ پُندتانی میں پُندت دکھ میں دکھ کرتا نہیں
 وہ کہیں ادلوگ میں آتا نہیں جلاتا نہیں
 پیار جینے سے نہیں اور موت سے ڈرتا نہیں
 ہر جگہ یکساں رہے وہ روح میں محو حال
 شک شبہ بندھن کٹا دل میں نہیں مایا غور

۲۵۰۔ پھوڑتا ہے جب بھی جاہل ظاہری سب کاروبار
 ۲۵۱۔ جہل سن کر معرفت کو جہل رہتا ہے سدا
 ۲۵۲۔ کام کرتا ہے مگر عارف کبھی کہتا نہیں
 ۲۵۳۔ روشنی ڈر یا اندھیرا لالچ ہانی کچھ نہیں
 ۲۵۴۔ کس قدر گمبھیرا ہے یہ بیاں ہوتی نہیں
 ۲۵۵۔ دوزخ و جنت یا ممکن کچھ نہیں جس کے لئے
 ۲۵۶۔ دل میں ہے ابرت زبان سے وہ دعا کرتا ہے
 ۲۵۷۔ سرتہ عارف کو جھکائے اور مدح کرتا نہیں
 ۲۵۸۔ نہ کرے دنیا کو نفرت نہ کسی کی بندگی
 ۲۵۹۔ بیوی بیٹے سے نفرت کل جہاں سے بے نیاز
 ۲۶۰۔ سفر دیشوں کا کرے اپنی ہی مستی میں کرے
 ۲۶۱۔ جسم کو بھومی سمجھ کر اُس پر جو سوتا رہے
 ۲۶۲۔ تارک الدنیا غم مستی سے ہو کر بے خبر
 ۲۶۳۔ سونا اور مٹی برابر جو سمجھتا ہے بشر
 ۲۶۴۔ کوئی بھی خواہش نہیں دل میں نہیں کوئی خیال
 ۲۶۵۔ جان کر نہ جانتا ہو کون ہے ایسا بشر
 ۲۶۶۔ ایک سادہ تھا ہے چاہے شاہ ہو چاہے گدا
 ۲۶۷۔ پاک سادہ ہر طرح آزاد رہتا ہے سدا
 ۲۶۸۔ روح کی بھرپورستی سے جو ملتا ہے مزا
 ۲۶۹۔ بے خودی ہوتے ہوئے بخود کبھی ہوتا نہیں
 ۲۷۰۔ غم بھی ہے غمیں نہیں اور عقل ہے قابل نہیں
 ۲۷۱۔ مکت لوگوں کی نظر میں کیا ہے کچھ چٹا نہیں
 ۲۷۲۔ نہ سادھی میں سادھی جڑ میں وہ جڑتا نہیں
 ۲۷۳۔ ہے بھروسہ کام کا اُس کو خیال آتا نہیں
 ۲۷۴۔ خوش نہیں تعلیم سے بندا سے دکھ کرتا نہیں
 ۲۷۵۔ شہر کو دوڑے نہ دوڑے بن کو عارف کا خیال
 ۲۷۶۔ نور سے دل جگمگایا بخش عرفانی سرور

- ۲۷۷۔ معرفت لطف و نفس اب دین و دنیا ہے کہاں
 ۲۷۸۔ حال ماضی اور مستقبل نہ خواہش راج کی
 ۲۷۹۔ رنج و راحت فرق روح و جان نہیں مجھ میں ہا
 ۲۸۰۔ خواب بخود جاگتا اور ہوش و بیہوشی گئی
 ۲۸۱۔ دور اور نزدیک روح و جسم کی الجھن نہیں
 ۲۸۲۔ زندگی اور موت کیا مجھ کو سما دہی ہے کہاں
 ۲۸۳۔ دین و دنیا نمک کی ساری کہانی بے اثر
 روح میں قائم ہوں ہو کر روح میں محو نظر

سبب سوال ادھیک

- ۲۸۴۔ جسم کی حرکات میں نہ ہوں میں موجودات میں
 ۲۸۵۔ نہ دوتی توحید عرفاں ترک اور حاصل کہاں
 ۲۸۶۔ علم و بے علمی کہاں اور روپ میرا بن کہاں
 ۲۸۷۔ اب کہاں ہے جسم مکتی اب کہاں زندہ نجات
 ۲۸۸۔ کام کا اور بھوک کا پھرتا نہیں دل میں خیال
 ۲۸۹۔ یوگ عرفاں اب کہاں اور مکت و بندھن بھی کہاں
 ۲۹۰۔ آتش دنیا کا کہاں سادھک کہاں سادھن کہاں
 ۲۹۱۔ مجھ سدا نرمل میں کوشش اب کہاں پر مان ہے
 ۲۹۲۔ مجھ سدا نشکام کو یہ موڑھتا اور گیان کیا
 ۲۹۳۔ دل ہے نرمل اس پر رنج و غم کا کوئی بار کیا
 ۲۹۴۔ مجھ سدا نرمل کو مایا مہ اور سنہار کیا
 ۲۹۵۔ میں ہوں بے تفریق قائم روح لا فانی سدا
 ۲۹۶۔ فرق دوتی تھا گو رو اور شیشہ کا اب وہ کہاں
 ۲۹۷۔ ہو گیا ہر شے سے بالا ہے "نہیں" دونو کہاں
 میں ہوں تو الذہن فصیحہ منقصہ روح رواں

ادم شانتی شانتی شانتی

امیر خسرو

درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

امیر خسرو ترکوں کے قبیلہ الاچین سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد سیف الدین شہر کش کے رہنے والے تھے۔ اور اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ چنگیز خانی حملوں نے انہیں اپنا وطن مالدت چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ہندوستان چلے آئے اور سلطان محمد تغلق کے دربار میں ایک عہدہ جلیلہ پر متعین ہوئے۔ امیر خسرو کی ولادت ۶۰۵ھ میں مقام ٹیلیالی جو ضلع ایبہ کا ایک قصبہ ہے ہوئی۔ سات برس کی عمر میں باپ کے سایہ کو کھو بیٹھے۔ شروع ہی سے انہیں روحانیت اور شاعری کے ساتھ مس تھا۔ اگرچہ صنیر سنی ہی میں اُن کے والد نے انہیں مکتب میں بٹھا دیا تھا۔ لیکن اُن کا دل بکھنے پڑھنے پر مائل نہ تھا۔ بلکہ اس طرف پڑا رہتا تھا۔ ۶۱۵ھ کے سن میں تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔ سلطان غیاث الدین کے دوران حکومت میں کتکو خاں المعروف بہ چچو ایک گرامی قدر امیر تھا اور سلطان وقت کا بھتیجا بھی۔ جو دوسخا اور علم دوستی کے باعث مشہور زمانا تھا۔ اولاً اُسی کے دربار میں خسرو نے باریابی حاصل کی اور اکثر قصیدے اس کی مدح میں قلمبند کئے۔

کتکو خاں سے تعلقات زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہے۔ زان بعد خسرو نے بغرا خاں کی طرف جو کہ سلطان کا بیٹا تھا۔ مراجعت کی۔ اُس نے خسرو کی بہت زیادہ قدر دانی کی اور اپنا دیم خاص بنا لیا۔ سلطان اور بغرا خاں ایک بناوٹ کے فرو کرنے کے لئے بنگال گئے خسرو بھی ساتھ تھے۔ سلطان نے بغرا خاں کو بنگال کا گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن امیر خسرو کا دل بنگال میں کیوں لگتا۔ رخصت لی اور دہلی کی راہ لی۔ خسرو کی شاعری کا اب کافی شہرہ ہو گیا تھا۔ سلطان محمد قلاں جو کہ سلطان کا بڑا بیٹا تھا۔ اسی اُن میں ملتان کا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے امیر خسرو کو شعرا کے خاص میں داخل کیا اور انہیں اپنے ساتھ ملتان لے گیا۔ اُس کی پانچ سال تک ملازمت کی۔ بد قسمتی سے تاتاریوں نے ملتان پر حملہ کیا اگرچہ کئی تاتاریوں نے شکستیں بھی کھائیں۔ لیکن بالآخر تاتاریوں کا ہی بھاری رہا۔ امیر خسرو اور حسن دہلوی دو تو معرکہ میں شریک تھے۔ انہیں گرفتار کر کے بچ لے گئے۔ ان خرمین واقعات پر خسرو نے نہایت ہی دردناک مرثیے لکھے۔ اور دہلی روانہ کئے۔

اُن کے مرثیہ دہلی میں گھر گھر پڑھے جاتے تھے۔ اور لوگ اپنے عزیزوں کی موت پر ہزار ہزار آنسو بہاتے تھے۔ دو سال بعد خسرو نے تاتاریوں سے کسی نہ کسی طرح رہائی حاصل کی۔ دہلی پہنچنے پر خاں شہید (جو کہ سلطان کا بڑا بیٹا تھا اور ملتان کا گورنر تھا) کی وفات پر جو مرثیہ لکھا تھا۔ اُسے دربار میں پڑھا۔ دربار میں اس قدر وقت طاری اور اتنا داویا مچا کہ سب بے حواس ہو گئے۔ سلطان اس قدر رویا کہ اُس کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی۔ اور اسی

خدمہ میں چل بسا۔ اُس کے بعد خسرو نے خان جہان گورنر اودھ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اُس کے دربار میں دو سال تک رہے۔ اس کی محبت نے پھر دہلی بھیج دیا۔ اُس زمانہ میں کیتھا تخت سلطنت پر متمکن تھے۔ اُس بادشاہ نے سب سے پہلے خسرو کی قدر وانی کی۔

کیتھا نے تین سال بعد وفات پائی۔ اُس کے بعد سلطان جلال الدین خلجی جو ایک سن رسیدہ اور نہایت ہی با اثر امیر تھا تخت سلطنت پر بیٹھا۔ جلال الدین خلجی نہایت قابل اور با عظمت بادشاہ تھا۔ علم دوست اور فیاض بھی تھا۔ شعر بھی کہتا تھا۔ ایسے بادشاہ کے دربار میں خسرو سے زیادہ اور کون مرکز عنایات ہو سکتا تھا۔ شروع ہی سے جلال الدین خسرو کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ امارت کے زمانہ ہی میں اُن کا مقفل شاہرہ مقرر کر دیا تھا۔ سلطان ہوتے ہی انہوں نے خسرو کو اپنا ندیم خاص بنادیا۔ امارت کا درجہ عنایت کیا گیا۔ اُس زمانہ میں قرآن شریف رکھنے کی خدمت ایک شخص کے سپرد ہوتی تھی۔ چنانچہ خسرو کو یہ خدمت بھی تفویض کی گئی۔ لفظ "امیر" جو خسرو کے نام سے پہلے چل رہا تھا۔ اُس کی علت غائی یہی ہے۔

اگرچہ بچپن میں خسرو کے والد نے انہیں حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر ڈال دیا تھا۔ تاہم دنیادی مشاغل کا غبار اُن کے اوپر زیادہ چڑھ گیا تھا۔ اُس زمانہ میں خسرو نے حضرت نظام الدین ادلیا کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی۔ دو آتشہ شراب بہت تیز ہوتی ہے۔ اس دوبارہ بیعت نے خسرو کی حالت کو بالکل ہی بدل دیا اب وہ مذاہب کے عقائد سے بہت بلند ہو گئے اور اُن کی نظروں میں سوائے ذات احد کے کچھ رہا ہی نہ چنانچہ اس بخودی کی حالت میں آپ نے جو نظم لکھی ہے اُسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

کافر عشقِ مسلمانِ مرا درکار نیست	بر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنا نیست
ما اسیارِ راتاشائے چمن درکار نیست	داغِ ہائے سینہ ما کمتر از گلزار نیست
عاشقانِ را روزِ محشر باقیامت کار نیست	کارِ عاشقِ جز تماشا ہے جمالِ یار نیست
از سیرِ بالینِ من بر خیز اے ناداں طیب	وردِ مندِ عشقِ را داروِ بجز دیدار نیست
شاد باش اے دل کہ فردا بر سرِ بازارِ عشق	مژدہ قتل است گرچہ وعدہ دیدار نیست
نا خدائے کشتیِ ماگر نہ باشد گوِ مباحث	ما خدا داریم مارا ناخدا درکار نیست
خلقِ مے گوید کہ خسرو بُت پرستی مے کند	آرے آرے مے کنم با خلقِ دُعا کار نیست

اب خسرو پر اور ہی رنگ تھا۔ حضرت نظام الدین اولیا اُن کی روحانی فیض میں بلند پروازیوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور خسرو کے اندر درست معنوں میں عشقِ الہی جاگ اٹھا تھا اور وہ ہر قسم کی مذہبی حدود سے بہت ہی بلند ہو چکے تھے۔

اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ اپنا تمام مال و زر خواجہ صاحب کے نام پر لٹا دیا۔ اس اثنا میں خواجہ صاحب نے بھی اپنا اثر پر چھڑ دیا۔ خسرو مانتی لباس میں ملبوس ہو گئے۔ اور خواجہ صاحب کے مزار پر بطور مجاور چھ ماہ گزارے اور ۲۵۰۰۰ میں لیک کہا۔ اُنہیں حضرت خواجہ صاحب کے مزار کی پائنتی میں دفن کیا گیا۔ جو اُن کی روحانی عظمت کا بدیہی نشان ہے۔

برہمتا کی مستی

ترجمہ از مٹری تارا سنگھ سید دیا۔ دیوانی ضلع بانک

بحوالہ جناب پادری RALPH WALDO TRINE اور اُن کی تحریر کردہ کتب

(1) IN TUNE WITH THE INFINITE —

(2) MY PHILOSOPHY AND MY RELIGION —

کے حوالہ جات کے مطابق۔ خداوند کریم۔ ایشور پرما تا۔ و اگورو کی موجودگی اور انسانی زندگی گزارنے کی خاطر خداوند کریم۔ گاڈ کی موجودگی اور روزِ آخرت تک من۔ آتما۔ انسانی وجود۔ جسم انانی اور برہمتا کی موجودگی۔

۱، برہمانڈ سے علیحدہ۔ قدرت سے علیحدہ۔ زندگی سے علیحدہ۔ ضرور کوئی سرچھارہ ہے۔ یہ دنیا ضرور کسی کے حکم سے بنائی گئی ہے۔ اس میں پرہتیا ہے۔ اس میں ترتیب ہے۔ اس میں قانون بھی ہے۔

۲، وہ ہے زندگی۔ خود بخود زندگی کی موجودگی۔ خود بخود زندگی کی روشنی۔ ہزاروں شکلوں میں ہر جگہ موجودگی۔ پہاڑوں دریاؤں۔ جنگلوں میں وہ ہی طاقت۔ اُسی کی روشنی اور اُسی خداوند کریم کی زندگی ہر ایک جگہ موجود ہے۔

۳، تمام برہمانڈوں کے اندر۔ تمام قدرت کائنات کے اندر پیدائش کی موجودگی اور طاقت ہے۔ تمام زندگیوں کے اندر حرکات وہ ایک ہی ہے۔ وہ نہ ہی تو انسان کے باہر۔ بلکہ انسان کے اندر موجود ہے وہ ہی انسان کی زندگی ہے۔ قدرت اور قادر دونوں ایک ہی ہیں۔

۴، وہ صرف ہمارا زندگی کا سرچشمہ ہی نہیں۔ بلکہ خود ہماری زندگی ہے۔ ہماری سلطنت ہے جس طرح ہمارے اندر موجود ہے۔ اُسی طرح باہر بھی ہر ایک جگہ موجود ہے۔

۵، وہ خود۔ خداوند کریم صرف ایک اکیلا ہی ہے۔ ایک سے وہ زیادہ نہیں اور تمام زندگی کا سرچشمہ ہونے پر وہ ہر ایک زندگی کے اندر بھی موجود ہے۔ اور تمام زندگیوں کی تمام مشکلات اُسی ایک مستی کی علیحدہ علیحدہ صورت اور شکل میں موجود ہیں۔ وہ ایک آمنت آتما ہے۔ زندگی کا اصول ہے۔ اس کے بغیر وہ سراسر کچھ بھی نہیں ہے۔

۶، دنیا بھر کی سچائی کی اصلیت صرف وہ ایک ہی ہے۔ کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ انسان ضرور کہہ سکتا ہے کہ وہ خدا تو مرگئے نہیں بن سکتا ہے۔ کیونکہ خداوند تو اپنے آپ سے خود ہی خدا ہے۔
۷، آپ سب کے اندر پرمانا خدا موجود ہے۔ جو آپ کو بلاتا ہے۔ جو آپ کو آواز بھی دیتا ہے۔ انسانی دھالت

۸۔ سے ہی خداوند کریم کا وصال ہوتا ہے۔ اور جو کچھ کریم دھرم انسان کرتا ہے۔ اُس کی موجودگی میں اُس کے دِکاس اور پیداوار کی زندگی نہیں کرتا ہے۔

۹۔ حقیقت انسان کو انسانیت کی پہچان ہوجاتی ہے۔ انسانی تبدیلی سے انسان کے اندر روحانی زندگی پیدا ہوتی ہے اور انسان کرم اور دکاش میں ایک خاص قدم اٹھاتا ہے۔ اور جس وقت روحانی قدم اٹھایا گیا۔ تب انسان اور قدرت دونوں مل کر جہان بن جاتے ہیں۔ ایک کیلئے انسان بے انت انسانی زندگی میں داخل ہو کر بے انت میں شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ ایشوری زندگی ہمیشہ انسان کو اپنی طرف بلایا کرتی ہے۔

۱۰۔ پرماتما کی شناخت انسان کے اندر موجود ہے۔ جو انسانی خواہشات کو جگاتی ہے۔ اور پرماتما کی طاقت سے نیک ہر ایک جگہ۔ ہر ایک کاروبار میں یہ پرماتما کی زندگی ساتھ نبھاتی ہے۔ ہر جگہ دیانک زندگی کے سرچشمہ کو اُس کے ساتھ ملائی ہے۔ اور پرماتما کی یہ پیدا ہونے والی پرماتما کی طاقت تمام زندگیوں کے اندر تمام کو خود مختار زندگی کی طاقت دلائی ہے۔ اور انسان کے اندر انسانیت جگاتی ہے۔

۱۱۔ انسانوں کے اندر والا بھگوان تمام طاقتوں کا واحد مالک ہے۔ یہی بھگوان ہر ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے انسان کی یادداشت میں موجود ہے۔ انسان ہمیشہ ہی اپنے بھگوان کی گود میں بیٹھتا ہے۔ اور اپنے بھگوان کے بازوؤں میں کھلتا ہے۔

۱۲۔ آپ اپنا سب اُس بھگوان کے حوالہ کر دو۔ وہ بھگوان آپ کی خواہشات پوری کرتا ہے۔ جس وقت ہم بھگوان پر مکمل بھروسہ رکھ لیتے ہیں انسان کے اندر ایک طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسان عقاب کے پردوں پر اترتا رہتا ہے۔

۱۳۔ آپ اپنی زندگی اس دشواری اور بھروسہ میں گزاریں۔ کہ وہ بھگوان ہی ہماری حفاظت اور رکھوالی ہے۔ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ہماری ہر ایک آواز بھی بنتا ہے۔ اگر ایسا کیا جاوے تو تمام کام خود بخود سرانجام ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ یقین رکھو کہ تمام دنیا کی حرکتیں۔ شور و غل میں تمہاری بھی ایک آواز ہے۔ وہاں تمہاری آتما بھگوان کے گیت گاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک جگہ پرماتما موجود ہے۔

۱۵۔ ہر ایک مذہب سب کی خواہش میں دشواری نہیں بلکہ اس طاقت کے ساتھ اُس مذہب کا کوئی رشتہ اور لگاؤ بھی ہے۔ مذہب اُسی طاقت کے ساتھ بیرونی اور اندرونی اکاگر تپا پیدا کرتا ہے۔ اور اسی مذہب کے رشتہ سے ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۔ ایشوری کی دریافت اور ایشوری کی شناخت سے ایک نئی شالی شخصیت۔ گہرائی بھر پور بن۔ اور آتما۔ اس دنیا سے اوپر کو اٹھاتا ہے۔ گیان دھیان سے جس وقت انسان بھگوان کی آتما سے ملاپ پراپت کرتا ہے تو انسانی

آتما کو مہانتا پر اپت ہوتی ہے۔

- ۱۷۔ یہ ایک ویساک موجودگی ہے جس کو پرما تما کہا جاسکتا ہے۔ یہ تمام چیزوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ تمام طاقتوں کی طاقت ہے۔ یہ ایک اٹل انیکتا ہے۔ انسانی من پرما تما کے بے انت من کو ایک چھڑا سا حصہ بنا لیتا ہے۔
- ۱۸۔ کوئی بھی انسان اتنا بڑا نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ بھگوان کے خلاف چلنے پر اُسے سزاوار ٹھہرایا جاوے۔
- ۱۹۔ ہماری اندرونی زندگی میں اگر کوئی ایسا آجاتا ہے۔ تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے گمان سے زیادہ بزرگ اور بڑے انسان بن چکے ہیں۔

۲۰۔ اگر بھگوان کی طرف سے ایک ہی زندگی ہے۔ تو سب زندگیوں میں ایک ہی طاقت بھی ہے۔ اور ایک ہی آتما کی شکتی ہے۔ تمام زندگیوں کے اندر اگر بھگوان کی طاقت موجود ہے تو پھر اُسی بھگوان کی طاقت کی صفت اوصاف بھی ہماری زندگی کے کاروبار میں بھی شامل ہے۔ وہ آپ ہی اس زندگی کا گزاری بھی ہے انسان کی آتما اور اندرونی کیندر میں ہمیشہ بھگوان کی زندگی لہریں تھر تھراہٹ کے ساتھ شمولیت رکھتی ہے۔

۲۱۔ انسانی آتما کے کیندر یہ جگہ کو بھگوان کے سوا اس چلاتے ہیں۔ اور اس طرح سانس لینے سے تمام جسم تیار اور صحت مند رہتا ہے۔ ہوش اور خواہش میں ازگی آجاتی ہے۔ انسان کا جذبہ۔ انسان کی دلیل۔ انسان کی محنت۔ انسان کی حرکت ان تمام کو بھگوان کی طاقت اور ایک نیا تازہ جسم حاصل ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی انسان کے گمان اور خیالات سے افضل ہوتی ہے۔ انسان اپنے اندر بھگوان کی طاقت محسوس کر کے حیران ہوتا ہے جو طاقت بھگوان کے سانس لینے سے انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت وہ انسان اپنی پرکرتی کی بابت کچھ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ انسان کو یقین ہوتا ہے۔ کہ اس کی آئندہ زندگی کے اندر بھگوان کی موجودگی میں حال۔ ماضی۔ اور مستقبل کے حالات اُس کے سامنے آتے رہیں گے۔ وہ ایک آبی روشنی کی طرف قدم با قدم چلتا ہے۔

۲۲۔ بھگوان کے سانس کو اپنی زندگی کی آتما کے اندر ایک سرسبز بنیا د بنا ڈالو۔ یہ تمہارے سانس جسم سے اندر چھپے ہوئے خفیہ حالات کو باہر لاتے ہیں۔ ان سانس کے ساتھ ساتھ اسی طرح کی سرسبز بہار کی زندگی بنا ڈالو۔

۲۳۔ عقلمندی اور طاقت کا رُبی چشمہ انسان کے اندر موجود ہے۔ وہ رُبی چشمہ انسان کی راہ نمائی کرتا رہتا ہے۔ انسان کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ کسی بھی نقصان اور خطرہ کے وقت اور پھر روزانہ زندگی میں۔ اگر ہم انسان کو رُبی چشمہ کو پیار کریں۔ اور اپنے من آتما کے اندر اُس چشمہ کے ساتھ ملاپ کریں۔ تو پھر انسان اور پرما تما دونوں آپس میں گھل جاتے ہیں۔

۲۴۔ کشادہ دل اور بے غرمن انسان۔ جن کے دلوں میں دوسروں کے پیار موجود ہے وہ انسان اپنے ساتھیوں میں پیار اور محبت کے بھرپور جذبے پیدا کرتے ہیں۔ پیار ہمدردی۔ دوسروں کی بھلائی ایک نئی برکت ہے بھگوان

سے ملتی ہے۔

۲۵۔ جو انسان اپنے آپ کو اونچا اور افضل خیال کرتا ہے۔ وہ ضرور ایک دن آخر کو گرتا ہے۔ اور جو انسان نمرتا اور دوسروں کو پیار کرتا ہے۔ اوس انسان کی صفت صلاح ضرور ہوگی۔

۲۶۔ انسانی زندگی کے اندر بھگوں کے ملاپ کا دھیان۔ گیان۔ خواہش اور بے انتہا لگاتار پیار محبت اور عقل کا سرچشمہ کی خاطر اپنا دل اپنی آتما کو کٹا دے رکھ۔ انسان کی زندگی کی آخری منزل ہے۔ وہ جگہ جس جگہ بھگوں کی موجودگی ہے اور وہ کونسی جگہ ہے۔ جس جگہ پر بھگوں موجود نہیں ہے۔ بھگوں تو ذرہ ذرہ میں موجود ہے۔ اُس کی تلاش اور دیکھنے والی نزل آتما اور انسانی آنکھ کی ضرورت ہے۔

آخر میں شری گورد گرنتھ صاحب کی بانی کا ایک شبہ لکھا ہوں۔

تو میرا پتا تو ہے میرا ماما۔ تو میرا بندھپ تو میرا بھرتا
تو میرا راگھا سبھنی تھائی۔ تاں بھو کہیا کارا جی او
تیری کرپاتے تھ پچھاٹاں۔ تو میری اوٹ تو ہے میرا ماناں
تھ بن دوجا اور نہ کوئی۔ سب تیرا کھیل اکھاڑہ جی او
جی جنت سب تھ اپاے۔ جت جت بھاناں بت تبت لائے
سب کچھ کیتا تیرا ہووے۔ ناہی کچھ اسارا جی او
نام دھیان مہاں سکھ پایا۔ ہر گن گائے میرا من سیٹلایا
گور پورے وجی ودھائی۔ ناناں جتا بکھاڑا جی او (ماجد محلہ ۵)

سچا مذہب

شری آنند کپور دہلی ۵

جلوہ حق روز و شب ہے آنکھ والوں کیلئے
خیز بہ ہمدردی نوح بشر ایمان ہے
اک قدم بڑھنا ہے عارف سو قدم رب غفور
تذکرہ ان کا مجز و ادب سے کرتے ہیں لوگ
یہ فلک یہ چاند تارے یہ سمندر یہ پہاڑ
کوئی خواہش نہ تمنا نہ لگاؤ ہے کوئی
ہر طرف آنند ہے موجود گرد دیکھے کوئی
در رحمت بند کب ہے آنکھ والوں کیلئے
پیاری سچا مذہب ہے آنکھ والوں کیلئے
فضل مولا مضطرب ہے آنکھ والوں کیلئے
خجکی آنکھوں میں ادب ہے آنکھ والوں کیلئے
یہ نظارہ ہائے سب ہے آنکھ والوں کیلئے
طلب ہی بندھ کا سبب ہے آنکھ والوں کیلئے
ہر جگہ ہر وقت رب ہے آنکھ والوں کیلئے

کے آخر میں مطالعہ کریں گے۔

وہ کچھ ہیں میں اوائل عمر سے جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ میں اپنے کو کام کرنے والا (فاعل) اور جس پر کام ہوا، ہو (مفعول) یا درشتا اور درشت دول حالات میں مطالعہ کرتا رہا۔ یا تماشہ کرنے والا ACTOR اور SPECTATOR۔ اُس وقت سے پہلے کی بات ہے جبکہ میں نے اپنے آپ کو اُس بڑی آتما کا ایک حصہ سمجھا اور یہی وہ بنیادی سچائی ہے جو تدریجہ الہام رشتیوں پر نمودار ہوئی۔

اگر میری زندگی کا کوئی مقصد ہے تو وہ یہ ہے کہ میں مشرقی و مغربی آتشک داد (پر ماتا کو ماننے والوں) کو ملا دوں اور یورپ اور ایشیا کے خدا پرستوں کو ایک دوسرے کے قریب لاؤں۔ گو کئی اصحاب کو موجودہ حالات میں یہ خیال جاہلانہ اور مضحکہ خیز معلوم ہوگا اور وہ مجھ سے ناراض ہو کر نامناسب الفاظ بھی استعمال کریں گے مگر آنے والی نسلیں اس کی افادیت کو سمجھ لیں گی۔ اور انصاف کی نظر سے دیکھیں گی۔ آجکل کے لوگوں کو بجائے اُس پر ماتا کی جیوتی کو سوج کی ہر شعاع میں دیکھنے۔ ہر آواز میں اُن کی موسیقی کو سننے اور ہر محبت بھرے ہاتھ سے چھونے میں اُس کی رحمت کو دیکھنے میں ہمارے آجکل کے فلسفی یہ کہتے تھے جاتے ہیں کہ "اُس چیز کو حاصل کرنا کی معنی رکھتا ہے۔ جسے دیکھا۔ سنا اچھا نہیں جاسکتا اور ایسے علم (گیان) حاصل کرنے کا کیا فائدہ ہے جو سراسر غلط ہے۔"

سنسکرت کے متعلق نظریہ یہ ہے۔

"سنسکرت کی دریافت کا مطلب ہے دماغ کی وسعت۔ دل کی فراخ دلی۔ اور تمام دنیا سے ہمدردانہ ہر ماؤ کرنا۔ ایک دوسری جگہ سنسکرت کے متعلق رقم طراز ہیں۔

"ہندوستان کی بیشتر آبادی کے نظریہ سے سنسکرت ادب نہ صرف مردہ بلکہ بالکل ختم ہو چکا ہے۔ مگر یہ نظریہ تو زمانہ قدیم کے تمام علم و ادب اور زبانوں کے متعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔ زمانہ سلف کے رشتیوں کے متعلق اُن خیالات کا اظہار کیا ہے۔

"انہوں نے مجھے اس انداز سنسکر (پرسم و دیا سے روشناس کرایا جس کا کسی دوسری جگہ نام و نشان نہیں ملتا۔ اور مجھے مذاہب کے فلسفہ اور کہادت کہانی پر اولین طور پر روشنی ڈالنے کے قابل بنایا جو کہ مذاہب کے لئے تاریک اور پر آشوب زمانہ تھا۔"

جب پروفیسر میکس مولر نے انگلستان میں مستقل رہائش اختیار کر لی تو اُن کی سنسکرت کی زبان دانی اور لیاقت سے آگاہ ہو کر پادریوں کی ہر بانی سے شہزادگی میں رنگے جانے لگے اور پھر یہی خیال دل میں جاگزیں ہو گیا کہ ہندوستان کی ہندو آبادی کو کیسے عیسائی بنایا جاسکے۔ ایک پادری ای۔ پی۔ ایس۔ (E.P. PUSEY) نے اُن کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

"اچھا کام (دید کا انگریزی ترجمہ) اُن کوششوں کے لئے جو ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لئے کی جا رہی ہیں ایک نئے باب کا آغاز کرے گا۔ اور اکتوبر و جنس نے آچھ انگلستان میں ہمدردانہ دماغ کے لئے جگہ دی بجا طور پر غور کر سکتا ہے۔ اور یہ عیسائی"

بنانے کا کام ایسا بنیادی اور دُور رس نتائج کا حامل ہوگا جس سے باطل (جھوٹے) مند و مذہب کو بلند پایہ عیسائیت کے مقابل میں بیچ ثابت کر کے ہماری طبیعت کو بہت خوشی نصیب ہوگی۔

آپس طرح خیالات میں تغیر و تبدل شروع ہوا تو اپنے بیٹے کو ایک خط میں لکھا

"کیا آپ یہ جاننے کے خواہش مند ہیں کہ دنیا میں سب سے بہترین کتاب کونسی ہے۔ گو یہ جواب خود پسندی یا خود ستائی کا حامل معلوم ہوگا۔ مگر تمام واقعات کو تدبیر نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ انجیل کا پرانا عہد نامہ (OLD TESTAMENT) سب سے افضل ترین ہے۔ اس کی بعد قرآن کا نام لیا جاسکتا ہے مگر اس کا اخلاقی اُپدیش بھی نئے عہد نامہ انجیل (NEW TESTAMENT) کا ہی ترجمہ ہے۔ اس کے بعد نیا عہد نامہ مذکورہ۔ پھر

بُھوت کی تری پھیکا پھر شاہ لادز (LAOTZE) کا لوانم پھر چینی بادشاہ کنفیوشس (CONFUCIUS) کے احکام۔ پھر وید اور پھر اوستا (پارسی دھرم گرنہ)۔ مگر یہ تقسیم بالکل عارضی نوعیت کی ہے اور ممکن ہے دوسرے لوگ میرے ساتھ متفق نہ ہوں گے۔ مگر یہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ روحانیت کا جو سبق انجیل (نئے دہرے) عہد نامہ) میں دیا گیا ہے۔ وہ سب سے بلند پایہ ہے۔ اور اسی میں انجیل کی شان ہے۔ دیگر مذہبی کتب صرف ان

باتوں کا مجموعہ ہیں جو دنیا وقتاً سنایا تھا۔ مثلاً ویدوں میں بھی طوفانِ نوح کا ذکر ہے۔ مگر انجیل اس کے ردِ حالی ہیں یعنی یہ خدا کی جانب سے سزا اور جزا کا انتظام ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ گیتا ہی کا ذکر تو ہر مذہبی کتاب میں ہے مگر انجیل میں یہودی جو اپنے آپ کو خدا کے خاص منتخب لوگ مانتے تھے یہ خیال ہر جگہ جاگزیں ہے۔ کہ ہر خوشی اور غم کا دینے والا وہی ہے۔ اور حالات سے خدا کی رحمت و دہر کا اندازہ لگاتے تھے جب رگ وید (سامن بھاشا) کا ترجمہ انگریزی مکمل کرتے ہوئے پرنسپل میکس مولر اپنی بیوی کو ۹ دسمبر ۱۸۶۷ء کو لکھتے ہیں

"زندگی ان اشخاص کے لئے نہایت خوش گوار ہے جو کہتے یا سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ اور وقتِ فضول ضائع کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔ مگر میں نے زندگی کو اس نقطہ نظر سے نہیں دیکھا۔ ابھی میرے پاس بہت سا کام کرنا باقی ہے۔ اور جتنا کہتا ہے اس سے شاید زیادہ بھی کر سکتا تھا۔ اگر زندگی کا مقصد صرف وید کا ترجمہ ہی پیش نظر رکھنا۔ اور آپ بھی مجھے سوائے وید کے اور کوئی کام کرنے کی ترغیب نہ دیتی۔ اُمید ہے میں یہ کام ختم کر لوں گا۔ اور شاید میں دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہوں۔ مگر میرا ترجمہ بہت حد تک ہندوستان کی محنت اور ان لاکھوں روجوں کی تقدیر بدل دیگا۔ یہ (وید) ان کے دہرم کی بنیاد ہے اور ان کو اس بات سے آگاہ کر دینا کہ وہ جوڑ کیا ہے۔ اُسے جڑ سے اکھاڑنے اور جو کچھ اس سے ... ۳ سال میں پیدا ہوا ہے ملیا میٹ کرنے کو کافی ہے

جب یہ خیالات میرے دماغ میں آتے ہیں تو میں اُس وقت جو کہ میں ساہا سال اس میں صرف کئے گئے ہیں۔ خدا کی رحمت تصور کرتا ہوں۔ (یعنی خدا نے عیسائیت کے پرچار کے لئے اسے مامور کیا)

وید منتروں کے متعلق گہر نشانی ملاحظہ ہو:-

"وید کے بشیر منتر بالکل بچوں جیسی باتیں اور دماغ کو تھکاوٹ دینے والی معمولی سمجھ داری کے حامل اور عام اشخاص کی

گفتگو کی مانند ہیں۔ مگر اس کو ڈاکٹر کے نیچے قیمتی ہواہرات بھی چھپے پڑے ہیں۔
نوٹ :- نہ معلوم وید منتروں کو ڈاکٹر کٹ (Rushdie) کہنے کا حق میکسن پور کو کیسے مل گیا وہ خود ہی اس چیز کا برج
بن بیٹھا۔ جس کی اسے مکمل واقفیت ہی نہ تھی۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے :-
یہ فصل کرنا بہت مشکل ہے کہ وید دنیا کی سب سے قدیم کتاب ہے۔ اور کیا انجیل پرانا عہد نامہ کے کچھ حصہ جات اس سے
اخذ کئے گئے ہیں۔ یا اس سے بھی قدیم ہیں۔ یا وید کے پرانے منتر انجیل سے اخذ کئے گئے ہیں۔ بہر حال آئین جاتی کے عقیدہ
کے مطابق یہ سب سے قدیم ترین کتاب ہے۔ اور اس کی آج تک حفاظت ایک مجرہ سے کم نہیں ہے۔

Chips of German Work Shop. Vol. I

اس ضمن میں لارڈ میکالے جس نے انگریزی تعلیم بھارت میں رائج کر دالی کا خط جو اس نے اپنے باپ کو لکھا ناظرین کے
پیش خدمت ہے۔

کلکتہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۳۶ء

میرے پیارے تاجی !
ہمارے انگریزی سکول خوب ترقی کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں پر ہماری تعلیم کا بہت اثر ہو رہا ہے۔ جس سے ہندو نے
انگریزی تعلیم حاصل کر لی اپنے دھرم میں شر دھاک کھو دیتا ہے۔ کچھ تو ہندو دھرم کو بلا واسطہ طور پر مانتے جانتے ہیں۔ اور
کچھ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ میرا یہ نچتہ یقین ہے کہ اگر ہمارا یہ لائحہ عمل تعلیم کے متعلق جاری رہا تو آئندہ ۳۰ سالوں میں معزز
تہذیبی خاندانوں میں ایک ہی موثری پڑھک (ہندو) نہیں رہے گا۔ اور یہ کام مشنریوں کے پرچار کے بغیر ہی سہرا انجام پا جائیگا
اور بغیر سرکاری طور پر مذہبی مداخلت کے تکمیل پا جائے گا۔ صرف علم اور خیالات کی تبدیلی ہی کافی ہوگی۔ مجھے اس بات کے
تجاربہ کا خیال آتا ہے کہ وہ خوشی ہوتی ہے۔ فیہ زمند :-

جے۔ بی۔ میکالے

ایک دوسرے پادری جے۔ بی۔ وکلس (J.B. WILKINS) نے اپنی کتاب "ہندوستان کا دوسرا دورہ" کا کام اور زندگی
میں لکھا ہے :-

"اگر کسی طرح ہندوؤں کے دماغ سے اس بات کو نکال دیا جائے کہ وید الہامی ہیں یعنی الٰہی شوری گمان ہیں تو پھر ہندو
بغیر جانبداری کے ہماری باتوں پر توجہ دیں گے۔ اور اسی مطلب کے لئے انگریزی سکول جاری کئے گئے ہیں۔"
"وید کے دھرم کے متعلق میکسن پور لکھتے ہیں۔ دیکھ دھرم بالکل جھوٹا اور زمانہ قدیم کے جاہل اور سادہ لوح لوگوں کا
دھرم ہے۔ گو انگریز دانشور اس بات کو مانتے تھے۔ کہ اپنی کو گڈرے پانچ ہزار سال گزر چکے ہیں۔ مگر پروفیسر میکسن پور
نے نہایت ڈھٹائی سے کہہ دیا کہ وید تقریباً تین ہزار سال پرانے ہیں۔
سوامی برہمانند سرسوتی جو وید کے مشہور دھوان اور تارنجن دان ہیں لکھتے ہیں :-

تقریباً سو سال تک ریسرچ کر کے اور ہندوستان سے لاکھوں قلمی نسخہ جات اور دستاویزات میجا کر اور ہندوستان کے ٹیکس ہندگان کا کروڑ ہا روپیہ مفہم کر کے اب مغربی سکاٹلینڈ کے آنسو بہا رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کے پاس دنیا کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ اور ہندو جتنی جلدی عیسائی منت گمہن کر لیں اچھا ہے۔ وید تو ایک پاگل کی بڑ اور بچوں کی گفتگو کے برابر ہے۔

رگ وید جیسے سائن بھاشیہ کا انگریزی ترجمہ کرنے میں بیس سال لگائے اس کے متعلق لکھا ہے۔
 "میں پھر کھوں گا کہ رگ وید میں کوئی منتر ایسا نہیں جسے اصلی معنوں میں خوبصورت (بلند پایہ) کہہ سکیں۔ صرف ٹھڈی سی پورا تھا اندھیری لانے والے دیوتا کی گئی تھی۔ کیا بھی مشرق کی دانش و فراست ہے۔ کیا یہی گیان تھا جو پہلے پہل الشور سے پر اپت ہوا۔ میکس مولر نے ۱۸۶۳ء میں ڈیوک آف ارگائل (Duke of Argyll) جو اس وقت سیکرٹری آف سٹیٹ برائے امور ہندوستان تھے لکھا کہ ہندوستان کا قدیمی دھرم ہندومت مریگا اور نیست و نابود ہو گیا ہے۔ اور اگر اب عیسائی مذہب اپنے پاؤں نہیں جاتا تو یہ تصور کس کا ہو گا۔ میکس مولر نے ۲۵/۸/۱۸۵۸ کو بیرن بنسن Baron Bunsen کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

"ابن ایام میں ہندوستان میں عیسائی مذہب کے فروغ کے لئے وقت سینٹ پال کے ایام کے روم اور یونان سے زیادہ موزوں اور مہذب ہے۔ یہ گلاسٹرا درخت مصنوعی طور پر کھڑا رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا گر جانا سرکار کے لئے شائد خوشگوار نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ بیس دس سال اور زندہ رہوں ان کی زبان سیکھوں۔ ان سے راہ و رسم پیدا کروں اور پھر ان میں کام کا دائرہ وسیع کروں تاکہ بیڈقوں کی شرارت بند کر سکوں اور سادہ انگریزی (عیسائی) منت کو فروغ ہو اور بیڈقوں کے پھیلنے سے ہوئے حال کو نیست و نابود کر دوں جس فلسفہ نے ہندوؤں کے دماغ کو تالہ لگا دیا ہے۔

پروفیسر میکس مولر نے ویٹ منسٹر گرمانڈن میں ۳۰ دسمبر ۱۸۷۶ء کو ایک لیکچر دیا تھا جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے جس میں اس نے ہندوؤں کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔

گو یہ بات بالکل واضح ہے کہ قدیم پارسی مذاہب نے مشنری دھرم (دوسروں کو ہندو یا پارسی بنانے) نہ ہونے کی سزا یابی ہے۔ مگر یہ براہمنوں کے دھرم کے متعلق کہا مشکل ہے۔ اس منت کو ماننے والے اب بھی گیارہ کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں۔ جیسا کہ پچھلی مردم شماری سے ظاہر ہے۔ شائد ہندو آبادی اس سے بھی زیادہ ہو مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی تاثر نہیں کہ یہ دھرم مر رہا ہے یا مر چکا ہے۔ کیوں کہ یہ آجکل کی روشنی کے زمانے میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ شہر اور دشت و دیگر عام دیوتاؤں کی پرستش روم اور یونان کے دیوتا جو پیٹر (Jupiter) اپولو (Appollo) اور مرزا (Minerva) کی پوجا سے بہت حقیر اور گناہ آلودہ ہے۔ یہ اس زمانہ قدیم کے خیالات ہیں جو مدت مدید سے ہمارے پاؤں کے نیچے زیر زمین دبائے گئے ہیں۔ گو یہ شیربر یا شیر کی طرح زندہ رہے۔ مگر

اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ ازاو خیالی اور تہذیب کی ہوا اس روشنی کو فوراً بجھا دے گی۔ ایک مذہب کافی عرصہ تک قائم رہے۔ اور اُسے ماننے والوں کی تعداد بھی کافی ہو کیونکہ وہ لوگ اُسے ہی جانتے ہیں۔ اور اس سے بہتر کسی چیز سے واقف نہیں۔ مگر یہ بات بلا خوف تردد کہی جاسکتی ہے۔ جو مذہب پیغمبر۔ شہید۔ دانشور اور دھرم دکھشک پیدا نہیں کرتا وہ مردہ ہی تصور کیا جائے گا۔ اور اس لحاظ سے براہمنوں کا مذہب پچھلے ایک ہزار سال سے ختم ہو چکا ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ ہزاروں مرد۔ عورت اور بچے دشتوں کی چار بازوں والی مورتی جو کہ نصف پزیدہ اور نصف آدمی پر سوار ہے۔ سر جھکاتے ہیں۔ اور وہ سانپوں کی سیج پر سوتا ہے۔ یا وہ شوقی پوچھا کرتے ہیں جو کہ تین آنکھوں والا دیو سا جان پڑتا ہے۔ وہ ننگ دھڑنگ ایک بیل پر سوار ہے۔ گلے میں زیور صرف انسانی سروں کی مالا ہے۔ اس زمانہ میں اب بھی ایسے انسان ہیں جو کہ ایک جنگ کے دیوتا کا رنگے کو مانتے ہیں۔ جو مور پر سوار ہے۔ چھ مہتے ہیں۔ اور ہاتھ میں تیر و دکان پکڑا ہوا ہے۔ دوسرے لوگ سدھی کے دیوتا گیش کو سر جھکاتے ہیں۔ جس کے چار ہاتھ۔ ہاتھی کا سر اور چوہے پر سوار ہے۔ نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ اس انیسویں صدی کے روشنی کے زمانے میں کالی کی مورتی اپنے شہر کلکتہ میں اب بھی چکر لگاتی ہے۔ سر کے چھتے سے بال جو پاؤں تک چھوٹے ہیں۔ انسانی سروں کا دار۔ زبان باہر نکلی ہوئی اور کمر میں خون آلودہ ہاتھ لٹک رہے ہیں۔ گو یہ سب درست ہے۔ مگر آپ کسی منہو سے جو لکھ پڑھ یا سوچ سکتا ہے۔ سوال کریں کہ کیا یہی دیوتا ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ وہ آپ کی سادہ لوحی پرست کرا دیگا۔ مگر یہ مردہ بدست زندہ مذہب کتنی دیر تک رہے گا۔ کوئی نہیں بتا سکتا مگر مذہب کی کش مکش کو دیکھ کر یہ ماننا پڑے گا کہ یہ دھرم مر کر ملیا میٹ ہو گیا ہے۔

لارڈ کورن نے پروفیسر میکس مولر کو لکھا۔

اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ ہندوستان میں ایک نیا نیم دھارماک اور نیم فلسفیانہ خیالات کا جوار بھانا آرہا ہے۔ جو کہ پُرانے خیالات کو بنیاد بناے ہوئے ہیں اور پرانے فلسفہ کی کتابیں پڑھ کر پروفیسر نے معنی نکال رہے ہیں۔ اس سے عجیب قسم کا بلا جہلا خیالات کا مجموعہ بن جائے گا۔ جس میں مشرق کی توہمات دماغی انتشار۔ دنیا سے پرے عقیدے کا یقین۔ اگیان کی تائیدی اور یورپ کی روشنی ایک کٹھالی میں ڈال کر نہ جانے کیا نئی چیسٹر پیدا ہوگی جس کی خاص قدر و قیمت نہ ہوگی۔

جب وید کے مطالعہ کے بعد کچھ خیالات میں تغیر و تبدل شروع ہوا تو وہ لارڈ میکا نے جب وہ انگریزی کی تعلیم ہند میں رائج کر کے واپس گئے۔ پروفیسر میکس مولر ان سے ملے اور ان پر علوم مشرقی یعنی سنسکرت کی تعلیم رائج کرنے کو کہا مگر دوران گفتگو معلوم ہوا کہ لارڈ میکا نے سنسکرت وغیرہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہ لکھتے ہیں کہ میں وہاں سے زیادہ آدرش اور زیادہ دانا بن کر واپس آیا۔

برٹش راج ہندوستان میں ہونے کے متعلق لندن کے اخبار ٹائمز نے لکھا کہ ہم نے ہندوستان کو خون اور اسلمہ

سے فتح کیا ہے۔ اور اسی سے قائم رکھا جائے گا۔ اس پر میکس مولر نے لکھا کہ چونکہ رعایا کے دل کو جیتنا نہیں گیا یہ کور سے شیخی کے الفاظ ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ مزید لکھا کہ ہندوستان میں انگریزی راج ایک سرکس کی مانند ہے۔ جس میں ایک آدمی بہ یک وقت تین گھوڑوں کو قابو میں رکھ سکتا ہے۔ جو کہ ممکن نہیں۔ اُس زمانے میں جو انگریز آتا تھا اُسے کہتے کہ ریچ بنو > Rich کے معنی تھے ROB INDIA COME HOME یعنی ہندوستان کو لوٹ کر واپس گھر آ جاؤ (مترجم)

اور کہ گو رعایا وفا وار معلوم ہوتی ہے۔ مگر بغاوت بھی ساتھ ہی چل رہی ہے۔ سنسکرت علم و ادب کے متعلق لکھا کہ ہندو سائیتھ کی دوبارہ دریافت جس میں ہندو دھرم کا فلسفہ بھی شامل ہے میرے خیال میں واسکو ڈے گاما کی دریافت سے افضل ترین ہے۔ (واسکو ڈے گاما نے افریقہ کا چکر کاٹ کر ہندوستان آنے کا راستہ دریافت کیا تھا مترجم)

مزید لکھا کہ رگ وید کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ پہلے پہلے ایشور کا خیال کیسے پیدا ہوا جو کہ اپنشدوں میں جا کر مکمل ہوا جیسا کہ پہلی صدی عیسوی میں یونانیوں بیو دیوں اور سکندریہ کے مفکرین نے سمجھا تھا۔ اس سے قدیم روحانیت کی شاہراہ ہے اور یقین دالت ہے کہ گوہم اس کے آخری منزل تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اس راستہ پر چل کر آدمی بلندی سے بلندی تک جاتا ہے۔ اور جوں جوں اوپر پہنچتا ہے۔ دنیا حقیقت سے حقیر نظر آنے لگتی ہے۔ اُس زمانے کے شہنشاہوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ اس سے خود بھی واقف نہیں اور وقت آنے پر اپنی کارکردگی سے منکر بھی ہو سکتے ہیں۔ انیسویں صدی کی عیسائیت ہندوستان کی عیسائیت نہیں ہو سکتی (یعنی کہ عیسائیوں کا کردار لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کر دے گا) (ان خیالات کا اُسے بہت بڑا مول چکانا پڑا) یعنی اُسے اکسفورڈ یونیورسٹی کا سنسکرت کا پروفیسر نہ بنایا گیا۔ جس کے لئے وہ ہر طرح موزوں تھا۔ کہ اس کے خیالات عیسائیت کے لئے اچھے نہیں۔ اس کی جگہ (SIR WILLIAM MONIER) کو پروفیسر بنایا گیا۔ جس نے بعد میں سنسکرت انگلش اور انگلش سنسکرت ڈکشنریاں بنائیں (مترجم)

ایک اور جرمن فلاسفر شوپن ہاور (Schopenhauer) نے جب اپنشدوں کا مطالعہ کیا تو ان الفاظ میں برہم دیا کو خراج تحسین ادا کیا۔

”میرے خیال میں کوئی مطالعہ اتنا منفعت بخش اور جیون کا ادھار کرنے والا نہیں جتنا کہ اپنشدوں کا۔ یہ تمام زندگی میرا سہارا رہا ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی میرا سہارا ہو گا۔ سوائے اپنشدوں کے دیک دھرم میں سب فصول چیزیں ہیں۔ اس پر پروفیسر میکس مولر نے لکھا:-

کہ ”میں پورے طور پر شوپن ہاور سے متفق ہوں۔ اور درحقیقت میں خود ویدانت کا شائق رہا ہوں اور تمام عمر وید اور ویدانت کے شوق میں گزار دی۔

۱۸۷۵ء میں ایک لیکچر میں فرمایا:- کہ ”آرین حملہ آور ہندوستان میں ۱۵۰۰ قبل مسیح سے ۲۰۰۰ قبل مسیح کے

درمیان وار ہوئے۔ یہ سب ہمارے ابا و اجداد تھے۔ ہم انڈوپرین میں سیمٹک (SEMETIC) نہیں (عرب ترک کو سیمٹک کہتے ہیں) ہمارے رُوحوانی برادران تو ہندوستان - ایران - یونان - اٹلی - جرمنی میں رہائش پذیر ہیں نہ کہ عراق مصر اور فلسطین میں۔ کوئی ملک مذہب کی پیدائش اور نشوونما کے متعلق اتنا مسالہ نہیں دے سکتا جتنا کہ ہندوستان۔ یہ بات واضح ہے۔ وقت کے پرواز کے ساتھ اس کی محبت ہندوستان سے روز افزوں ترقی کوئی گئی۔ اُس نے اُس عرضداشت پر بھی دستخط کیے جو جہاں تک کورہا کرنے کے لئے دی گئی تھی۔ سب اُن کو رینڈ قتل کیس میں ۱۸ ماہ کی قید دینی تھی جو مانڈلے جیل میں کافی اور وہاں گیتا رہیں جیسا شاہکار لکھا۔

میکس مولر نے ایک کتاب سوامی رام کرشن پریم کرشن کے جیون پر لکھنے کا خیال کیا تو کیشپ چندر سین (برہمچاری) نے اس پر میکس مولر کو سوامی مذکور کی زندگی کی چار خامیوں پر توخیر دلائی۔ کہ
(۱) اُن کی گفتگو سادہ تہ نہیں (وہ دیہاتی زبان استعمال کرتے تھے)
(۲) اُن کا بیوی سے سلوک درست نہیں (وہ اُس کو دیوی مانا جان چکے تھے۔
(۳) وہ بازاری عورتوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نفرت نہیں کرتے۔
(۴) بدچلن اور شرابی آدمیوں سے بھی نفرت نہیں کرتے۔

مگر اُن باتوں کا پروفیسر میکس مولر پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اول وہ گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ اور زبان دیہاتی ہونا بڑی بات نہیں۔ وہ بیوی کی مرضی سے برہم چریہ کا پالن کرتے ہیں اور دو تو خوش ہیں کیا بغیر اولاد پیدا کر کے محبت نہیں ہو سکتی۔

بابت تیسرے اور چوتھے کو سوامی رام کرشن اس میں اکیلے نہیں امبا پالی اور میری سنگھالین کو کون نہیں جانتا۔ جب سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے یہ لکھا کہ توپ اور بندوق کا ذکر ہمارے اتہاس میں ہے تو میکس مولر نے لکھا کہ موجودہ زمانے کی دریافت کسی وقت پہلے بھی موجود تھی میں یہ بالکل باور کرنے کو تیار نہیں اور میں سوامی دیانند سے متفق ہوں۔

انگریزی راج کے پرچار کے بارے میں ایسے رقمطراز ہیں۔ "میرے خیال میں اس سے شہادت امیز اور گہرا بات ہوگی کہ جو سول سرونٹ ۱. c. j. ہندوستان روانہ کیا جاتا ہے اُسے کہا جائے کہ ہندوستان کے لوگ اخلاقی طور پر بدچلن اور اُن کے علم و ادب جھوٹ کا پلندہ ہیں اور اس سے انگریزی راج کے ہندوستان میں مستقل طور پر قائم رہنے میں بڑی بھاری رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے میں ان نئے ہندوستان میں جانے والے افسروں سے کہوں گا کہ وہ نسلی تعصب کو خیر باد کہہ کر ہندوستانیوں کے ساتھ اہل اول جیسا سلوک کریں۔ ورنہ یہ ذہنیت تو پاگلپن کی حد تک پہنچ سکتی ہے۔ اُس زمانے کے ہندوستانی دانشوروں کا خیال تھا کہ پروفیسر میکس مولر ہندوستان کے لٹریچر (ادیبوں) کا مترجم ضرور ہے۔ مگر ہندوستان کی اصلیت اگیان (گیان) کا نہیں اُس کے اس بیان سے کہ ہندو ازم مشنری دھرم نہیں میٹر اے۔ لائل علی علی A نے اتفاق نہ کیا جو کہ ہندوستان میں رہ کر برہم سماج کو دیکھ چکا تھا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کیشپ چندر سین سے اُن کی خط و کتابت تھی اور خیالات میں بھی یگانگت تھی۔ تو انہوں نے

کیشپ چندر سین کو لکھا۔ تم بر ملا طور پر کیوں نہیں عیسائیت قبول کر لیتے تو جواب بلا فرض کر دیا آج سے تیس سال بعد دنیا یہ جان لے گی کہ میں عیسے کا پیرو تھا تو کوئی مضائقہ نہیں مگر اگر میں آج کبدوں کہ میں عیسائی ہوں تو میرا تمام اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا۔

کینج بزمورسٹی میں ۱۸۸۲ء میں میکس مولر کو نئے ہندوستان کو جانے والے آئی۔ سی۔ ایس افسروں کو خطاب کرنے کو مدعو کیا گیا۔ جو لیکچر وہاں دیئے گئے ان کا مجموعہ ایک کتاب موسومہ ہندوستان ہیں کیا سکھا سکتا ہے میں دوزخ ہے

"WHAT CAN INDIA TEACH US" I SHALL POINT TO INDIA

- ۱) ان لیکچروں کا کچھ خلاصہ پیش خدمت ہے۔ آپ اس میں خیالات میں خاص تغیر و تبدل ملاحظہ فرمائیں گے۔
- ۲) اگر مجھے تمام دنیا میں ایسا ملک تلاش کرنا پڑے جہاں کہ قدرت نے فراوانی سے دولت ثروت - طاقت اور حسن کی بارش کی ہے جو کئی حالتوں میں بہشت کے مشابہ ہے۔ میرا اشارہ ہندوستان کی طرف ہوگا۔
- ۳) اگر مجھ سے استفسار کیا جائے کہ کس ملک میں انسانی دماغ نے ترقی کے منازل طے کئے اور دنیا کے دقیق ترین مسائل پر غور کیا اور کئی کال بھی تلاش کیا اور جنہوں نے پلاؤ (افلاطون) اور کینیڈا (Kamc) کے فلسفہ کے مطالعہ کرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو میرا اشارہ ہندوستان کی طرف ہوگا۔
- ۴) اگر مجھ پر یہ سوال کیا جائے کہ ہم یورپی باشندوں کو کس لٹریچر (علم و ادب) سے پرورش کیا گیا ہے۔ خصوصاً یونانی رومن اور یہودی وغیرہ جس سے صحیح راستہ پر گامزن ہوئے جس سے انسانی زندگی کی اندرونی تکمیل زیادہ ہمدلی زیادہ پرواز انسانیت کا جذبہ نہ صرف اس زندگی میں بلکہ عاقبت کی بھی بہتری منظور ہے تو یہی میٹر اشارہ ہندوستان کی طرف ہوگا۔

سوامی وویکانند کے تاثرات

۱۸۹۷ء کی شکاگو میں ہونے والی عالمی مذہبی کانگرس سے فارغ ہو کر آئے ہوئے انگلستان میں سوامی وویکانند پروفیسر میکس مولر سے ملے۔ یہ کانگریس صرف عیسائی مذہب کے پرچار اور اس کی فضیلت دکھانے کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ کہ جن مالک کا مذہب عیسائیت ہے وہ خوشحال امیر اور تعلیم یافتہ ہیں مگر غیر عیسائی ملک - مغرب - پسماندہ اور مفلوک الحال ہیں۔ تو جب وویکانند ہندو دھرم کی فصیلت ظاہر کر کے امریکہ میں اور تھائیرکس توئیوارک ٹائٹرنے لکھا تھا کہ اگر ہندو دھرم اتنا ہی بلند انداز فکر رکھتا ہے تو ہماری جہالت کا کیا اندازہ ہے کہ ہم پھر بھی اپنے مشتری وہاں بھیج رہے ہیں (اُسے شائد یہ خیال نہ رہا کہ یہ سب سیاسی چالیں ہیں) جب سوامی وویکانند پروفیسر میکس مولر سے ملے تو وہ اس قدر متاثر ہوئے جو ان کے الفاظ میں ہی مطالعہ فرمائیے۔

- ۱) گو مغربی مالک میں کئی بلند اخلاقی اشخاص (روحیں) ہیں جو صدق دلی سے ہندوستان کی یہودی کے خواہش مند ہیں۔ مگر میں اس بات سے واقف نہ ہوتا تھا بھی یہ کہنے میں کوئی تاہل نہیں کرتا کہ پروفیسر میکس مولر سے بہتر ہندوستان کا کوئی خواہ نامشکل ہے۔

(۶) پروفیسر میکس مولر ایک غیر معمولی شخصیت کا مالک ہے۔ چند یوم ہوئے میں اُن سے ملنے گیا بالفاظِ دیگر اُن کی خدمت میں آداب بجالانے پہنچا۔ کیونکہ جو بھی شخص سوامی رام کرشن پرم ہنس سے محبت کرتا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ مذہب یا قومیت سے تعلق رکھتا ہو میرے لئے قابلِ احترام ہے۔ اور اُسے ملنا میرے لئے زیارت کے برابر ہے۔ اُس کے دل میں ہندوستان کے لئے اتنا جذبہ محبت ہے کہ گمشدہ دل میں اُس سے ایک فیصدی بھی ہندوستان کے لئے جذبہ محبت ہوتا۔

جیسا کہ مضمون کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ پروفیسر میکس مولر ویدانت کا پیر و تھا (درشتا درش داد) سوامی وویکا نند اس پر لکھتے ہیں:-

پروفیسر میکس مولر ویدانتیوں کا ویدانتی ہے۔ اُس نے تمام ناماں گار ماحول میں ویدوں کے خوش کن ناد کو سنا اور سمجھا ہے اور اس لافانی موسیقی سے لطف اندوز ہوا جس نے تمام دنیا کے مذاہب کو متور کیا ہے۔ ویدانت وہ لافانی اور لافانی پیغام ہے کہ مختلف مذاہب اُس کی گونا گوں تاویلیں ہیں۔

(۳) میرا پروفیسر میکس مولر سے تعارف نہ تو ایک زبان دانی کے ماہر، نہ ہی فائشور سے تھا بلکہ ایک ایسی بلند پایہ شخصیت سے تھا جو ہر وقت اپنے آپ اور برہم کو ایک سمجھتا تھا۔ اُس کا دل زیادہ سے زیادہ فراح ہوتا جانا تھا کہ تمام کائنات میں جذبہ محبت پیدا ہو اور سرچشمہ زندگی سے سرور اور خوشی کی ہریں موجزن ہوں نہ کہ خشاک بخت و مباحثہ میں پڑ کر وقت ضائع کریں۔ اُسے آپنشدوں کی موسیقی اور آتما کی آواز پر تمام دیگر ممالی سے گناہ کش ہو کر توجہ دی۔ سوامی وویکا نند پھر رقم طراز ہیں:-

وہ ہندو دہرم کو تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہیں ایسے مخلص خیر خواہوں کی ضرورت ہے جو ہندوستان کی اس مرض کا کہ یا تو بالکل غلامانہ طور پر دیہاتی توہمات کو چٹے رہیں یا ہر ایک بات کو شیطانی کہہ کر اُس کی تردید شروع کر دیں کا ازالہ کر سکیں اور ایسی شرارت کا سد باب کر سکیں کہ ہندوستانیوں اور اُس کی تاریخ میں کوئی چیز خوبصورت یا اچھی نہیں اور وہ ہمارے قدیم مذہب، تہذیب و تمدن و فلسفہ ہماری سماجی، روحانی تنظیم کو نیست و نابود کر دیں گے۔ (ہندوؤں کو عیسائی بنالیں گے۔) (رسپیل تذکرہ۔ ایک بنگالی دانشور کرشن گوپال، مینرجی پیلے پیلے عیسائی ہوا اور ایک کتاب ہندو ازم پر مکالمہ (DIALOGUE ON HINDUISM) لکھ کر دل کے پیچھے لے پھوڑے اور ہندو دہرم کا مذاق اڑانے کی کوشش کی مترجم)

(۵) اگست ۱۸۹۶ء میں ملاقات کے بعد سوامی وویکا نند نے لکھا

پروفیسر میکس مولر اصل نفلوں میں بہتا ہے۔ میرے لئے یہ کہنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ غلط تاویلوں اور بیہودہ پرچار سے (عیسائیوں کے) لوگوں کے دلوں میں دشمنی اور نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور کہ ہندوؤں کے دیوی اور دیوتا نفرت آمیز خیالات کے حامی تھے۔ اور اُن کے پیروکاروں میں کوئی دھارمک شخص پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر اس مزج دریا کی تندی کے آگے یہ خیالات اور وہ اشخاص (جو سوامی رام کرشن پرم ہنس کے مخالف ہیں) خس و

خاشاک کی طرح بہ گئے اور سوامی رام کرشن کی روحانی طاقت کے سامنے سوائے مایوسی و نامرادی کے کچھ ہاتھ نہ لگا۔
(۶) رگ وید کے ترجمہ کے متعلق سوامی ودیکانند لکھتے ہیں۔

رگ وید سنگتھا جو پہلے نایاب تھی اب پیبک کو ایڈٹ انڈیا کمپنی کی نواز کشل سے میسر ہوئی۔ کئی دستی نسخہ جات جو ہندوستان کے مختلف مقامات سے فراہم کئے گئے ہیں۔ گو اس ترجمہ میں بہت سی خامیاں ہیں مگر آپ اس بات کا خیال بھی نہیں لاسکتے کہ ایک غیر ملکی چاہے وہ کتنا ہی عالم و فاضل ہو سنسکرت کا مکمل گمان کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک پیچیدہ شرح کو درست طور پر بیان کر سکے۔ تاہم پروفیسر میکس مولر کا رگ وید سنگتھا ترجمہ کا طبع ہونا ایک اہم اور تاریخی واقعہ ہے۔

(۷) پروفیسر میکس مولر پچاس برس تک ہندو انداز فکر (فلسفہ) میں زندہ رہا اور مطالعہ کیا اور خیالات کی گونا گوں بہروں کی دھوپ چھاؤں میں سنسکرت علم و ادب کا شہسوار رہا کہ ہندو فلسفہ اُس کی رگ وید بلکہ رُوح میں سرایت کر کے اُس کے اثر سے زندگیوں ہو گیا (ودیکانند)

مضمون کو ختم کرنے سے قبل دو تین خطوط کا ذکر کرنا خالی از دل چسپی نہ ہوگا۔ جو پروفیسر مذکور نے آخری ایام میں تحریر کئے :-

(۱) خط بنام مسٹر جی۔ این گپتا۔ انڈین کونسل مقیم برطانیہ ۱۸۹۲ء

انڈین نیشنل کانگریس نے یہ درست اور صحیح قدم اٹھایا ہے کہ نمک پرنیکس لگانے پر احتجاج کیا ہے اور نمک پرنیکس تو دنیا کی تاریخ میں ایک غیر مذہب اور ناشائستہ حرکت ہے۔ گویا میں شاید یہ دیکھنے کے سہلے زندہ نہ رہوں کہ ہندوستان کی پارلیمنٹ کا اجلاس کلکتہ میں ہو (اُن دنوں کلکتہ ہندوستان کا دار الخلافہ تھا) مگر میں دیکھتا ہوں کہ چھوٹے اداؤں (میونسپل کمیٹی، ڈسٹرکٹ بورڈ) کا انتخاب ہو رہا ہے جو ایک نیک نال ہے۔

(۲) ۱۸۹۹ء اپنی وفات سے ایک سال پہلے جب برہمہ سماج کے راجہ رام موہن رائے کیشپ چندر سین (جن کی کوششوں سے اسمبلی بند ہوئی) سراج سیوی رامانند بانی اور ہرام جی مالا باری وغیرہ ہندوستان کے دانشوروں سے تعارف ہوا تو تحریر کیا :-

”جیسا کہ میں عرض کرتا ہوں اور خواہش مند ہوں کہ میرے احباب بھی مجھ سے اتفاق کریں۔ کہ ہندوستان جیسا ملک جو غلامی میں جکڑا ہوا ہے اور بے بسی کی حالت میں ہے اور اُس کی بہادری مفقود ہو چکی ہے۔ ان حالات میں بھی کیشپ چندر سین۔ رامانند بانی۔ راجہ رام موہن رائے اور ہرام جی مالا باری جیسا قابل ترین شخص پیدا کر سکتا ہے وہ مردہ دلش نہیں اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ ہندو ازم مر گیا اور نیست و نابود ہو گیا ہے۔ درحقیقت مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے اور وہ ایک شاندار مستقبل کا متمنی ہو سکتا ہے۔ جب وہ اپنے پچھلے چار ہزار سال کے اتہاس کو اطمینان بلکہ فخر سے ملاحظہ کر سکتا ہے۔ گو اب حالات اتنے پُریش کرہ نہیں ہیں۔

اس مضمون کے آخر میں ناظرین کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ ہندوستان واپس آنے پر سوامی ودیکانند نے پروفیسر

میکس موٹر کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ یہ واقعہ اوائل سن ۱۹۷۰ء کا ہے جس پر ان کو جواب آیا کہ "جوان عمر میں جب دل میں ہندوستان جانے کا اشتیاق تھا۔ خاطر خواہ کرایہ کے لئے رقم نہ تھی۔ مگر اب گو مالی پریشانی نہیں مگر عمر کا تقاضا اس وقت اتنا لمبا سفر کرنے میں مانع ہے۔ (ان دنوں افریقہ کا چٹ کر کاٹ کر سمندری جہاز میں آنا پڑتا تھا۔ اور کئی ماہ لگ جاتے تھے۔ مترجم) نیز اگر میں پہنچ بھی گیا۔ تو میں واپس نہ آسکوں گا۔ اور میرے شریہ کا وہیں داہ سنسکا ر کرنا پڑے گا۔"

اس طرح بہ گونا گوں صفات کا حامل ۱۲ اکتوبر سن ۱۹۷۰ء کو عالم فانی سے رخصت ہوا۔ اور اپنے پیچھے بے شمار لٹریچر اور مداح چھوڑ گیا۔

ادم شائق شائق شائق

منزل مقصود

از قلم شری ہر پرستاد جی شوہرے

ضیافتناں ہے مہراری	عجب نمود تیری	کھینچی ہے دل میں جو تصویر ہو ہو تیری
سے لابیائیں جلال اور جمال	لاٹانی	کہ لا جواب ہے دنیا میں باس و بروت تیری
ہر ایک جا پہ ہر اک شے میں دشت و گلشن میں		مجھے رہی تو رہی ایک جستجو تیری
مجھے تو یاد نہیں اور کچھ اب اس کے سوا		کہ دل میں تو ہے فقط دل میں آرزو تیری
پیامبر ہے تو اتحاد امن عالم کا		بشر میں صورتِ اُلفت ہے آبرو تیری
زبان کھلتے ہی بے ساختہ گل افشانی		بیان شیریں کی صورت ہے گفتگو تیری
خلوصِ دل سے ہوتا تب تو عینِ حق سے		وصالِ یار میں حائل یہی ہے نحو تیری
بتا کے پردہ فطرت پہ منظرِ باطل		دکھا رہی ہے عجب خواب آرزو تیری

بنالے خاک کو بے یار گر ہری دل کو
تو پائے منزل مقصود رو برو تیری

(اوشٹو سہسرام مسلسل) سالار شانی ایک صفحہ ۳۲ سے آگے

॥ रुद्रो बहुशिरा बहुर्विश्वयोनिः शुचिश्रवाः ॥

अमृतः शाश्वतः स्थायुर्बरा रोहो महातपाः ॥ २६ ॥

رُدرِو بہشترا بہرُوشو یونی ۵ شچی شرواہ ۵

امرتہ ۵ شاشوتہ ۵ ستھائر ورا روہو ۵ ہاتسواہ ۵ ۲۶۔

(۱۱۴) رُدرہ :- پرئے کال میں سب کو زلزلے والے اٹھوا رو = دکھ کو دہہکانے والے

(۱۱۵) بہشترا :- جن کے بیشمار سر ہیں = سہسر شیر شاہگوان ۱۱۶) بہرُوہ :- لوک کے دھارن اور پان کر نیوالے

(۱۱۷) وشو یونی :- جگت کے کارن (۱۱۸) شچی شرواہ :- جن کایش اور نام پریم پوتر سے

(۱۱۹) امرتہ :- جو ہنتیہ امر ہیں (۱۲۰) شاشوتہ استاوتہ :- جو ہنتیہ اور ستر ہیں یعنی جو سدا موجود قائم ہیں۔

(۱۲۱) ورا روہ :- جہاں پہنچ کر پھر گرنے کی شنگا نہیں رہتی۔ (۱۲۲) ہاں گئی اٹھوا ہاتسوا

(شلوک ۲۶)

پرار تھنا :- بہرُوہ ! ہے پر پھو ! آپ سب جگت کو دھارن کئے ہوئے ہیں ۔ میرے پاجی من کو بھی اپنے
میں دھارن کرنے کی دیا کریں ۔

॥ सर्वगः सर्वविद् भानुर्विष्वक् सेनो जनार्दनः ॥

वेदो वेद विदव्यङ्गो वेदाङ्गो वेदवित्कविः ॥ २७ ॥

سروگہ ۵ سروود بھانرُوشوک سینو ۵ جنارودنہ ۵

ویدو ویدود ویسنگو ویدانگو ویدوت کوی ۵ ۲۷۔

(۱۲۳) سروگہ :- سرو ویاپک ۔

(۱۲۴) سروود بھانرُوہ :- سب کچھ جاننے والے (سرو وید) اور روشن (پرکاشان)

(۱۲۵) وشوک سینہ :- جن کے ڈر سے جنگ میں راکٹ شوں کی فوجیں چاروں طرف بھاگ جاتی ہیں ۔

(۱۲۶) بخارودھتہ :- پاپوں کو پاپ کے جواب میں دکھ دینے والے ۔ اٹھوا بھگت لوگ جن سے کلیان مانگتے ہیں ۔

(۱۲۷) ویدہ :- وید سروپ ، خود ہی اپنے سروپ کا گیان کرانے والے ۔

(۱۲۸) ویدوت :- وید کے میج ارتھ کو جاننے والے ۔ اٹھوا وید ویدہ ۔

(۱۲۹) اویشنگہ :- اوی کل = گیان آدی سے پری پڑن ۔ اٹھوا ۔ اویکت ۔

(۱۳۰) ویدانگہ :- وید جن کے انگ ہیں

(۱۳۱) ویدوت :- وید کو دھارنے والے = ویدشتا ۔

(۱۳۲) کوی ۵ :- کرانت درشتی = سرو درشتا بھگوان ۔

(شلوک ۲۷)

लोकाध्यक्षः सुराध्यक्षो धर्माध्यक्षः कृताकृतः ॥

चतुरात्मा चतुर्व्यूहश्चतर्दष्टश्चतुर्भुजः ॥ २८ ॥

لوکا دھیکشہ : سُرادھیکشو دھرمادھیکشہ کرتا کرتا کرتا :

چتر اتما چتر ویہ ش چتر دتشرش چتر بھجہ : ۲۸-

(۱۳۳) لوکا دھیکشہ :- سارے جگت کو دیکھنے والے۔ (۱۳۴) سُرادھیکشہ :- دیوتاؤں کے سوامی

(۱۳۵) دھرمادھیکشہ :- سب کے دھرم اور ادھرم کو اسکات دیکھنے والے اور اس کا پھل دینے والے۔

(۱۳۶) کرتا کرتا :- کاریہ و کارن سروپ = علت و معلول

(۱۳۷) چتر اتما :- چار سروپوں والے۔ ارتھات۔ (۱) اپنی کال میں ۱۔ برہما ۲۔ کش ۳۔ کال ۴۔ سب جیو جنتو۔

ان چاروں روپوں والے (II) پالن کال میں ۱۔ وشنو ۲۔ مٹوادی ۳۔ کال ۴۔ سرو بھوت سروپ۔

III۔ سنگھار کال میں (۱) ردر ۲۔ کال ۳۔ اُنک ۴۔ سرو جنتو ان چار روپوں والے۔

(۱۳۸) چتر ویہ :- چار ہی دھماک جن کے جیسے ۱۔ وادیو ۲۔ سکرشن ۳۔ پردیومن ۴۔ اپنی رددھ

(۱۳۹) چتر دتشرہ :- چار ہیں دائیں جن کی - نرسنگھ روپ بھگوان۔

(۱۴۰) چتر بھجہ :- چار ہیں بھجائن (بازو) جن کے - چتر بھج وشنو۔ (شلوک ۲۸)

भोजिष्णु भोजिन भोक्ता सहिष्णुर्जगदादिजः ।

अग्रघो विजयो जेता विश्वयोनिः पुनर्बसुः ॥ २९ ॥

بھرا جشتر بھوج نم بھوکتا سہشتر جگ دا دجہ :

ان گھو وج یو جے تا ، وشنو یونی : پتر وسوہ : ۲۹-

(۱۴۱) بھرا جشتر :- ہمیشہ روشن رسد پرکاشان بھوج نم :- بھوجیہ = پر کرتی سروپ -

(۱۴۲) بھوکتا :- پُرش روپ سے پر کرتی یعنی مایا کو بھو گئے والے۔

(۱۴۳) شہشتر :- دیوتوں (راکششوں) کا ترستکار (انادر) کرنے والے۔

(۱۴۴) جگ دا دجہ :- برہما جی کے روپ میں جگت کے آغاز میں خود ہی پیدا ہونے والے۔

(۱۴۵) ان گھہ :- پاپ سے نہت شدہ

(۱۴۶) وج یہ :- گیان وغیرہ سے سب سے افضل (سہریشٹ)

(۱۴۷) جے تا :- سب کو جیتنے والے (۱۴۸) وشنو یونی :- وشنو۔ کاریہ روپ، یونی۔ کارن روپ

یعنی کارج کارن سروپ برہم - اتھوا۔ جگت کارن۔

۵۰ پتر وسوہ :- بار بار جیو روپ سے شریوں میں بننے والے بھگوان - (شلوک ۲۹)

उपेन्द्रो वामनः प्राञ्चुर मोघः द्युचिरुजितः ।

अतीन्द्र संग्रहः सर्गो धृतात्मा नियमो यमः ॥ ३० ॥

اُپیندرو وامنہ : پرائشور موگھ : شیچی رُود جتہ :

اُتیندرہ : سُگرہ : سرگو دھرتا تما نیمو بم : ۳۰ -

(۱۵۱) اُپیندرہ :- اندر کے چھوٹے بھائی - اٹھواڑے اندر (اُپ = اُپری)

۱۵۲ - وامنہ :- چھوٹے آکار والے - وامن بھگوان (۱۵۳) پرائشورہ :- سب سے ادنیٰ بڑے -

۱۵۴ - اموگھ :- پھل کرنا - کامیاب (۱۵۵) شیچی :- سرن کرنے مائے پوتر کرنے والے = پریم پوتر -

۱۵۶ - اُور جتہ :- پریم بھوان - سنار کے سب بل اُن کے ہی بل کے جزو مائے ہیں - انش ہیں -

۱۵۷ - اُتیندرہ :- گیان - الیٹورنہ وغیرہ میں اندر سے بڑے - (۱۵۸) سُگرہ :- پرلے کال میں سب کو ایک کر دینے والے

۱۵۹ - سرگہ :- سرشی رُوپ اٹھواڑے سرشی کے کارن (۱۶۰) دھرتا تما :- ایک رُوپ سے مقرر -

اپنے اپنے ادھیکار میں پر جا کو لگانے والے

۱۶۱ - نیمہ :- ہر دے میں بیٹھ کر سب کو پرینا دینے والے - اٹھوا - انتر یامی سورُوپ (شلوک ۳)

वेद्यो वैद्यः सदायोगी वीरहा माधवो मधुः ।

अतीन्द्रियो महामायो महोत्साहो महाबलः ॥ ३१ ॥

ویدو ویدید : سدا یوگی ویرہا مادھو مدھو :

اُتیندرو مہامایو مہوتا ہو مہا بلہ : ۳۱ -

۱۶۳ - ویدید :- جاننے لائق

۱۶۴ - ویدید :- سب علموں کے جاننے والے - اٹھوا بھو روگ کے معالج - پریم وید اسب سے بڑے وید -

۱۶۵ - سدا یوگی :- سدا ظاہر - سدا پرکٹ رُوپ -

۱۶۶ - ویرہا :- راگ دولیش (رغبت نفرت) وغیرہ درودھی ویروں کو نشٹ کرتے والے -

۱۶۷ - مادھو :- ما = دیا کے ' دھو = پتی - ارتھات و دیا کے سرمای

۱۶۸ - مدھو :- امرت کی طرح پریم آئندہ دینے والے

۱۶۹ - اُتیندرو :- شہد سپرش وغیرہ گنوں سے بہت ہونے کے کارن اندر یہ یعنی آنکھ کان جلد وغیرہ جن کو نہیں جان سکتے -

۱۷۰ - مہا مایہ :- جن کی بڑی مایا ہے - مایا ادھی پتی -

۱۷۱ - مہو تساہہ :- جگت کی اُتپتی پالن پرلے کے لئے سدا لگے رہنے کے کارن بڑے اتاہ والے -

۱۷۲ - مہا بلہ :- سب بھوانوں سے بڑے طاقتور (شلوک ۳)

महाबुद्धिर्महावीर्यो महाशक्तिर्महाधुतिः ।

अनिर्देश्यवपुः श्री मान मेधात्मा महाद्विधृक् ॥ ३२ ॥

ہا بدھ ہا ویر یو ہا شکتی ہا دھیتی :

۳۲۔ انر دیش یہ دپہ شری مان نے یا تا ہا ویر دھرک

- ۱۶۳۔ ہا بدھ :- سب سے بڑی بدھی والے (۱۶۲) ہا ویر :- سب سے بڑے پراکرم والے
 ۱۶۵۔ ہا شکتی :- بڑے سار تھتھ (طاقت) والے (۱۶۴) ہا دھیتی :- بڑے پراکاش والے - سویم جیوتی
 ۱۶۷۔ انر دیشیہ دپہ :- جن کے شریر کا کچھ بھی بیان نہیں کیا جاسکتا (۱۶۸) شری مان :- ایشوریہ والے
 ۱۶۹۔ آئے یا تا :- جن کی بدھی کا پتہ نہیں کتنی ہے لئے یہ ہے
 ۱۸۰۔ ہا ویر دھرک :- بڑے پرہت - مدرا چل یا گور دھن کو دھارن کرنے والے (شلوک ۳۲)

پر راتھنا :- ہے پر جیوا میں تھج بدھی آپ کے سر دپ کے ہارے کیا جانوں - آپ جیسے ہیں خود ہی اؤ بھو (احاس)
 گیان کر دانے کا کرپا کریں -

महेष्वासो मही भर्ता श्री निवासः सतां गतिः ।

अनिरुद्धः सुरानन्दो गोविन्दो गोविदां पतिः ॥ ३३ ॥

ہیش واسو ہی بھرتا شری نواسہ :- ستام گتی :

۳۳۔ انی رُدھ : سرانندو گو وندو گو و دام پتی :

- ۱۸۱۔ ہیش واسہ :- بڑا ہے دھن جن کا (۱۸۲) ہی بھرتا :- پر تھوی کو دھارن کرنے والے
 ۱۸۲۔ شری نواسہ :- جن کی بھجائی پر لکشی جی نواس کرتی ہیں - سنسار کی شوبھائیں اُن ہی کا انش ماتر ہیں -
 ۱۸۴۔ ستام گتی :- گیائی بھکتوں کے عاقل -
 ۱۸۵۔ انی رُدھ :- جن کو کوئی روک نہ سکے (۱۸۶) سرانندو :- دیوتاؤں کو اند دینے والے
 ۱۸۷۔ گو وندو :- سبھی استوتی رُدپ دانی جن کو پاتی ہیں - ارتھات سب استوتیوں سے استوتی کئے گئے -
 ۱۸۸۔ گو و دام پتی :- واپستی - برہمپتی وغیرہ کے سوا
 (شلوک ۳۳)

मरीचिर्दमनो हंसः सुपर्णो भुजगोत्तमः ।
हिरण्यनाभः सुतपाः पद्मनाभः प्रजापतिः ॥ ३४ ॥

میری چر دمنو ہنسہ : سیر نو : بھج گومتہ :

ہرنیہ نا بھہ : ست پاہ : پدم نا بھہ : پر جاپتی : - ۳۴ -

۸۹۔ میری چر :- مہان تیج والے (۱۹۰)۔ دمنہ :- آندندوں (جو مراد اسہت میں) کا دمن کرنے والے

۱۹۱۔ ہنسہ :- ہنسار کچھ کوناش کرنے والے - اتھواسرو دیپاک (۱۹۲) سپرینز :- سب کے ہرے میں گن کر نیوالے سرو انتر یامی

۱۹۲۔ بھج گومتہ :- شیش واسکی روپ سے سانپوں میں اوتم (افضل)

۱۹۳۔ ہرنیہ نا بھہ :- ہونے کی طرح سندر ناف والے - اتھوا جن کا سمبندھ (تعلق) پریم دینے والا ہے۔

۱۹۵۔ ست پاہ :- شوہن تپسوی = نر نارائن سروپ بھگوان (۱۹۶) پدم نا بھہ :- گل کے سان نا بھہ والے - اتھوا سب کے ہرے

گل میں جیو روپ سے وراجان (رہنے والے)

۱۹۶۔ پر جاپتی :- پر جادوں کے سوا می (شلوک ۳۴)

پرار تھنا :- (دمنہ) ہے نا تھہ ! میری آؤنڈ (نرمزاد :- بے اصولی) اندریوں کا دمن (کنٹرول) کیجئے۔

अमृत्यः सर्वहक्क सिंहः सन्धाता सन्धिमान् स्थिरः ।

अजो दुर्मर्षणः शास्ता विश्रुतात्मा सुरारिहा ॥ ३५ ॥

امرت یوہ : سرو درک سنگھ : سندھا شادھیان ستھرہ :

ابو در مرش نہ : شاستا و شرتا تما سرا رہا - ۳۵ -

۱۹۸۔ امرت یوہ :- لافانی - مرتو برمت - افناشی (۱۹۹) سرو درک :- سب کو ذیکھنے والے

۲۰۰۔ سنگھ :- دیتیہ یا پاپ ورتی روپی مرگوں کو مارتے والے۔

۲۰۱۔ سندھا شادھیان :- کرم پھل داتا

۲۰۲۔ سندھی مان :- جیو روپ سے کرموں کا پھل بھو گنے والے بھگوان۔

۲۰۳۔ ستھرہ :- سدا ایک روپ

۲۰۴۔ اجمہ :- بھکتوں کے ہر دے میں گما گم کرنے والے - اتھوا - دیتوں راکششوں پر بان چلانے والے۔

۲۰۵۔ وڈ مرشمنہ :- جن کا پرتاپ تیج برداشت نہ ہو سکے۔

۲۰۶۔ شاستا :- سب کو شیکشا دینے والے (۲۰۷) و شرتا تما :- پرسدھ آتم سروپ

۲۰۸۔ سرا رہا :- دیوتا اور ستو گنی ورتیوں کے مخالفوں کو نشت کر نیوالے۔ (شلوک ۳۵)

गुरुगुरुतमो धाम सत्यः सत्यपराक्रमः ।

निमिषोऽनिमिषः स्रग्वी वाचस्पतिरुदारधीः ॥ ३६ ॥

- گوڑر گروتمو دھام ستیہ : ستیہ پراکرمہ :
 نمیشو انمشہ : سرگوی واچسپتی ردا روجی : - ۳۶ -
 ۲۰۹- گروہ :- سب علموں کا آپدیش کرنے والے (۲۱۰) گروتمہ :- برہما وغیرہ کو بھی پرہم دیا پڑھانے والے پرہم گرو
 ۲۱۱- دھام :- جیوتی سرورپ :- اتھوا سب کائناتوں کے استھان (۲۱۲) ستیہ :- ستیہ سرورپ :- پرماتھ ستیہ
 ۲۱۳- ستیہ پراکرمہ :- سچے پراکرم والے (۲۱۴) نمیشہ :- یوگ بندر اسے آنکھیں موندنے والے
 ۲۱۵- انی مشہ :- نیت پر بندھ : اتم روپ (۲۱۶) سرگوی :- پانچ تن ماترا روپی و یجینی مالا جنہوں نے پہن رکھی ہے
 ۲۱۷- واچسپتی ردا روجی :- عالم علم کل (سرودیا ادھی تی) اور اوار بدھی والے (شلوک ۳۷)

پراکرمہ :- (گروہ) ہے پرہم گورو ! دین کو سچا مارگ آپ ہی بتلانے کی کربا کریں۔

अग्रणी गर्मणीः श्री मान् न्यायो नेता सतीरणाः ।

सहस्रत्र मूर्धा विश्वात्मा सहस्रत्राक्षः सहस्रत्रपात् ॥ ३७ ॥

- اگرنی گرمنی : شرمیان نیبا یو نیتا سمی رنہ :
 سہسر مورو دھا وشواتمتا سہسراکشہ : سہسریات - ۳۷ -
 ۲۱۸- اگرنی :- مکش چاہنے والوں کو اتم پد پر پہنچانے والے
 ۲۱۹- گرمنی :- سارے پرانی ورگ کو نینم دکھڑول (کرنوال)
 ۲۲۰- شرمیان :- سب سے زیادہ شو بھادیے والے
 ۲۲۱- نیبا یو :- نیباے سرورپ
 ۲۲۲- نیتا :- سنسار کا بزواہ : پالن کرنے والے - اتھوا سیدھے راستہ پر لے جانے والے
 ۲۲۳- سمی رنہ :- پران والو روپ سے سب کے پریرک
 ۲۲۴- سہسر مورو دھا :- وشور روپ ہونے سے ہزاروں سروں والے
 ۲۲۵- وشواتمتا :- سب جگت کے آتما - اتھوا وشور روپ :- وراٹ مہلو ان
 ۲۲۶- سہسراکشہ :- ہزاروں آنکھوں والے
 ۲۲۷- سہسریات :- ہزاروں پاؤں والے - وراٹ سرورپ مہلو ان
 (شلوک ۳۷)

आवर्तनो निवृत्तात्मा संवृतः संप्रमर्दनः ।

अहः संवर्तकी वह्निरनिलो धरणाधरः ॥ ३८ ॥

اور تنو، نور تا تما سنورتہ سنیر مردنہ :

اسمہ : سنور تنگو وہنیر بلو دھرنی دھرہ : ۳۸۔

۲۲۸۔ اور تمہ :- سنسار چکر کو گھمانے والے (۲۲۹) نور تا تما :- سنسار بندھن سے آزاد

۲۳۰۔ سنورتہ :- اپنی مایا سے خود ہی ڈھکے ہوئے (۲۳۱) سنیر مردنہ :- رُور روپ سے سنگھار کرنے والے

۲۳۲۔ اسمہ سنورتہ :- سورج روپ سے دن کرنے والے

۲۳۳۔ وہنی :- اگنی روپ سے دیوتاؤں کو چرو پہنچانے والے

۲۳۴۔ اتلہ :- افاشی - اٹھو روپ سے جگت کو پالن کرنے والے اور والو جیسے سو گندھ در گندھ کو گہن کرنا ہوا ازیلیہ

ہے۔ اسی طرح ایشور بھی پنیہ پاپ سے رحمت شدہ برلیپ ہے۔

۲۳۵۔ دھرنی دھرہ :- شیش ناگ روپ سے پر تقویٰ کو دھارن کرنے والے (شلوک ۳۸)

برار بھت :- ہے دیا مئے امیر سے اندر کی سب باتیں جاننے والے آپ انتر یامی ہیں۔ پھر میں پرار بھتا

بھی تو کیا کروں۔

सुप्रसादः प्रसन्नात्मा विश्वधृग विश्वभुग बिभुः ।

सत्कर्ता सत्कृतः साधुर्जहु नारायणो नरः ॥ ३९ ॥

سپر سادہ : پر ستا تما وشو دھرگ وشو بھگ وبھوہ :

ست کرتا ست کرتہ : سادھر جہنر نار اتو نرہ : ۳۹۔

۲۳۶۔ سپر سادہ :- جن کی خوشی یا کراپا سندر ہے۔ ارتھات عجیب (ادبیت ہے) ہے۔ جنہوں نے دشمنوں کو بھی دشمنوں

کو بھی دشمنی کے بدلے مکتی دی = اٹھوا پریم پور وک پھول تیر وغیرہ دینے سے ہی پرسن ہو جانے والے۔

۲۳۷۔ پر ستا تما :- نرل سرور۔ اٹھوا دیا کو سو بھاو۔

۲۳۸۔ وشو دھرگ :- جگت کو دھارن کرنے والے اٹھوا جگت کو بیچ ماننے والے۔

۲۳۹۔ وشو بھگ :- جگت کے پاک۔ اٹھوا سنگھار کرنے والے۔

۲۴۰۔ وبھوہ :- انیک روپ۔ اٹھوا دیا یک (۲۴۱) ست کرتا :- سنکار کرنے والے

۲۴۲۔ ست کرتہ :- برہما وغیرہ سے بھی پوجت (۲۴۳) تیا ئے کرتا۔ اٹھوا سرور ارتھ سادھک

۲۴۳۔ جہنہ :- سنگھار کرنے والے۔ دشمنوں کو تیا گنے والے۔ بھگتوں کو پریم پر دینے والے

۲۴۵۔ نارائنتہ :- نار یعنی پانچ بھوت۔ ان میں رہنے والے۔ اٹھوا جل شانی بھگوان

۲۴۶۔ نرہ :- جیوہوں کے پریرک۔ اٹھوا پھیل داتا۔

(شلوک ۳۹)

असंख्येयोऽप्रमेयात्मा विशिष्टः शिष्टकृच्छुचिः ।
सिद्धार्थः सिद्ध संकल्पः सिद्धिदः सिद्धि साधनः ॥ ४० ॥

اسنکھ یے یو اُپر مے یا تما و ششہ ششٹ کرچ پیچی :

سیدھا رتھ : سیدھ سنکلیہ : سیدھی دھ : سیدھا دھنہ : - ۴۰ -

۲۴۷ - اسنکھ یے یو : جن کے نام ، روپ اور کرم گنتی میں نہیں آ سکتے ۔

۲۴۸ - اُپر مے یا تما : جن کے سروپ کا یہ گمان نہیں کہ کتنا ہے ۔ (۲۴۹) و ششہ : سب سے اوقم

۲۵۰ - ششٹ کرچ : شکشا دینے والے (۲۵۱) شچی : مایا کے پردے سے ہرمت

۲۵۲ - سیدھا رتھ : ستیہ کام : یعنی جن کی کامنایش سدا سیدھ ہیں ۔

۲۵۳ - سیدھ سنکلیہ : ستیہ سنکلیہ یعنی تجھے سنکلیہ والے (۲۵۴) سیدھی دھ : تھالوگ کرم کے پھل دینے والے

۲۵۵ - سیدھی سادھنہ : بھگتوں کو اتنی نا آدی سیدھیاں اور مکتی دینے والے (تلولک ۷۷)

پہرا رتھنا : سیدھی سادھنہ : بے پرجہو ! سب سیدھیوں کے داتا (دینے والے) آپ ہی ہیں : پھر

انتہ کرن کا شتھی روپی ستھی بھی تو آپ ہی دینے کی کرپا کریں گے ۔

वृषाही वृषभो विष्णुर्वृषपर्वा वृषोदरः ।

वर्धनो वर्धमानश्च विविक्तः श्रुति सागरः ॥ ४१ ॥

و ر شہای و ر ش بھو و شتر و ر ش پُروا و ر شو درہ :

و ر دھنو و ر دھ مان شح و وکتہ : شرتی ساگرہ : - ۴۱ -

۲۵۶ - و ر شہای : دھرم کے پرکاشک ۔ اٹھوا بیگیہ و شیش جس میں سخت ہے ۔

۲۵۷ - و ر ش بھو : بھگتوں کی کامنایش پوری کرنے والے

۲۵۸ - و شنوہ : جگت کو آکر من (جیتنے والے) کرنے والے (دامن روپ سے)

۲۵۹ - و ر ش پروا : دھرم کے ذریعہ حاصل کرنے وین (۲۶۰) و ر شو درہ : ساری پر جاجن کے بطن سے پیدا ہوئی ہے ۔

۲۶۱ - و ر دھنہ : بڑھانے والے (۲۶۲) و ر دھ مانہ : جگت روپ سے بڑھتے والے

۲۶۳ - و وکتہ : تہ ستھ یعنی جگت سے نیارے (NEUTRAL)

۲۶۴ - شرتی ساگرہ : وید کے سدر ۔ اٹھوا جن میں وید شتر روپی سمندر نواس کرتے ہیں ۔ (تلولک ۷۷)

پہرا رتھنا : و ر دھنہ : مے میرے پیارے مہن : جبکہ سب کو بڑھانے والے آپ ہی ہیں تو پھر میرے

پریم - میرے ولیگ اور دیا کتا کو آپ ہی تو بڑھائیں گے ۔

सुमुजो दुर्धरो वाग्मी महेन्द्रो वसुदो वसुः ।
नैकरूपो बृहद्रूपः शिपिविष्टः प्रकाशनः ॥ ४२ ॥

سُبُجُو دُرْدَہَرُو وَاگِی مہیندرو وِسودو وِسُوہ
نِیک رُوپُو برہد رُوپِہ : شِپِی وِشٹ : پرکاشنہ : - ۲۲ -

- ۲۶۵۔ سُبُجُو :- جن کے بازو جگت کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پریم سُندر ہیں۔
۲۶۶۔ دُرْدَہَرُو :- سب کو دھارن کرنے والے۔ جن کو کوئی دھارن نہیں کر سکتا۔
۲۶۷۔ وَاگِی :- اوم وید روپی دانی کے وکنا (۲۶۴) مہیندرہ :- جہان اندر، سوامیوں کے سوامی
۲۶۹۔ وِسودو :- دھن دینے والے (۲۶۰) وِسُوہ :- دھن سروپ۔ اکترا مایا سے خود ہی اپنے سروپ کو چھپانے والے
۲۷۱۔ نِیک رُوپِہ :- ایک سروپ۔ ایک اوتار دھارن کرنے والے۔
۲۷۲۔ برہد رُوپِہ :- بہت بڑے رُوپِہ والے (۲۶۳) شِپِی وِشٹ :- شِپِی یعنی کرنیں۔ اُن میں پر وِشٹ۔ سورج رُوپِہ
۲۷۴۔ پرکاشنہ :- سب کو روشن کر نیوالے (شلوک ۲۷)

ओजस्तेजोधुतिधरः प्रकाशात्मा प्रतापनः ।
ऋद्धः स्पष्टाक्षरो मन्त्रश्चन्द्रांशु भस्करधुतिः ॥ ४३ ॥

او جس تیج و دیتی دھرہ : پرکاشا تما پرتاپ نہ :
اِردھ : سِپٹا کشر و منتر شچندر انشر مہاسکر دیتی : - ۲۳ -

- ۲۷۵۔ او جس تیج و دیتی دھرہ :- بل۔ شورتا اور پرکاش کو دھارن کرنے والے۔ اکترا بل سروپ۔
تیج سروپ۔ گیان سروپ۔ پرکاش کو دھارن کرنے والے
۲۷۶۔ پرکاشا تما :- پرکاش سروپ
۲۷۷۔ پرتاپ نہ :- سورج روپ سے جگت کو تپانے والے
۲۷۸۔ اِردھ :- دھرم۔ گیان۔ ایشوریہ وغیرہ سے پری پورن
۲۷۹۔ سِپٹا کشر :- سِپٹ (بالکل عیاں) ہے اکثر یعنی اذکار جن کا تہ سروپ۔ پرتو (اوم)
واچیم۔

- ۲۸۰۔ منترہ :- تر وید منتر سروپ
۲۸۱۔ چندر آشوہ :- سنار کے تاپ کو دور کرنے کے لئے چندر کرن کے سان۔
۲۸۲۔ مہاسکر دیتی :- سورج کے سان جگت کے پرکاشک (شلوک ۲۳)

युगादि कृद युगावर्तो नैकमायो महाशनः ।
अहरयो व्यकुरूपश्च सहस्रत्रजिवनन्तजित् ॥ ४६ ॥

یگا دی کرد یگا ورتو نیک مایو مہاشنہ :

ادر شیو ویکت رویشچ سہسرجہ ننت جت : - ۴۶ -

- ۳۰۰ - یگا دی کرت :- میگ سمت وغیرہ کے کرتا۔ (۳۰۱) میگ ورتہ :- یگوں کا پریورتن کرنے والے
۳۰۲ - نیک مایہ :- انیک پرکار کی مایا رچنے والے (۳۰۳) مہاشنہ :- پرلے کال میں سب کو کھا جانے والے۔
۳۰۴ - ادر شیو :- نہ دکھائی دینے والے (۳۰۵) ویکت روپ :- پرگٹ سورپ
۳۰۶ - سہسرجہ :- ہزاروں کو جیتنے والے (۳۰۷) انت جت :- لاتعداد کو جیتنے والے (شلوک ۴۶)

پرار تھنا :- یگا ورتہ :- ہے دین بندھو ! آپ تو یگوں تک کا پری ورتن کر دینے والے ہیں۔ پری پری
میری دوست چت ورتیوں کو ہٹا کر اتم ورتی پیدا کر دینا آپ کے لئے کیا بڑی بات ہے۔ کریا کریں اور
میرے من کو سدا اپنے چرنوں میں لگائے رکھیں۔ یہی پرار تھنا بار بار ہے۔

इष्टोऽ विशिष्टः शिशिष्टः शिखण्डी नहुषो वृषः ।
क्रोधहा क्रोध कृत्कर्ता विश्वबाहुर्महीधरः ॥ ४७ ॥

اشٹو او ششٹہ : ششٹہ ششٹہ : شکھنڈی نہٹو : درشہ :

کرودھہ ہا کرودھہ کرت کرتا دشو باہر مہی دھسہ : - ۴۷ -

- ۳۰۸ - اشٹہ :- پریم آئندہ روپ ہونے سے سب کو پریہ لگنے والے۔ اتھوا یگیہ وغیرہ سے پوجت
۳۰۹ - او ششٹہ :- سب کے ہر دے میں سان روپ سے رہنے والے۔ منرو انتر یابی
۳۱۰ - ششٹہ ششٹہ :- سدا چاری پُرش جن کو پیارے ہیں۔ اتھوا جو سدا چاریوں کو پیارے لگتے ہیں۔
۳۱۱ - شکھنڈی :- مورنگٹ دھاری گویال کرشن کیگوں۔ (۳۱۲) نہٹہ :- مایا سے جیووں کو باندھنے والے۔
۳۱۳ - درشہ :- دھرم روپ ہو کر کماناؤں کو برسانے والے۔ (۳۱۴) کرودھہ ہا :- سجنوں کے کرودھہ کو ناش کرنے والے
۳۱۵ - کرودھہ کرت کرتا :- دشمنوں کے کرودھہ کو بڑھانے والے۔ اتھوا کرودھہ شیل۔ راکششوں وغیرہ کے پیدا
کرنے والے اور مارنے والے۔

۳۱۶ - دشو باہوہ :- جن کے بازو سب کے آدھار ہیں۔ اتھوا جن کی چاروں طرف ہاتھیں ہیں۔

۳۱۷ - مہی دھرہ :- پوچھنے یوگیہ۔ اتھوا پرتھوی کو دھارن کرنے والے۔

(شلوک ۴۷)

अच्युतः प्रथितः प्राणः प्राणदो वातवानुजः ।
अपां निधिरधिष्ठानमप्रमत्तः प्रतिष्ठितः ॥ ४८ ॥

اچیتہ : پرہتہ : پرانہ : پران دو باس وائحہ :
ایام ندھر دھشتھان میرمتہ : پریشہتہ : ۲۸۰

- ۳۱۸ - اچیتہ :- سب دکانوں سے رہت ۳۱۹ - پرہتہ :- پریشہتہ
۳۲۰ - پرانہ :- پران روپ سے پر جا کر زندہ رکھنے والے (۳۲۱) پران دہ :- یل کو دینے والے -
۳۲۲ - باس وائحہ :- اندر کے چھوٹے بھائی - واس روپ بھگوان (باوان اذتار)
۳۲۳ - ایام ندھیہ :- سمندر روپ بھگوان (۳۲۴) ادھشتھانم - کارن روپ پریم
۳۲۵ - اپرمتہ :- کرم انوشار پھل دینے میں ہمیشہ سادہ خان -
۳۲۶ - پریشہتہ :- اپنی جہا میں سخت (قائم) (شلوک ۲۸)

لے سر سام اسمی ساگرہ :- جل آشیوں میں میں سمندر روپ نپل (گیتا ادھیائے ۱۰ شلوک ۲۲)
پرانہ تھنا :- اچیتہ :- سب دکان رہت بھگوان : میری سب غامیوں کو دھڑکیجئے اور پورن روپ بنا کر اپنے
پورن روپ میں جانیجئے -

स्कन्दः स्कन्दधरो धुर्यो वरदो वायुवाहनः ।

वासुदेवो बृहद्भनुरादि देव सुन्दरः ॥ ४९ ॥

سکندہ : سکند دھرو دھریو وردو وایو وایہنہ

واسدلیو برہد بھانرا ددلوہ : پرندہ : ۲۹ -

- ۳۲۷ - سکندہ :- امرت روپ سے بننے والے (۳۲۸) سکند دھرو :- دھرم مارگ کو دھارن کرنیوالے
۳۲۹ - دھریہ :- ست جگت کے پالن پرکشن وغیرہ کے بوجھ کو اٹھانے والے
۳۳۰ - وردہ :- بھان روپ سے گنودان کرنے والے - اتھوا حب غشا اور دینے والے
۳۳۱ - وایو وایہنہ :- وایو کو چلانے والے (۳۳۲) واسدلیو :- سب میں بسنے والے دیو - اتھوا جن میں سب لوگ کرتے ہیں
۳۳۳ - برہد بھانرا :- بڑی ہے - سورج اور چندر میں پرکاش کرنیوالی ہے کرن جن کی - ہمارے شرم
۳۳۴ - آدی دیوہ :- کارن روپ دیو (۳۳۵) پرندہ :- دیوتاؤں کے دشمنوں کے پڑوں کو کاش کرنیوالے -
(شلوک ۲۹)

پرانہ تھنا :- وردہ :- ہے دیا ساگر ! آپ سرورہ ہیں - مجھ ہی وردان دیجئے کہ ہمیشہ آپ کا خلق کیا
کروں -

अशोक स्तारणस्तारः शूरः शौरिर्जनेश्वरः ।
अनुकूलः शतावर्तः पद्मी पद्मनिभेक्षणः ॥ ५० ॥

اشوکستان ستارہ : شوره : شور رجنیشورہ :

اؤ کوئلہ اشتاورتہ : پدی پدمنی بھیکشن نہ ۱ - ۵۰ -

۳۳۶ - اشوکہ :- شوک سے رہبت (۳۳۷) تار نہ :- سنار سمندر سے تار نے والے

۳۳۸ - تارہ :- جن مرتیو وغیرہ کے بچے سے بچانے والے (۳۳۹) شوره :- بڑے پراکرم والے

۳۴۰ - شوری :- شور میں گل میں آتین - کوشن روپ بھگوان (۳۴۱) جنیشورہ :- سب پرانیوں کے سوامی -

۳۴۲ - اؤ کوئلہ :- سب کے اؤ کوئل = اٹھواجن کے کوئی اٹھ (مخالف) نہیں -

۳۴۳ - اشتاورتہ :- پران روپ سے سینکڑوں نازل میں ورتنے والے - اٹھا - دھرم کی رکشا کے لئے
سینکڑوں روپ بدلنے والے

۳۴۴ - پدی - جن کے ہاتھ میں کمل ہے (۳۴۵) پدم بھیکشنہ :- کمل کے سمان نیتروں والے

(شوک نہ ۵)

پدارتھنا :- تار نہ :- ہے ناتھ ! اس سنار روپی اتھاہ سمندر سے آپ کے علاوہ مجھ دین ہیں کو کون پار
کرے گا -

पद्मनाभोऽरविन्दाक्षः पद्मगर्भः शरीर भूत ।

महर्षि ऋद्धो वृद्धात्मा महाक्षो गरुडध्वजः ॥ ५१ ॥

پدم ناہو ارفنداکشہ : پدم گرہبہ : شریر بھرت

مہہ روضہ روضہ وروہا تما مہاکشو گڑ ڈھوہہ :- ۵۱ -

۳۴۶ - پدم ناہو :- کنول ہے نات میں جن کے (۳۴۷) ارفنداکشہ :- کنول بھرت

۳۴۸ - پدم گرہبہ :- ہر دے کنول میں رہنے والے (۳۴۹) شریر بھرت :- آن روپ سے یا پران روپ سے شریر کا پالن کرنے والے

۳۵۰ - مہہ روضہ :- بڑی بھوتی والے (۳۵۱) اروضہ :- پر پرخ روپ سے بڑھنے والے -

۳۵۲ - وروہا تما :- وروہہ یعنی پرا ہے آتما جن کا یہ سب سے پرانے

۳۵۳ - مہاکشہ :- بڑی آنکھوں والے - مہا کوشن - (۳۵۴) گڑ ڈھوہہ :- جن کی دھوا میں گڑ کا نشان ہے

(شوک نہ ۵)

پدارتھنا :-

مہہ روضہ :- ہے پر بھو ! سب بھوتیاں آپ کے پاس ہیں - آپ میرے پیارے

سوامی ہیں - پھر میرے جیسا سردھی تالی (دولت مند) ! کون ہو سکتا ہے -

अतुलः शरभो भीमः समयसो हविर्हरिः ।

सर्वलक्षण लक्षण्यो लक्ष्मीवान् समितिक्रजयः ॥ ५२ ॥

آنکھیں شرمیلے بھیمہ : سم بیگیو ہو رہی ہری :

سرو لکشن لکشیہ لکشی وان سہمی تنجیہ : ۵۲ -

۳۵۵ - آنکھ :- جن کے سامان کوئی نہیں (۳۵۶) شرمیلے : شریہ میں آتم روپ سے محسوس ہونے والے

۳۵۷ - بھیمہ :- جن سے بھی ڈرتے ہیں - اتھوا ابھیم = اچھے دینے والے

۳۵۸ - سم بیگیہ :- اتھیتی - پائن اور سنگھار کے وقت کو جاننے والے - اتھوا - سم بھاوی جن کا بیگیہ یعنی ارادہ ہے

۳۵۹ - ہو رہی ہری :- سب بیگیوں میں آہوتی گہن کر میا لے - اتھوا جن کو بیگیہ میں بلاتے ہیں اور ہری = پاؤں کو ہرے والے

۳۶۰ - سرو لکشن لکشیہ :- سہمی پرمانوں سے جن کا گیان ہوتا ہے - اتھوا - سرو لکشن سپین -

۳۶۱ - لکشی وان :- لکشی جن کی چھاتی پر نواس کرتی ہے -

۳۶۲ - سہمی تنجیہ :- یدھ میں سدا دجے پانے والے -

(شلوک ۵۲)

विक्षरो रोहितो मार्गो हेतुर्दामोदरः सहः ।

महीधरो महाभागो वेगवान् मिताशनः ॥ ५३ ॥

وکشرو روہتو مارگو ہیٹو دامودرہ : سہ :

ہی دھرو مہا بھاگو ویک وان متاشنہ - ۵۳ -

۳۶۳ - وکشرہ :- اذاشی - وناش رمت (۳۶۴) رومتہ :- متیہ روپ بھگوان -

۳۶۵ - مارگو :- ٹکٹو جن کو ڈھونڈتے ہیں (۳۶۶) ہیٹوہ :- بگت کے کارن -

۳۶۷ - دامودرہ :- دم آدی (اندریہ شیم) سادھنوں سے جو پائے جاتے ہیں - اتھوا - شیودھانے جن کو دام

یعنی رشی سے پیٹ میں باندھا تھا (بال کرشن)

۳۶۸ - سہہ :- سب کو معاف کر میا لے - اتھوا دشمنوں کا ترسکار کرنے والے -

۳۶۹ - ہی دھرو :- پر بت روپ سے پرشوی کو دھارن کرنے والے -

۳۷۰ - مہا بھاگو :- مہیشور - بڑے بھاگ والے

۳۷۱ - ویک وان :- من سے بھی تیز رفتار

۳۷۲ - امی تاشنہ :- پر لے کل میں اہت (بلا نا پ تول) بھوجن کرنے والے ارتھات کال روپ سے سب کو

(شلوک ۵۳)

کھا جانے والے

उद्धवः क्षोभणो देवः श्री गन्धर्वः परमेश्वरः ।

करणं कारणं कर्ता विकर्ता गहनो गृहः ॥ ५४ ॥

آدبھوہ : کشو بھنو دیوہ : شری گمربھہ : پریشورہ :

کرگم : کارگم کرتا و کرتا گہنو گہنو گہنو : ۵۴ -

۳۷۳ - آدبھوہ :- سنار جس سے آپن ہوتا ہے ۔ اتھوا سنار بندھن سے رہت ۔

۳۷۴ - کشو بھنو :- اُپنی کال میں پر کرتی میں بھل پیدا کرنے والے ۔

۳۷۵ - دیوہ :- جگت کو پیدا کر کے کھیلنے والے ۔ اتھوا پرکا شمان ۔

۳۷۶ - شری گمربھہ :- جگت روپ و بھوتی جن کے پیٹ میں ہے ۔

۳۷۷ - پریشورہ :- بڑے ایشوریہ والے ۔ اتھوا سب سے پرے ورتان ۔ تمھارا ایشور ۔ سب کے پریرک ۔

۳۷۸ - کرگم :- جگت کی اُپنی کے ویش کارن (۳۷۹) کارگم :- جگت کے آبادان کارن (معالجہ) اتھوا نمبت کارن ۔

۳۸۰ - کرتا :- سونتر روپ سے جگت کو پیدا کرنے والے (۳۸۱) و کرتا :- عجیب و غریب سنار کو بنانے والے ۔

۳۸۲ - گہنو :- جن کے سروپ سامرقیہ اور کرم کو کوئی نہیں جان سکتا ۔

۳۸۳ - گہنو :- اپنی مایا سے آپ ہی چھپے ہوئے ۔

(شلوک ۵۴)

व्यवसायो व्यवस्थानः संस्थानः स्थानद्वयवः ।

परिधिः परमस्पष्टस्तुष्टः पुष्टः शुभेक्षणः ॥ ५५ ॥

ویوسایو ویو ستھانہ : سنستھانہ ستھان دو دھروہ :

پرر دھمیہ : پرر سپشت شستہ شستہ : شجے کشنہ : ۵۵ -

۳۸۴ - ویوسایو :- ست گیان سروپ (۳۸۵) ویو ستھانہ :- سب کے ستھان جن میں سب کی مراد ہے اتھوا سب کے ویو ستھان یعنی مراد

کرنے والے (۳۸۶) سنستھانہ :- پرلے کال میں جن میں سب کی سستی ہے ۔

۳۸۷ - ستھان دوہ :- کرم انسا سب کو ستھان دینے والے (۳۸۸) دھروہ :- اذناشی ۔ اچل ۔

۳۸۹ - پرر دھمیہ :- سب سے مرستہ و بھوتی والے (۳۹۰) پرر سپشتہ :- اوتھو شوجا والے ۔ اتھوا سب سے بڑے اور سپشت

۳۹۱ - شستہ :- پرر اسند سروپ ہونے سے اسند شستہ (۳۹۲) شستہ :- پرری پورن ہونے سے شستہ ۔

۳۹۳ - شجے کشنہ :- شجہ و شٹی والے ۔ اتھوا جن کا دشن شجہ ہے ۔

شلوک ۵۵

پرر دھمیہ :- ویو ستھانہ :- ناٹھ ! سبھی ویو ستھانیں آپ کے ادھین ہیں ۔ پھر میں کیوں اپنی

نئی ویو ستھانہ بنا دے ہوں ۔

रामो विरामो विरजो मार्गो नेचो नयोऽनयः ॥
वीरः शक्तिमतां श्रेष्ठो धर्मो धर्म विदुत्तमः ॥ ५६ ॥

رامو ورامو ورجو مارگو نے یو نیومیہ

دیرہ : شکتی تمام شریٹھ دھرم دھرم وڈتہ :- ۵۶ -

۳۹۴ - رامہ :- لیگی جن جن میں من کرتے ہیں۔ اٹھوا جو یوگی کے ہر دے میں من کرتے ہیں۔ اٹھوا جو آتما میں من کرتے ہیں۔ اٹھوا مراد ادا پر شوق اوار داشرفی رام سروب بھوان - (۳۹۴) ورامہ :- جن میں بگت کاوشرام ہوتا ہے۔

۳۹۵ - ورجہ :- رجوگن سے ربت (کیں ورتہ پاٹھ ہے یعنی دیرگی

۳۹۶ - مارگہ :- مارگ سروب - موکشن کا مارگ گمان ہے۔ بھوان سرگیان سروب ہیں۔

۳۹۸ - نے یہ :- جن کو برہم روپ میں پہنچا ہے۔ یعنی جو سروب۔

۳۹۹ - نیہہ :- لے جانے والا۔ یعنی مارگ بھی دی ہے۔ جس کو لے جانا ہے جو بھی دی ہے۔ لے جانے والے بھی دی ہیں۔ جہاں پہنچا ہے

وہ بھی دی ہیں (۴۰۰) انیہ :- جن کا کوئی پیریک نہیں (۴۰۱) دیرہ :- پر اکرم والے

۴۰۲ - شکتی تمام شریٹھ :- سب شکتان برہادیرہ سے شریٹھ (۴۰۳) دھرم :- دھرم سروب - اٹھوا دھرم سے پراپت ہونے والے

۴۰۴ - دھرم وڈتہ :- سبھی دھرم کے جاننے والوں میں اوم (شلوک ۵۷)

वैकुण्ठः पुरुषः प्राणः प्राणदः प्रणवः पृथः ।

हिरण्यगर्भः शत्रुघ्नो व्याघ्रतो वायुरधोक्षजः ॥ ५७ ॥

ویکٹھ پُرشہ : پرانہ : پران دہ : پرانہ : پرانہ : پرانہ :

ہرنیہ گرہہ : شتر و دھنو ویاپتہ واپور دھوکشجہ :- ۵۷ -

۴۰۵ - ویکٹھ :- انیک پرکارگی گتی کو روک دینے والے۔ انیکوں کو کٹھت کر دینے والے اور خود کٹھا ربت۔

۴۰۶ - پُرشہ :- سب شریروں میں آتم روپ سے نواس کرنے والے اٹھوا۔ سبھی پاؤں کا ناس کرنے والے،

۴۰۷ - پرانہ :- شواس روپ سے سب کا جیون دھارن کرنے والے

۴۰۸ - پران دہ :- پرلے کال میں سب کے پران کھنڈن کرنے والے۔

۴۰۹ - پرانہ :- استوتی کرنے و مسکار کرنے یوگیہ۔ اونکار سروب - (۴۱۰) پرانہ :- پر پنج روپ سے پھیلے ہوئے

۴۱۱ - ہرنیہ گرہہ :- سب شری کے کارن - اٹھوا ہرنیہ روپ برہانہ جن کے گہ میں ہے۔

۴۱۲ - شتر دھنو :- دیوتاؤں کے شتروں کو ناس کرنے والے (۴۱۳) ویاپتہ :- سب میں ویاپت و سر وگت

۴۱۳ - ویاپتہ :- سب کو سگندھت کر نیوالے

۴۱۵ - ادھوکشجہ :- جو نیچے کسی کشین نہیں ہوتے۔ اتر مکھ اندروں سے جن کا گیان ہوتا ہے۔ (شلوک ۵۷)

ऋतुः सुदर्शनः कालः परमेष्ठी परिग्रहः ।
उग्रः संवत्सरो दक्षो विश्वामो विश्वदक्षिणः ॥ ५८ ॥

ارتوہ: سدرشنہ: کالہ: پریشٹھی: پری گتہ:
اگرہ: نسبت سرور و کشو و شرامو و شود کشنہ: - ۵۸ -
۴۱۶ - ارتوہ - کال سرور (۴۱۶) سدرشنہ: جن کا گیان شوبہ ہے۔ اتھوہ جن کے نیتز سدر ہیں۔ اتھوہ جن کا دشر
شکھ دینے والا ہے۔ (۴۱۸) کالہ - کال روپ سے سب کو کھانے والے۔

۴۱۹ - پریشٹھی - اتم جہا میں استھت - اتھوہ ہر سے آکاش میں بخت
۴۲۰ - پری گرہ - شرن میں آنے والوں کو آشرہ ٹھکانہ دیتے والے۔ اتھوہ جن کا گیان سب جگہ ہے۔ اتھوہ بھگتوں کے
دیتے ہوئے پھل پتر کو گین کرنے والے۔

۴۲۱ - اگرہ - سب کو - پے دینے والے (۴۲۲) نسبت سرور - سب پرانی درگ جن میں شکھ کا نواس کرتا ہے۔
۴۲۲ - دکنہ - پتروں میں مہا پتر (۴۲۳) دشرامہ - سنار میں ٹھکے ہوئے مکشوروں کو دشرام یعنی آرام دینے والے
۴۲۵ - دشر دکنہ - سب کرموں میں پتر - اتھوہ و شول یعنی سنار میں ایک پتر - شلوک ۵۵

विस्तारः स्वावस्थाणुः प्रमाणं लजिमन्ययम् ।
अश्वोऽनर्थो महाक्रोशो महाभोगो महाधनः ॥ ५९ ॥

وستارہ: ستھادر ستھاؤہ: پرمانم: بیج نویہ یم
ارتھوہ انرتھوہ مہاکوشو مہابھوگو مہادھنہ: - ۵۹ -

۴۲۶ - وستارہ - جن میں سارا جگت پھیلا ہوا ہے (۴۲۷) ستھادر ستھاؤہ - جن کی ستھتی سو بھادک ہے اور جن میں پرتھوی
و غیرہ تھت ہیں۔ (۴۲۸) پرمانم - گیان روپ ہونے سے پرتیکش آدی پرمان سرور
۴۲۹ - بیج نویہ یم - وناش رہت سب کے کارن (۴۳۰) ارتھوہ - شکھ روپ ہونے سے جن کو سب ہی چاہتے ہیں۔
۴۳۱ - انرتھوہ - جن کو کسی سے کوئی غرض نہیں۔ ارتھات - سویم آیت کام
۴۳۲ - مہاکوشہ - اٹ مے وغیرہ بڑے بڑے کوش جن کو ڈھکنے والے ہیں۔
۴۳۳ - مہابھوگو - مہان - بڑا ہے شکھ روپ بھوگ جن کا۔
۴۳۴ - مہادھنہ - سب دھنیوں میں مہادھنی (supreme land lord) (شلوک ۵۹)

پر ارتھوہ: - مہادھنہ - ہے مہادھن: میری ساری در درتا کو پوری طرح دور کر دیجئے۔ سب سب طرف
سے من کو پورن بنشت کر دینے کی کرا پا کیجئے۔

अनिर्विण्णः स्थविष्ठो मूर्ध्मयूषो महामरुतः ।
नक्षत्रनेमि नक्षत्री क्षमः क्षमः समीहनः ॥ ६० ॥

انروتنہ: ستھ وشتھو بھو دھرم یو: لو مہا مکھ:

نکشتری نے مر نکشتری کشمہ: کشامہ: سسی ہنہ: ۴۰-

۴۳۵- انروتنہ :- پورن کام ہونے سے چننا رہت - بے فکر - (۴۳۶) ستھ وشتھ :- دراث روپ سے سخت

۴۳۶- بھو :- ستھ روپ - اتھوا پرتھوی سرورپ - اتھوا اتھوہ = جنم وغیرہ سے رہت

۴۳۸- دھرم یو: پم :- دھرم کاستون (۴۳۹) مہا مکھ :- جن کو اپن کر دینے سے یگیہ مہان یعنی بڑا پھل دینے والا ہو جاتا ہے

۴۴۰- نکشتری ہیہ :- تارا چکر کو گھمانے والے (۴۴۱) نکشتری :- تاروں میں چند سرورپ

۴۴۲- کشمہ :- سرورکاریہ سرورپ سب کاموں کے کرنے کی پوری طاقت رکھنے والے - اتھوا کشماشیل

۴۴۳- کشامہ :- سب کے قضا ہو جانے پر آتم روپ سے قائم رہنے والے

۴۴۴- سسی ہنہ :- سرشی پیدا کرنے وغیرہ میں بھلی پرکار دھنیشٹھا کرنے والے (شلوک ۶۵)

यज्ञ इज्यो महोज्यश्च क्रतुः सत्रं सतां गतिः ।
सर्वदशीर्विमुक्तात्मा सर्वज्ञो ज्ञानमुत्तमः ॥ ६१ ॥

یگیہ اجیو جیجیشخ کر توہ: سترم ستام گتیہ:

سرودرشی ویکتا تا سروگ یو گیان متمم ۴۱-

۴۴۵- یگیہ :- سرو یگیہ سرورپ (۴۴۶) اجیہ :- جن کے بٹے یگیہ کئے جاتے ہیں - اتھوا سب کے انشٹ دیو

۴۴۷- جے جیہ :- سب پوجنیوں میں بڑے پوجنیہ (۴۴۸) کر توہ :- یگیہ ویشیش سرورپ (ستمبھ سہت یگیہ کا نام کر توہ

۴۴۹) سترم :- ست پرشوں کے رکھشک - اتھوا یگیہ ویشیش سرورپ

۴۵۰- ستام گتیہ :- نکشتروں کے رکھشک

۴۵۱- سرودرشی :- سب کے سب کرموں کو دیکھنے والے

۴۵۲- ویکتا اتما :- سدا ملک سو بھاد

۴۵۳- سرو گیہ :- سرو - سرورپ - ارتھات سب کچھ دہی ہیں - اور گیہ :- جاننے والے اتھوا سرو گیہ تا

۴۵۴- گیان متمم :- اوتم گیان سرورپ

اتھوا اوتم اور گیان سرورپ

(شلوک ۶۱)

सुव्रतः सुमुखः सूक्ष्मः सुघोषः सुखदः सुहृत् ।
ममोहरो जितक्रोधो वीर बाहुर्विदारणः ॥ ६२ ॥

سُوَرتَہ : سُکھم : سُکھوشہ : سُکھم : سُکھد : سُہرت

منوہر و جت کرو دھو ویر باہر و دارنہ - ۶۲ -

۲۵۵ - سُوَرتَہ :- اوقم ہے نیم (ورت) جن کا (۲۵۷) سُکھم :- سُندر نکھ والے

۲۵۷ - سُکھم :- جو آنکھوں وغیرہ کے دشنے نہیں ہیں (۲۵۸) سُکھوشہ :- جن کا دیدروپی شبد توجہ دیتا ہے -

۲۵۹ - سُکھد :- ست پرشوں کو شک دینے والے - اقرا دشتوں کے سُکھ کو نانش کرنے والے -

۲۶۰ - سُہرت :- بدلہ نہ چاہ کر اپکار کرنے والے متر (۲۶۱) منوہر :- پریم آئند روپ ہونے سے من کو ہرنے والے -

۲۶۲ - جت کرو دھ :- جنہوں نے کرو دھ کو جیت رکھا ہے -

۲۶۳ - ویر باہر :- ویرمراہہ کی رکش کے لئے جن کے بازو طاقتور ہیں -

۲۶۴ - ودارنہ :- ادھر میں کانش کر گیا ہے - (شلوک ۱-۶۲)

پررار تھا :- سُہرت :- ہے میرے پریم سُہر ! میں اپنے لئے کیا : سُکھ : اسکتا ہوں - اکیان میں بھول کا

ہوں - آپ میکہ لئے جو کچھ دیں گے وہی واستوک (سچا - اصل) سُکھ روپ ہو سکے گا -

स्वायम् स्वच्छो व्याधी नौकात्मा नौककर्मकृत् ।
वत्सरो वत्सलो वत्सी रत्न गर्भो धनेश्वरः ॥ ६३ ॥

سَوَاینہ : سو وشنو ویاپی نیکا تہ نیک کرم کرت

وَتسرو وِتسلو وِتسی رتن گر بھو دھیشورہ : ۶۳ -

۲۶۵ - سَوَاینہ :- سب کو سنانے والے (۲۶۶) سو وشنو :- سوتسرت

۲۶۷ - ویاپی :- آکاش کے سماں ویاپک (۲۶۸) نیک آتما :- انیک سرورپ

۲۶۹ - نیک کرم کرت :- جگت کا پیدا کرنا - پالن کرنا وغیرہ انیک کام کرنے والے

۲۷۰ - وِتسرو :- جن میں سب جگت کو اس کرتا ہے -

۲۷۱ - وِتسلو :- بھگتوں پر پریم رکھنے والے - (۲۷۲) وِتسی :- دُتس روپ پر جا کا پالن کرنے والے -

۲۷۳ - رتن گر بھو :- رتن ہے گر بھو - رھید میں جن کے - سمندر سرورپ (۲۷۴) دھیشورہ :- سب دھن کے مالک گریہ روپ

(شلوک ۱-۶۳)

پررار تھا :- ہے پر بھو ! تیری شرن ہوں - میرے لئے جو مناسب (اُچت) سمجھیں کریں یا نہ کریں یہ لب آپ کی اچھا ہے -

धर्मगुब् धर्मकृद् धमी सदसत् क्षरमक्षरम् ।
अविज्ञाता सहस्रत्राशुर्विधाता कृतलक्षणः ॥ ६४ ॥

- دھرم گب دھرم کربو دھرمی سداست کٹش رم
اوگبنا سہسرا نشو ددھاتا کرت لکشنہ : ۶۲۔
۴۷۵۔ دھرم گپ۔ دھرم کی رکٹش کرنے والے (۴۷۶) دھرم کرت :- ویدیرا دا کے مطابق دھرم کو کوئی بولے چلانے والے۔
۴۷۷۔ دھرمی۔ دھرم کو دھارن کرنے والے (۴۷۸) ست :- ستہ ماتر = ستیہ پر برہم
۴۷۹۔ است :- پر پنج روپ (جگت روپ) اپر برہم (۴۸۰) کشرم :- جگت روپ سے فانی۔
۴۸۱۔ اکثرم :- کوئستہ روپ سے لافانی (کوئستہ = اہرن۔ لوبا کوٹنے والی)۔
۴۸۲۔ اوگیتا :- جن کو چاہنے والا دوسرا کوئی نہیں ہے۔
۴۸۳۔ سہسرا نشو :- جن کی ہزاروں کرنیں سورج وغیرہ میں پرکاشان ہیں۔
۴۸۴۔ ددھاتا :- سب کو دھارن کرنے والے۔ اتھوا پیدا کرنے والے۔
۴۸۵۔ کرت لکشنہ :- سدا چتین سروپ۔ سب کے لکٹش بنا کر والے اتھوا خود شری و تس وغیرہ لکٹش یعنی نشان (پتھر)
(شلوک ۶۳) رکھنے والے۔

गमस्तिनेमिः सच्चरस्थः सिंहो भूतमहेश्वरः ।

आदि देवो महादेवो देवेशो देवभृदगुरुः ॥ ६५ ॥

گمبہ ست نیمی ۵ : ستو ستھ : سنگھو بھوت مہیشورہ :
آدی دیو مہادیو دے ویشو دیو بھرو گورو ۵ : ۶۵۔

- ۶۸۶۔ گمبہ ست نیمی ۵ :- سورج روپ سے کرنوں کے منڈل میں دراجان۔
۶۸۷۔ ستو ستھ :- سدا ستوگن میں قائم۔ اتھوا سب پرانیوں میں موجود۔
۶۸۸۔ سنگھ :- شیر کے سان بہادر۔ اتھوا انر سنگھ کا نصف جسم سنگھ کا ہے، یعنی زین سنگھ بھگوان۔
۶۸۹۔ بھوت مہیشورہ :- سب پرانیوں کے مہان الیشور (۶۹۰) آدی دیو ۵ :- آدی سب بھوتوں کو پیدا کر نیوالے دیو۔
پرکاشان اتھوا سب سے پہلے دیو (۶۹۱) مہادیو :- سب سے بڑے دیوتا۔
۶۹۲۔ دیویشہ :- دیوتاؤں کے بھی سوامی (۶۹۳) دیو بھرت گروہ :- دیوتاؤں کے سوامی اندر کے بھی گروہ = حکومت (نشان)
(شلوک ۶۵) کرنے والے۔
پرارکتنا :- ستو ستھ :- ہے ناتھ : آپ ستوگن میں تھت ہیں۔ میرے راج تم (رجوگن۔ تموگن) کو دور کریں۔

उत्तरो गोपति गोप्ता ज्ञानगम्यः पुरातनः ।
शरीरभूत भृद् भोक्ता कपीन्द्रो भूरिदक्षिणः ॥ ६६ ॥

اُترو گوپتر گوپتا گمان گمیه : پُراتنه :

شریر بھوت بھرد بھوکتا کپیندرو بھور دکشنه - ۶۶ -

۶۹۲ - اُترہ :- سنار ساگر سے پار آنارنے والے - اٹھوا سب سے ادم

۶۹۵ - گوپتی :- گوپال روپ سے گھوڑوں کے پالک (پالنے والے) - اٹھوا - گو یعنی پر بھوی کے پالک

۶۹۶ - گوپتا :- سب کے رکھشک = محافظ (۶۹۷) گیان گمیه :- جن کی پراپتی گیان سے ہوتی ہے۔

۶۹۸ - پُراتنه :- سب سے پرانے - سدا رہنے والے۔

۶۹۹ - شریر بھوت بھرت :- پران روپ شریر کے کارن پانچ بھوتوں کو دھارن کرنے والے۔

۷۰۰ - بھوکتا :- سب کے پالک - اٹھوا سب سے بڑے آئندہ کا بھوک کرنے والے۔

۷۰۱ - کپیندرہ :- کپی = دراہ روپ ، اندر = اندر روپ - اٹھوا - بانروں کے سوامی (راجپنڈرجی)

۷۰۲ - بھوری دکشنه :- بہت دکشنا والے - یگیہ کرنے والے

شکوہ ۶۶

सोमपोऽमृतपः सोमः पुरुजितः पुरुसत्तमः ।
विनयो जयः सत्यसन्धो दाशार्हः सात्वतांपतिः ॥ ६७ ॥

سوم پو امرت پہ سومہ : پُرو وجت پُرو ستئمہ :

ون یو جے یہ : ستیہ سندھو داشراہہ : ساتوام پتی ۷۰۵ - ۶۷ -

۷۰۳ - سوم پہ :- سب یگیوں میں سوم رس پینے والے (۷۰۴) امرت پہ :- امرت کو پینے اور پلانے والے۔

۷۰۵ - سومہ :- چندر روپ سے اوشدھیوں کو نیشٹ کر نیوالے اٹھوا پاروتی کے ساتھ - یعنی شور روپ -

۷۰۶ - پُرو وجت :- بہتوں کو جیتنے والے - سُر وجیتا (جے تا)

۷۰۷ - پُرو ستئمہ :- شور روپ - سریشٹھ تم یعنی سب سے افضل۔

۷۰۸ - ون یہ :- دُشٹوں کو ڈنڈ دینے والے - (۷۰۹) جے یہ :- جیتنے والے - جے شیل۔

۷۱۰ - ستیہ سندھ :- ستیہ سنکپ = جن کا سنکپ سدا تپتا ہے۔

۷۱۱ - داشراہہ :- داش = دان ، ارہہ = یوگیہ - ارتھات دان دینے کے یوگیہ ، اٹھوا - شریر کرشن

کے روپ میں یادو۔

۷۱۲ - ساتوام پتی :- یادوؤں کے پالک - اٹھوا بھگتوں کے پالک -

(شکوہ ۶۷)

जीवो विनयिता साक्षी मुकुन्दोऽमित विक्रमः ।
अम्भो निधि रनन्तात्मा महोदधि त्रयोऽन्तकः ॥ ६८ ॥

رجیو وینیتا ساکشی مکندو ایت وکرمہ :
امبھو نینتا تا مو و دھیشو انت کہ : - ۶۸ -

- ۵۱۳۔ رجیو :- جو آتا روپ
۵۱۴۔ وینیتا ساکشی :- پر جاؤں کی وینیتا = وینیتو کے ساکشی یعنی پر جا کی نیتا کے ساکشی۔ (وینیتو = نیتا)
۵۱۵۔ مکندہ :- مکتی دینے والے (۵۱۶) ایت وکرمہ :- انت پر اکرم والے۔ پر اکرم شالی یعنی شکی شالی۔
۵۱۷۔ امبھو ندھی :- جن میں دیوتا وغیرہ لین ہوں۔ امبھو سمندر روپ۔
۵۱۸۔ انت آتا :- انت سروپ۔ ارتھات دیش کال یعنی جگہ و دت سے لا محدود۔
۵۱۹۔ مو و دھیشہ :- سمندر میں سونے والے (۵۲۰) انت کہ :- یم روپ ہو کر سب کا انت (خاتمہ) کر نیوالے۔
(شلوک ۶۸)

پیر ارتھنا :-
وینیتا ساکشی :- ہے ناٹھ ! جیکہ آپ میرے سارے کرموں کے ساکشی ہیں تو پھر میں آپ کے آگے
اپنی کیا مغائی رکھ سکتا ہوں۔ جیسا بھی ہوں آپ کا ہوں۔

अजो महार्हः स्वामावयो जितामित्रः प्रमोदनः ।
आनन्दो नन्दनो नन्दः सत्यधर्मा त्रिविक्रमः ॥ ६९ ॥

اجو مہارہہ : سوا بھادیو جتا مینترہ : پر مودنہ :
آندو نندو نندہ : ستیہ دھرماتر وکرمہ : - ۶۹ -

- ۵۲۱۔ اجو :- دشمن سے پیدا ہونے والے کام دیو۔ ست سروپ
۵۲۲۔ مہارہہ :- پوجا کے بڑ گیدہ۔ پوجنیہ (۵۲۳) سوا بھادیو :- سدا سو بھادو بعد سروپ
۵۲۴۔ جتا مینترہ :- جنہوں نے بیرونی و اندرونی شترؤں کو جیت رکھا ہے۔
۵۲۵۔ پر مودنہ :- آند دینے والے (۵۲۶) آندہ :- آند سروپ
۵۲۷۔ نندہ :- پر تن کرنے والے۔ (۵۲۸) نندہ :- سبھی سردھیوں سے سمپتن۔
۵۲۹۔ ستیہ دھرم :- گیان و غیرہ سچے ہیں۔
۵۳۰۔ تر وکرمہ :- تین قدموں سے تینوں گولوں کو ناپ لینے والے۔ یعنی باون ٹھیک گولان۔ (شلوک ۶۹)

پیر ارتھنا :-
پر مودنہ :- بنے پر بھیا آپ آند کے سمندر میں مجھ پر کر پا کر اپنے آند سے بھر لیں گے۔

महर्षिः कपिलाचार्यः कृतसो मेदिनीपतिः ।
त्रिपदादित्रयदशाध्यक्षो महाशङ्खः कृतान्तकृतः ॥ ७० ॥

ہرشیہ: کپلاچاریہ: کرت گیو میسینی پتیہ:
ترپردستر دشا دھیکشو ہا شرنکہ کرتانت کرت - ۷۰ -

- ۵۳۱- ہرشیہ: کپلاچاریہ:۔ حال رشتی کپیل آچار یہ سرورپ
۵۳۲- کرتگیہ:۔ جگت سرورپ اور آتم سرورپ دہ ہی جگت ہیں۔ دہ ہی آتم ہیں۔
۵۳۳- میدنی پتیہ:۔ پرتھوی کے سوامی (۵۳۴) ترپردہ:۔ تین ہیں ناپنے کے قدم جن کے (دامن روپ)
۵۳۵- ترودشا دھیکشہ:۔ تینوں گنوں کی تینوں دشاؤں کے سوامی۔ اتھوا دیوتاؤں کے سوامی۔
۵۳۶- ہا شرنکہ:۔ متیسہ روپ (متیسہ اوتار)
۵۳۷- کرتانت کرت:۔ جگت کا آنت کرتے والے۔ اتھوا مریٹو کے بھی ناپنے کرنے والے۔ (شلوک: ۱)

پرارتھنا:۔ ہے نا تھ! مجھ پر کر پا کیجئے۔ میسہ بھی دُرگونوں کو نشٹ کر دیجئے۔ مجھے اس قابل بنالیجئے کہ میں
آپ کی شرن میں آسکوں۔

महाबराहो गोविन्दः सुषेणः कनकाङ्गदी ।
गुह्यो गभीरो गहनो गुह्यश्चक्र गदाधरः ॥ ७१ ॥

ہا وراہو گووندہ: شیشہ: کنک آنکدی
گیو گبھیرو گہنو گہنش چکر گدا دھرہ: - ۷۱ -

- ۵۳۸- ہا وراہہ:۔ دراہ اوتار سرورپ
۵۳۹- گووندہ:۔ دیدوانی سے جن کی پراپتی ہے۔ اتھوا جو دیدانت واکوں سے جاتے جاتے ہیں۔
۵۴۰- شیشہ:۔ سندر ہے تین گُن (ستو۔ راج۔ تم) روپ فوج جن کی
۵۴۱- کنک آنکدی۔ سونے کے بچ بھوشن پہننے والے۔
۵۴۲- گبھیہ:۔ آئینہ دل سے جانتے یوگیہ۔ اتھوا ہرے گہیا میں لین
۵۴۳- گبھیہ:۔ گیان اور ایشوریہ کے بل سے گبھیہ۔
۵۴۴- گہنہ:۔ جن میں پردشت ہونا کھٹن ہے۔
۵۴۵- گپتہ:۔ گپت۔ اندریہ۔ دانی۔ من وغیرہ جن کو نہیں پاسکتے۔
۵۴۶- چکر گدا دھرہ:۔ لوک رکشت کے لئے من روپی چکر اور بدھتی تو روپی گدا کو دھارن کرتے والے۔
(شلوک: ۱)

वेधाः स्वाङ्गीकृतः कृष्णो दृढः संकर्मणोऽच्युतः ।
वरुणो वारुणो वृक्षः पुष्कराक्षो महामनाः ॥ ७२ ॥

ویدھاہ: سوانگو اچتہ کرشنو درڑھ: سُکرشنو چُصیتہ:

وَرُوَنُو وَاَرُوَنُو بَرُکُشہ: یُشک راکُشو مہا مناہ: ۴۲

۵۴۷- ویدھاہ :- برہاروپ سے جگت کو رچنے والے (۵۴۸) سوانگہ :- آپ ہی کاریہ کے کرنے میں معاون۔
۵۴۹- اچتہ :- جن کو کسی نے نہیں جیتا۔ (۵۵۰) کرشنہ :- کرشن دہلی پائن ویاس سرورپ

۵۵۱- درڑھہ :- جن کا سرورپ اور سامر تھپہ کبھی گھٹتا نہیں۔

۵۵۲- سُکرشنو چُصیتہ :- پرے کال میں ساری پر جا کو سمیٹ کر اپنے میں بلالینے والے اور مقام سے نہ وحلیت (پریشان)

مہلے والے۔ (۵۵۳) ورونہ :- سورج و جل ادھی پتی سرورپ۔

۵۵۴- وارنہ :- ورن کی ستان و شبث و اگت سرورپ۔

۵۵۵- درکشہ :- درکش کے سماں اچل سوکھا دوالے

۵۵۶- یُشک راکشہ :- ہر دے کل میں چنن کرنے یوگیہ (چنتیہ)۔ اچتہ اچت سرورپ سے پر کا شمان۔

۵۵۷- مہا مناہ :- بڑے من والے۔ وہ من سے ہی سرشتی بہتتی سنگھاہ کرتے ہیں۔ (شلوک ۴۲)

भगवान् भगहाड्डनन्दी वनमाली ह्लाद्युधः ।

आदित्यो ज्योतिसादित्यः सहस्रगुणति सत्तमः ॥ ७३ ॥

بھگوان بھگہا آنندی ون مالی ہلا یُدھہ:

آدیتو جیونترا ونیہ: سہسرتز گتی ستمہ: (۷۳)

۵۵۸- بھگوان :- بھگہا - ایشوریہ - دھرم - گیان - شری - دیر لگیہ بکش یہ چھ جن ہیں۔ ارحات سمیت ایشوریہ شالی۔

۵۵۹- بھگہا :- پرے کال میں سارے لوک کے ایشوریہ کو نشٹ کرتے والے (۵۶۰) آنندی :- بیکھ سرورپ ہونے سے سدا

آبندگی

۵۶۱- ون مالی :- پانچ بھوت (آکاش - وایو - اگنی - جل - پرتھوی) اور ان کی تین ماہرائیں (خبر پشش - رس - روپ گندہا) مت سرورپ

فے جنتی مالا کو دھارن کر نیوالے۔ اچتہ اتلسی گندہا پانچات کل ان پانچ پرکھ کے چولان کی بالا دھارن کر نیوالے

۵۶۲- ہلا یُدھہ :- ہل ہی جن کا ہتھیار ہے۔ بلیدر سرورپ بلرام جی (۵۶۳) آدیتہ :- آدیتی پسر۔ وانی بھگوان :-

۵۶۴- جیتی راوتیہ :- سورج منڈل میں قائم جیتی سرورپ۔ اچتہ - خودی جیتی سرورپ اور سورج سرورپ۔

۵۶۵- سہسرتز گتی ستمہ :- گتی ستمہ :- گتی ستمہ سب رکشک اور ستمہ :- سب سرشتیہ۔ (شلوک ۷۳)

सुधन्वा रवण्डपरशुर्दारुणो द्विविणप्रदः ॥

दिवः स्पृक् सर्वदृग्व्यासो वाचस्पतिरयोनिजः ॥ ७४ ॥

سُدهنوا کھنڈ پرشُتر دائرُو درون پرودہ :
دوہ سپرک سرو درگ ویاسو واپچپتر ریونجہ : ۷۴۔

۷۴۔ سُدهنوا ۱۔ سندرہ ہے اندر یہ آدی توب دھنش یا شانگ دھنش جن کا۔

۷۵۔ کھنڈ پرشُتر ۱۔ شترُوں کو مارنے والے کھارے کو دھارن کرنے والے پرشُترام سروپ۔

۷۶۔ دائرُنہ ۱۔ دُشٹوں کا ناش کرنے والے (۷۵) درون پرودہ ۱۔ بھگتوں کو دھن یعنی من چاہا پھل دینے والے۔

۷۷۔ دوہ ۱۔ سپرک ۱۔ شوگر کو چھونے والے (۷۶) سرو درگ ویاسو ۱۔ ویاس نخر روپ سے اتوا برہاروپ سے بھی
گیان یعنی وید وغیرہ کا دستار کرنے والے۔

۷۸۔ واپچپتر ریونجہ ۱۔ وڈیا کے سیامی ۱۔ اور لایونج یعنی مانا کے گربھ سے نہ پیدا ہونے والے۔ (شلوک ۷۷)

پرارتھنا ۱۔ دائرُنہ ۱۔ ہے دُشٹ دین ناتھ ۱۔ سنار میں بھی دُشٹ دُرگنوں کا دمن ہو کر سندر سدگنوں کا
پرکاش ہو۔ جس سے بھی سکھ اور آند کو پراپت کریں۔

त्रिसामा सामगः साम निर्वणिं भेषजं भिषक् ।

संन्यास कृच्छ्रमः शान्तो निष्ठा शान्तिः परायणः ॥ ७५ ॥

ترساما سام گہ : سام نروانم بھیش جم بھشک
سنیاس کرچھمہ : شانتو نشٹھا شانتی ۵ : پراپینہ : ۷۵۔

۷۶۔ ترساما ۱۔ تینوں ساموں سے جن کی استوتی کی جاتی ہے۔

۷۷۔ سام گہ ۱۔ سام وید کا گائن کرنے والے (۷۶) سام ۱۔ سام وید سروپ

۷۸۔ نروانم ۱۔ سرو وکھ ناشک ۱۔ پر م آند سروپ (۷۸) بھیش جم ۱۔ سنار روپ روگ کو ناش کرنے والی اوشدی۔

۷۹۔ بھشک ۱۔ سنار روگ کو ناش کرنے والی اپنشد وغیرہ پراودیا کا اپدیش کرنے والے (وید)

۸۰۔ سنیاس کریت ۱۔ موکش کے لئے چوتھا آشرم سنیاس کی رہنا کرنے والے۔

۸۱۔ شمتہ ۱۔ شتم سروپ (۸۲) شانتیہ ۱۔ دُشٹے سکھوں میں مکمل طور پر لگاؤ دہت۔

۸۳۔ نشٹھا ۱۔ آخر میں سب جن میں جذب ہوتے ہیں

۸۴۔ شانتی ۱۔ برہم ویدیا سوروپ۔

۸۵۔ پراپینہ ۱۔ پر۔ این ۱۔ سب سے اعلیٰ حاصل منزل۔ اعلیٰ منزل مقصود جو سب سے اونچی ہے۔ جہاں

جانے پر پھر واپس آنے کا شک نہیں رہتا۔ (شلوک ۷۵)

शुभाङ्गः शान्तिदः स्रष्टा कुमुदः कुवलेभ्यः ।
मोहितो गोपतिर्गोप्ता वृषभाक्षो वृषभियः ॥ ७६ ॥

شجھانگہ : شانتی دہ : سرشتا کڈہ : کویش یہ :
گوپتو گوپتی گوپتا ورش بھاکشو ورش پری یہ : - ۷۶ -

۵۸۷۔ شجھانگہ : سرشتا کڈہ : دے

۵۸۸۔ شانتی دہ : راگ دولیش رغبت و نفرت کو نش کر کے شانتی دینے والے ۔

۵۸۹۔ سرشتا : آغاز میں سب کو روچنے والے (۵۸۹) کڈہ : پرتوی پر آئندہ پانے والے

۵۹۰۔ کویش یہ : جل میں سونے (شیں کوٹنے) والے

۵۹۱۔ گوپتہ : گھوڑوں کے بھروسہ ۔ اتھوا پرتوی کا بوجھ ادا کر اس کا بہت کرنے والے ۔

۵۹۲۔ گوپتی : پرتوی کے سوامی (۵۹۲) گوپتا : جگت کے محافظ

۵۹۳۔ ورش بھاکشہ : سبھی کا منادوں کو پرن کرنے والی ہے نظر (درستی) جن کی

۵۹۴۔ ورش پری یہ : دھسرم جن کو پیارا ہے ۔ (شوک ۷۷)

अनिवर्ती निवृत्तात्मा संक्षेप्ता क्षेमकृच्छिवः ।

श्री वत्सवक्षाः श्री वासः श्री पतिः श्री मतां वरः ॥ ७७ ॥

انی ورتی : نورث آتما سنگھتیا کشیم کر چھوہ :
شری ولس وکشاہ : شری واسہ : شری پتی : شری متا ندرہ : - ۷۷ -

۵۹۵۔ انی ورتی : جن کو دلیرتاؤں اور راکھشوں کے یدھ سے کبھی فرصت نہیں ۔

۵۹۶۔ نورثا ترا : سوجا سے ہی جن کا آتما وشیوں سے نورث ہے ۔

۵۹۷۔ سنگھتیا : پھیلے ہوئے سنسار کو پرلے کال میں سکیڑنے والے ۔

۵۹۸۔ کشیم کرت : سب کی حفاظت کرنے والے (۶۰۰) شہ : نام سمن ماتر سے پوتر کرنے والے ۔

۶۰۱۔ شری ولس وکشاہ : جن کے دشمن قتل (چھاتی پر) میں شری ولس چھ یعنی نشان ہے ۔

۶۰۲۔ شری واسہ : جن کے ہر دے میں ہمیشہ کشمی رہتی ہے ۔ (۶۰۳) شری پتی : کشمی کے پتی

۶۰۴۔ شری متا ندرہ : شری مان = برہما وغیرہ میں پردھان (شوک ۷۷)

پرارکھتا :

ہے سرو کلیان کاری بھگوان ! آپ کی کرپا سے سارا سنسار کلیان کی شاہراہ پر

گازن ہو جائے ۔ سبھی بھولے بھٹکے سچے کلیان مارگ پر آجائیں ۔

श्रीदः श्रीशः श्रीनिवासः श्रीनिधिः श्री विभावनः ।

श्रीधरः श्रीकरः श्रेयः श्री मांलोकत्रयाश्रयः ॥ ७८ ॥

- شتری دہ : شتری شتہ : شتری نواسہ : شتری ندھی : شتری وبھاوندہ :
 شتری دھرہ : شتری کمرہ : شتری کے یہ : شتری مان لوک تریا شتریہ : - ۷۸ -
 ۷۰۵ - شتری دہ : بھگتوں کو لکشمی دینے والے (۷۰۶) لکشمی کے سوا ہی
 ۷۰۶ - شتری نواسہ : لکشمی جن میں سدالواس کرتی ہے - اشد لکشمی دانوں میں نواس کرنے والے
 ۷۰۸ - شتری ندھی : سبھی شوہايش جن میں سدالہتی ہیں
 ۷۰۹ - شتری وبھاوندہ : کرم الواس سب کو لکشمی - دھن ایشوریہ وغیرہ دینے والے -
 ۷۱۰ - شتری دھرہ : لکشمی کو دھارن کرنے والے - (۷۱۱) شتری کرہ : بھگتوں کو ایشوریہ دینے والے
 ۷۱۲ - شتریہ : پریم کلیان سورپ (۷۱۳) شری مان : شوہاوندے
 ۷۱۴ - لوک تریا شتریہ : یتوں لوگوں کے سہارے (شلوک ۷۵)

پیر ارہتھا : شتری دہ : ہے شتری دھر بھگوان : سارا سنار اس وقت شوہار میت ہو رہا ہے -
 کپا کچھے اے پھر سے اپٹائیے - پھر سے شری بہمن بنائیے -

स्वक्षः स्वङ्गः शतानन्दो नन्दिज्योतिर्गणेश्वरः ।

विजितात्माऽविधेयात्मा सत्कीर्तिश्चिक्कन्न संशयः ॥ ७९ ॥

- سوگشہ : سوگشہ : شتانندو : نندرجیو تر گنیشورہ :
 وجھاتا تا ددھے یا تما شتیکیرتش چھین نہ سنیشیہ : - ۷۹ -
 ۷۱۵ - سوگشہ : سند آنگھوں والے
 ۷۱۶ - سوگشہ : سند آنگھوں (اعضا) والے
 ۷۱۸ - نندی : پریم آند سرپ
 ۷۱۹ - جیو تر گنیشورہ : سونج چندر ماؤفہ کے ایشور ارہتات ان کو پرکاش دیئے - والے -
 ۷۲۰ - وجھاتا : جنوں نے من کو جیت رکھا ہے (۷۲۱) ددھے یا تما : جن کے سرپ کو کوئی بیان نہیں کر سکتا ہے
 ۷۲۲ - ست کیرتی : سچی کیرتی والے (۷۲۳) جن کو کوئی سند یہ نہیں (شلوک ۷۹)

پیر ارہتھا : جیو تر گنیشورہ : ہے پیر ہوا میرے اندر ہی اپنی جیوتی کا پرکاش دیتے کی
 کیا کریں - جس سے میرے اندر کا سارا اندھیرا
 دور بھاگ جائے -

उदीर्णः सर्वतश्चक्षुरनीशः शाश्वतस्थिरः ।

भूशयो भूषणो भूतिर्विशोकः शोक नाशनः ॥ ८० ॥

اُدیرنہ : سَرَوَتَش چکشتورینشہ : شاشوت سترہ :

بھوشینو بھوشنو بھو تر وشوک : شوک ناشنہ : ۸۰ -

۶۲۳ - اُدیرنہ :- سب سے سریشٹھ (افضل) (۶۲۵) سَرَوَتَش چکشتو :- جن کی نگاہ سب طرف سے بھی طرف دیکھنے والے

۶۲۶ - اُنی شہ :- جن کا کوئی سوا ہی نہیں سوئم ایشور (۶۲۷) شاشوت سترہ :- سدا رہنے والے اور دیکار بہت

۶۲۸ - بھوشینہ :- شری رام روپ سے دن میں بھومی پر سونے والے۔

۶۲۹ - بھوشنہ :- پرتھوی کو بھوشت کرنے یعنی سجانے والے

۶۳۰ - بھوٹی :- ایشوریہ سوروہ - ایشور سترہ - وشوک :- آند سروہ ہونے سے شوک بہت۔

۶۳۲ - شوک ناشنہ :- سرن کرنے مارتے شوک کو ناش کرنے والے (شوک نہ)

پرارکھنا :- شوک ناشنہ :- ہے شوک ناشن بھوان : کہو پائیجئے۔ ہم تجھ جیوں کے اتہ : کروں میں اگیان کے

کارن سدا رہنے والے شوک کو سدا کے لئے بڑھول کر دیجئے۔ آپ کے ہوا دوسرا کن ایسا کر سکے گا۔

अचिष्मानयितः कुम्भो विशुद्धात्मा विशोधनः ।

अनिरुद्धोऽप्रतिरथः प्रधुम्नोऽमित विक्रमः ॥ ८१ ॥

اچش مانرچیتہ : کمبھو وشدھاتما وشو دھنہ :

اُنی رُدھو اپر ترہتہ : پردیمینو امت وکر مہ : ۸۱ -

۶۳۳ - اچش مان :- پردھان تیج والے۔ سورج وچندرونیو انہیں کے پرکاش سے پرکاشان ہیں۔ ایشور سوئم سورج چندر سورپ

۶۳۴ - ارچیتہ :- برہما دیو سے پوجیت۔

۶۳۵ - کمبھہ :- گھڑے کے سامان جن میں سارا جگت بھرا ہوا ہے۔ ۶۳۶ - وشدھاتما :- وشدھہ - پوتر سورپ

۶۳۷ - وشودھنہ :- سرن کرنے مارتے پاؤں کا شودھن کر دینے والے۔

۶۳۸ - اُنی رُدھہ :- یڈھ میں نہ رکھے والے

۶۳۹ - اپر ترہتہ :- جن کے سامان کوئی دوسرا نہیں۔ ۶۴۰ - پردیمینہ :- اتم سہیتی والے

۶۴۱ - امت وکر مہ :- جن کے پر اکرم بل کا پری مان نہیں ہے۔ (شوک نہ)

پرارکھنا :- وشدھاتما :- ہے پر بھو ! آپ خود شدھ سورپ ہیں۔

کہو پائیجئے ہم سب کو شدھ کریں۔ تاکہ ہم آپ کے نزدیک پہنچ سکیں۔

کالنےمینیہا ویر: شور: شورجنےشور: ۱
 تریلوکاٹما تریلوکیش: کیشاب: کیشاھا ہریر: ॥ ۵۲ ॥

کال نیمی نہا ویرہ: شور: شورجنےشورہ:

ترلوک آتما ترلوکیش: کیشوہ: کیشی ہا ہری: ۸۲-

۴۴۲۔ کال نیمی نہا۔ کال نیمی راکھشش کو مارنے والے (۴۴۳) ویرہ۔ دشمنوں کو بھگانے والے

۴۴۴۔ شور: شور کل میں پیدا ہونے والے (۴۴۵) شورج نیشورہ۔ اندر آدی کے ایشور۔ سوامی

۴۴۶۔ ترلوک آتما۔ تین لک سہروپ۔ ۴۴۷۔ ترلوکیش۔ تینوں لوگوں پر حکومت کرنے والے۔

۴۴۸۔ کیشوہ۔ سورج وغیرہ کی کرین جن کے کیش ہیں۔ اتھا۔ برہما۔ دشمن۔ دشمنوں شکستیاں جن کے کیش یعنی انش

ہیں۔ ۴۴۹۔ کیشی ہا۔ کیشی راکھشش کو مارنے والے۔

۴۵۰۔ ہری:۔ پاؤں کو ہرنے والے۔ اتھا۔ سناہ کو ہرنے والے (شلوک ۸۲)

پرارٹھنا۔ ہری:۔ ٹھیک آپ ہری ہیں۔ سبھی پاؤں کو ہریتے ہیں۔ تھی تو بھگت لوگ

بار بار ہری ہری کہہ کر پکارتے ہیں۔

کامدےو: کامپال: کامی کانت: کھتاگم: ۱

انیردیشیہ وپور وشنو ویرو اننتو دھننجیہ: ۸۳-

کام دیوہ: کام پالہ: کامی کانتہ: کرتاگم:

انیردیشیہ وپور وشنو ویرو اننتو دھننجیہ: ۸۳-

۴۵۱۔ کام دیوہ:۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موش کو چاہئے والے جن کو چاہئے ہیں۔ اور پوجا کرتے ہیں۔

۴۵۲۔ کام پالہ:۔ کامنا پون کرنے والے۔ (۴۵۳) کامی۔ پورن کام۔

۴۵۴۔ کانتہ:۔ پریم سندھ۔ اتھا۔ برہما کانت کرنے والے (ک۔ برہما)

۴۵۵۔ کرتاگم۔ ویدتاسرو وغیرہ کے بنانے والے۔

۴۵۶۔ انیردیشیہ وپورہ:۔ جن کے شریر کا اظہار نہ کیا جاسکے۔ (۴۵۷) وشنوہ:۔ جن کی کانتی سارے سار میں پھیلی ہوئی ہے۔

۴۵۸۔ ویرہ:۔ گتی مان یعنی حرکت والے۔ (۴۵۹) اننتہ:۔ جن کانت نہیں ہے۔

۴۶۰۔ دھننجیہ۔ شستروں کے دھن کو جھینے والے۔ ارجن رُوپ (شلوک ۸۳)

لے پانڈوا نام دھننجیہ۔ گیتا اودھیاے ۱۰۔ شلوک ۳۳

[پانڈوؤں میں دھننجیہ = ارجن میرا سوروپ ہے (دیہوتی ہے)]

ब्रह्मरायो ब्रह्मकुद् ब्रह्म ब्रह्म ब्रह्मविवर्धनः ।
ब्रह्मविद् ब्राह्मणो ब्रह्मी ब्रह्मसो ब्राह्मणप्रियः ॥ ८४ ॥

برہمنیو برہم کرد برہم برہم برہم ووردھنہ:
برہم ود برہمنو برہمی برہم یگیو برہمن پرہیہ: - ۸۴ -
۴۹۱ - برہمنیہ = برہم = تپ - وید - ستیہ - گیان - ان کے ہتیشی (ہمدرد) - اتقوا جاننے والے -
۴۹۲ - برہم کرت = برہم = تپ - وید - ستیہ - گیان وغیرہ کے کرتا - (۴۹۳) برہما = سب کو رچنے والے - برہما روپ -
۴۹۴ - برہم = بڑے یا بڑھانے والے - ستیہ گیان آئندہ روپ برہم -
۴۹۵ - برہم ووردھنہ = تپ - وید - ستیہ - گیان وغیرہ کو بڑھانے والے -
۴۹۶ - برہم وت = وید کے ارتھ جاننے والے - (۴۹۷) برہمن = برہمن روپ سے ویدک گیان کا اپدیش کرنے والے -
۴۹۸ - برہمی = تپ - وید - ستیہ - گیان وغیرہ جن کے پاس ہیں - (۴۹۹) برہم یگیہ = وید گیتا - وید کے جاننے والے -
۵۰۰ - برہمن پرہیہ = برہمنوں کے پیارے - اتقوا جن کو برہمن پیارے ہیں - (شلوک ۸۵)
پہرا رکھنا: - ہے ناکھ! ایک روپوں میں آپ ہمارے کلیان کا کاریہ کر رہے ہیں - آپ دھنیہ ہیں -

महाक्रमो महाकर्मा महातेजा महोरगः ।
महाक्रतुर्महायज्वा महायज्ञो महाहविः ॥ ८५ ॥

مہاکرمو مہاکرما مہاتیجا مہورگہ:
مہاکرترمہایجوا مہایگیو مہاہویہ: - ۸۵ -
۴۹۱ - مہاکرمہ = بڑا ہے کرم = قدم جن کا -
۴۹۲ - مہاکرما = بڑا ہے سرشتی روپ کرم جن کا - (۴۹۳) مہاتیجا = بڑے تیج والے
۴۹۴ - مہورگہ = بڑے سروپ - واسکی روپ - (۴۹۵) مہاکرتوہ = مہان یگیہ سروپ
۴۹۶ - مہایجوا = سب سے بڑے اور لوک نگہ کے لئے یگیہ کرنے والے -
۴۹۷ - مہایگیہ = مہان یگیہ = جب یگیہ سروپ
۴۹۸ - مہاہویہ = مہان آہوتی سروپ (شلوک ۸۵)

لے "یگیہ نام جب یگیو امی" گیتا ادھیائے ۱۰ - شلوک ۳۷

سب یگیوں میں جب یگیہ میرا سروپ ہے - میری دیھوتی ہے -

ایک چپ گئی ہے جو کسی بیرونی ساگر کی ضرورت نہ رکھنے کے کارن کسی پرانی کو کسی پرکار کاشت دیئے بنا
پورا (سمپن) ہوتا ہے -

स्तवः स्तवप्रियः स्तोत्रं स्तुतिः स्तोतारणप्रियः ।
पूर्णः पूरयिता पूरायः पुण्यकीर्तिरनामयः ॥ ८६ ॥

ستویہ : ستوپریہ : ستوترم ستوتی : ستوتارن پریہ :
پورنہ : پوریتا پنیہ : پنیہ کیرتر نام یہ : - ۸۶ -
۴۷۹ - ستویہ :- استوتی کرنے یوگیہ
۴۸۰ - ستوپریہ :- استوتی جن کو پیاری ہے (۴۸۱) ستوترم بدگن ورنن سرورپ (۴۸۲) ستوتی :- استوتی روپ
۴۸۳ - ستوتنا :- استوتی کرنے والے بھی وہ ہی ہیں - (۴۸۴) کن پریہ :- پیدھ جن کو پیارا ہے -
۴۸۵ - پورنہ :- سب کامناؤں یا شکستوں سے پورن (۴۸۶) پوریتا :- اوروں کو پورن کرنے والے
۴۸۷ - پنیہ :- سرن کرنے مارتے پاؤں کو نشٹ کرنے والے = پریم پورتر -
۴۸۸ - پنیہ کیرتی :- پوتر کیرتی والے (۴۸۹) نام یہ :- سب روگوں سے رہبت شلوک - ۸۶ -

پرارہتنا :- پورنہ ، اتھوا - پوریتا :- ہے پورن سرورپ پرہو : ہم سبھی پورنوں کو کرپا کر کے
پورن بنائے - اور اپنا ہے - مجھے اپنا بناؤ نند لالہ

मनोजवस्तीर्थ करो वसुरेता वसुप्रवः ।
वसुप्रदो वासुदेवो वसुर्व सुमना हविः ॥ ८७ ॥

منو جو س تیرتھ کرو وسو ریتا وسو پرودہ :
وسو پرودو واسدلیو وسرو سمناس ہوی ۱۵ - ۸۷ -
۴۹۰ - منو جوہ :- من کے سان رفتار والے (۴۹۱) تیرتھ کرہ :- چودہ دیا اور اپا دیاؤں کے کرتا -
۴۹۲ - وسوریتا :- سونا چاندی وغیرہ سمیٹی والے (۴۹۳) وسو پرودہ :- دھن دینے والے = کبیر سورپ -
۴۹۴ - وسو پرودہ :- اتم دھن ، موکش بھکتوں کو دینے والے - موکش داتا - اتھوا دشٹوں کے دھن کو سرودا ماش کرنیوالے
۴۹۵ - واسدلیو :- وسدلیو پتر = کرشن روپ بھگوان -
۴۹۶ - وسوہ :- جن میں سب پرانی نواس کرتے ہیں اتھوا جو اپنے کو اپنی مایا سے ڈھکے رکھتے ہیں -
۴۹۷ - وسمناس :- جن کا من وسو روپ ہے - (۴۹۸) ہوی :- آہوتی روپ (شلوک ۸۷)
لے برہم ارپنم برہم ہوی :- گیتا ادھیائے ۲ - شلوک ۱۵
ارپن بھی برہم روپ ہے - آہوتی بھی برہم روپ ہے
اگنی بھی برہم روپ ہے - وغیرہ وغیرہ

सद्गतिः सत्कृतिः सत्ता सद्भूतिः सत्यशयणः ।

शूरसेनो यदुभ्रेष्ठः सन्निवासः सुयामुनः ॥ ८८ ॥

- سدگتی ۵: ست کرتی ۵: ستہ سد بھوتی ۵: ست پر اینتہ ۵:
 شور سینو ۵: یڈو شریٹھ ۵: سنی واسہ ۵: سویا منہ ۵: - ۸۸ -
- ۴۹۹ - سدگتی ۵: گیانی پُرشوں سے پراپت کرنے یوگیہ - اتھوا شریٹھ بڑھی والے -
 ۵۰۰ - ست کرتی ۵: جن کا سرشی پیدا کرنا وغیرہ کرم شریٹھ ہے -
 ۵۰۱ - ستہ ۵: ستہ روپ - ادویت یعنی ایک برہم
 ۵۰۲ - سد بھوتی ۵: ایک روپ ہوتے ہوئے بھی انیک پرکار سے دکھائی دینے والے -
 ۵۰۳ - ست پر اینتہ ۵: گیانیوں کی منزل مقصود - سب سے اتم پراپت کرتے یوگیہ ستمان
 ۵۰۴ - شور سینو ۵: جن کی سینا پر اکرم ثالی ہے (۵۰۵) یڈو شریٹھ ۵: کرشن روپ سے یادووں میں پردھان
 ۵۰۶ - سنی واسہ ۵: ودوانوں کے سہارے (۵۰۶) سویا منہ ۵: سندریا کے چکد (گھیر) جن کے چاروں گردہیں اکالید کو ڈنڈ دیتے وقت
 پرار تھنا ۵: سویا منہ ۵: واہ نٹور! ناچنے کے لئے رنگ بھومی بہت اچھی ڈھونڈی (شلوک ۸۵)
 اکالیناگ کے پین پرناچ کیا) ٹھیک ہے - آئیے میرا انتہ کرن جوینا رڈ پی تالاب ہے اس کو موہ رہی کالیہ نے
 دوست کر رکھا ہے - اس کا بھی تو دمن کیجئے - اسے بھی ڈنڈ دیجئے - موہ دور بھگائیں -

भूतावासो वासुदेवः सर्वसुखलियोऽनलः ।

दर्पहा दर्प दो दृष्टो दुर्धरोऽथापराजितः ॥ ८९ ॥

- بھوتا واسو واسد یوہ ۵: سروا سئل یو آن لہ ۵:
 درپ ہا درپ دو درپتو در دھرو اتھا پرا جتہ ۵: - ۸۹ -
- ۵۰۸ - بھوتا واسہ ۵: سب پرانی جن میں لو اس کرتے ہیں (۵۰۹) واسد یوہ ۵: اپنی مایا سے جگت کو ڈھکنے والے
 ۵۱۰ - سروا سئل یو ۵: سبھی پرانی جن میں لین ہوتے ہیں (۵۱۱) آن لہ ۵: جن کی شکستی اور سبستی کا انت نہیں ہے
 ۵۱۲ - درپ ہا ۵: دھرم کے مخالفوں کے انکار کو ناسخ کرنے والے (۵۱۳) درپ دہ ۵: دھرم ابھیمان کو دینے والے -
 ۵۱۴ - درپتہ ۵: اتم روپی امرت دسا سواد سے سدا ترپت - (۵۱۵) در دھرو ۵: جن کی دھارنا مشکل سے ہوتی ہے -
 ۵۱۶ - اپرا جتہ ۵: جو بیرونی دشمنوں سے اور اندرونی شتر دژ سے کبھی جیتے نہیں جاتے -
 (شلوک ۸۹)

پرار تھنا ۵: درپ ہا ۵: واہ بھگوان! آپ کا تو نام ہی درپ ہا = درپ ہاری ہے
 کئی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ آپ کا بھوجن ہی درپ یعنی انکار ہے - ٹھیک ہے
 پھر بعد آپ اپنے بھگتوں کے پاس انکار کیوں رہنے دیں گے -

دشنو سہسرام کا بقیہ مضمون ماہ مارچ ۱۹۶۸ء کے پرچہ میں چھپے گا -

مہارانی کنتی

”میدان جنگ میں دھرم پر فریٹنے کا اپدیش دینے والی بیڑا“

بھگت مال سپانڈوؤں کی ماما کنتی کا شمار بھی بھگتوں میں ہے۔ اُس کا من ہمیشہ پر بھوکے چروں میں پس رہتا تھا۔ اور کسی دنیاوی چیز سے اُسے آسکتی نہ تھی۔ بھگوان کرشن جی نے ایک دفعہ دریافت کیا کہ ماما! آپ کی دلی بھیا کیا ہے۔ ظاہر کرو۔ پورن ہوگی۔ جواب دیا۔ میں بیڈ (مہاسب) چاہتی ہوں۔ کیونکہ دنیا میں یہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو منش کو بھگوان کے سمکھ رکھتی ہے اُسے اپنے پیروں کے جسم سے ہرگز پریم نہیں تھا بلکہ وہ انہیں کھشا تر دھرم میں ہر وقت سولا آنے پورا اترنے والا دیکھنا چاہتی تھی۔ چنانچہ کور وکھشیر کے میدان جنگ میں اُس نے اپنے بچوں کا آساہ بڑھانے کے لئے سبھنے کی ماما وولا کی کھٹا سٹائی تھی۔ جو مردوں کو زندہ کرنے والی ہے چنانچہ وہ کھٹا ذل میں درج کی جاتی ہے۔

وولا سسی تیجسوی مان کے گربھ میں جنم لے کر بھی سبھنے ڈرپوک اور کول سو بھاوا والے تھے۔ برہنہ کے راج کے ساتھ جب اُن کا یڈ تھ ہوا، تو وہ جان کے خوف سے میدان جنگ میں بھاگ کر گھر میں آکر سو رہے اور بچوں کی مانند رونے لگے۔

وولا نے پتر کے گھر میں آکر اُس کی حالت دیکھی، تو وہ انہی روپ تیجسوی ماما کو دودھ سے جلت ہو کر بولی۔ اوڈرپوک اتم موت کے ڈر سے میدان جنگ سے بھاگ کر گھر میں خوفزدہ عورت کی مانند رو رہے ہو۔ دھتکار ہے نہیں۔ تم نے پتا کی پشت سے میرے گربھ میں جنم لیا ہے یا کسی بہن کل میں پیدا ہو کر اس راجیہ کے راجیشور بن گئے ہو۔ اُسے پُرشتو وہیں لیشو! انسانیت سے خالی حیوان! تمہاری کیرتی نشٹ ہو گئی ہے۔ تمہارے راجیہ کو شرو نے جیت لیا ہے، اب کس لئے وریٹھ جیتے ہو؟ دوسروں کے حملے پرواشت کرنے کی وجہ سے تو پرش (مرد) کہلاتا ہے۔ جو استریوں کی مانند ہے جو ش، ایسے اُمنگ زندگی بسر کرتا ہے اور جو دشمن کے خوف سے جان بچا کر بھاگ جاتا ہے، وہ کیونکر پُرش کہلا سکتا ہے؟ استریوں کو بھی اپنی ہانتا ہوتی ہے۔ استریاں بھی مہست چرتر (اگلے چال چلن) سے پرقتوی پریش پاتی ہیں۔ استریاں بھی دین نہیں ہو کر جینا پسند نہیں کرتیں۔ لیکن ہماری مانند جو بہن ہو کر جینا پسند کرتا ہے اور تمہاری طرح جو سماج میں گھرنٹ (مکر وہ) زندگی بسر کرتا ہے، وہ نہ تو پُرش ہے اور نہ ہی استری۔ وہ تو ادھم ہیچر ہے۔ خاندان کو مٹانے والے بدبختی کی مورت! تم نے میرے گھر آکر جنم لیا ہے، تم نے دشمن کو ہنساکر اپنے سب رشتہ داروں کا مٹہ کالا کیا ہے۔ تیج ادھ ویریہ ہیں! ڈرپوک اور بڑول! ۱۱

ایسا پتر کوئی بھی ماں اپنے گریہ میں دھامل نہ کرے۔

"سچے! ابھی اٹھو، جاگو، دشمن سے ہار کر اور دل شکستہ ہو کر موت پڑے رہو۔ دشمن سے مغلوب ہو کر راجہ سے گر کر اور لوگوں میں بدنام ہو کر تمہیں ایک دن بھکاری کی مانند خوار زندگی بسر کرنی ہوگی کیا ایسی ذلیل زندگی کی نسبت تمہارا مرنا بہتر نہ ہوگا؟ اگر تم دشمن کو جیت کر اپنے دیش کی رکشا نہیں کر سکتے تب ایک بیر کی نیایش جب تک تمہاری طاقت ختم نہ ہو جائے۔ دشمنوں کو مارتے مارتے خود مر جاؤ۔ لوگ کہتے ہیں

کہ غیرت مند آدمی کرتا ہوا بھی دشمن کی ٹانگیں پکڑ کر اسے اپنے ساتھ گرا لیا کرتا ہے۔"

اپنی ماں کے ان تیر و اکیوں سے دکھی ہو کر سچے بولے۔ "ماں! کیا میری موت سے تمہیں سکھ ملے گا؟ میں تو تمہارا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے مرجانے پر اس پر تھوی کے اوپر تجھے کیا سکھ مل سکے گا؟"

وہ لا بولی۔ "پتر! کیا میں چاہتی ہوں کہ تم مر جاؤ؟ تم بیر گل میں جنم لینے والے راج پتر اور راجہ ہو کر بھکاری کی زندگی بسر کرو گے جس ویش میں کوئی بھی آج تک دوسروں کا منہ تلکے والا اور دوسروں کے قدوں میں لیٹنے والا نہیں ہوا۔ اسی کل میں پیدا ہو کر تم دوسرے کے آدھیں ہو کر اس کے منہ کی طرف تلکتے رہو گے۔ جس نسل کے راجہ کھلے دل سے دھن دان کرتے چلے آئے ہیں جس کے وادے کوئی بھی بھکاری خالی نہیں پھرا۔ اسی ویش کے نام لیوا تم دوسروں کی دی ہوئی کھڑ جو کا (محمول گزارے) سے اپنا پالن کرو گے۔ تم کسی سائل کی درخواست منظور کرنے، کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے، پرورش کے لائق کو پالنے اور حفاظت کے محتاج کو بچانے کے قابل نہیں رہو گے۔ کیا اس دوشیر کو دیکھنے کی نسبت تمہارا مرجانا ہی

بہتر نہیں۔

اگر تمہارے اندر ذرا سی بھی انسانیت موجود ہے۔ اگر تم کھتری سنتان ہو۔ تب کیا تم اس سین جیون میں دوسروں کی بخشی ہوئی حقوڑی سی دولت لئے کر سکتی ہو رہو گے؟

چوہے کے ہاتھ حقوڑی سی چیز سے بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح جو نام و ہوتا ہے، وہ حقوڑا سا فائدہ دیکھ کر ذلیل حالت میں ہی مطمئن ہو رہتا ہے۔ اسی لئے میں کہتی ہوں۔ پتر! دشمنوں سے چلتے ہوئے دوسروں کے مشکور ہو کر ذلیل زندگی کبھی بسر نہ کرو۔ کھتری ہو کر دشمنوں کے پاؤں میں مت گر دو۔ تیج سے دکتا ہوا درخت پر تل گیا والا کھتری کبھی ہار کر گر پڑتا ہے۔ یہ کبھی ہونہیں سکتا۔ اسی لئے میں پھر کہتی ہوں۔ پتر! اٹھو، کھتری کا نام سادھک کرو۔ تمہارا سچے (فتح مند) نام و پڑھ نہ جائے۔ زندگی جاتی ہے تو جانے دو۔ ایک دفعہ تو کھتری کے تیج سے پر جات ہو کر دکھا دو۔ جو آگ صرف ایک پل کے لئے شعلہ زن ہو کر بجھ جاتی ہے۔ وہ تیج ہیں اور دیر تک دھکتے والی آگ سے ندر چھا بہتر ہے۔ اسی لئے اے سچے! میں نہیں کہتی ہوں کہ دھوئیں سے ڈھکی ہوئی بے چمک آگ کی مانند بہت دیر تک چیلنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک ہی دفعہ پیر تیج کا چمکا کر دکھا دو۔ نہیں تو ہمیشہ کے لئے بجھ ہی جاؤ۔

سنجے بولا۔ "ماں! تم کتنی سنگدل ہو۔ وہ جانے کس لوہے سے تمہارا دل تیار کیا ہے؟ کیا ویرتا کے اجمیان میں تو اپنی سبھ بدھ کھو کر پتر کے سینہ (محبت) کو بھی بھول چکی ہے؟ ماں! اپنے بچے پتر پر دیا کرو۔ اور سخت بچوں سے مجھے دکھاؤ نہیں۔ میں جان کے خوف سے تمہاری شرمن میں آتا ہوں۔ میری زندگی کی طرف دیکھو اور میری برائی کی خواہش نہ کرو۔"

وولالے کہا۔ "سنجے! میں تیری ماں ہوں۔ پتر سینہ ماں کا دھرم اور پتر کی بھلائی ہی ماں کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن اگر تمہیں شرمن ہیں، میں بین دیکھ کر بھی چپ بیٹھ رہوں۔ تو میرا پتر ایک گدھی کے پتر سینہ کی مانند ہوگا۔ کھشتری ہونا ہی کھشتری کا جیون ہے۔ اور کھشتری میں کی لاج رکھتی ہی کھشتری کی بھلائی ہے۔ کھشتری مانا پتر کا کھشتری جیون چاہتی ہے اور کھشتری کے گودو کو ہی اپنے پتر کا منگل سمجھتی ہے۔ جس کھشتری کے اندر تیج اور وکر کم نہیں ہے۔ وہ چور کی مانند گھرت ہے۔ کونسی مانا ہے جو اپنے چور پتر کے ساتھ پیار کرے گی۔ جو مال تیج ہیں، وڈیا ہیں، دلوک پتر لے کر بھی سکھی رہتی ہے۔ اس کا ماتری جنم برتھ ہے۔ ہائے! جس طرح مرے کوتیار آدمی دوانی لینا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح میرا پریم بھرا اپڈیش بھی تمہیں کٹش دینے والا پر تبت ہو رہا ہے۔ مگر اُسے پتر: مودہ اور بڈھی کے کارن ہی میری بات نہیں بھاتی۔ ایک دفعہ مودہ (بے ہوشی) اور دُر بڈھی (رج ہنی) کو دور کر دو پھر تم جانو گے کہ تمہارا فرض کیا ہے کیوں تم نے یہ محبت کھشتری جیون دھارن کیا ہے؟ اور کسوں میں تمہاری مانا ہو کر بھی تمہاری جان کی پرواہ نہ کرتی ہوئی تمہیں میدان جنگ میں جانے کے لئے ابھار رہی ہوں۔ پھر تم سمجھو گے کہ لڑائی اور فتح مندی کے لئے کھشتری جنم ہوا ہے۔ مصتوح اور احسان مند ہو کر خود زندگی بسر کرنے کے لئے نہیں۔ پھر تمہیں پتہ لگے گا کہ دشمن کے خوف اور دوسروں کے سہارے پر جینے کی نسبت رن کھشتری میں پران تیاگ دینا کس قدر سریشٹ ہے؟ ہاں پھر سمجھو گے کہ کم ہیں، آدم ہیں، اور بیکار زندگی کی نسبت کرم بیری کی نشیمن چٹھا بھی اڈھک سکھائی ہوئی ہے۔"

پتر! میں پھر کتنی ہوں من کو شکر کہ جان کے خوف سے ڈر ورت۔ پران دے کر ماں رکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تو نے مجھے سینہ میں کہہ کر میرا ترسکا دیکھئے۔ ایک بار کھشتری مانا کی "لائق سنتان بنو۔ کھشتریوں کی شان کے لائق تیج اور وکر کم سے دشمن کو دمک کر دو۔ بیکرل میں اپنا جنم سادھک کرو۔ جگت میں پیرتا کا گودو حاصل کرو۔ اپنے ساہس اور پیرتا سے سینا کے دل میں بھید دلیری اور سپادری پھونک کر دلش سے شتر کو دفع کرو۔ شتر سے جیتے ہوئے راجیکہ اڈھا کر کے دوسروں سے دکھی ہوئی ہوئی پر جا کر رکھا کر کے راج دھرم پالن کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ مانا کے ہر دے میں اپنے یوگیہ پتر کے لئے کتنا سینہ اور کتنی شتر دھا چھپی ہوئی ہے۔"

سنجے اٹھ کھڑا ہوا۔ ماں کے شعلہ زن الفاظ نے اُس کے دل میں دلیری پھونک دی۔ وہ اپنی نامردی سے خود بخود شتر مسار ہو کر ماں کو چرن دندا کرنا ہوا کہنے لگا۔ "یا تو شتر و کو شتر و کو جیت لوں گا یا پران تیاگ دوں گا۔"

یہی پرتیکہ کر کے سنجے میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا۔ ماں کے آتشین الفاظ میدان جنگ میں بھی سنجے کے کانوں میں ڈھول لی مانند بجتے رہے۔ آدمیہ آتساہ اور آمل وکر کم کے ساتھ سنجے نے بندھو راج کو فتح کر کے شانِ نصرت سے گھرداپس آکر ماں کو چرن دندانی؟ "ہندو جاتی ایسی ہی دیر لڑوؤں کی سنتان ہے۔"

عوام کے اپنے منہ انتظامیہ کا پختہ عہد

- باشندگان دہلی کی زندگی کے ہر پہلو کی ترقی
- صاف ستھرا اور مستعد انتظامیہ کا بندوبست
- کم لاگت والے پروجیکٹوں کے ذریعہ روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کرنا
- گندی و سلم، غیر مجاز بستیوں و نو آباد کالونیوں اور دیہی علاقوں کے باشندوں کو بہتر اور راحت والی سہولتیں

دوسرے خصوصی ترقیاتی پروگرام :-

- ہر سال ۷۰ - ۸۰ ہزار رہائشی اکائیوں کی تعمیر
- ہر پختہ کو معاشی طور پر خود کفیل بنانے کیلئے آسان شرحوں پر قرضے اور خام مال کا بندوبست
- سماج بہبود پروگراموں پر خصوصی زور
- عوام کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق نظام تعلیم کی از سر نو تنظیم و تشکیل
- بہتر اور باقاعدہ ٹرانسپورٹ سروس

سرکاری کام کاج میں ہندی کا زیادہ سے زیادہ استعمال
پالیسی طے کرنے میں عوام سے صلاح و مشورہ اور اشتراک

آئیے ہم سب ملکر دہلی کو ہندوستان کا ایک
آدرش شہر بنائیں

ضروری ادب ۱۔

رسالہ اوم کے معزز خریداران توجہ دیں

- ۱۔ اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرمادیں اور اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً مطلع کریں تاکہ آئندہ غلط پتہ کی وجہ سے پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔
- ۲۔ پتہ والی چٹ سے اپنا خریداری پتہ اپنی پاکسٹیک میں نوٹ کر لیں اور بوقت خلد کتابت یا منی آرڈر بھیجئے وقت اس کا حالہ ضرور دیں تاکہ آپ کے حکم کی فوراً تعمیل ہو سکے۔
- ۳۔ منی آرڈر کوین پر اپنا نام اور پورا پتہ خوشنما اردو انگریزی دونوں زبانوں میں لکھیں خریداری غریبانہ ہوئے کی صورت میں لکھیں کہ میں پرانا خریدار ہوں اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ بھی لکھیں کہ میں نیا خریدار ہوں۔
- ۴۔ سالانہ شانتی آنک "جنوری اور فروری ۱۹۶۷ء" گویا دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ اس کے نہ پہنچنے کے متعلق شکایت کرنا بے سود ہے۔ ہم ایسی چیزوں کا جواب نہیں دیتے۔ جواب طلباً مول کیلئے جوابی کارڈ بھیجئے۔
- ۵۔ منی آرڈر صرف "رسالہ اوم" دلی کے نام بھیجائیں کسی ذاتی نام پر ہرگز نہیں اور چیک بنام "اوم" دلی "THE OM DELHI" ہونا چاہیئے۔ دلی کے باہر کے چیک پر چٹا سا زائدا سال کریں۔ یا ملے کے کسی بینک کا ڈرافٹ بھیجیں۔ (مینجی)

بلغمی کھانسی؟



کھانسی کا وقتی طور پر دب جانا ہی کافی نہیں۔ اس کی مزید
آجکھنوں سے بچنے کے لیے آپ اس کا وسیع اور مکمل علاج کیجئے۔
مسالین میں دوسرے مفید اجزاء کے ساتھ پانچ جڑی بوٹیاں بھی
شامل ہیں جو بلغم کو کھانے میں مدد دیتی ہیں اور گھٹے کی خواہش
اور کھانسی کی مزید شکایتوں میں آرام دیتی ہیں۔



اس سے چھٹکارا پائیے

ہر طرح کی کھانسی میں
جلد آنا م کے لیے

رسالہ "اوم" دہلی کا دھرم پرچار پرکاشن

اوم پریسوں کی سہاست سے "دھرم پرچار پرکاشن" کے انٹرکٹ گذشتہ چھ سال کے دوران ہم رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کی سیوا میں بیسیوں دھارمک پیشکشیں مفت یا خاص رعایتی قیمت پر بھیجنا کر چکے ہیں۔ اب رسالہ "اوم" کے نمٹے یا پرائے بھی سالانہ خریدار ہمارے یہاں سے مندرجہ ذیل کتب خاص رعایتی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

شترید بھگوت گیتا کا سنکھشپت پانچ (اردو (پاکٹ سائز) مفت

بالمیک کی راماین (اردو حصہ اول) قیمت دس روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے

بالمیک کی راماین (اردو حصہ دوم) قیمت اٹھارہ روپے خاص رعایتی قیمت صرف دس روپے

سالنامہ یوگ انک ۱۹۶۶ء قیمت دس روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے

سالنامہ بھگتی انک ۱۹۶۷ء قیمت دس روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے

ضروری نوٹ :- اگر رعایتی قیمتیں صرف رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کے لئے ہیں۔

(۲) ہر کتاب کے لئے بھڑی ڈاک خرچ دو روپے علاوہ ہوگا۔

(۳) رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کیونکہ دی ہائی ٹیکنالوجی پر دو روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ (مینجر)

جن دن ان دیو سجنوں کے دھرم پرچار پرکاشن کھلے ہیں رخصت ۱۲۔۱۳ تک قوم و صول ہوتے

ان کے نام حسب ذیل ہیں :-

۱۱۔ راؤ مول چند پٹواری یونین جھم

۱۲۔ شری روشن لال جی لدھیانہ

۱۳۔ شری ہری کرشن جیندرو سرنیو کشر

۱۴۔ چمدی لکشی چند جی تلک گونی دہلی

۱۵۔ شری سنگھ اس جی سہارنپور (۱۶) شری انشوکار مدن گپال چانہ

۱۷۔ شری دشنو بندھو چانہ انبالہ جھاؤلی (۱۸) ملکیت و سراج جی چانہ

دشنو بندھو رانبالہ جھاؤلی (۱۹) پنڈت ہر چند جی دھلبانی لیس مقام

۲۰۔ پنڈت جیو رام جی شرم شاستری نگر لدھیانہ (۲۱) شری رام گوبال

چند گروہ (۲۲) شری بھگوان داس جی بلوہ گروہ (۲۳) میرو دلائی

پدم لور منڈی (۲۴) گیت دان حوص خاص نئی دہلی

۱۔ ملک سیتا رام جی بھوپال

۲۔ میسر موہن لال ہر کرشن لال جی سیل دہلی

۳۔ شری پریم ناتھ جی کھنہ دہلی

۴۔ شری موہن لال جی ساہنی سائیکل سٹور سگور

۵۔ گیت دان مالویہ نگر نئی دہلی

۶۔ شری ہر کرشن لال جی پردھانی سونی پت

۷۔ شرمستی کوشیا سرن بازار سیتا رام دہلی

۸۔ گاندھی کلاٹھ مارکیٹ دہلی

۹۔ پنڈت ہیم راج جی کھنہ ضلع ارچیانہ

۱۰۔ شری دھرم سنگھ شاہزاد پور کوآپریٹو سوسائٹی بڈوایا

Paper Products Manufacturing

PROP :- HIRALAL MURARILAL (P) LTD

Phone 527059



MANUFACTURERS OF :-

PAPER PLATES

PAPER NAPKINS

BAKING CUPS

PAPER BAGS

AND

QUALITY JOB AND BLOCK PRINTERS



SALES OFFICE

4087 KUCHA DILWALI SINGH

BAZAR AJMERI GATE

DELHI - 110006.

ADD SPICE & FUN TO WEDDINGS & PARTIES



with

MDH

KITCHEN KING



M.D.H. KITCHEN KING is a complete masala for all vegetarian and non-vegetarian dishes. Add salt to taste and enjoy a delicious dish every time



Our other popular products :

Daggi Mirch, Chana Masala, Chat Masala, Jal Jeera etc.

MAHASHIAN DI HATTI (P) LTD.

9/44, INDUSTRIAL AREA, KIRTI NAGAR, NEW DELHI-110015 | PHONE 585122

Chief Stockists : Roopak Stores, Ajmal Khan Road, New Delhi. 5 Phone : 562569

Stockists : Kishan Chand Suraj Parkash, Khari Baoli, Delhi. 6 Phone : 522217